تاریخ کے دریچے سے ایک خونچکاں داستان، عہد فرعون
کی ایک لرزہ براندام اور روح فرسا، طلسم انگیز سرگزشت
ہمزاد کا عشق

ہمزاد کا عشق

ماہنامہ ڈر ڈائجسٹ میں بے حد پسند کی جانے والی سلسلے وار کہانی ہمزاد کا عشق ،اب کتابی شکل میں آپ کے ہاتھوں میں موجود ہے۔کہانی کے متعلق چند خوبصورت باتیں تحریر کی گئی ہیں۔

چاند نے مشرق سے طلوع ہو کر ریگستانوں اور پہاڑوں اور طیبی کے وسیع شہر اور دریائے نیل کی ہلکی ہلکی تڑپتی موجوں پر نور برسانا شروع کیا۔شہر کے عالیشان اونچے دروازے اور چوپہل مینار جن کے برجوں پر تانبے اور سونے کی چادریں چڑھی تھیں، خاموش اور نورانی آسمان کے نیچے ایک عجیب عالم دکھانے لگے۔

شاہی محلوں کے دریچوں اور ہزار ہا مکانوں کی کھڑکیوں سے چراغوں کی روشنی ایسی معلوم ہوتی تھی جیسے آسمان پر تارے چھلکے ہوں۔بازاروں، باغوں اور بت خانوں کے صحنوں سے گانے بجانے کی سریلی آوازیں آنے لگیں۔شہر پناہ پر اس کی سنگین کنگروں اور سینہ پناہوں کے پیچھے حارس اور پاسبان اپنی اپنی چوکی سے پہرا پکارنے لگے۔

یہ عجیب منظر تھا جسے دیکھ کر ثوران کا دل بے قرار ہو گیا۔سوچنے لگا کہ اس وقت دولت و حکومت میرے قدموں کے نیچے پڑی سو رہی ہے۔وہ قصر عالیشان میرے بھائی فرعون کا ہے جو انسان کے قالب میں خدا مانا جاتا ہے مگر باوجود اس عظمت و بزرگی کے آج تک ایک بچہ

بھی اس کے گھر میں پیدا نہ ہوا جو اس کے مرنے پر وارث تخت ہوتا۔ موت بھی اس کی کچھ دور نہیں ہے۔ ہمیشہ بیمار رہتا ہے مگر ممکن ہے پردۂ غیب سے کوئی بات ظہور میں آئے۔ کوئی وارث پیدا ہو جائے جسے مصر کے لوگ خوشی سے اپنا بادشاہ تسلیم کر لیں۔ کیونکہ ملک کے تمام امراء عمائد ہیکلوں کے معزز خدام اور کاہن اور رعایا میں ہر طبقہ کے لوگ خواہ امیر خواہ غریب ایک خاص تعلق، خلوص و محبت کا، فرعون اور اس کے شاہی گھرانے سے رکھتے ہیں۔

برعکس اس کے مجھ سے سب ڈرتے اور نفرت کرتے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ میں ظالم و جفا کار ہوں اور ایک وحشی قوم کا خون میری رگوں میں موجود ہے۔ افسوس معلوم نہیں وہ کون سی خبیث روح تھی۔ جس نے میرے باپ کے دل میں یہ ڈالا کہ قوم ہکسوس کی ایک امیر زادی کو میری ماں بنائے۔ حالانکہ وہ بادشاہ تھا اور دنیا کی شکیل سے شکیل عورتیں خود اس کے محل میں منتخب کرنے کو موجود تھیں۔ لیکن جو کچھ ہوا اسے اب کون بدل سکتا ہے۔

کہانی کے متعلق چند خوبصورت باتیں آپ نے پڑھیں، لیکن اصل لطف پوری کہانی پڑھ کر ہی حاصل ہوگا۔ پڑھیے اور ہمیں اپنی رائے سے ضرور آگاہ کیجیے۔

(ادارہ)

ہزاروں برس گزرے کہ ملک مصر میں ایک دن شام کے وقت طیبی کے عظیم الشان شہر کی سب سے بیرونی فصیل کے نیچے دریائے نیل کے کنارے شہزادہ ثوران نے اپنے جہاز کا لنگر گرایا۔ یہ شہزادہ منوف اور اس کے متعلقہ صوبوں کا جو مصر صعید میں واقع تھے، حاکم تھا۔ طیبی اس زمانہ میں فرعون کا پایۂ تخت تھا۔ یہ وہی شہر ہے، جسے آج کل "القصر" یا الکرنک بلب نیل کہتے ہیں۔ ثوران ایک بھاری بھر کم سیاہ رنگت کا آدمی تھا۔ کیونکہ اس کی ماں قوم ہکسوس کی ایک عورت تھی۔ یہ وحشی و سیاہ فام قوم کسی وقت میں سلطنت مصر پر مستولی رہ چکی تھی۔ اس زمانہ سے باشندگان مصر کو اس سے ایک خاص عداوت اور نفرت چلی آتی تھی۔ شہزادہ اپنے پرتکلف جہاز کے عرشے پر ایک زریں شامیانے کے نیچے کرسی پر بیٹھا غروب آفتاب کی کیفیت دیکھ رہا تھا۔ اسی سمت میں شاہان مصر کے عالیشان مقبرے تھے جن کے گرد اونچی اونچی سیاہ پہاڑیوں کا ایک سلسلہ تھا۔ ان پہاڑیوں کی چوٹیوں پر قرص آفتاب اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا جیسے آگ کا ایک کرہ گردش کرتے کرتے قائم ہو گیا ہو۔

شہزادہ کے دونوں طرف ایک ایک کنیز کھڑی مورچھل ہلا رہی تھی۔ پیشانی کے بل اور آنکھوں کی سرخی دیکھ کر یہ کنیزیں بھی سمجھ رہی تھیں کہ شہزادے کی حالت اس وقت بہت غیظ و غضب کی ہے۔ اس کی تصدیق بھی جلد ہو گئی۔ ان میں ایک کنیز جس نے اس عالیشان شہر کو پہلے نہیں دیکھا تھا شفق کے رنگ میں اس کے اونچے اونچے محلوں اور بت خانوں کی کیفیت دیکھنے میں ایسی محو ہوئی کہ مورچھل کا کنارہ شہزادے کے سر کو لگا۔ غصہ تو پہلے سے آ رہا تھا۔ اتنا بہانہ کافی ہو گیا۔ فوراً کرسی سے اٹھا اور کنیز کے منہ پر اس زور سے طمانچہ مارا کہ وہ چکرا کر فرش پر گر پڑی

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

اور بہت آگ بگولہ ہو کر بولا۔

''اری گربۂ خبیث، بن بلائی! پھر ایسا ہوا تو اتنے درے لگاؤں گا کہ تن کے کپڑے کھال سے چپک جائیں گے۔''

کنیز جس کا نام مرطیرہ تھا رو کر کہنے لگی۔ ''آقا! خطا معاف ہو۔ دیدہ دانستہ ایسا نہیں ہوا۔ ہوا کا جھونکا مورچھل میں لگ گیا تھا۔''

شہزادہ نے کہا۔ ''اب احتیاط نہ کی تو ہوا کا جھونکا جس طرح مورچھل میں لگا تھا اسی طرح کوڑے تیری پیٹھ پر لگیں گے۔ بس رونا بند کر اور فوراً جا کر اشمون نجومی کو یہاں بھیج۔ تم دونوں مرداروں کی بری صورتیں دیکھتے دیکھتے تو نفرت ہو گئی ہے دور ہو بدبختو!''

مرطیرہ فرش سے اٹھی اور دوسری کنیز کے ساتھ جلدی جلدی زینہ سے اتر کر جہاز کے نیچے کے درجے میں آئی۔ غصے اور شرمندگی سے دانت پیس پیس کر کہنے لگی،

''مجھ کو گربۂ خبیث اور بن بلائی کہا ہے...... اگر یہی بات ہے تو میں بھی ربہ اسقط کی گود میں پلی ہوں جس کا سر بلی کا ہے اور جس کا کام مردم آزاروں سے انتقام لینا ہے۔''

دوسری کنیز نے کہا۔ ''ہاں، بہن! اور یہ بھی تو کہا کہ ہماری صورتیں بری ہیں۔ بری صورتیں بھی کس کی؟ ہماری! کون سا امیر رئیس ایسا ہے جو ہماری صورت کی تعریف نہ کرتا ہو۔ جی تو جب ٹھنڈا ہو کہ اس کلموہے سور کو کوئی مگرمچھ نگل جائے۔''

مرطیرہ نے کہا۔ ''دربار کے امیر رئیس اگر ہماری صورت کی ایسی ہی تعریف کرتے ہیں تو اس موذی سے ہمیں خرید کیوں نہیں لیتے۔ یہ کمبخت تو وہ ہے کہ ہم تو لونڈیاں ہیں اگر دام اچھے اٹھیں تو اپنی سگی بیٹیوں کو بھی بیچنے سے دریغ نہ کرے۔''

دوسری کنیز کہنے لگی۔ ''مفت ہی ملنے کی ہوس ہو تو دام دے کر کیوں خریدیں۔ بہن! میں تو اس فکر میں ہوں کہ خود ہی کسی کے پلے بندھ جاؤں۔ اس زندگی سے تنگ آ گئی ہوں۔ تم بھی موقع کی تلاش میں رہو۔ کسے خبر ہے کہ موت کا خدا اوسیرس کس کمین گاہ میں ہماری تاک لگائے بیٹھا ہو۔ موت کی گھڑی آتے کیا دیر لگتی ہے۔''

مرطیرہ نے جلدی سے کہا۔ ''بہن! بس چپ ہو جاؤ۔ دیکھو وہ سامنے اشمون نجومی بیٹھا ہے۔ یہ بڑا گھنا ہے اور دیکھو آج اس کا بھی منہ پھولا ہوا ہے۔''

اب یہ دونوں کنیزیں ہاتھ میں ہاتھ دیئے نجومی کے قریب آئیں اور جھک کر سلام کیا۔

مرطیرہ نے ادب سے کہا۔ ''اے منجم باکمال! ہم آپ کے پاس شہزادہ ثوران کا ایک حکم لے کر آئے ہیں! بس مہربانی فرمایئے، میرے چہرے کو اتنا نہ دیکھے جایئے، اس پر کسی سحر یا نجوم کے نقش نہیں ہیں بلکہ شہزادہ ثوران کی مبارک انگلیوں کے نشان ہیں۔ اس شہزادے کی اصل سے تو آپ واقف ہی ہوں گے۔ صحیح النسب خاندان مصر کے بادشاہ سابق یعنی فرعون آنجہانی جو اس وقت اوسیرس کے ملک فنا میں صاحب تاج و تخت ہیں۔ ان کے آپ فرزند ہیں۔ مگر ماں آپ کی وہ پاکیزہ نفس خاتون تھیں جن کو نقاش ازل رب طاح اور رب خیم نے جو کائنات کی روح ہے گہری سیاہی کے حوض میں غوطہ دے دیا تھا۔''

اشمون اتنا سنتے ہی کھنکارا اور پیچھے دیکھ کر کہ کوئی قریب تو نہیں ہے کہنے لگا۔

''بات کرنے میں احتیاط چاہئے۔ شہزادہ ثوران اپنی والدہ مرحومہ کے رنگ کی نسبت کوئی بات اس قدر تفصیل سے سننا پسند نہیں کریں گے۔ لیکن آپ کا گال کیوں اس قدر سرخ ہو رہا ہے۔ آخر کس قصور پر طمانچہ کھایا۔''

مرطیرہ نے کل قصہ سنایا۔

نجومی کہنے لگا۔ ''ثوران کی جگہ میں ہوتا تو اس عارض کا بوسہ لے لیتا۔ سچ تو یہ ہے کہ بلا کی حسین ہو۔''

اتنا کہہ کر یہ نجومی باوجود علم و فضل رکھنے کے اپنے مرتبہ کو ایسا بھولا کہ مرطیرہ کو میٹھی میٹھی نگاہوں سے دیکھنے لگا۔

مرطیرہ نے کہا۔ ''دیکھا بہن! میں نہ کہتی تھی کہ جس میوہ کا پوست سخت ہوتا ہے اس کی گری میٹھی نکلتی ہے۔ اے نجومیوں کے سرتاج! میں آپ کی اس تعریف کی بہت ممنون ہوئی لیکن اگر یہی قدردانی ہے تو آپ نجومی ٹھہرے ذرا ہمارا ستارہ بھی دیکھ کر ہماری تقدیر کا حال پڑھ دیجئے مگر یہ تکلیف مفت اٹھانی ہو گی۔''

نجومی معنی خیز انداز میں بولا۔ ''ضرور ضرور! مفت ہی سہی۔ اور اگر حق اُلٹ دیا بھی تو آپ کا اس میں کیا بگڑے گا۔ اچھا اب ان باتوں کو چھوڑیئے۔ یہ بتایئے کہ اس وقت شہزادہ کس رنگ میں ہے۔ معلوم ہوتا ہے غصہ بہت تیز ہے۔''

اتنا زبان سے نکلا ہی تھا کہ جہاز کے اوپر کے درجے سے ایک کڑکتی ہوئی آواز یہ کہتی سنائی دی۔

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

"کہاں ہے وہ ملعون نجومی۔"

مرطیرہ ڈر کر بولی۔ "کیوں میں نہ کہتی تھی اب اور کاغذ سمیٹنے سے کیا ہوگا۔ جیبوں میں کیا کم بھرے ہیں۔ جس حال میں ہو چلے جاؤ، دیر نہ کرو۔"

اشمون نے گھبرا کر مرطیرہ سے کہا۔

"مگر سوال تو یہ ہے کہ ان کاغذوں میں جو کچھ خبر نکلی ہے اسے سن کر شہزادہ خوش بھی ہوگا یا نہیں۔" اتنا کہہ کر اشمون زینہ کی طرف دوڑا۔ مرطیرہ اشمون کو بھاگتے دیکھ کر کہنے لگی۔

"مصر کے خدا تمہاری مشکل آسان کریں۔ کون سا خدا ہوگا جس کے سامنے اس وقت تمہیں ہاتھ نہ پھیلانے پڑیں گے۔"

دوسری کنیز کہنے لگی۔ "اگر جیتے جاگتے واپس آؤ تو ہماری قسمت کا حال بتانا نہ بھولنا۔"

ایک لمحہ کے بعد یہ فلک دراز قامت، لمبی اور جھکی ہوئی ناک والا نجومی جہاز کے عرشے پر پہنچ کر شہزادے کے سامنے حاضر ہوا اور اس قدر جھک کر آداب بجالایا کہ سُریانی وضع کی مخروطی ٹوپی گنجے سر سے پھسل کر فرش پر آرہی۔

شہزادے نے پوچھا۔ "حاضر ہونے میں اتنی دیر کیوں کی۔"

اشمون نے کہا۔ "حضور کی کنیزیں مجھے جلد تلاش نہ کرسکیں۔ اسے شاہان سلف کی یادگار۔ خدائے شمس کے فرزند! یہ ناچیز تو اپنے حجرے میں بیٹھا زائچے تیار کر رہا تھا۔"

شہزادہ کچھ نرم پڑ کر بولا۔ "میں سمجھا کہ دونوں چھوکریوں سے راز و نیاز کی باتیں ہو رہی تھیں۔ مگر نجومی یہ ابھی تو نے مجھے خدائے شمس کا فرزند کیوں کہا۔ یہ جملہ تو صرف شاہان مصر کے لئے بولا جاتا ہے۔ کیا تجھے آثار نجوم سے معلوم ہوگیا ہے کہ میں مصر کا......"

اشمون بات کر بولا۔ "نہیں حضور! بالکل اسی صورت ہیں جس طرح آپ نے فرمایا کوئی امر تحقیق نہیں ہوا اور نہ میں نے ایسے سوال کا جواب معلوم کرنا چاہا جو کم وبیش حل ہو چکا ہے۔"

ثوران نے بگڑ کر کہا۔

"کم وبیش! اس کم وبیش سے تیرا کیا مطلب؟ ہم اس وقت اپنی تقدیر کے اس مقام پر ہیں جہاں سے رستہ پھٹتا ہے۔ ہم کو اب تک نہیں معلوم کہ مصر شمال و مصر جنوب کا بادشاہ ہونا ہماری قسمت میں لکھا ہے یا تقدیر میں محض اتنا ہی اترا ہے کہ مصر صعید اور اس کے متعلقات کے ہمیشہ ایک ادنیٰ حاکم رہیں۔ ہم حقیقت حال معلوم کرنے کے بھوکے ہیں اور تو "کم وبیش" کی خالی

رکابی ہمارے سامنے رکھتا ہے۔ نجومی! تو کوئی بات چھپانی چاہتا ہے۔ بات کا جواب صاف نہیں دیتا۔"

اشمون نے نہایت عاجزی سے کہا۔ "جہاں پناہ! اگر اس نمک خوراک کو حضور کی منشاء معلوم ہو تو ضرور جواب عرض کرسکتا ہے۔"

ثوران نے کہا۔ "پہلا سوال تو یہی ہے کہ تو مجھے جہاں پناہ کیوں کہتا ہے۔ اس لقب سے صرف بادشاہ مصر کو خطاب کیا جاتا ہے۔ میں تو بادشاہ کی طرف سے محض ایک شہر کا حاکم ہوں۔ کیا اوضاع کواکب سے تجھے کوئی خاص بات تحقیق ہوئی ہے۔ کیا ہمارے حکم کے مطابق ہمارے مستقبل کا حال تو نے دریافت کرلیا ہے۔"

اشمون نے کہا۔ "یقیناً، تعمیل ارشاد میں فرق ہو اتنی مجال نہیں ہے کہ کل شب ہی کو فدوی نے تمام اجرام کا مشاہدہ کیا اور اس وقت سے اس وقت تک ان ہی مشاہدات سے نتائج نکالنے میں مشغول رہا۔ حضور سوال کریں میں جواب عرض کروں گا۔"

ثوران نے پوچھا۔ "جواب عرض کرے گا۔ معلوم ہے جو کچھ کہے گا۔ ارے کم بخت نجومی تیرے جواب میں سب کچھ ہوگا مگر سچ نہ ہوگا۔ اس لئے کہ تو نامرد اور بزدل ہے گو یہ سچ ہے کہ انسان کے مستقبل کو معلوم کرنا تیرے سوا دوسرے کا کام نہیں۔" اتنا کہہ کر ثوران کو پھر طیش آیا اور کہنے لگا۔

"لیکن ملعون اتنا سمجھ لے کہ اگر تو نے میرے سامنے جھوٹ بولا تو سر قلم کر کے فرعون کے پاس لے جاؤں گا اور کہوں گا کہ یہ ایک باغی نابکار کا سر ہے اور پھر تیرا دھڑ اس مقبرے میں دفن نہ ہوگا جو تو نے بہت تکلف سے تیار کرایا ہے بلکہ کسی مگرمچھ کے شکم میں ہوگا جہاں سے تیرا مردہ قیامت کے دن بھی نہ اٹھ سکے گا سمجھ گیا یا اور طرح سمجھاؤں۔ اچھا سن! اب مطلب کی بات سن، ذرا اپنی داہنی طرف دیکھ! سامنے کی وادی میں بہت سے مقبرے ہیں۔ ان میں مصر کے بادشاہ دفن ہیں اور قیامت تک ان ہی میں دفن رہیں گے۔ آفتاب اس وقت ان مقبروں کی پشت پر غروب ہو رہا ہے۔ یہ ساعت نحس ہے اس میں ذرا شبہ نہیں، لیکن مجبوری ہے۔ میں نے بہت چاہا تھا کہ صبح کے وقت اس شہر میں پہنچوں جب کہ آفتاب خانہ حیات یعنی مشرق میں ہو نہ کہ خانہ مرگ میں، جس سے مراد مغرب ہے۔ لیکن طوفان کے خبیث دیوطیفون نے بادمخالف اٹھا کر میری منزل کھوٹی کی اور میں بجائے صبح کے اس وقت شام کو یہاں پہنچا۔ اچھا، اب اس کل قصے

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

کی ابتداء اس کے خاتمہ سے کرنی چاہئے کیونکہ خاتمہ ہر چیز کا ایک دن ضرور ہونے والا ہے۔ اے آسمان کے رازدار بتا کیا مجھے اسی زندگی کے ختم کرنے کے بعد اس وادی میں جہاں مصر کے بادشاہوں کے سوا کوئی دفن نہیں ہو سکتا، موت کی نیند سونا ہوگا۔''

اشمون نے کہا۔ ''فدوی کا بھی یہی خیال ہے۔ حضور کا ستارہ بھی کم از کم یہی بتا رہا ہے۔'' اتنا کہہ کر نجومی نے آسمان کی طرف ہاتھ اٹھا کر ایک ستارے کی طرف اشارہ کیا جو مغرب میں جہاں شفق کی سرخی ختم ہوتی تھی ابھی ابھی چمکا تھا۔

شہزادے نے نجومی کو غصے سے دیکھ کر کہا۔ ''اشمون! تو ضرور مجھ سے کوئی بات چھپانا چاہتا ہے۔ صاف صاف بتا کیا ایک شاہی مقبرے میں جسے میں بادشاہ مصر ہو کر اپنی ابدی سکونت کے لئے تیار کراؤں گا، دفن ہونا میری مقسوم میں اترا ہے یا نہیں؟''

نجومی نے جواب دیا۔ ''اے ابن خاور! ملک زادۂ پاک نہاد۔ میں حضور سے کوئی بات پوشیدہ نہ رکھوں گا۔ گو حضور اس میں ناراض ہی کیوں نہ ہو جائیں۔ حضور کے خانۂ حیات میں چند نحس آثار اپنا عمل کر رہے ہیں۔ آپ کی راہ میں ایک اور ستارہ بار بار حائل ہو جاتا ہے۔ اگرچہ ایک مدت دراز تک آپ اس کو پردے میں لئے رہیں گے لیکن آخر کار وہ آپ کے ستارے کو محجوب کر دے گا۔ اس ستارے کے ساتھ ایک اور ستارہ بھی ہے۔''

ثوران نے جلدی سے کہا۔ ''وہ کس کا ستارہ ہے۔ کیا فرعون وقت کا ستارہ ہے۔''

اشمون بولا۔ ''نہیں! وہ عمون کا ستارہ ہے۔''

ثوران نے کہا۔ ''عمون کون؟''

اشمون بولا۔ ''رب عمون جو ابوالارباب ہے۔''

ثوران نے نجومی کے لفظ دوہرائے اور کہنے لگا،

''اگر رب عمون کا ستارہ ہے تو پھر وہ تو خدا ہے میں انسان ہوں۔ خدا سے کیونکر مقابلہ کر سکتا ہوں۔''

اشمون بولا۔ ''درست ہے۔ بلکہ یہ فرمائیے کہ دو خداؤں سے کیونکر مقابلہ کر سکتے ہیں۔ کیونکہ رب عمون کے ستارے کے ساتھ ساتھ رب حاسر یعنی ملکۂ عشق کا ستارہ بھی ہے۔ ہزار ہزار برس کی چند مدتیں گزری ہیں جن میں یہ دونوں ستارے اپنی رفتار میں ایک دوسرے کی طرف زیادہ مائل نہ تھے لیکن اب ان کا بعد باہمی کم ہوتا جاتا ہے۔ حضور کی مدت العمر میں ان کی

یہی کیفیت رہے گی۔'' یہ کہہ کر اشمون نے گوشۂ مشرق کی طرف ہاتھ اٹھایا جہاں غروب آفتاب کی گلابی روشنی کا کسی قدر عکس پڑ رہا تھا۔

دونوں کی نظر اس طرف جم گئی۔ تھوڑی دیر میں وہ ہلکی ہلکی سرخ روشنی مٹ گئی اور بالکل کورے آسمان پر ٹھیک اس جگہ جہاں آسمان زمین کے کنارے سے ملا معلوم ہوتا تھا ایک بڑا خوبصورت روشن ستارہ نظر آیا اور اس کے بالکل قریب ایسا قریب کہ دونوں مس کرتے معلوم ہوتے تھے ایک دوسرا ستارہ تھا۔ یہ دونوں ستارے چند لمحوں تک خوب چمکتے رہے پھر خط افق کے نیچے غروب ہو گئے۔

نجومی نے کہا۔ ''حضور! یہی رب عمون اور عشق کی ملکہ ربہ حاسر کے ستارے ہیں۔''

ثوران نے جھلا کر کہا۔ ''احمق، پھر اس سے کیا ہوتا ہے۔ میرے ستارے کو جہاں تو نے بتایا ہے اس سے یہ دونوں فاصلے پر ہیں۔ وہ غروب ہو چکے، میرا ستارہ روشن ہے اور آسمان پر برابر بلند ہوتا جاتا ہے۔''

اشمون نے کہا۔ ''یہ سب درست ہے لیکن ایک سال کے اندر یہ دونوں ستارے آپ کو ستارے کو منوف میں لے آئیں گے۔ اور اس کو چھپا کر خود ظاہر ہو جائیں گے رب عمون اور ربہ حاسر دونوں حضور کی مخالفت پر آمادہ ہیں۔ اس زائچے کو ملاحظہ فرمائیں۔ میں نے اس میں کواکب کی تمام گردشوں کو مرتسم کیا ہے حضور دیکھیں کہ آسمان پر یہ مقام ہے جہاں یہ دونوں ستارے آپ کے ستارے کو قطعی حجاب میں لے آئیں گے۔ اور یہ مقام ٹھیک اس وادی کے اوپر ہے جہاں مصر کے بادشاہوں کے مقبرے ہیں۔ اگرچہ اس امر کے وقوع میں بیس برس یا اس سے کچھ زائد زمانہ صرف ہوگا لیکن حضور مطمئن رہیں کہ اس بیس برس میں حضور کے سوا کسی کا ستارہ نہ چمکے گا۔''

یہ کہہ کر اس نجومی نے ایک بہت بڑا لپٹا ہوا کاغذ کھولنا شروع کیا۔ ''ثوران نے نجومی کے ہاتھ سے کاغذ چھینا اسے توڑ مروڑ کر گولا سا بنا کر نجومی کے منہ پر مارا اور کہا۔

''جھوٹے، مکار، یہ سمجھتا ہوگا کہ تیری اس بکواس سے میں ڈر جاؤں گا۔ دیکھ ہمارا ستارہ یہ ہے۔'' اتنا کہہ کر ثوران نے ایک چھوٹی اور چوڑی تیز تلوار نیام سے نکالی اور نجومی کے سر پر جو خوف سے کانپ رہا تھا اس کو پھرا کر کہا۔

''دیکھ......! فولاد کی یہ تیز دھار ہمارا ستارہ ہے جس کے ہم تابع ہیں کذاب ہوشیار رہ۔

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

بہت نجوم چھانٹ رہا ہے۔ کہیں یہ تلوار تیرے سر کو نہ گہنا دے۔"

غریب نجومی نے سنبھل کر کہا۔

"قبلہ عالم! فدوی نے جو کچھ عرض کیا وہ اپنے فن کے مطابق عرض کیا۔ اگر حضور کو یہی منظور ہے کہ آئندہ ایسی خبریں نکالوں جو حضور کو خوش کریں تو یہ کچھ مشکل کام نہیں۔ بہر کیف حضور کے زائچہ سے جو کچھ معلوم ہوتا ہے وہ برا نہیں ہے کیونکہ اس کے مطابق ابھی بیس برس تک آپ بقید حیات اور صاحب دولت واقبال رہیں گے۔ حضور کی عمر کا آدمی اس سے بہتر اور کس بات کی توقع رکھ سکتا ہے۔ اس کے بعد اگر تکلیفیں اٹھانی پڑیں اور خاتمہ آیا بھی تو آنے دیجئے۔"

ثوران کا غصہ اب صرف ہو چکا تھا۔ طبیعت کو سکون ہوا تو اشمون کی گفتگو سن کر کہنے لگا۔ "تم بھی ٹھیک کہتے ہو، یہ سب میری بدمزاجی کا نتیجہ ہے۔ آج ہر چیز طبیعت کے خلاف پیش آئی ہے۔ اچھا اشمون! آج میں نے تمہیں بہت سخت وسست کہا ہے۔ اس کے بدلے بطور اشک شوئی اپنا طلائی جام شراب تمہیں دیتا ہوں۔ لیکن اے منجم باخبر! تم کبھی میرے بدخواہ نہ بن جانا اور نہ کبھی اپنے فن کے مطابق کوئی جھوٹی خبر میری نسبت بیان کرنا۔ صرف سچائی اور حقیقت وہ شے ہے جسے میں معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ اگر وہ مل سکے اور ہمکنار ہو سکے تو پھر مجھے اس کی پروانہ ہوگی کہ وہ کیسی زشت رو نکلی۔"

مزاج میں دفعتاً یہ نرمی دیکھ کر اور جام شراب پانے کا وعدہ سن کر نجومی دل میں بہت خوش ہوا اور شہزادے کو نہایت ادب سے سلام کیا۔ کاغذ کے گولے کو جو شہزادے نے اس کے منہ پر کھینچ مارا تھا فرش سے اٹھا کر چلنے کو ہوا کہ شروع رات کے اندھیرے میں دریا کے کنارے جدھر شہزادے کا جہاز لنگر ڈالے تھا، چند آدمی گدھوں پر سوار آتے نظر آئے۔

ثوران نے بھی ادھر نظر کی اور کسی کے سر پر خود کی چمک دیکھ کر کہا۔ "اچھا، لاطس ہماری فوج محافظ کا سردار بادشاہ مصر کے پاس سے جواب لا رہا ہے۔ اشمون تم ابھی نہ جاؤ۔ بادشاہ کا جواب سنتے جاؤ اور اس کے متعلق تم سے کچھ صلاح بھی کرنی ہے مگر جو صلاح دو اس میں مکرو فریب مطلق نہ ہو۔"

اشمون سر نیچا کر کے ایک طرف کھڑا ہو گیا۔ فوجدار لاطس نے سامنے آ کر شہزادہ کو سلام کیا۔ شہزادے نے پوچھا۔

"کہو ہمارے برادر مکرم فرعون نے کیا فرمایا ہے۔"

لاطس نے کہنا شروع کیا۔ "ارشاد ہوا ہے کہ گو حاکم منوف بغیر طلبی یا اجازت لئے یہاں آیا ہے، لیکن بہر کیف شرف حضوری بخشا جائے گا۔ اس وقت حاکم منوف کا یہاں آنا کسی ضروری کام کے لئے نہیں ہو سکتا۔ صحرا کے وحشیوں پر فتح یابی کا حال عرصہ ہوا ہمیں معلوم ہو چکا ہے اور دشمنوں کے نمک پاشیدہ سر جو بطور نذرانے کے اس وقت حاکم منوف پیش کرنا چاہتا ہے وہ قبول نہیں کئے جا سکتے۔"

ثوران نے فرعون کا یہ جواب سن کر کہا۔

"افسوس ہے ایسے اہم معاملات میں ہمارے برادر بزرگوار کے خیالات ہمیشہ عورتوں ہی کے سے رہے۔ حالانکہ شکر کرنا چاہئے کہ ان کی ملازمت میں ایسے ایسے ماہران جنگ موجود ہیں جو ملک کی حفاظت کے لئے دشمنوں سے لڑنا اور ان کا سر قلم کرنا خوب جانتے ہیں۔ اچھا لاطس! ہم کل فرعون سے ملاقات کریں گے۔"

لاطس نے کہا۔ "حضور بادشاہ ذی جاہ کا جواب صرف اتنا ہی ہے۔ یہ بھی ارشاد ہوا ہے کہ تین سو سپاہیوں کو جن کا آپ کے ہمراہ ہونا بادشاہ کے گوش گزار ہوا ہے شہر میں داخل ہونے کی اجازت نہیں دی جا سکتی۔ صرف پانچ سرداروں کے ساتھ آپ دربار شاہی میں حاضر ہو سکتے ہیں۔"

یہ حکم سن کر ثوران جل گیا مگر کہنے لگا۔

"کیا اخی معظم کو واقعی یہ خوف پیدا ہوا ہے کہ میں تین سو سپاہیوں سے ان کو اور ان کی فوج کو نظر بند کر کے اس شہر پر قبضہ کر لوں گا۔"

لاطس نے کہا۔ "نہیں حضور! میرے خیال میں تو بادشاہ سلامت کو یہ خوف ہے کہ کہیں آپ ان کو قتل کر کے اس بنا پر ان کے تاج وتخت کے مالک نہ ہو جائیں کہ سوائے آپ کے ان کا کوئی وارث نہیں ہے۔"

ثوران نے چونک کر کہا۔ "سوائے میرے کوئی وارث نہیں۔ یہ تم نے کیا کہا۔ کیا تاجدار مصر لاولد ہیں۔"

لاطس نے کہا۔ "مجھے تو ایسا ہی معلوم ہوتا ہے۔ دربار میں احورہ ملکہ مصر یعنی بادشاہ بیگم کو جو فرعون کی سب سے حسین بیوی ہیں اور ان سے کم درجے کی بیگمات اور بے شمار قبول صورت حرموں اور کنیزوں کو میں نے دیکھا لیکن کسی کی گود میں یا گھٹنے سے لگا ہوا کوئی بچہ نظر نہ آیا۔ یہ امر

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint
www.paksociety.com

یقینی ہے کہ فرعون صاحب اولاد نہیں ہیں۔"

ثوران یہ کہتا ہوا کہ "کیا خوب یہ بھی عجیب ماجرہ ہے" شامیانہ سے باہر پردے ہٹادیئے گئے۔ شہزادہ کچھ دیر تک جہاز پر ٹہلتا رہا۔

اب رات ہوگئی تھی۔ چاند نے مشرق سے طلوع ہوکر ریگستانوں اور پہاڑوں اور طیبی کے وسیع شہر اور دریائے نیل کی ہلکی ہلکی تڑپتی موجوں پر نور برسانا شروع کیا۔ شہر کے عالیشان اونچے دروازے اور چوپہل مینار جن کے برجوں پر تانبے اور سونے کی چادریں چڑھی تھیں، خاموش اور نورانی آسمان کے نیچے ایک عجیب عالم دکھانے لگے۔ شاہی محلوں کے دریچوں اور ہزارہا مکانوں کی کھڑکیوں سے چراغوں کی روشنی ایسی معلوم ہوتی تھی جیسے آسمان پر تارے چھٹکے ہوں۔ بازاروں، باغوں اور بت خانوں کے صحنوں سے گانے بجانے کی سریلی آوازیں آنے لگیں۔ شہر پناہ پر اس کی سنگین کنگروں اور سینہ پناہوں کے پیچھے حارس اور پاسبان اپنی اپنی چوکی سے پہر پکارنے لگے۔

یہ عجیب منظر تھا جسے دیکھ کر ثوران کا دل بے قرار ہوگیا۔ سوچنے لگا کہ اس وقت دولت حکومت میرے قدموں کے نیچے پڑی سو رہی ہے۔ وہ قصر عالیشان میرے بھائی فرعون کا ہے انسان کے قالب میں خدا مانا جاتا ہے مگر باوجود اس عظمت و بزرگی کے آج تک ایک بچہ بھی اس کے گھر میں پیدا نہ ہوا جو اس کے مرنے پر وارث تخت ہوتا۔ موت بھی اس کی کچھ دور نہیں ہے ہمیشہ بیمار رہتا ہے مگر ممکن ہے پردۂ غیب سے کوئی بات ظہور میں آئے۔ کوئی وارث پیدا ہو جا جسے مصر کے لوگ خوشی سے اپنا بادشاہ تسلیم کرلیں۔ کیونکہ ملک کے تمام امراء عمائد ہیکلوں معزز خدام اور کاہن اور رعایا میں ہر طبقہ کے لوگ خواہ امیر خواہ غریب ایک خاص تعلق، خلوص محبت کا، فرعون اور اس کے شاہی گھرانے سے رکھتے ہیں۔ برعکس اس کے مجھ سے سب ڈر اور نفرت کرتے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ میں ظالم و جفاکار ہوں اور ایک وحشی قوم کا خون میری رگو میں موجود ہے۔ افسوس معلوم نہیں وہ کون سی خبیث روح تھی۔ جس نے میرے باپ کے میں یہ ڈالا کہ قوم ہکسوس کی ایک امیر زادی کو میری ماں بنائے۔ حالانکہ وہ بادشاہ تھا اور دنیا شکیل سے شکیل عورتیں خود اس کے محل میں منتخب کرنے کو موجود تھیں۔ لیکن جو کچھ ہوا اسے کون بدل سکتا ہے۔ گو جو کچھ ہوا اس نے ایک سلطنت کا وارث بننے سے مجھے محروم کر سلطنت بھی وہ جو دنیا میں سب سے بڑی ہے۔ مگر اس شکایت کے ساتھ مجھے یہ بھی نہ

چاہئے کہ جس قدر شجاعت اور ہمت، دلیری و مردانگی مجھ میں ہے اسی قوم ہکسوس کے طفیل سے ہے جس کی ایک نشانی میری ماں تھی۔

اچھا...... اب کیوں کسی بات کا انتظار کروں۔ قسمت کا پانسہ ابھی کیوں نہ پھینکوں۔ اس وقت تین سو جوان میرے ساتھ ہیں۔ یہ سب بڑے جری، جانباز اور خشک و تر کی سختیاں جھیلے ہوئے لوگ ہیں اور میرے گھرانے کی وفاداری کا حلف لے چکے ہیں۔ آج مصریوں کی عید کا دن ہے۔ شہر کے دروازوں پر کوئی پہرہ بھی نہیں ہے کیوں آج ہی رات کو سناٹا ہوتے ہی شہر پر چھاپا مار کر فرعون کا کام تمام نہ کردوں۔ اور کل صبح اس کے تخت پر بیٹھ جاؤں۔

ان خیالات کے آتے ہی خون میں اور بھی جوش پیدا ہوا۔ نتھنے پھڑکنے لگے۔ تن کر کھڑا ہوگیا اور گردن اس طرح ٹیڑھی کرلی گویا ابھی سے حکومت مصر کا بھاری تاج کسی نے سر پر رکھ دیا ہے۔ کچھ دیر اسی حال میں رہ کر شامیانے کے نیچے آیا، جہاں لاطس اور اشمون مؤدب کھڑے تھے۔

ثوران اپنے فوجدار لاطس سے کہنے لگا۔

"ارادہ ہوتا ہے کہ جو کچھ بھی ہو ایک وار کر جاؤں اور آج ہی رات کو شہر پر شب خون ماروں۔ تخت شاہی ملے یا خاک گور نصیب ہو۔ بتاؤ تم اور تمہارے جوان اس مہم میں ساتھ دیں گے؟ اگر تخت ملا تو لاطس تم کو اپنی فوجوں کا سپہ سالار کردوں گا۔ اور اشمون تمہیں قلمدان وزارت عطا کروں گا۔ پھر تمام مملکت فرعون میں تم دونوں سے بڑھ کر کوئی صاحب اختیار نہ ہوگا۔"

لاطس اور اشمون یہ تقریر سنتے ہی نہایت حیرت سے شہزادے کا منہ دیکھنے لگے۔ لاطس نے کہا۔

"آقا...... جس ہمت اور دلیری کے کام کا آپ اتنا بڑا اصلہ دینا چاہتے ہیں میں اپنی ذات سے اسے انجام دینے کو تیار ہوں لیکن سپاہیوں کی نسبت کچھ نہیں عرض کرسکتا۔ شب خون کا مقصد ان سب پر ظاہر کرنا ہوگا۔ کون جانتا ہے کہ اتنے لوگوں میں کس کی ہمت جواب دے دے۔ اور اگر کسی نے پہلے ہی سے یہ راز افشا کردیا تو سمجھ لیجئے کہ کل اس گھڑی سے بھی پہلے ہماری لاشیں یا تو مومیا سازوں کے ہاتھوں میں ہوں گی یا میدان کے گیدڑ انہیں تناول فرماتے ہوں گے۔"

شہزادے نے فوجدار کی تقریر سن کر اب نجومی کی طرف دیکھا کہ وہ کیا کہتا ہے۔

اشمون نے کہا۔ "اے ملک زادۂ والا تبار۔ ایسے خیالات سے قطعی پرہیز کیجئے۔ اگر دل

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

میں آئیں بھی تو ان کو نکال دیجئے، دبا دیجئے، ابھرنے نہ دیجئے۔ یہ ارادہ جو اس وقت آپ کی زبان سے نکلا ہے اس کی خبر بعض علامات نجوم سے مجھ پر ظاہر ہوئی تھیں مگر میں اس وقت انہیں مطلق نہ سمجھا تھا۔ اب آپ کے منہ سے سن کر یہ معلوم ہو رہا ہے کہ زمین قدموں کے نیچے سے نکل گئی ہے اور دوزخ کا ساتواں طبقہ سامنے دہک رہا ہے۔ اس میں ذرا شبہ نہ رکھئے گا کہ اگر ہم نے فرعون پر جو ہمارا آپ کا رب ہے ہاتھ اٹھایا تو جہنم بلکہ اس کے بھی قعر اسفلین میں ہمارا ٹھکانا ہوگا۔ زمین اور آسمان کے جس قدر خدا ہیں وہ سب مل کر مقابلہ پر اٹھ کھڑے ہوں گے۔ حضور اس خیال سے قطعی باز آئیں بغیر اس کے بھی آپ کی قسمت میں برسوں حکومت کرنی لکھی ہے۔ لیکن اگر اس وقت آپ نے انگلی بھی اٹھائی تو تاج سلطانی کی جگہ تاج رسوائی سر پر ہوگا اور ایک گمنام قبر میں سونا پڑے گا۔ اور ایسے سخت عذاب میں مبتلا ہو جائیے گا جو عذاب دوزخ سے بدتر ہوگا۔''

نجومی کی اس تقریر کے وقت شہزادہ اس کے چہرے کو غور سے دیکھتا رہا۔ صاف ظاہر ہوتا تھا کہ اس کی باتوں میں دھوکا یا فریب مطلق نہیں ہے بلکہ کہنے والا جو کچھ کہہ رہا ہے وہ اپنے سچے ایمان اور یقین سے کہہ رہا ہے۔

ثوران نے کہا۔ ''اگر یہی بات ہے تو میں اپنے خیال سے درگزرا۔ جو کچھ مقسوم میں ہے اس کا منتظر رہوں گا۔ تمہاری رائے سے مجھے بھی اتفاق ہے۔ اس منصوبے میں بہت خطرے ہیں اور یہ سچ ہے کہ فرعون ہمارا رب ہے اور جو خدا کو اپنے تیروں کا نشانہ بنائے گا اس پر عذاب ضرور آئے گا۔ بالخصوص جب یہ تیر اس کے ترکش میں کافی نہ ہوں گے۔ اچھا، جب تک میں پورا بندوبست نہ کرلوں مجھ کو فرعون کی موت و زیست سے کچھ بحث نہ ہوگی۔ ممکن ہے کہ میرے سمجھانے ہی سے وہ مجھے اپنا وارث تسلیم کرلے۔''

اتنا سن کر نجومی کے دم میں دم آیا اور فوجدار صاحب بھی اس ارادے کے فسق ہونے پر خوش معلوم ہوتے تھے۔ کہنے لگے۔

''حضور اب محسوس ہوا کہ گردن پر سر قائم ہے۔ واقعی یہ قول درست ہے کہ انسان کی زندگی میں بعض مواقع ایسے آتے ہیں جن میں کوشجاعت پر ترجیح دینی ہوتی ہے۔ اب حضور استراحت فرمائیں۔ کل آفتاب نکلنے کے دو گھنٹے بعد فرعون آپ سے ملاقات کریں گے۔ اب اجازت ہو تو رخصت ہوں۔''

ثوران فوراً تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

''اگر شجاعت کے بدلے مجھ میں عقل ہوتی تو ابھی تم دونوں کا سر قلم کر دیتا۔ اس وقت تم میرے دل کے ایک ایسے بھید سے واقف ہو گئے ہو کہ اس کا ایک حرف تمہاری زبان سے نکلنا اور میرا سخت عذاب اور عقوبت کے ساتھ جان سے مارا جانا ایک بات ہے۔''

یہ سن کر نجومی اور فوجدار خوفزدہ ہو کر ایک دوسرے کی صورت دیکھنے لگے۔ اور لاطس فوراً اپنی تلوار کے قبضہ پر ہاتھ رکھ کر بولا۔

''حضور جان سب کو عزیز ہے۔ ہم کو بھی اور آپ کو بھی۔ آج تک کوئی بات ہم سے ایسی نہیں ہوئی کہ ہماری وفاداری میں آپ کو ذرا بھی شبہ کا موقع ملتا۔''

ثوران نے کہا۔ ''نہیں! کبھی نہیں! اگر ایسا ہوتا تو پہلے تلوار کا ہاتھ ہوتا پھر کوئی لفظ زبان پر آتا۔ بس اب تم دونوں قسم کھاؤ کہ آج کی کسی بات کا کسی حال میں زندگی ہو یا موت ایک حرف بھی تمہاری زبان پر نہ آئے گا۔''

دونوں نے سر جھکایا اور خدائے اوسیرس کا نام لے کر جو عدل و نجات کا بھی خدا مانا جاتا تھا قسم کھائی کہ ہم کبھی اس راز کو افشا نہ کریں گے۔

ثوران نے کہا۔ ''لاطس! آج سے میں نے تمہاری تنخواہ دو چند کر دی اور اس بات کا پھر وعدہ کرتا ہوں کہ اگر کبھی میں نے مصر پر بادشاہی کی تو تم کو اپنا امیر لشکر بناؤں گا۔'' لاطس نے شکریہ میں سر جھکایا اور اب شہزادہ نجومی کی طرف دیکھ کر کہنے لگا۔

''ارے آسمانوں کے بھیدی میرا سونے کا جام شراب اب تیرا ہے کوئی اور چیز مانگنی ہو تو مانگ۔''

اشمون بولا ''اگر حضور کی وہ کنیز مرطیرہ کسی طرح عنایت ہو جاتی تو نصیبہ جاگ جاتا۔ وہی کنیز جس کے حضور نے طمانچہ مارا تھا۔''

ثوران چونک کر بولا۔ ''تو نے کیسے جانا کہ میں نے طمانچہ مارا تھا۔ کیا اس کی خبر بھی نجوم ہی سے معلوم کی تھی۔ اچھا جا اسے لے جا۔ میں تو خود ہی اس مردار سے بیزار ہوں۔ مگر نجومی کسی اور بھلاوے میں نہ رہیو۔ کوئی دن جاتا ہے کہ یہ چھوکری تیرے دھپ اڑایا کرے گی۔''

لیکن جب اشمون یہ مژدہ سنانے کے لئے مرطیرہ کو تلاش کرنے لگا تو اس کا کہیں پتہ نہ چلا۔ مرطیرہ غائب ہو چکی تھی۔

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

صبح کا وقت ہے۔ آفتاب نے ابھی ابھی طلوع ہو کر طیبی کے شہر کو روشن کیا ہے۔ دریا پر ایک نہایت آراستہ کشتی میں شہزادہ ثوران زرق برق لباس پہنے بیٹھا ہے قریب ہی اس کا سپہدار اطلس اور اشمون نجومی مع دو اور سرداروں کے حاضر ہیں۔ پیچھے ایک دوسری کشتی میں چند غلام لڑائی کے قیدیوں کو جن میں وحشی قوموں کے وہ بڑے سردار اور ان کی عورتیں شامل ہیں حراست میں لئے ہیں۔ اسی کشتی میں ایک طرف کئی صندوقوں میں مقتول دشمنوں کے نمک پاشیدہ سر اور ہاتھ مقفل ہیں۔ شہزادہ انہیں اپنے ساتھ منوف سے لایا ہے تاکہ فرعون کے سامنے پیش کرے۔

شہزادے کی کشتی کے ملاح سپید وردیاں پہنے بڑی تیزی سے چپو چلا رہے ہیں۔ دائیں بائیں جنگی جہاز صف بستہ ہیں اور کشتی ان کے بیچ میں دریا کے چڑھاؤ پر بہت تیز جا رہی ہے۔ ثوران نے ان جنگی جہازوں کو جو فرعون کے حکم سے یہاں کھڑے کئے گئے تھے بہت حیرت سے دیکھا اور دل میں کہنے لگا کہ اشمون نجومی سچ کہتا تھا کہ بے سوچے سمجھے کسی کام کو کر بیٹھنے میں کیا قباحتیں ہیں۔ واقعی فرعون ہر اچانک حملے کا جواب دینے کو بالکل تیار ہے۔ یہی خیال ثوران کو اس وقت بھی آیا تھا جب کہ شروع میں کشتی سے اتر کر بندرگاہ کی سیڑھیوں پر چڑھنے لگا تھا۔ اور دیکھا تھا کہ ہر طرف سواروں اور پیادوں کے دستے اور صدہا سپاہی فصیلوں کے اوپر بالکل ہوشیار اور مسلح کھڑے ہیں۔ اب سمجھ میں آیا کہ اتنے آدمیوں کی آہنی صفوں کو ایک قلیل جمعیت سے توڑنے کی کوشش میں اپنا کیا درجہ ہوتا۔

سیڑھیوں پر فرعون کے امرائے لشکر زرہ بکتر سے آراستہ اور بت خانوں کے کاہن نیچے نیچے لباس پہنے استقبال کے لئے حاضر تھے۔ ان سب کے ساتھ ثوران بندرگاہ سے نکل کر اس عالیشان بت خانے کے احاطہ میں داخل ہوا جس کی تعمیر طیبی کے تین بڑے خداؤں کے نام پر ہوئی تھی۔ اس بت خانہ کا نام ''جنوب والا بیت العمون'' تھا۔ یہاں پہنچ کر اس عمارت کے عالیشان دروازوں کے نیچے سے گزرتا ہوا یہ جلوس اس سڑک پر آیا جس کے دونوں طرف باغوں میں امیروں کے مکانات تھے۔ جابجا علم نصب تھے اور ان کے سروں پر رنگ برنگ کے پھریرے اڑ رہے تھے۔ اس رستہ سے گزر کر جلوس قصر فرعون کی دیوار کے قریب پہنچا۔ قصر کے اونچے اونچے برجی دروازے بند تھے۔ یہ اس قدر وزنی تھے کہ علاوہ ان سپاہیوں کے جو ساتھ تھے اور بہت سے سرہنگ مدد کے لئے بلائے گئے اور ان سب نے مل کر بڑی طاقت سے ان کو کھولا۔ واقعی حال تو یہ تھا مگر کل رات کو ثوران اس خیال میں تھا کہ ان دروازوں کو توڑ کر محل میں داخل ہونا

کوئی بڑی بات نہ ہوگی۔ قصر میں داخلہ کے بعد درختوں کی چھاؤں چھاؤں جن میں پھول کھل رہے تھے ثوران مجلس ہزار ستون یعنی فرعون کے ایوان عام میں آیا۔

چونکہ باہر روشنی تیز تھی اس لئے دربار کا یہ وسیع کمرہ تاریک معلوم ہوا۔ صرف چھت کے ایک روشندان سے شعاع آفتاب چھن کر جانب صدر اس طرح پڑ رہی تھی کہ فرعون اور اس کی ملکہ تخت عاج و طلاکار پر بیٹھے اور سروں پر تاج رکھے بخوبی نظر آتے تھے۔ تخت کے ایک طرف امرائے فوج، اور مشیران دولت مع بہت سے کاتبوں اور منشیوں کے مؤدب کھڑے تھے۔ دوسری طرف فرعون کی بیگمات اور حرم میں نقشین کرسیوں پر بیٹھی تھیں۔ ہر ایک کی خدمت میں حسین حسین کنیزیں بناؤ سنگھار کئے حاضر تھیں۔ تخت کی پشت پر ستونوں کے بیچ بیچ میں نوبیہ کے دو سو مسلح جوان صف بستہ تھے۔ ان کا کام ہر وقت فرعون کی جان کی حفاظت تھا اور محض وفاداری اور شجاعت کی بنا پر وہ اس خدمت کے لئے منتخب کئے گئے تھے۔

اس تمام تزک و احتشام کا مرکز فرعون تھا۔ آفتاب کی کرن معتدل روشنی میں اس کے چہرے پر پڑ رہی تھی۔ سب کی نگاہیں اسی طرف لگی تھیں۔ بادشاہ کی نظر جس طرف اٹھتی تھی حاضرین گھٹنے زمین پر ٹکا کر سر جھکاتے تھے۔ یہ بادشاہ ایک نحیف و ناتواں چالیس برس کا آدمی تھا۔ چہرے پر جھریاں، صورت فکرمند، رعایا پر لطف و کرم کے آثار ہر ادا سے ظاہر۔ وزنی تاج سے پیشانی بھوؤں تک چھپی ہوئی حالانکہ تاج باریک کپڑے کا تھا اور سوائے کلغی میں سونے کے ایک خولی سانپ کے کوئی بھاری چیز اس میں نہ تھی۔ اس شکل و وضع میں بادشاہ مصر جواہرات کا لباس پہنے اپنے تخت پر بیٹھا تھا۔ یہ وہ تاجدار تھا جسے لاکھوں اور کروڑوں آدمی جنہوں نے کبھی اس کی صورت بھی نہ دیکھی تھی، خدا مان کر اس کی پرستش کرتے تھے۔

ثوران ایک موٹا تازہ خنگا، گول گول دیدے، موٹے موٹے ہونٹ، اسی باپ کا بیٹا جس کا فرزند فرعون تھا حیرت سے بادشاہ کی صورت دیکھ رہا تھا۔ برسوں کے بعد آج ملاقات ہوئی تھی۔ اس وقت بھی اور بچپن میں بھی جب ایک ہی محل میں دونوں پرورش پاتے تھے، تو ایک حرم بچے میں جس کی ماں کو کسی ملکی مصلحت کی وجہ سے فرعون سابق نے اپنے محل میں ڈال لیا تھا اور ایک صحیح النسب ملک زادے میں بڑا فرق کیا جاتا تھا لیکن اب ثوران نے اپنی مضبوط شخصیت اور طاقت کے بل پر کمزور و ناتواں بادشاہ کو جو ایسے ماں اور باپ کا بیٹا اور ایسے دادا اور دادی کا پوتا تھا جن میں حقیقی بھائی اور بہن کا رشتہ تھا، در پردہ حقارت کے ساتھ بہت غور سے دیکھنا شروع کیا مگر

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

باوجود اس کے فرعون کی شریف نگاہیں بتا رہی تھیں کہ ان میں پشتہا پشت کی حکمرانی و جہانبانی کے جوہر کوٹ کوٹ کر بھرے ہیں اور ثوران کی وحشی فطرت کو اس کے سامنے اپنا سر جھکا دینا لازمی ہے۔ جسم گوزار و حقیر تھا مگر اس میں ایک مغرور و متکبر روح متمکن تھی اور یہ ایک ایسے تاجدار کا زیور تھی جس کی رگوں میں سو بادشاہوں کا خون حرکت کرتا ہو۔

ثوران نے قریب آ کر تخت کو بوسہ دیا۔ کسی قدر توقف کے بعد فرعون نے اپنا عصائے شاہی اس کی طرف بڑھایا۔ ثوران نے اسے آنکھوں سے لگایا۔ فرعون نے نحیف مگر صاف آواز سے کہا۔

''شہزادے آؤ، تم تو ہمارے بھائی ہو۔ تمہارا آنا موجب مسرت ہے آج برسوں کے بعد ملنا ہوا۔ عرصہ ہوا کہ ہم تم کسی بات پر لڑ لئے تھے۔ تم کو بھی یاد ہوگا۔ مگر زمانہ وہ چیز ہے کہ ہر زخم کو مندمل کر دیتا ہے۔ اے ابن الاب تمہارا آنا بہت مبارک ہے۔'' اتنا کہہ کر فرعون نے ثوران کے توانا و تندرست جثہ کو دیکھ کر کہا۔ ''یہ پوچھنا کہ تمہاری تندرستی کیسی ہے بیکار سی بات معلوم ہوتی ہے۔''

ثوران نے بھاری آواز میں کہا۔ ''مرحبا اے داور مصر! جس کے تاج میں عمون کا شہ پر اور جس کے ہاتھ میں اوسیرس کا تازیانہ ہے۔ مرحبا......! اے پیکر فانی جس کے سر پر رب رع نے اپنا نور لازوال برسا رکھا ہے صحت بدنی اور طاقت جسمانی ہمیشہ نصیب رہے۔''

فرعون نے آہستہ آواز سے جواب دیا۔ ''شہزادے! میں تمہارا ممنون ہوا۔ طاقت اور تندرستی کی بے شک مجھے ضرورت ہے لیکن خوف ہے کہ یہ چیزیں شاید اس وقت نصیب ہوں جب کہ اوسیرس کا تازیانہ ہاتھ سے رکھ دینا پڑے۔ رہی یہ بات کہ تازیانہ کیوں میرے ہاتھ میں ہے تو اس کا حال خود اس سے پوچھو جس نے اسے مستعار دے رکھا ہے لیکن بس اپنا ذکر پھر کبھی تنہائی کی ملاقات میں ہوگا۔ اس وقت امور سلطنت پیش ہونے چاہئیں۔ یہ بتاؤ کہ منوف کی حکومت کو بحال خود چھوڑ کر تم بغیر اجازت اس تخت گاہ میں کیسے آئے؟''

ثوران نے نہایت ادب سے کہا۔ ''جہاں پناہ! ناراض نہ ہوں۔ کچھ عرصہ ہوا کہ حضور کے حکم کے مطابق میں ان وحشیوں پر جو صحرائی علاقوں سے آپ کی حکومت اٹھانا چاہتے تھے حملہ آور ہوا اور خدائے جنگ کی طرح ان کے سر پر پہنچا اور فوراً حملہ کر کے ہزاروں کو خاک و خون میں لوٹا دیا۔ ان کے دو بادشاہوں کو مع ان کی عورتوں کے گرفتار کیا جو اس وقت باہر حاضر ہیں تاکہ

حضور ان کو قتل کریں۔ ان وحشیوں کے سو سرداروں اور پچھو سپاہیوں کے سر اور ہاتھ ان کی لاشوں سے قلم کر کے اپنے ساتھ لایا ہوں تاکہ میرے بیان کی تصدیق ہو سکے۔ اب گزارش ہے کہ یہ سرکش وحشی بالکل غارت کر دیئے گئے ہیں۔ اور کم از کم ایک پشت تک سلطنت کے شمالی حصہ میں اس کی انتہائی سرحد تک ہمیشہ امن و امان رہے گا۔ اجازت ہو تو دشمنوں کے بریدہ سر اور ہاتھ سامنے منگوا کر گنوائے جائیں تاکہ ان کی بو عطر بن کر حضور کے مشام میں پہنچے۔''

فرعون نے کہا۔ ''کوئی اور انہیں گن لے گا۔ ہم ایسے کشت و خون کے علامات دیکھنے پسند نہیں کرتے۔ جو کچھ تم کہتے ہو یہی کافی ہے۔ اچھا اب اس کارگزاری کا کیا صلہ چاہتے ہو۔ میرے اور مصر کے فائدے کے لئے جو خدمتیں تم نے کی ہیں ان کا انعام تم کو بہت کچھ دیا جائے گا۔''

پیشتر اس کے کہ ثوران بادشاہ کے سوال کا جواب دے۔ اس نے ملکہ احورہ کی طرف دیکھا جو فرعون کے پہلو میں بیٹھی تھی۔ پھر اور بیگمات کی طرف دیکھ کر بادشاہ سے عرض کیا۔

''شاہا...... میں یہاں بہت سی بیگمات کو دیکھتا ہوں لیکن کسی کے ساتھ کوئی بچہ نظر نہیں آتا۔ غالباً وہ سب اپنے اپنے محلوں میں ہوں گے۔ جہاں پناہ حکم دیں کہ وہ دربار میں لائے جائیں تاکہ ان کے حسن و جمال کو دیکھ کر میں بھی اپنی آنکھیں روشن کروں اور جب یہاں سے جاؤں تو منوف میں اپنے بچوں سے یعنی ان کے بنی العم سے ان کا ذکر کروں۔''

ان الفاظ کو سنتے ہی احورہ ملکۂ مصر کا چہرہ سرخ ہو گیا، اور جس قدر بیگمات دربار میں موجود تھیں انہوں نے ثوران کی طرف سے منہ پھیر لیا اور اس سخت طعنہ پر غصہ کھا کر آپس میں چپکے چپکے باتیں کرنے لگیں۔ صرف فرعون کی صورت ایسی تھی جس پر کوئی اثر نہ تھا۔ چنانچہ اس نے نہایت متانت سے کہا۔

''شہزادے! ایسے لوگوں پر طعنہ زنی جن کو خداؤں نے کسی نعمت سے محروم رکھا ہو، خواہ اس میں کوئی بادشاہ ہو یا کھیت کا غریب کسان، ایسی بے جا حرکت ہے جس کو خدا کبھی معاف نہیں کرتے۔ تم کو خوب معلوم ہے کہ میرے کوئی لڑکا ہے نہ لڑکی پھر تم کیوں سوال کرتے ہو کہ ان کو سامنے لایا جائے تاکہ تم ان کا حسن دیکھو۔''

ثوران نے عرض کیا۔

''اے خسرو دوراں! میں نے اس قسم کی افواہ ضرور سنی تھی۔ لیکن مجھے اس کا یقین نہ آیا تھا۔

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

یہ وفاداری کیوں کر گمان کر سکتا تھا کہ قصر شاہی میں بیگمات کی اتنی کثرت پر بھی کوئی ان میں صاحب اولاد نہ ہوگی۔ چونکہ فدوی کو اپنا ایک معروضہ پیش کرنا ہے اس لئے اس امر کو پہلے سے تحقیق کر لینا ضروری سمجھا۔ شاہا...... ! میرا معروضہ اس قسم کا ہے جسے نہ صرف اپنی ذات کے لئے بلکہ حضور اور حضور کی سلطنت کے فوائد کے خیال سے بھی پیش کرنے کی ضرورت سمجھتا ہوں۔ اگر اجازت ہو تو سر دربار اپنا مدعا عرض کروں۔"

فرعون نے سخت لہجے میں کہا۔ "کہو! کوئی بات جس میں مصر کا فائدہ ہو اور مصر اس سے سنے گا۔"

ثوران نے سینہ پر ہاتھ رکھ کر سر جھکایا اور کہا۔

"حضور نے ابھی ارشاد فرمایا تھا کہ یہ خداؤں کا عتاب ہے کہ جہاں پناہ اولاد سے محروم رہے۔ یہاں تک کہ ایک لڑکی بھی انہوں نے آپ کے ہاں پیدا نہ کی تا کہ نسل فرعون کی نشانی بن کر اس دن تخت مصر کو رونق بخشتی جس دن حضور اوسیرس کی اقلیم کو رحلت فرماتے۔ اگر ایک لڑکی بھی حضور کے خون کی یہاں موجود ہوتی تو پھر مجھے کچھ عرض کرنا نہ تھا۔ میرے لبوں پر وہ سکوت ہوتا جو گورستان میں ایک قبر پر ہوتا ہے۔ لیکن واقعہ یہ ہے کہ حضور اولاد نہیں رکھتے مجھے تسلیم ہے کہ بیگمات شاہی حسین و جمیل ہیں اور پھر وہ متعدد ہیں لیکن ظاہرا ایسا ہوتا ہے کہ حضور آئندہ بھی ہمیشہ اسی حال میں رہیں گے۔ کیونکہ آج سے نہیں بلکہ برسوں سے خداؤں نے آپ کی طرف سے اپنے کان بہرے کر رکھے ہیں باوجود یہ کہ حضور نے بڑے بڑے عالیشان بت خانے ان کے نام پر بنوائے۔ بے حد مال و دولت ان کی نیاز و نذر میں صرف کیا۔ پس جب اس داد و دہش پر بھی اتنے دن آپ کی التجا انہوں نے نہ سنی، تو اب کیا سنیں گے۔ رب عمون جس کے ہاتھ میں سب کی تقدیر ہے۔ جو حضور کا باپ ہے اور جس کا نام حضور کے نام میں شامل ہے اب وہ بھی کوئی کرشمہ نہ دکھائے گا لیکن یہ سب حضور کی شان و عظمت کا باعث ہے۔ جو ایسی بالا و ارفع ہے کہ کاتب تقدیر کا بھی کچھ زور نہ چلا اور یہی لکھتے بن پڑا کہ آسمان سلطنت پر ماہ شب چہاردہم کی طرح سوائے آپ کے کوئی دوسرا مہ فگن نہ ہو سکے گا۔ حتیٰ کہ ایک ستارہ تک آپ کے نور سے بہرہ اندوز نہ ہونے پائے گا۔"

ملکہ احورہ نے جو اس تقریر کو بہت غور سے سن رہی تھی اب پہلی بار اپنی زبان کھولی اور بہت ترش و تیز ہو کر کہا۔

"منوف کے حاکم تمہیں کیسے علم ہوا کہ ہم ہمیشہ اولاد سے محروم رہیں گے۔ بعض وقت ایسا بھی ہوتا ہے کہ آسمانوں کے خدا اپنے قول کو مسترد کر دیتے ہیں اور جس نعمت سے انہوں نے کسی کو مدتوں محروم رکھا ہے ایک دن وہی نعمت اس کو بخش دیتے ہیں۔ میرا شوہر زندہ ہے۔ میں زندہ ہوں۔ ممکن ہے کہ اب بھی ہمارے ہاں اولاد پیدا ہو اور وہ تخت مصر کی مالک بنے۔"

ثوران نے سر جھکا کر عرض کیا۔ "اے بانوئے شہریار ممکن ہے ایسا ہو اور میں اپنی ذات سے بھی دعا مانگتا ہوں کہ ایسا ہو کیونکہ میں کون ہوں جو ارباب فلک کی مصلحتوں میں دخل دوں۔ اگر فرعون کے صلب اور آپ کے بطن سے ایک لڑکی بھی پیدا ہو گئی تو پھر جو کچھ میں نے عرض کیا ہے اس کا ایک ایک حرف واپس لے لوں گا اور "ام الملوک" کا جو خطاب اس وقت تک حضور کے تخت پر اور حضور کی یادگار عمارتوں پر بالکل غلط اور باطل طریقہ پر کندہ رہا ہے، اسی خطاب سے آئندہ حضور کا نام اپنی زبان پر لاؤں گا۔"

ملکہ احورہ اس طنز آمیز و جگر خراش تقریر کو سن کر جواب دینے کو ہوئی۔ لیکن بادشاہ نے اس کے گھٹنے پر ہاتھ رکھ دیا اور ثوران سے کہا۔

"شہزادے! تم کو جو کچھ کہنا ہے کہو۔ رکو نہیں۔ جو کچھ اس وقت تک تمہاری زبان سے سنا وہ ہم پہلے سے جانتے تھے یعنی یہ کہ ہم اولاد نہیں رکھتے۔ اب وہ بات کہو جو ہم نہیں جانتے یعنی اپنے دل کی اصل خواہش بیان کرو جو تمہارے الفاظ سے اب تک صاف صاف نہیں ظاہر ہوئی ہے۔"

ثوران نے کہا۔ "شاہا...... میری اصلی خواہش یہ ہے اور اسے حضور سنیں۔ میں ثوران اسی مبارک خون سے ہوں جس سے حضور ہیں۔ ہم دونوں ایک ہی ربانی صفت باپ کے فرزند ہیں۔"

ملکہ احورہ بیچ میں بول اٹھی۔ "مگر تمہاری ماں دیوتائی صفات نہ رکھتی تھی۔ وہ عورت ایسی قوم سے لی گئی تھی جس نے اس ملک پر طرح طرح کے غضب نازل کرا دیئے۔ ثبوت درکار ہو تو آئینہ لے کر اپنی صورت دیکھ لو۔"

ثوران نے ملکہ کے بیچ میں بولنے کا کچھ خیال نہیں کیا اور اپنی تقریر اسی طرح جاری رکھی۔ "جہاں پناہ کمزور ہوتے جاتے ہیں۔ آسمان حضور کا منتظر ہے۔ زمین حضور کے قدموں کے سامنے سے ہٹی جاتی ہے کہ اپنی آغوش میں حضور کو جگہ دے۔ ملک کے شمال اور جنوب میں ایسے آثار پیدا ہیں جن سے سلطنت کو خطرہ ہے۔ اس حالت میں اگر حضور کی آنکھیں بند ہو گئیں

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

تو شمال اور جنوب سے وحشی قوموں کا ایک سیلاب ملک پر آ جائے گا اور جو لوگ اس وقت صاحب قوت ہیں آپ کے تخت کے مدعی بن کر آپس میں کشت وخون شروع کر دیں گے۔ شاہا......! میں مرد میدان ہوں۔ بیسیوں معرکے سر کر چکا ہوں۔ مضبوط اور طاقتور ہوں۔ میری اولاد بہت ہے اور میرے خاندان کی بنیاد ریت پر نہیں بلکہ کوہ راسخ پر رکھی گئی ہے۔ فوج کا ہر متنفس مجھ پر اعتماد رکھتا ہی۔ رعایا میں لاکھوں میرے جاں نثار ہیں۔ پس شاہا منظور فرمائیے کہ میں آپ کے ساتھ حکومت کروں اور تمام ملک میں اعلان کرا دیا جائے کہ آپ کے بعد میرے لڑکے آپ کے جانشین ہوں تا کہ ہماری حکومت پشتہا پشت تک دائم وقائم رہے۔ یہی ایک طریقہ ہے جس سے حضور آرام واعلیٰ توقعات کے ساتھ اپنی زندگی گزار سکتے ہیں۔ بس یہی میرا معروضہ تھا۔ جو کچھ عرض کرنا تھا عرض کر چکا۔''

ثوران کی یہ درخواست سن کر اور ایسی بے جا جسارت دیکھ کر حاضرین دربار حیرت زدہ ہو کر آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے۔ ملکہ احورہ کا غصے سے یہ حال تھا کہ ہاتھ میں جو پھول لئے تھی اس کی پتیاں توڑ توڑ کر اور مل کر زمین پر پھینک دیں۔ صرف فرعون جس انداز سے بیٹھا تھا آنکھیں بند کئے بیٹھا رہا۔ معلوم ہوتا تھا کہ دل ہی دل میں کوئی دعا پڑھ رہا ہے۔ ایک لمحہ یا اس سے کچھ زیادہ عرصہ تک یہی کیفیت رہی اس کے بعد اس نے اپنا پاکیزہ چہرہ مگر رنگ زرد جس پر ہلکا سا تبسم تھا ثوران کی طرف پھیر کر نہایت شریفانہ انداز میں کہا۔

''برادر من! تم تو کہہ چکے۔ اب جو کچھ مجھے کہنا ہے وہ بھی سنو۔ مجھ سے پہلے اس تخت پر بہت سے بادشاہ بیٹھے ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی بادشاہ اس وقت ہوتا اور تمہاری یہ تقریر سنتا تو اس عصا سے تمہاری طرف اشارہ کرتا اور تمہاری یہ زبان ہمیشہ کو بند کر دی جاتی۔ موت کا ہاتھ تمہاری طرف بڑھتا اور وہ تم کو اور تمہارے نام کو اور تمہارے خاندان والوں کو صفحہ ہستی سے مٹا دیتا۔ لیکن تم میں ایک غیر معمولی بیباکی ہمیشہ سے دیکھی گئی ہے۔ چونکہ تم نے اپنے دل کی اصلی باتیں ہم پر ظاہر کر دی ہیں، اس لئے تمہیں معاف کیا جاتا ہے لیکن ثوران باوجود اس کے تم نے اپنے دل کی سب باتیں نہیں کہیں مثلاً تم نے ......'' اس موقع پر دربار میں بالکل سناٹا ہو گیا اور ہر شخص منتظر ہو گیا کہ دیکھئے فرعون آگے کیا کہتا ہے۔ چنانچہ بادشاہ نے ایک ایک لفظ ٹھہر ٹھہر کر صاف صاف اس طرح کہا۔ ''مثلاً تم نے یہ نہیں بیان کیا کہ کل رات کو تم کس بات کا مشورہ کرتے تھے۔ اپنے صلاح کاروں سے کس طرح بار بار پوچھتے تھے۔ کہ بتاؤ کیا یہ ممکن نہیں کہ ہم

اپنے پانچ سو سپاہیوں کو لے کر فرعون کے محل میں داخل ہوں اور اس کو قتل کر کے اس بنا پر کہ ہمارا اور اس کا خون ایک ہے اس سلطنت کے مالک بن جائیں اور اسی خون کے رشتہ کی بنا پر ایک بھائی کا خون کر ڈالیں۔''

بادشاہ کے منہ سے یہ جملے نکلنے تھے کہ اہل دربار میں ایک شور برپا ہو گیا۔ بیگمات اپنا سینہ کوٹنے لگیں۔ امراء شاہی اپنی کرسیوں سے اٹھ کھڑے ہوئے، فوجی سرداروں نے نیام سے تلواریں کھینچ کر بلند کر لیں۔ اور ایسے سنگین جرم کا انتقام لینے کو آگے بڑھے۔ فرعون نے فوراً اپنا عصا اونچا کیا۔ سب دم بخود ہو گئے۔ صرف ثوران چیخ چیخ کر کہتا تھا۔

''وہ کون ہے جس نے حضور کے کان تک ایسی جھوٹی خبروں سے مجھ پر بہتان بندی کی ہے۔'' اتنا کہہ کر ثوران کبھی اشمون نجومی کی طرف اور کبھی اپنے فوجدار لاطس کی طرف دیکھتا تھا اور اب غصے یا خوف یا ان دونوں باتوں کی وجہ سے اس کی زبان بند ہو گئی۔

فرعون نے کہا۔ ''شہزادے تم اپنے ان خادموں کی طرف سے بدگمان نہ ہو اور ہم جو کچھ کہیں اس کا یقین کرو۔ ان دونوں آدمیوں کا کچھ قصور نہیں ہے لیکن ثوران تم خود ہی غور کرو جب بادشاہوں کو قتل کرنے کے لئے کوئی مشورہ یا اہتمام کیا جاتا ہے تو ایسے کام کے لئے چاروں طرف سے کھلا ہوا ایک جہاز اور وہ بھی جہاز کے اوپر کا حصہ مناسب مقام نہیں ہو سکتا۔ ہمارے جاسوس ہر طرف موجود ہیں اور نہ صرف جاسوس بلکہ بعض وقت خدا بھی جن کو تم ہمارا قرابت مند سمجھتے ہو فرعون کے کان تک خبریں پہنچا دیتے ہیں ثوران اپنے ان خادموں اور سرداروں پر ہرگز شبہ نہ کرو۔ البتہ ہم اس نجومی کے جو تمہارے پیچھے کھڑا ہے ایک طرح سے پر شکر گزار ہیں۔ کیونکہ اگر یہ نہ ہوتا تو تم اپنے مجنونانہ قصد پر ضرور عمل کرتے اور پھر میں مجبور ہوتا کہ تمہاری جان اس طرح لوں جیسے کوئی بوریئے کے نیچے ہی سانپ کا سر کچل دے۔ اچھا نجومی ہم تجھے انعام دیں گے۔ تو بڑا ہوشیار و ہوشمند ہے لیکن ہمارا انعام قلمدان وزارت نہ ہو گا جس سے کل تو نے خود اپنے تئیں محروم کر لیا۔ کل شب کو اپنے آقا سے تو نے جو کچھ انعام پایا تھا شاید اس میں ایک لونڈی بھی تھی جو بے قصور مار کھانے کے بعد تجھے عنایت ہوئی تھی۔

ثوران تم شہزادے ہو اور بھائی ہو۔ میں تمہیں ایک ایسی حرکت پر معاف کرتا ہوں جس کا تم نے قصد تو کیا لیکن اس پر عمل نہ کر سکے اور صرف معاف ہی نہیں کرتا بلکہ میری دعا ہے کہ آسمانوں کے خدا اور ہمارے بزرگوں کی روحیں بھی تمہارا قصور معاف کریں۔ اب رہی تمہاری

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

درخواست، چونکہ سوائے تمہارے میرا کوئی بھائی نہیں ہے اس لئے میں تمہاری درخواست پر غور کروں گا۔ ممکن ہے میرا فیصلہ یہ ہو کہ اگر میں لاولد مروں تو میرے بعد تم کو بادشاہ کر دیا جائے۔ گو ظاہر ہے کہ تم نجیب الطرفین نہیں ہو۔ تمہارے خون میں ایک ایسی قوم کا خون شامل ہے جس سے مصر کو نفرت قلبی ہے اور تم آدمی بھی اس قسم کے ہو جسے اپنے آقا اور بادشاہ کے قتل میں دریغ نہیں ہو سکتا۔ پھر بھی ممکن ہے کہ میں تم کو اپنا جانشین مقرر کر جاؤں کیونکہ تمہارے بہادر اور شجاع ہونے میں کسی کو کلام نہیں اور باپ کی طرف سے بہر کیف تم شاہی نسل سے ہو گو ماں تمہاری ایک ذلیل قوم کی عورت تھی۔ لیکن ابھی میں مرا نہیں ہوں اور ممکن ہے کہ آئندہ میرے ہاں اولاد پیدا ہو۔ پس ثوران جب تک اوسیرس مجھ کو آسمان پر طلب کرے کیا تم ہماری نظر بندی میں رہنا اور ایک بات پر حلف لینا پسند کرتے ہو۔"

ذلت و ندامت سے اس وقت ثوران کی بری کیفیت تھی اور جس خطرے میں اس وقت اس کی جان تھی اس کو وہ بخوبی سمجھ رہا تھا۔ بہت گھر گھرائی آواز میں کہنے لگا۔

"جہاں پناہ! میں حلف لینے کو تیار ہوں۔"

فرعون نے کہا۔ "اچھا تو تخت کے سامنے آؤ اور خدائے مہیب رب عمون کا نام لے کر قسم کھاؤ کہ اگر میرے ہاں اولاد پیدا ہوئی خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی ہر حال میں تم اس کو اپنا آقا اور بادشاہ سمجھ کر دل سے اس کی اطاعت کرو گے اس دربار کے تمام حاضرین کے سامنے ان دونوں باتوں پر قسم کھاؤ اور جان لو کہ یہ قسم وہ ہو گی کہ اگر اس کو توڑا تو مصر کے تمام خدا تمہاری اس زندگی میں تم پر طرح طرح کے آفات ڈالیں گے اور مرنے کے بعد تم پر ایسا عذاب نازل ہو گا جو کبھی ختم نہ ہو گا۔"

ثوران کو اب چارہ ہی کیا تھا۔ فرعون کے کہنے کے مطابق قسم کھائی اور قسم کی تصدیق میں عصائے سلطنت کو بوسہ دیا۔

☆......☆......☆

رات کا وقت ہے۔ طیبی کا وہ بڑا بت خانہ جسے سمت شمال کا بیت العمون کہتے تھے رات کے اندھیرے میں بھیانک معلوم ہو رہا ہے۔ اس کا بالکل اندرونی حصہ جو زیارت گاہ خاص ہے اور بھی ہیبت ناک نظر آتا ہے۔ اس بلند اور وسیع کمرے کے بیچ میں پتھر کا ایک بہت اونچا بت عمون رع کا جو تمام خداؤں کا باپ مانا جاتا تھا نصب ہے اور اس پر لپٹے ہوئے پروں کی شکل کا ایک

اونچا تاج رکھا ہے۔ یہ وہ تاریک، محفوظ و مقدس مقام ہے جہاں کاہنوں کے سب سے بڑے سردار اور خاندان شاہی کے لوگوں کے سوا کوئی قدم نہیں رکھ سکتا۔ اس ڈراؤنے وقت میں فرعون اور ملکہ احورہ معمولی لوگوں کی طرح چادریں اوڑھے بت کے قدموں پر سر رکھے رو رو کر اولاد کے لئے دعا مانگ رہے ہیں۔

اس مقدس ایوان میں صرف ایک چراغ روشن ہے جو صدیوں سے ایک ہی طرح جلتا چلا آیا ہے۔ اس کی دھندلی اور ناکافی روشنی میں نیچے سنگین فرش پر بادشاہ اور اس کی ملکہ دونوں بت کے قدموں پر پیشانیاں رکھے اپنے غم کی داستان سناتے ہیں۔ اور اوپر چھت سے ملا ہوا بت کا بے حس و حرکت چہرہ گھپ اندھیرے میں، ان کی طرف نگاہ جمائے اس طرح دیکھ رہا ہے جس طرح ان سے پہلے اور لوگوں کی طرف شادی و غم کی حالت میں ہزار ہا برس سے دیکھتا چلا آیا تھا۔ دونوں نے عرض کیا کہ۔

"ثوران نے ہم کو طعنے دے دے کر ذلیل کیا۔ ہم سے کہا کہ اپنی اولاد کی صورت دکھاؤ حالانکہ ہم اولاد نہ رکھتے تھے۔ اس کی باتوں سے ہمارا دل زخمی ہو گیا۔ رعایا کی طرف سے ہم کو الگ خوف رہتا ہے۔ پس ہماری دلی تمنا ہے کہ اپنی زندگی ہی میں ہم کسی کو اپنا جانشین کر جائیں۔ اے رب عمون! اے رب رع!! ہم پر رحم کر ہمارے قدیم شاہی گھرانے کو مٹنے نہ دے۔ یہ مصر کا وہ خاندان ہے جس کے تمام فراعنہ نے جن میں غیر کا خون کبھی آمیز نہیں ہوا نسلاً بعد نسلٍ اسی جگہ تیری پرستش کی ہے۔ اے رب ہم کو اولاد دے۔ اس کے شکریہ میں ہم تیرے صنم خانے میں بڑی بڑی نذریں پڑھائیں گے۔ تیرے نام کے عظیم الشان بت خانے اور ہیکل بنوا کر ان کے لئے بڑی بڑی جاگیریں وقف کریں گے۔ اے رب ہماری سزا پوری کر۔"

اس کے بعد ملکہ احورہ بت کے قدموں پر بار بار اپنا ماتھا رگڑ رگڑ کر کہتی تھی۔ "اے عمون رع مجھ کو دنیا میں انگشت نمانہ ہونے دے۔ ذلت اور رسوائی سے مجھے بچا لے۔ ایک بچہ میرے ہاں پیدا کر دے جو میرے شوہر کے بعد اس کے تخت کا مالک بن سکے۔ اے رب مجھے ایک جان دے اور اس کے بدلے میں میری جان حاضر ہے۔"

لیکن بت نے کچھ جواب نہ دیا۔ آخر کار جب دعائیں مانگتے مانگتے دونوں تھک گئے تو اٹھ کر چلے۔ دروازے پر کاہنوں کا سردار ایک پیر سفید ریش انتظار میں کھڑا تھا۔ فرعون نے اس کو دیکھتے ہی غمگین آواز میں کہا۔

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

"اے رب عمون کے کاہن! اس در سے ہم ناکام چلے۔ ہم کو کچھ جواب نہ ملا۔ کوئی آواز ہم سے مخاطب نہ ہوئی۔"

ملکہ کی روتی ہوئی صورت دیکھ کر کاہن کا دل بھر آیا اور وہ بولا۔ "نہیں، یہ بات نہیں ہے۔ میں برابر غیب کی آواز سنتا رہا ہوں لیکن جو کچھ اس نے کہا اس کے ظاہر کرنے پر قادر نہیں ہوں۔ اب آپ دونوں محل کو تشریف لے جائیں اور ایک ہی خواب گاہ میں استراحت فرمائیں۔ اور اے ملکہ عالم! حالت خواب میں ایک نشانی آپ پر ظاہر ہوگی۔ عمون رع ایک رحم دل خدا ہے اور اس کی جو اولاد اس سے محبت رکھتی ہے اس سے وہ بھی محبت رکھتا ہے۔ جب وہ نشانی آپ پر ظاہر ہو تو جو کچھ اس سے آپ کو معلوم ہو اسے بے خوف و خطر اور دل میں کسی طرح کا شک اور شبہ لائے بغیر شہزادہ ثوران پر فوراً ظاہر کردیں۔ کیونکہ اس نشانی میں جو کچھ آپ کو بتلایا جائے گا۔ اس کا پورا ہونا ہر حال میں ضروری اور لازمی ہوگا۔"

اتنا سن کر بادشاہ اور اس کی ملکہ دونوں بت خانے کے کمروں اور بلند ستونوں میں سے پرچھائیوں کی طرح گزرتے ہوئے سنگین دروازے کے قریب آئے۔ دروازہ فوراً کھول دیا گیا۔ باہر سواری تیار تھی۔ فوراً محملوں پر بیٹھ کر ایک راستہ سے جس کے دونوں طرف مینڈھوں کے سر والے اونچے اونچے بت کھڑے تھے بادشاہ اور ملکہ دونوں روانہ ہوئے اور ایک چور دروازے سے اپنے محل میں پہنچ گئے۔

آدھی رات گزر چکی ہے۔ تمام شہر پر گہری تاریکی اور خاموشی چھائی ہے کہیں کہیں کتے البتہ آسمان کی طرف منہ اٹھا اٹھا کر بھونک رہے ہیں یا شہر پناہ سے پہرے والوں کی للکار کبھی کبھی سنائی دیتی ہے۔ فرعون اور ملکہ احورہ اپنے خواب گاہ میں زرنگاہ مسہریوں پر تھکے ہارے غافل سو رہے ہیں۔ اتنے میں ملکہ کی آنکھ کھلی۔ گھبرا کر اٹھ بیٹھی۔ اندھیرے میں چاروں طرف خوفزدہ نگاہوں سے دیکھنے لگی۔ آخر کو ہاتھ بڑھا کر شوہر کا شانہ ہلایا۔ اور اس کے کان میں گھبرا کر کہا۔

"اٹھو...... اٹھو! میں نے ایک بات دیکھی ہے جو تمہیں بتانے کی ہے۔" بادشاہ بیدار ہوا ملکہ کی آواز میں کوئی بات ایسی تھی کہ آنکھوں سے نیند کی نقاب بالکل اٹھ گئی۔

بادشاہ نے جلدی سے کہا۔ "احورہ کیا ہے؟"

ملکہ کہنے کہا۔ "میں نے ابھی ایک خواب دیکھا ہے جس کو محض خواب کہنا مشکل ہے۔ ایسا معلوم ہوا کہ میں بالکل اندھیرے میں کھڑی ہوں اور یہ اندھیرا ایک جگہ سے ہٹ گیا ہے اور

وہاں ایک نور پیدا ہوا ہے جس کی کوئی شکل ہے نہ صورت۔ اب اس نور میں سے ایک بہت مہربان اور شیریں آواز یہ کہتی سنائی دی۔

"ملکہ احورہ...... میری بیٹی! میں عمون ہوں جس کے سامنے آج ہی رات کو تو نے اور تیرے شوہر نے میرے ہیکل میں ایک مراد مانگی تھی۔ تم دونوں اس وقت یہ سمجھے کہ کسی نے تمہاری فریاد نہیں سنی۔ لیکن یہ بات نہ تھی۔ ہم نے سنا اور اپنے کاہن پر اپنا کل منشا ظاہر کردیا۔ احورہ تو نے اور تیرے شوہر فرعون نے ہم پر برسوں سے ایمان رکھا ہے اور یہ بیکار نہیں جاسکتا۔ ایک لڑکی تیرے بطن سے پیدا ہوگی اور اس میں جو روح ہوگی وہ خاص میری روح ہوگی۔ یہ لڑکی بڑی ہوکر ایسی حسین اور فرزانہ ہوگی کہ اس کی مثل نہ اب تک پیدا ہوئی ہے اور نہ آئندہ کبھی پیدا ہوگی۔ میں اپنے ہاتھ سے تندرستی، طاقت اور عقل اسے بخشوں گا۔ مصر کے شمالی اور جنوبی دونوں حصوں پر وہ حکومت کرے گی۔ اور اس دوگونہ حکومت کا تاج اس کے سر پر سالہا سال تک رہے گا۔ مصر کا کوئی بادشاہ جو اس سے پہلے گزرا ہے یا آئندہ گزرنے والا ہے اس کے برابر نہ نکلے گا۔ مصائب اور خطرات اس کو پیش آئیں گے لیکن ان سب میں وہ روح جو میں نے خاص اپنی روح سے اس کو دی ہے ہمیشہ اسے محفوظ رکھے گی۔ اور وہ اپنے دشمنوں کو ہمیشہ پامال کرے گی۔ شاہی خاندان سے اس کا ایک عاشق پیدا ہوگا۔ یہ بھی اس پر عاشق ہوگی اور دونوں اس عشق میں مسرور رہیں گے اور ان کی نسل سے بہت سے بادشاہ زادے پیدا ہوں گے اس لڑکی کا نام نیطرطیہ یعنی نجم السحر ہوگا۔ اور علاوہ ملکہ ہونے کے وہ میرے ہیکل کی سب سے بڑی کاہنہ ہوگی۔ کیونکہ دراصل وہ میری مولود ہوگی جسے میں آسمان سے اٹھا کر تم دونوں کے حوالے کروں گا۔ مجھ کو اس بچی سے عشق ہوگا۔ اور میں نے ابھی سے آسمان کی تمام رباۃ کو حکم دے دیا ہے کہ دنیا میں اس کی دوست رہیں اور اوسیرس سے بھی کہہ دیا ہے کہ جب زمین پر اس لڑکی کا وقت ختم ہو تو وہ آسمان پر اس کے استقبال کے لئے حاضر رہے۔

اور ملکہ دیکھ! ان باتوں کی تصدیق میں میں اپنے ہاتھ سے ایک نشان تیرے سینہ پر بناتا ہوں اور یہی نشان اس لڑکی کے سینہ پر بھی ہوگا جو تیرے بطن سے پیدا ہوگی۔ جس وقت میں تیرے سینہ سے ہاتھ اٹھالوں گا تو تو جاگ جائے گی جاگتے ہی اپنی شوہر کو بیدار کرنا جو تیرے پہلو میں سوتا ہے اور جس قدر باتیں میں۔ نے تجھ سے کہی ہیں وہ بہت جلد ایک کاغذ پر لکھ لی جائیں تا کہ اس کا کوئی لفظ فراموش نہ ہوسکے۔"

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

اتنا قصہ سنا کر احورہ نے شوہر سے کہا۔ "پھر اے بادشاہ! اس نور سے ایک ہاتھ نکلا اور اس ہاتھ میں "نقش حیات" تھا، جو شعلہ کی مثل چمکتا تھا۔ اسی ہاتھ نے اس نقش کو میرے سینہ پر رکھا اور مجھے ایسا معلوم ہوا جیسے کسی نے جلتا انگارہ رکھ دیا ہو۔ اس تکلیف میں میں جاگ اٹھی اور دیکھا کہ چاروں طرف تاریکی ہے اور تم قریب سو رہے ہو۔"

فرعون نے جب یہ کل حال سن لیا تو ملکہ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور اس واقعہ کو اچھا شگون سمجھ کر ملکہ کے حق میں دعا کی۔ دعا کے بعد تالی بجائی تا کہ شاہی خوابگاہ کے باہر جو خواصیں سو رہی تھیں اندر حاضر ہوں۔ دستک کے سنتے ہی خواصیں روشنیاں لئے خوابگاہ میں آئیں اور بادشاہ نے ایک خواص کے ہاتھ سے شمع لے کر ملکہ کے گلے کے نیچے سینہ پر کچھ اوپر دیکھا تو نقش حیات بنا ہوا معلوم ہوا اور اس نشان کی شکل ایک حلقے کی سی تھی جس کے نیچے دو ترچھے خط تھے۔

اب فرعون نے حکم دیا کہ کاتب خاص مع کاغذ وقلم دوات فوراً حاضر ہو اور بیت العمون کے بڑے کاہن کو بھی ابھی طلب کیا جائے۔ اس حکم کے جاری ہوتے ہی کاتب خاص بادشاہ کی خواب گاہ میں حاضر ہوا اور کاہن کی موجودگی میں جو کچھ ملکہ احورہ نے بیان کیا تھا اس کا ایک ایک لفظ لکھ لیا گیا۔ بادشاہ اور ملکہ نے اس نوشتے پر اپنے اپنے دستخط کئے اور کاہن نے اس پر اپنی گواہی لکھی پھر اس تحریر کی نقلیں فوراً تیار کر کے ہیکل عمون کے پوشیدہ خزانے میں محفوظ کر دی گئیں اور نقش حیات ملکہ احورہ کے سینہ پر موت کے دن تک بدستور قائم رہا۔

جب رات گزری تو صبح ہوتے ہی فرعون نے اپنے تمام درباریوں کو طلب کیا اور حکم دیا کہ شہزادہ ثوران بھی دربار میں حاضر کیا جائے۔ چنانچہ شہزادہ حاضر ہوا اور فرعون نے اس سے بہت نرمی سے کہا۔

"اے ابن الاب! میں نے تمہاری اس درخواست پر کہ تم تخت مصر پر میرے شریک ہو کر جلوس کرو اور اپنے بعد میں تم کو اور تمہارے لڑکوں کو اپنا جانشین مقرر کر جاؤں بہت غور کیا اور اب میرا فیصلہ یہ ہے کہ میں تمہاری درخواست کو قطعی نامنظور کرتا ہوں۔ تم کو معلوم ہو جانا چاہئے کہ خداؤں میں سب سے بڑے خدا یعنی رب عمون نے مجھ پر اور ملکہ مصر پر یہ بات ظاہر کی ہے کہ ہمارے ہاں اپنے وقت پر ایک لڑکی پیدا ہوگی جس کا نام نیطر طیہ یعنی نجم السحر یا عمون کا ستارہ ہوگا اور میرے بعد یہ لڑکی اور اس کے بعد اس کی اولاد اس ملک میں بادشاہی کرے گی۔ پس ہماری اس خوشی میں تم بھی دل سے شریک ہو اور اب اپنے شہر کو جس کے تم ہماری طرف سے حاکم ہو

واپس جاؤ اور ہمارے لطف وکرم کے سایہ میں ان خوبیوں اور شجاعانہ اوصاف کے ساتھ جو خدا نے تم کو عطا کئے ہیں خوش اور آباد رہو۔"

ثوران اتنا سن کر غصے سے کانپنے لگا۔ کیونکہ وہ سمجھا کہ یہ کل قصہ ایک جعل وفریب ہے۔ لیکن یہ سوچ کر کہ اس وقت فرعون کے قبضے میں ہوں اور ہر وقت جان کا خطرہ ہے، جواب دیا۔ "جہاں پناہ! جس وقت عمون کا یہ ستارہ سحر طلوع ہوگا تو میرا کوکب اقبال ضرور اس کی تعظیم و تکریم کرے گا۔"

یہ الفاظ منہ سے نکلے ہی تھے کہ فوراً اشمون نجومی کا یہ قول یاد آیا کہ "جب عمون کا ستارہ مشرق سے طلوع ہوگا تو ثوران کے ستارہ کو وہ محجوب کر دے گا۔"

فرعون نے ثوران کا یہ فقرہ سن کر غصے سے کہا۔ "کیا تم سمجھتے ہو کہ میں غلط کہتا ہوں اور ایک کذب سے اپنی زبان کو ناپاک کرتا ہوں۔ خیر میں یہ قصور بھی تمہارا معاف کرتا ہوں۔ بس اب تم جاؤ اور جو کچھ ہونے والا ہے اس کے منتظر رہو۔ اور اس نشان کو دیکھتے جاؤ۔ یہ وہ نشان ہے جس سے تم کو ہمارے قول کی آئندہ تصدیق ہوگی۔ جس وقت شہزادی نیطر طیہ یعنی نجم السحر پیدا ہوگی تو یہی نشان جو "نقش حیات" ہے اس کے سینے پر موجود ہوگا اچھا اب تم رخصت ہوتا کہ ہمارا مزاج زیادہ برہم نہ ہو۔ تمہاری خدمات کا جو صلہ میں نے تجویز کیا ہے وہ منوف پہنچنے پر تم کو مل جائے گا۔"

پس ثوران طیبی سے رخصت ہو کر اپنے دارالحکومت کو واپس گیا اور وہاں پہنچ کر مشہور کیا کہ فرعون نے اس کو ایک حق سے محروم کرنے کے لئے یہ قصہ کہ اس کے گھر میں لڑکی پیدا ہونے والی ہے مشہور کر دیا ہے۔ لیکن اشمون نجومی نے جب سنا تو سر ہلا کر دل میں کہا۔ "نہیں! عمون رع کا ستارہ سحر ضرور طلوع ہوگا اور نیطر طیہ نجم السحر وارث تخت مصر ضرور پیدا ہوگی۔ کیونکہ عمون رع نے تقدیر میں پہلے ہی سے یہ لکھ رکھا ہے۔"

☆......☆......☆

اور اب وہ دن آیا کہ ملکہ احورہ کے ہاں ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ نہایت حسین اور تندرست۔ بالوں میں وہ لہر جیسے پانی پر موج۔ آنکھیں ابھی سے ایسی نیلگوں جیسے فصل بہار میں شام سے کچھ پہلے آسمان کا رنگ۔ سینے پر ایک چھوٹا سا تل اسی "نقش حیات" کی شکل کا جو عمون نے ملکہ کے سینے پر بنایا تھا۔

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

اب بادشاہ مصر اور اس کے خاندان کے سب خورد و کلاں، سلطنت کے امرا و عمائد، بت خانوں کے کاہن اور خدام بلکہ یہ کہیے کہ ملک مصر کا ہر متنفس خوشی سے دیوانہ ہو گیا۔ بعض لوگ البتہ افسوس کرنے لگے کہ لڑکی ہوئی لڑکا نہ ہوا۔ اب تاج مصر بجائے مرد کے عورت کے سر پر رکھا جائے گا لیکن کوئی شخص علانیہ ایسی بات منہ پر نہ لاتا تھا کیونکہ سب کو معلوم تھا کہ یہ لڑکی خداؤں کی دی ہوئی ہے اور اس میں خدائی اوصاف بھی رکھے گئے ہیں۔ چنانچہ جس وقت پیدا ہوئی ہے تو زچہ کے کمرے میں مصر کی بڑی بڑی رباۃ مثلاً ایسیس، نفطیس، حاسر، خیمو موجود تھیں اور سب کی سب سر سے پاؤں تک کندن کی طرح دمک رہی تھیں۔

اس خوشی میں فرعون نے ایک فرمان اس مضمون کا جاری کیا کہ تمام ملک میں جہاں جہاں ملکہ احورہ کا نام کندہ ہے اس کے آگے مادر نجم السحر بحکم عمون اور کندہ کر دیا جائے اور عمون کے شالی ہیکل میں ایک عالیشان کمرہ تیار کر کے اس کی دیواروں پر تخت گاہ طیبی میں شہزادہ ثوران کے وارد ہونے اور ملکہ احورہ کے خواب کے کل حالات کندہ کر دیئے جائیں۔

لیکن ملکہ اتنے دن زندہ نہ رہی کہ اس نئی تعمیر کو دیکھ لیتی کیونکہ جس دن سے وہ زچہ ہوئی تھی اسی دن سے اس کی حالت بگڑنے لگی تھی۔ وضع حمل کے چودھویں دن غسل سے فارغ ہو کر دایہ کو حکم دیا کہ لڑکی کو سامنے لائے۔ دایہ حکم بجا لائی ماں نے دیر تک محبت بھری نظروں سے لڑکی کو دیکھ کر اس کے حق میں دعا کی۔ اتنے میں دیکھا کہ جہاں نہالچے پر اس کی لڑکی لیٹی ہے وہیں اس کے پہلو میں ایک لڑکی بعینہ اسی شکل و صورت کی موجود ہے۔ یہ دوسری لڑکی نجم السحر کی ہمزاد تھی۔ اس شکل کو دیکھتے ہی ملکہ نے کہا۔

"اے ہمزاد دیکھنا میری اس لخت جگر کو زندگی اور موت میں ہر آفت اور مصیبت سے بچاتی رہنا۔"

اتنا کہہ کر ملکہ نے اوپر دیکھا اور کہا۔ "دیکھو! وہ رب عمون مجھے پکارتا ہے اور کہتا ہے کہ اس لڑکی کی جان کے بدلے اپنی جان دے کر قول پورا کرو۔"

اس آواز کو سن کر احورہ نے اپنے شوہر فرعون کی طرف مسکرا کر دیکھا اور دم نکل گیا۔ چہرے پر بجائے مردنی کے بشاشت برستی تھی۔

اب کل خوشی ماتم ہو گئی اور جب تک ملکہ کا تابوت تیار ہو مصر کے لوگ اس کی موت پر روتے رہے۔ یہاں تک کہ تابوت تیار ہو گیا اور اس کو کشتی پر رکھ کر دریا پار اس وادی میں لے گئے

جہاں بیگمات شاہی کے مقبرے تھے۔ یہاں ایک عالیشان عمارت میں تابوت رکھ دیا گیا۔ یہ مکان ایک مقبرہ تھا جسے ملکہ نے اپنی زندگی ہی میں بہت جلد ہزار ہا مزدور اور کاریگر لگا کر تیار کرایا تھا۔ کیونکہ جس دن سے خواب دیکھا تھا اسی دن سے یقین ہو گیا تھا کہ اب زندگی کوئی دن کی ہے۔ علاوہ اس کے عمارت کے ختم کرنے میں عجلت کی ضرورت اس وجہ سے بھی تھی کہ بادشاہ اپنے مقبرے جس حال میں بھی چھوڑ جاتے ہیں وہ اسی حال میں رہا کرتے ہیں۔ ان کے مرنے پر نہ کوئی دوسرا ان پر دولت صرف کرتا ہے نہ توجہ۔

پس ملکہ کا تابوت مع تمام زر و جواہر کے جو خاص ملکہ کا تھا مقبرے میں رکھ دیا گیا۔ فرعون نے جو بیوی کے مرنے پر بہت سوگوار تھا اس کی قبر پر بڑی بڑی نذریں چڑھائیں۔ پھر مقبرے کے اندر دروازے کے قریب اس کشتی کو رکھوا کر جس میں تابوت لایا گیا تھا دروازہ کو بند کرا دیا۔ اور کل عمارت پر باہر کے رخ اس قدر ریت ڈلوائی کہ وہ بالکل چھپ گئی۔ یہ اس لئے کیا کہ قیامت آنے تک کسی کو معلوم نہ ہو سکے کہ ملکہ کہاں دفن ہے۔

اس اثناء میں شہزادی نجم السحر قصر فرعون میں پلتی رہی۔ لیکن جب وہ چھ مہینے کی ہوئی تو جس محل میں ہیکل عمون کی کائنات رہتی تھیں وہاں پرورش اور تربیت کے لئے بھیج دی گئی۔

اب یہ واقعہ سننے کے قابل ہے کہ جس دن شہزادی پیدا ہوئی اسی دن فرعون کے ایک فوجی سردار مریمس کے گھر میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کو ہمارے اس قصہ سے خاص تعلق ہے۔ مریمس اس فوج کا افسر اعلیٰ تھا جو ہیکل عمون میں اس کی حفاظت کے لئے رہا کرتی تھی۔ اس سردار نے اپنی دودھ بہن آشتی سے جو علم سحر میں بڑی دستگاہ رکھتی تھی شادی کر لی تھی۔ مصر کے سب لوگ جانتے تھے کہ یہ مریمس ایک صحیح النسب اور آخری شخص اس قدیم خاندان فراعنہ کا ہے جس کے سلسلے کو کئی پشتیں گزری تھیں کہ موجودہ فرعون کے اسلاف نے بے دخل کر کے اپنی بادشاہی قائم کی تھی اور اب اسی بادشاہی سلسلے میں جو قدیم خاندان کا جانشین ہوا سوائے فرعون وقت اور اس کی بیٹی نجم السحر کے اور کوئی نہ تھا۔ اس فرعون کی حکومت جس وقت شروع ہوئی تھی تو مشیران دولت نے بادشاہ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا تھا کہ اس مریمس اور اس کی دودھ شریک بہن آشتی کو قتل کر دینا مناسب ہے تا کہ کوئی زمانہ ایسا نہ آئے کہ یہ دونوں اس زعم میں کہ وہ ایک قدیم ترنسل فراعنہ کی یادگار ہیں ملک میں بغاوت پیدا کر دیں۔ لیکن فرعون بہت رحمدل تھا۔ اس کو قتل و غارت سے قطعی نفرت تھی۔ مشیروں کی صلاح اس نے نہیں مانی بلکہ مریمس کو طلب کر کے ان کی

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

رائے سے اسے آگاہ کیا۔

مرئیس نہایت وجیہہ اور شریف تھا جیسا کہ شاہان سلف کی اولاد کو ہونا چاہیے۔ سامنے حاضر ہوتے ہی تخت کو بوسہ دیا اور بادشاہ کی گفتگو سن کر کہنے لگا۔ ''گیتی پناہ! اس جاں نثار کو قتل کر کے آپ کو کیا حاصل ہوگا۔ خداؤں کو یونہی منظور تھا کہ میرے خاندان کو زوال ہو اور حضور کا خاندان اس ملک پر مسلط ہو۔ کیا کبھی اس نمک خوار سے اس بنا پر کہ اس کے بزرگ کسی زمانہ میں اس ملک میں بادشاہی کرتے تھے کوئی قصور سرزد ہوا ہے یا حضور کو تخت سے محروم کرنے کی نیت سے اس ناچیز نے حضور کے دشمنوں سے کبھی کوئی سازش کی ہے؟ جہاں پناہ غور فرمائیں کہ میں جس حال میں ہوں بالکل خوش اور مطمئن ہوں۔ حضور کی فوج کا ایک شریف سردار ہوں اور یہی درجہ مرتبہ اپنے لئے بالکل کافی سمجھتا ہوں۔ پس اے بادشاہ مجھ کو اور میری رضاعی بہن آشتی کو جو بڑی ساحرہ اور عاقلہ ہے اور جس سے عقد کرنے کا میرا قصد ہے اپنا خادم جانثار سمجھ کر آرام و آسائش کے ساتھ زندہ رہنے دیجئے اور ہم بے گناہوں کے خون سے اپنے ہاتھ نہ رنگئے۔ مبادا اس میں خداؤں کا کوئی غضب آپ پر اور آپ کے خاندان پر نازل ہو اور ہماری روحیں قبروں سے اٹھ کر آپ کے درپے آزار ہوں۔''

جب فرعون نے مرئیس کی یہ تقریر سنی تو اس کو بہت رحم آیا۔ اپنا عصائے سلطنت مرئیس کی طرف بڑھایا کہ وہ اس کو بوسہ دے۔ بادشاہ کا یہ فعل ظاہر کرتا تھا کہ مرئیس اور آشتی جب تک زندہ ہیں بادشاہ کے ظل حمایت میں ان کو کسی طرح کا گزند نہ پہنچے گا۔

فرعون نے کہا۔ ''مرئیس! جاہ و منزلت میں نہ سہی لیکن نسل و نسب میں ہم تم برابر ہیں۔ خداؤں کی مصلحت کو کون سمجھ سکتا ہے۔ جس کو چاہیں بڑھا دیں جس کو چاہیں گھٹا دیں۔ تاکہ انسان کا مقدر پورا ہو۔ مجھ کو اس کا کامل یقین ہے کہ تم اور تمہاری بہن آشتی جس کو سنتا ہوں کہ سحر میں کمال رکھتی ہے کبھی میرے نقصان و آزار کے درپے نہ ہو گے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ میں تم کو اپنا مصاحب اور مشیر خاص بناؤں۔''

اس کے بعد فرعون نے مرئیس کو ایک بہت بڑے منصب پر مامور کرنا چاہا لیکن مرئیس نے یہ عرض کر کے انکار کیا کہ اگر جہاں پناہ مجھے کوئی اعلیٰ منصب عنایت فرمائیں گے تو لوگوں کو مجھ سے حسد پیدا ہو جائے گا اور پھر وہ کسی نہ کسی طریقہ سے میری تباہی و ہلاکت پر آمادہ ہو جائیں گے کیونکہ اونچے درخت سب سے پہلے گرائے جاتے ہیں۔ آخر کار فرعون نے مرئیس کو بیکل

عمون کی فوج محافظ کا سردار مقرر کر دیا اور اس کو جاگیر میں زمینیں اور مکانات اتنے دیئے کہ وہ ایک خوشحال شریف کی طرح زندگی بسر کرنے لگا۔ مگر اس کے سوا بادشاہ نے اسے کچھ نہیں دیا۔ ان مکارم شاہی کے شکریہ میں مرئیس بادشاہ کی وفاداری کا دم بھرنے لگا جب کوئی خاص اہم معاملہ پیش آتا تو بادشاہ اس سے مشورہ کرتا اور جو صلاح وہ دیتا اس کو غور سے سنتا۔ کیونکہ مرئیس فی الواقع نہایت پاک نفس اور شریف طبیعت کا آدمی تھا۔

پھر ایک وقت ایسا آیا کہ مرئیس نے ساحرہ آشتی سے عقد کر لیا لیکن فرعون کی طرح مرئیس بھی مدت تک لاولد رہا۔ آشتی کے سوا اس کی کوئی اور بیوی بھی نہ تھی۔ غرض جس دن شہزادی نیطر طیبہ نجم عمون نے دنیا میں آنکھیں کھولیں اسی دن سے آشتی کے ہاں ایک لڑکا نہایت توانا و تندرست اچھی صورت و شکل کا پیدا ہوا جس کے چہرے پر بادشاہوں کی اولاد کی سی شان برستی تھی۔ رنگ اس کا بہت سرخ و سپید تھا۔ کیونکہ قدیم فراعنہ جن کے خاندان سے یہ لڑکا تھا بہت گورے ہوا کرتے تھے۔ آنکھیں سیاہ اور بڑی تھیں۔

دائی نے بچہ کو گود میں لے کر زچہ سے کہا۔ ''بچہ کا سر ملاحظہ ہو۔ کیسا شاندار ہے۔ یہ سر اس لائق ہے کہ تاج شاہی اس کی زینت ہو۔''

اتنا سن کر آشتی کی زبان سے ایک کلمہ ایسا نکلا جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ وہ بچہ کی خوشی میں احتیاط سے کام لینا بھول گئی یا خداؤں نے اپنی طرف سے اس کے منہ سے ایسا کلمہ کہلوا دیا کیونکہ آشتی میں غیب کی خبریں سنانے کا مادہ بچپن سے موجود تھا کہنے لگی۔

''ہاں دایہ! ٹھیک کہتی ہو۔ مجھے بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس خوبصورت سر اور بادشاہی تاج میں بہت قریب کا واسطہ ہے۔'' یہ کہہ کر اس نے بچہ کو پیار کیا اور اس کا نام رئیس رکھا اور یہی نام اس شاہی خاندان کے سب سے پہلے بادشاہ کا تھا جس کی نسل سے یہ لڑکا تھا۔

اتفاق سے ایک جاسوس وہاں موجود تھا۔ اس نے آشتی سے یہ بات سنتے ہی اس کی اطلاع شاہی مجلس میں کر دی۔ مجلس نے جیسی پہلے مرئیس کے قتل کی رائے دی تھی اب اس بچہ کو ہلاک کرنے کی صلاح اس بنا پر دی کہ آشتی کے الفاظ بادشاہ وقت کی اولاد کے حق میں بدشگونی کے ہیں۔ لیکن فرعون نے مجلس کی رائے سے اتفاق نہیں کیا اور ہنس کر کہا۔

''کیا آپ لوگ چاہتے ہیں کہ میں اپنی لڑکی کے پیدا ہونے پر سب سے پہلی رسم ایک معصوم بچے کے قتل سے شروع کروں جس نے دنیا میں اسی دن قدم رکھا ہے جس دن میری لڑکی

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

نے۔" اتنا کہہ کر بادشاہ نے اراکین مجلس سے کہا۔

"لوگو! ہمارا رب رع، آفتاب عالم تاب جس کا ایک مظہر ہے اپنا نور سب پر یکساں ڈالتا ہے۔ممکن ہے کہ ایک قدیم شاہی گھرانے کا یہ شریف لڑکا اس لئے پیدا ہوا ہو کہ جو بچہ عمون نے مجھے اور مصر کو دیا ہے۔اس کا ہمیشہ دوست اور محافظ رہے۔پس جو کچھ خداؤں نے تقدیر میں لکھ دیا ہے اس کے پیش آنے کا انتظار کرو۔میں کون ہوتا ہوں کہ خداؤں کے ہاتھ کی بنائی ہوئی ایک جیتی جان کو مٹادوں۔"

غرض رعمیس اپنی ماں کی گود میں بے خوف وخطر پرورش پاتا رہا۔مرئیس اور اس کی بیوی کے کانوں تک جب فرعون کی تقریر پہنچی تو وہ حاضر ہوئے اور بادشاہ کے منت گزار ہو کر اس کو دعائیں دینے لگے۔

سردار فوج مرئیس کا گھر ہیکل عمون کے احاطہ کے اندر اس محل کے قریب تھا جہاں ہیکل کی کاہنات اور خادمائیں رہتی تھیں اور فرعون کی لڑکی نجم السحر "عمون کا تارا" اس میں پرورش پاتی تھی۔ملکہ احورہ کے انتقال پر اس لڑکی کو دودھ پلانے کے لئے مرئیس کی بیوی آشتی مقرر کی گئی کیونکہ فرعون کا حکم تھا کہ میری بیٹی کو سوائے ایسی عورت کے جس میں بادشاہوں کا خون ہو اور کوئی عورت دودھ نہ پلائے۔اس طرح آشتی بادشاہ کی بیٹی نجم السحر کی دودھ ماں ہوگئی اور رعمیس کے ساتھ ایک ہی گود میں پلنے لگی۔جب دونوں کا دودھ چھوٹا تو چلنا اور بولنا بھی دونوں نے ساتھ ہی ساتھ سیکھا۔اور جب دونوں کچھ بڑے ہوئے تو کھیل کود میں بھی ساتھ ہی ساتھ رہے۔

غرض شروع ہی سے ان دونوں بچوں میں ایسی محبت ہوگئی جیسے دو جڑواں بھائی بہنوں میں ہوتی ہے۔لڑکا گو بڑا دلیر اور نڈر تھا لیکن شہزادی ہمیشہ اس پر حکم چلاتی تھی۔کچھ اس وجہ سے نہیں کہ وہ فرعون کی بیٹی اور تخت مصر کی وارث تھی۔کیونکہ اس کو اپنے اس درجہ اور مرتبہ کی مطلق پروانہ تھی۔لوگ کتنا ہی جھک جھک کر سلام کرتے اور بڑے بڑے القاب وآداب سے نام لیتے لیکن اسے خیال تک نہ ہوتا۔دراصل اس چھوٹی سی جان میں کوئی اور قوت پوشیدہ تھی جو رعمیس کو اس کا غلام بنائے رکھتی تھی۔ہر بات میں نجمہ کا حکم چلتا تھا۔کھیل جتنے کھیلے جاتے تھے ان کی خاص مہتمم بھی نجمہ ہی ہوتی تھی اور جب باتیں کرنے پہ آتی تھی تو رعمیس کی مجال نہ تھی کہ جو کچھ وہ کہے اسے غور سے نہ سنے۔توانا وتندرست جیسے اور بچے تھے وہ بھی تھی مگر کوئی چیز اس میں ایسی تھی کہ اور بچوں سے اس میں بہت فرق معلوم ہوتا تھا۔کبھی کبھی نجمہ کو چپ لگ جاتی۔پھر کسی کو پاس نہ آنے

دیتی۔مائیں، خواصیں، یہاں تک آشتی اور رعمیس بھی دور دور رہتے اور وہ بالکل بے خوف بت خانے گھومتی پھرتی کہیں آنے جانے کی اسے روک ٹوک نہ تھی۔ستونوں اور محرابوں کی بھول بھلیوں میں، کبھی یہاں کبھی وہاں کھڑے ہو کر کچھ سوچا کرتی۔کبھی دیوار پر تصویریں دیکھنے لگتی۔کبھی بت خانے کے ان تاریک اور ڈراؤنے کمروں میں پہنچ جاتی جہاں سیاہ اور سپید پتھروں کے اونچے اونچے بت اپنی سنگین کرسیوں پر ہزار ہا برس سے ایک ہی پہلو اور انداز سے بیٹھے تھے۔یہ مقامات وہ تھے جہاں اور لوگ دن کو بھی جاتے ہوئے لرزتے تھے، مگر نجمہ چاندنی راتوں میں وہاں گشت لگاتی اور بتوں کی صورتیں دیر تک دیکھنے اور ادھر ادھر پھرنے پھرانے کے بعد ہنستی اور دوڑتی ہوئی محل میں واپس آجاتی۔

ایک دن رعمیس نے پوچھا۔" پیاری نجمہ! عمون کے تارے، تم ان تاریک کمروں میں کیا دیکھنے جایا کرتی ہو۔یہ پتھر کے بت تو ایک بھیانک اور بیکار چیز ہیں۔شاید جب سے دنیا بنی ہے انہوں نے ہاتھ یا پاؤں تک نہیں ہلایا ہے۔جب آسمان پر رع (سورج) غروب ہو جاتا ہے تو مجھے ان کی صورتوں سے ڈر معلوم ہونے لگتا ہے۔"

نجمہ نے جواب دیا۔"رعمی نہیں! یہ پتھر کے بت بیکار و بے حس نہیں ہیں۔یہ تو مجھ سے باتیں کرتے ہیں۔ان کی سب باتیں میں نہیں سمجھتی لیکن جب میں ان کے قریب ہوتی ہوں تو میرا دل بہت خوش رہتا ہے۔"

رعمیس نے کہا۔"ہائیں، نجمہ! کیا یہ بت تم سے باتیں کرتے ہیں؟ بھلا پتھر کیونکر بول سکتے ہیں۔"

نجمہ نے کہا۔"پتھر تو بے شک کیا بولیں گے لیکن میں سمجھتی ہوں کہ ان بتوں کی روحیں مجھ سے باتیں کرتی ہیں۔کبھی میری پیدائش سے پہلے کے قصے سناتی ہیں اور کبھی کہتی ہیں کہ جب میں مرجاؤں گی تو کیا ہوگا۔اچھا بس اب زیادہ بحث نہ کرو۔یہ مان لو کہ وہ مجھ سے باتیں کرتے ہیں۔تمہارے لئے اتنا ہی جاننا کافی ہے۔"

رعمیس نے کہا۔"میرے لئے تو اتنا جاننا کافی سے بھی زیادہ ہے۔میں عمون کی بیٹی تو ہوں نہیں کہ بتوں کی باتیں سنوں۔میں تو صرف میقو کو مانتا ہوں جو لڑائی کا خدا ہے۔"

جب رعمیس سات برس کا ہوا تو ہیکل کے مدرسے میں پڑھنے بیٹھا۔روز صبح کو ایک آدمی اس کو مدرسے میں پہنچا جایا کرتا۔یہاں استاد اس کو لکڑی کی تختی پر نرسلی کے قلم سے لکھنا سکھاتا اور

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

مصر کے خداؤں کی باتیں اتنی سناتا کہ یہ لڑکا ایک دفعہ سن کر پھر ان کو سننا نہ چاہتا۔ ان ہی اوقات میں ہیکل کی بڑی بڑی استانیاں کچھ دیر کے لئے نجمہ کو پڑھاتیں۔ باقی تمام وقت یہ لڑکی اکیلی رہتی، کوئی ساتھ کھیلنے والا نہ ہوتا۔ کیونکہ بادشاہ کا حکم تھا کہ سوائے رعمیس کے اور کسی کے ساتھ نجمہ نہ کھیلے اور اس کی وجہ یہ تھی کہ رعمیس کے سوا کوئی لڑکا شاہی خاندان کا ہیکل میں موجود نہ تھا۔

ایک دن رعمیس شام کو مدرسے سے واپس آیا تو پوچھنے لگا۔ ''نجمہ......! جب میں نہیں ہوتا تو تم کو تنہائی بری معلوم ہوتی ہوگی۔''

نجمہ بولی۔ ''نہیں، اس وقت ایک اور سہیلی میرے پاس ہوتی ہے۔''

اتنا سن کر رعمیس کے دل میں شک پیدا ہوا اور بگڑ کر بولا۔ ''وہ کون ہے۔ مجھے بتاؤ تو اس کی اچھی طرح خبر لوں۔''

نجمہ نے کہا۔ ''میری سہیلی ایسی نہیں ہے جو تمہیں نظر آ جائے۔ وہ میری ہمزاد ہے۔''

رعمیس نے کہا۔ ''تمہاری ہمزاد ہے۔ اچھا ہمزاد کا ذکر تو سنا ہے مگر کبھی اسے دیکھا نہیں۔ اس کی صورت کیسی ہے؟''

نجمہ نے کہا۔ ''ہو بہو ایسی جیسی میری صورت۔ فرق اتنا ہے کہ میری پرچھائیں پڑتی ہے اس کی پرچھائیں نہیں پڑتی۔ باتیں تو اس کی اکثر سنا کرتی ہوں۔ مگر صورت اپنی وہ بہت کم دکھاتی ہے۔ کبھی یونہی سی جھلک دیکھ لی تو دیکھ لی ورنہ روشنی کے ساتھ وہ کچھ ایسی ملی جلی رہتی ہے کہ صورت صاف صاف نہیں دکھائی دیتی۔''

رعمیس نے کہا۔ ''نجمہ! میں تمہاری اس ہمزاد و مزاد کو کچھ نہیں مانتا۔ یہ سب خیال ہی خیال ہے اصل میں وہ کچھ بھی نہیں ہے۔''

اس کے تھوڑے ہی دن بعد ایک واقعہ ایسا پیش آیا کہ اس لڑکے کو ہمزاد کی نسبت بالخصوص نجمہ کے ہمزاد کی نسبت اپنا خیال بدلنا پڑا۔ ہیکل کے احاطہ میں سب سے الگ ایک بڑا پختہ تالاب تھا۔ اس تالاب میں صدہا برس سے ایک پرانا مگرمچھ جس کو مصر کے لوگ دیوتا مانتے تھے رہا کرتا تھا۔ رعمیس اور نجمہ نے جب سے اس کا حال سنا تھا اس کو دیکھنے کا بے حد شوق پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن دیکھتے کیوں کر؟ تالاب کے گرد ایک بڑی اونچی دیوار کھینچی تھی۔ اس دیوار میں ایک دروازہ تھا جس کے کواڑوں پر تانبے کی چادریں چڑھی تھیں اور ہمیشہ اس میں ایک بھاری قفل پڑا رہتا تھا۔ یہ دروازہ صرف آٹھویں دن کھولا جاتا تھا۔ اس دن ہیکل کے کاہن مگرمچھ کو چارہ

کھلانے اندر جایا کرتے۔ چارہ میں جتنی بھیڑ بکریاں ہوتیں، ان غریب جانور کو ایک دفعہ اندر پہنچ کر پھر باہر نکلنا نصیب نہ ہوتا تھا۔

ایک دن ایسا ہوا کہ کاہن جو دروازہ کا خاص محافظ تھا بھیڑیں اندر پہنچا کر چار دیواری سے باہر نکل رہا تھا کہ دروازہ کا قفل بند کر کے کنجی اپنی جیب میں ڈالنے کو ہوا۔ ہاتھ کو جیب کا منہ تو ٹھیک ملا نہیں کنجی یونہی چھوڑ دی۔ وہ ریت پر گری۔ کاہن کو خبر تک نہ ہوئی اور وہ اپنے رستے پر چلتا بنا۔

یہ کاہن بڈھا اور بہت موٹا تھا۔ کھانے کا وقت ہو چکا تھا۔ جلدی جلدی قدم بڑھا کر جب کچھ دور نکل گیا تو رعمیس نے جو دور کھڑا یہ کل کیفیت دیکھ رہا تھا، دوڑ کر کنجی اٹھا کر اپنی جیب میں ڈال لی۔ اور دوڑتا ہوا محل میں نجمہ کو ڈھونڈنے لگا۔ جب وہ ملی تو بہت خوش ہو کر کہنے لگا۔

''نجمہ......! ہم کو ساتھ کھیلنے کی اجازت تو مل ہی چکی ہے، آج شام کو جب میں مدرسے سے آ جاؤں تو ہم دونوں مگرمچھ کو دیکھنے چلیں گے۔ دیکھو یہ وہاں کی کنجی ہے۔ سات دن سے پہلے تو اس موٹے کاہن کو خبر ہوتی نہیں کہ کنجی کہاں پھینک آیا ہے۔ میں اس سے پہلے ہی کنجی اس کے پاس پہنچا دوں گا اور کہوں گا کہ ریت پر پڑی ملی تھی۔ اور نہیں تو چپکے سے اس کی جیب میں ڈال دوں گا۔ اسے خبر بھی نہ ہوگی۔''

نجمہ یہ باتیں سن کر بہت خوش ہوئی کیونکہ اسے بھی مگرمچھ دیکھنے کا بہت شوق تھا۔ لیکن جب رعمیس شام کو مدرسے سے دوڑتا ہوا نجمہ کے پاس آیا تو نجمہ کی طبیعت کا کچھ اور ہی رنگ پایا۔ رعمیس کو آج دن بھر سوائے مگرمچھ کے اور کسی بات کا خیال نہ آیا تھا۔ اسی شوق میں اس نے مدرسے کے ایک لڑکے سے مگرمچھ کے کھلانے کو ایک کبوتر خریدا تھا، اب نجمہ کی صورت دیکھ کر بہت گھبرایا۔

نجمہ نے رعمیس کی شکل کو بہت ہی فکر کی نگاہوں سے دیکھ کر کہا۔ ''میں تو نہیں سمجھتی کہ اس مگرمچھ کو دیکھنا ہمیں نصیب ہوگا۔''

رعمیس نے کہا۔ ''کیوں، وہاں کوئی آدمی تو ہوگا نہیں جو منع کرے۔ اور کنجی میں میں نے چکنائی لگا دی ہے کہ اس کے پھرانے میں آواز نہ ہو۔''

نجمہ نے کہا۔ ''میری ہمزاد مجھے منع کرتی ہے اور کہتی ہے کہ اگر جاؤ گی تو بڑی بری بات ہوگی۔ اور بڑی مصیبت اٹھانی پڑے گی۔''

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

رعمیس نے روکھا منہ بنا کر کہا۔ ''واہ یہ بھی کوئی بات ہوئی۔ تمہاری اس ہمزاد مردار کو تو کوئی دیو پکڑ کر کھا جاتا تو اچھا ہوتا۔ مجھے ملے تو بتاؤں، وہ ہے کہاں؟''

نجمہ نے کہا۔ ''رعمی...... میں کیا بتاؤں کہ وہ کہاں ہے۔ وہ تو میں خود ہوں۔ اگر دیو میری ہمزاد کو کھا جائے گا تو مجھے بھی وہ کھا جائے گا۔ تم بہت برے ہو جو ایسی بات کہتے ہو۔''

اس بات پر رعمیس کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور کہنے لگا۔ ''میں اب کبھی تمہاری بات کا یقین نہ کروں گا۔ میں نے اپنا برنجی دستے والا چاقو دے کر کبوتر خریدا۔ چاقو بھی وہ جو بادشاہ سلامت نے مجھے دیا تھا۔ اسی دن جس دن وہ ہیکل میں آئے تھے اور مجھے دیکھ کر بہت خوش ہوئے تھے۔ کبوتر اس لئے مول لیا تھا کہ جب اسے ہاتھ میں لے کر اونچا کریں گے اور وہ پھڑ پھڑائے گا تو مگر مچھ آواز سنتے ہی پانی پر آ جائے گا۔ میرا چاقو تو دس کبوتروں کی قیمت سے بھی زیادہ کا تھا۔ جہاں پناہ کو خبر ہو گئی تو تم ہی بتاؤ وہ کیسے خفا ہوں گے۔''

نجمہ رعمیس کو روتا دیکھ کر کچھ نرم ہوئی اور کہنے لگی۔ ''بھلا اپنا جی خوش کرنے کو ایک کبوتر کی جان کیوں لیتے ہو۔''

رعمیس نے کہا۔ ''جان تو اس کی پہلے ہی نکل چکی ہے۔ بستے میں چھپا کر رکھا تھا۔ وہ کم بخت پھڑ پھڑائے جاتا تھا۔ میں ڈرا کہ کہیں استاد کو نہ معلوم ہو جائے۔ جھٹ بستے کے اوپر ہو بیٹھا۔ جب اٹھا تو کبوتر مر چکا تھا۔ تم بھی دیکھ لو۔''

یہ کہہ کر بستے میں سے کبوتر نکال کر نجمہ کو دکھایا۔ کبوتر مر کر بالکل اینٹھ گیا تھا۔ اب نجمہ بہت ہی منصف مزاج بن کر بولی۔ ''اچھا۔ تم کوئی اس کی جان تو لینی چاہتے نہ تھے۔ پھر تمہارا اس میں کیا قصور ہوا، ہمزاد نے منع تو کیا ہے لیکن شاید اس کا یہ مطلب نہ ہو کہ ہم مگر مچھ کو ایک دفعہ بھی نہ دیکھیں۔ اب اگر اسے نہ دیکھا تو بیچارے کبوتر کی جان مفت میں گئی۔''

رعمیس نے خوش ہو کر کہا۔

''ہاں...... ہاں! یہی بات ہے۔ ٹھیک کہتی ہو۔''

غرض یہ دونوں بچے چپکے سے نکل کر درختوں میں چھپتے چھپاتے تالاب والی چار دیواری کے قریب پہنچے۔ اور اس کے گرد چکر لگاتے دروازے کے سامنے آئے۔ رعمیس نے ادھر ادھر دیکھ کر جلدی سے کنجی قفل میں ڈالی۔ ہاتھ بھر کا ایک ٹکڑا لکڑی کا ساتھ لایا تھا۔ کنجی کے حلقے میں لکڑی کو ڈال کر دونوں ہاتھوں سے پھرایا۔ قفل کھٹ سے کھل گیا اور اب دونوں نے زور لگا کر

دروازے کی کنڈیاں کھولیں۔

رعمیس نے قفل سے کنجی نکال اپنی جیب میں رکھ لی۔ اس لئے کہ قفل میں کنجی اٹکی دیکھ کر کسی راہ گیر کو شبہ نہ ہو۔ ایک کواڑ کو تھوڑا سا کھول کر یہ دونوں بچے اندر گئے مگر بہت خوف زدہ۔ کیونکہ اندر جانے کی سخت ممانعت تھی۔ اندر پہنچتے ہی چاہا کہ باہر نکل آئیں کیونکہ یہاں کوئی ایسی بات تھی کہ ہر قدم پر ان کو ڈر معلوم ہوتا تھا اور بدبو ایسی سخت آ رہی تھی کہ نجمہ کا تو جی متلانے لگا۔

یہ تالاب بہت بڑا تھا۔ اس کے بیچ میں ایک ٹاپو سا بنا دیا تھا۔ پانی اس کا بدرنگ اور غلیظ اونچی اونچی دیواروں کے تاریک سایہ کی وجہ سے بالکل کالا معلوم ہوتا تھا۔ تالاب کے گرد ایک سنگین روش تھی۔ اس میں ایک جگہ جہاں کچھ جھاڑیاں اور موٹی موٹی گھاس اگی تھی ایک سنگین فرش کا ڈھال تھا جس سے اتر کر پانی تک پہنچتے تھے۔ اس ڈھال پر پانی کے کنارے کچھ پتھر کے فرش پر اور کچھ پانی کے اندر ایک کشتی پڑی تھی اور اس میں دو چپو بھی رکھے ہوئے تھے لیکن مگر مچھ کا کہیں پتہ نہ تھا۔

نجمہ نے چپکے سے کہا۔ ''شاید کہیں سوتا ہوگا۔ جانے بھی دو۔ باہر چلو، میرا تو بدبو کے مارے برا حال ہوا جاتا ہے۔''

رعمیس نے کہا۔ ''بدبو...... ! میری ناک میں تو تالاب کے پھولوں کی خوشبو آ رہی ہے۔ سوتا ہے تو آؤ اسے جگائیں۔ اب بے دیکھے تو یہاں سے جانا حماقت ہوگی۔ نجمہ! کہیں تمہیں سچ مچ ڈر تو نہیں لگتا۔''

نجمہ نے کہا۔ ''ڈروں گی کیا...... مگر جگاتے ہو تو جلدی جگاؤ۔''

رعمیس نے نجمہ کو یہ نہیں بتایا تھا کہ اب یہاں سے باہر نکلنا غیر ممکن تھا۔ کیونکہ اندر آتے ہی جب دروازہ بند ہو گیا تھا۔ تو ادھر کے رخ دروازے میں کوئی سوراخ کنجی لگا کر کھولنے کا رعمیس کو نظر نہ آیا تھا۔ اب یہ دونوں بچے تالاب کے گرد پھرنے لگے۔ لیکن مگر مچھ جہاں سوتا تھا وہیں سوتا رہا۔

رعمیس نے کہا۔ ''آؤ اس ناؤ میں بیٹھ کر اسے ڈھونڈیں۔ شاید بیچ والے ٹاپو میں کہیں سوتا ہو۔''

اب رعمیس نجمہ کو پتھر والے ڈھال پر لے گیا۔ یہاں نجمہ نے بہت سی بچی کھچی ہڈیاں اور سڑا ہوا گوشت دیکھا۔ یہ دیکھتے ہی ایسی گھبرائی کہ کود کر کشتی پر چلی گئی رعمیس نے کشتی کو دھکیلا اور

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

جب وہ پوری پانی پر آ گئی تو کود کر خود بھی اس میں چلا گیا اور فوراً چپو اٹھا کر ٹاپو کے گرد ناؤ چلانی شروع کی۔ لیکن مگر مچھ کا پھر بھی کہیں پتہ نہ تھا۔

رعمیس دلیر ہو کر بولا۔ ''میں سمجھتا ہوں وہ یہاں ہے نہیں۔''

نجمہ بولی۔ ''کبوتر سے بھی تو کچھ کام لو۔''

چونکہ بدبو یہاں کم تھی اس لئے نجمہ ذرا چاک ہوگئی تھی۔ اور مگر مچھ کو دیکھنے کا شوق پھر تازہ ہوگیا تھا۔ کبوتر کی ترکیب نجمہ نے خوب بتائی۔ رعمیس نے جھٹ اسے جیب سے نکال اس کے دونوں بازوؤں کے سرے چٹکی میں پکڑ کر اس طرح تانے کہ وہ بالکل زندہ کبوتر معلوم ہونے لگا اور اسی طرح پانی پر پھینک پکار کر کہا۔

''اے تالاب کے مگر مچھ! باہر کیوں نہیں نکلتا۔''

اتنا کہنا تھا کہ دفعتاً معلوم نہیں کدھر سے مگر مچھ پانی سے ابھرا۔ لمبی چوڑی چکنی ہرے ہرے رنگ کی بڑی بھیانک تو مڑی، چندیا اور گردن پر کھال کے موٹے موٹے پرت، ماتھے سے نیچے دونوں طرف اوپر کو اٹھے ہوئے دو گول گول پتھرائے ہوئے دیدے، مضبوط جبڑوں میں بے شمار چمکتے ہوئے دانت کیلوں کی طرح جڑے، دھڑ پر بڑے بڑے گومڑے اور تیز دندانوں کا ایک آرا سا کمر سے دم کی نوک تک چلا گیا تھا۔ پانی سے ابھرتے ہی کبوتر پر منہ مارا۔ پھر اس غریب کا کیا پتہ چلتا۔ اور اب مگر مچھ کے دونوں پہلوؤں پر پانی میں ایسا تلاطم پیدا ہوا کہ سفید سفید جھاگ اٹھ کر دور دور تک چھینٹے اڑنے لگے۔

رعمیس یہ کیفیت دیکھ کر بولا۔ ''دیکھو...... یہ ہے وہ تالاب والا دیو جس نے مصر میں آٹھ بلکہ اس سے بھی زیادہ بادشاہوں کو سلطنت کرتے دیکھا ہے۔ آج ہم نے بھی اسے دیکھ لیا ہے۔''

نجمہ نے کہا۔ ''اچھا بس دیکھ لیا۔ خدا یہ صورت پھر نہ دکھائے۔ مجھے تو یہاں سے جلدی لے چلو۔ نہیں تو سارا حال تمہارے باپ سے کہہ دوں گی۔''

اتنا سنتے ہی رعمیس نے ناؤ آگے بڑھانے کو چپو اٹھایا لیکن یہ مگر مچھ کبوتر کھاتے ہی اپنا لمبا منہ سیدھا کر کے ناؤ کے پیچھے پیچھے چلا۔ نجمہ یہ دیکھ کر چیخی اور بے اختیار ہمزاد کا نام اس کی زبان پر آیا۔

رعمیس بھی گھبرایا اور نجمہ سے کہا۔ ''نجمہ...... اچھی، ہمزاد سے کہو کہ اس بلا کو دور رکھے۔''

رعمیس یہ کہتا بھی جاتا تھا اور اپنی پوری طاقت سے چپو بھی چلا رہا تھا۔ لیکن مگر مچھ کو کون روکے۔ کشتی کے پاس پہنچتے ہی جھٹ اپنا منہ اور ایک پنجہ اس پر اس طرح رکھ دیا کہ رعمیس اب چپو نہ چلا سکتا تھا۔ پنجہ رکھتے ہی معلوم ہوا کہ ناؤ پانی کے اندر چلی اور اب مگر مچھ نے اپنے دونوں جبڑے کھول کر کھٹ سے ان کو بند کیا۔

نجمہ چلائی۔ ''ارے کوئی بچاؤ۔ یہ بلا تو ہم کو کھا جائے گی۔''

اس عرصہ میں ناؤ اس سنگین ڈھال کے قریب پہنچ گئی جس کا اوپر ذکر ہو چکا ہے۔ یہاں کشتی نے اس طرح چکر کھایا کہ وہ حصہ جدھر نجمہ بیٹھی تھی مگر مچھ کی کھوپڑی پر دھڑ سے لگا۔ اب اس جانور کو اور بھی طیش آیا اور اپنا دھڑ اٹھا کر اس زور سے کشتی پر گرایا کہ کشتی ایک طرف بالکل جھک گئی۔ اور اس میں پانی بھرنا شروع ہوا۔ ناؤ کے ڈوبنے میں اب کچھ باقی نہ تھا۔ رعمیس گو بچہ تھا مگر جو خداداد دلیری اس میں تھی وہ بغیر ظاہر ہوئے نہ رہی۔ فوراً چیخ کر کہا۔

''نجمہ جلدی سے کنارے پر کود جاؤ۔'' اور اتنا کہہ کر رعمیس چپو کا چپٹا سرا مگر مچھ کے سر پر زور زور سے مارنے لگا۔ اس پر مگر مچھ نے منہ پھاڑا۔ رعمیس نے چپو کا وہی سرا ترچھا کر کے اس کے حلق میں ڈال دیا اور دوسرا سرا پکڑے کھڑا رہا۔

نجمہ ہانپتی کانپتی کنارے پر پہنچی اور وہاں سے چلائی۔ ''رعمی...... چپو چھوڑ کر کنارے پر آجاؤ۔''

لیکن رعمیس کب سنتا تھا۔ اس نے اپنے چھوٹے سے بہادر دل میں پہلے سے سمجھ رکھا تھا کہ اگر چپو ہاتھ سے چھوڑا تو مگر مچھ دوڑ کر نجمہ کو کھا جائے گا۔ بس وہ اسی طرح چپو پکڑے ناؤ میں کھڑا رہا۔ یہاں تک کہ مگر مچھ نے ایک جھٹکا دیا۔ رعمیس کے ہاتھ سے چپو چھوٹ گیا اور مگر مچھ نے اپنے دانتوں سے چپو کے دو ٹکڑے کر کے انہیں پانی پر اگل دیا اور اب وہ پتھر والے ڈھال کی طرف بڑھنا شروع ہوا، جہاں اس کو چارہ ملا کرتا تھا۔ رعمیس اتنا دیکھتے ہی پانی میں کودا اور مگر مچھ کی آنکھ پر پوری قوت سے ایک مکا مارا۔ آنکھ پر چوٹ کھاتے ہی مگر مچھ نے منہ پھاڑا اور جب منہ بند کیا تو رعمیس کا ہاتھ اس کے منہ میں آ گیا اور اب یہ مہیب جانور رعمیس کو گھسیٹتا ہوا پانی میں بیٹھنے لگا۔

رعمیس منہ سے کچھ نہ بولا۔ لیکن نجمہ نے کنارے سے اس کے چہرے پر شدت درد اور تکلیف کے آثار دیکھے۔ نجمہ نے بیتاب ہو کر آسمان کی طرف منہ اٹھایا اور کہنے لگی۔ ''رب

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

عمون ......رب عمون! میری مدد کر۔"

اتنا کہہ کر یہ لڑکی بجلی کی طرح پانی کے کنارے آئی اور رعمیس کا دوسرا ہاتھ فوراً پکڑ کر اور ایک پتھر میں اپنے دونوں پاؤں اڑا کر پوری طاقت سے رعمیس کو اپنی طرف کھینچنے لگی اور اتنا زور لگایا کہ معلوم ہوتا تھا پیٹھ زمین سے جا لگے گی۔ لیکن اب یہ ظاہر ہونے لگا کہ خود گھسٹتی ہوئی اوندھے منہ پانی میں گرنے کو ہے۔ سمجھی کہ بس اب رعمیس کے ساتھ وہ بھی ڈوبی اور مگر مچھ دونوں کو کھا جائے گا۔ یہ کیفیت ایک لحہ تک رہی، پھر یکایک زور مخالف میں کمی پیدا ہوتی معلوم ہوئی۔ یہاں تک کہ مگرمچھ کے منہ سے چھٹ کر رعمیس اور اس کے ساتھ نجمہ دونوں لڑھکنیاں کھاتے ہوئے تالاب کے کنارے پتھروں کے ایک ڈھیر پر گرے۔ دونوں اٹھے اور تالاب کے گرد جو سنگین روش تھی اس پر کچھ دور لڑکھڑاتے ہوئے چلے، اتنے میں نجمہ نے دیکھا کہ رعمیس اپنے ایک ہاتھ کو بار بار دیکھتا ہے اور ہاتھ بالکل خون میں بھرا ہے اور چھوٹی انگلی غائب ہے۔ اس کے بعد نجمہ کو کوئی بات یاد نہ رہی اور کانوں میں بجز ایک غل اور شور اور دروازے پر دھماکوں کی آواز کے کسی بات کی خبر نہ رہی۔

جس وقت نجمہ کو ہوش آیا تو دیکھا کہ مرئیس کے گھر میں ایک پلنگڑی پر لیٹی ہے اور آشتی اس کے منہ کو غور سے دیکھتی اور روتی ہے۔

نجمہ نے کہا۔ "پیاری دودھ اماں! تم کیوں روتی ہو۔ میں تو اچھی ہوں۔"

آشتی نے اسی طرح روتے ہوئے جواب دیا۔ "بیٹی تم جیتی رہو۔ تم تو اچھی ہو میں تو اپنے بچے کے لئے روتی ہوں۔"

شہزادی نے کہا۔ "ہائیں......! کیا رعمی کی انگلی سے خون بہتا نہیں تھا۔ اماں رعمی کیسا ہے جلدی بتاؤ۔"

آشتی نے روتے ہوئے کہا۔ "نہیں پیاری! رعمی اپنے کمرے میں زخمی پڑا ہے۔ مگر اب کوئی دم جاتا ہے کہ بادشاہ سلامت اس کے قتل کا حکم دے دیں گے۔ تم مصر کی ملکہ ہونے والی ہو۔ جب اس نے تمہاری جان کو خطرہ میں ڈالا تو اس کی جان کا بچانے والا اب کون ہے۔"

نجمہ یہ سن کر جلدی سے اٹھ بیٹھی اور کہنے لگی۔ "رعمی کی جان کون لے سکتا ہے۔ اس نے میری جان بچائی ہے۔"

یہ لفظ منہ سے نکلے ہی تھے کہ دروازہ کھلا اور فرعون کمرے میں داخل ہوا۔ ہاتھ پاؤں

رعشہ چہرہ سپید جیسے دھویا کپڑا، گویا بدن میں خون کی ایک بوند باقی نہ رہی تھی۔ بادشاہ کو یہ خبر پہنچی تھی کہ اس کی اکلوتی بیٹی کیسی کیسی منتوں کی مانی تالاب میں ڈوب کر مر گئی۔ لیکن جب دیکھا کہ وہ جیتی جاگتی ہے اور کوئی ضرر اسے نہیں پہنچا ہے تو بے انتہا خوش ہوا۔ فوراً بیٹی کو گلے لگا کر دونوں گھٹنے زمین پر ٹیکے اور مصر کے تمام خداؤں اور انسان کی محافظ روحوں کا شکریہ ادا کرنے لگا۔ نجمہ نے باپ کے ہاتھ کو پیار کیا اور تیز و ذہین نگاہ سے باپ کے چہرے کو دیکھ کر پوچھا۔

"بابا جان! آپ کو کس بات کا خوف ہوا۔"

فرعون نے کہا۔ "یہ خوف ہوا کہ نصیب دشمناں اب تم زندہ نہیں ہو۔"

نجمہ نے کہا۔ "بابا جان ...... یہ خوف لاحاصل تھا۔ آپ تو جانتے ہی تھے کہ رب عمون نے میرے پیدا ہونے سے پہلے ہی آپ سے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس زندگی میں مجھے تمام آفات سے محفوظ رکھے گا۔ گو یہ سچ ہے کہ اگر رعمیس نہ ہوتا تو......!"

رعمیس کا نام سنتے ہی بادشاہ غضب ناک ہو گیا اور کہنے لگا۔ "اس نالائق لڑکے کا نام میرے سامنے کبھی نہ لیا جائے۔ اس کو اتنے درے لگائے جائیں کہ اس کا دم نکل جائے۔"

باپ کے منہ سے یہ حکم سن کر نجمہ اچھل پڑی اور کہنے لگی۔ "بابا جان! اس خیال کو دل سے دور کیجئے۔ اگر رعمیس ہلاک ہوا تو میں بھی ہلاک ہو جاؤں گی۔ سارا الزام مجھ پر ہے۔ اس پر کوئی الزام نہیں۔ کیونکہ میری ہمزاد نے مجھے منع کیا تھا کہ مگرمچھ کو دیکھنے نہ جانا۔ رعمیس کو تو کسی نے منع بھی نہیں کیا تھا۔ پھر وہ خبیث دیو مگرمچھ مجھے کھانے کو دوڑا تو رعمیس ہی اس سے لڑا اور میرے بدلے خود اس کے منہ میں جانے کو تیار ہو گیا۔ بابا جان پہلے آپ پورا قصہ تو سن لیں، پھر رعمیس پر خفا ہوں۔"

بادشاہ نے بیٹی سے کل واقعہ سن کر رعمیس کو بلوایا۔ رعمیس خون زیادہ نکل جانے کی وجہ سے بہت کمزور ہو گیا تھا۔ نوکر حکم سنتے ہی دوڑے اور اس کو گود میں اٹھا کر لائے اور بادشاہ کے سامنے ایک مونڈھے پر بٹھا دیا۔

رعمیس نے بہت کمزور آواز سے کہا۔ "جہاں پناہ......! مجھے قتل کر دیا جائے۔ مجھ سے بہت بڑا قصور ہوا ہے۔ میری تسلی کے لئے یہ خیال کافی ہے کہ میں نے مگرمچھ جیسے موذی کو مار کر ہٹا دیا اور شہزادی تک اسے نہ آنے دیا۔ لیکن یہ کل تکلیف شہزادی کو میری وجہ سے پہنچی اور ساری خطا میری ہے۔"

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

www.paksociety.com

فرعون نے پہلے تو سر ہلا کر کہا۔ "ہاں بے شک تم نے بہت بری حرکت کی۔ اب تمہارا یا ا
یہ ہاتھ کاٹ ڈالا جائے گا یا تمہاری جان جائے گی۔"

پھر بادشاہ مسکرا کر کہنے لگا۔ "بچے...... بے شک تیرا دل بادشاہوں کا سا دل ہے۔ اول ا
تو نے اپنے ساتھ کھیلنے والی کی جان بچائی۔ پھر بھی ہمارے سامنے اپنے اوپر سب الزام لے ل
ہے۔ آفریں ہے تیری ہمت اور دانائی کو۔ مرئیس کے نور چشم! جا ہم نے تیرا قصور معاف کیا
مجھے اس وقت بڑی خوشی اس بات کی ہے کہ جس وقت تو پیدا ہوا تھا اور میرے مشیروں نے
تیرے قتل کا مشورہ دیا تو میں نے ان کے مشورہ کو نہیں مانا تھا۔ شاید یہ بات آج ہی کے لئے
تھی۔" اتنا کہہ کر بادشاہ رعمیس کے قریب آیا اور جھک کر اس کو پیار کیا۔

اب فرعون کا حکم جاری ہوا کہ ملک کے بہتر سے بہتر طبیب اس بچے کا علاج کریں ا
مگرمچھ کے دانت سے جو زہریلا پن اس کے خون میں پیدا ہو گیا ہے، اس کو دور کریں۔ رعمیس
طبیبوں کے علاج سے جلد صحت یاب ہو گیا۔ صرف ہاتھ کی چھوٹی انگلی البتہ مگرمچھ کی نذر ہو چ
تھی۔ اور اب فرعون نے بجائے چاقو کے جس کے بدلے میں رعمیس نے کبوتر خریدا تھا ا
ایک تلوار عنایت کی جس کا طلائی قبضہ مگرمچھ کی صورت کا تھا اور رعمیس سے کہا کہ نجمہ جو تخت مصر
کا مالک بننے والی ہے اس کو بچانے میں ہمیشہ اس تلوار سے کام لینا۔ پھر کچھ عرصہ کے بعد فرعو
نے رعمیس کو تومس یعنی نواب کا خطاب دیا گو وہ ابھی بالکل نوعمر تھا اس کی بڑی وجہ یہ تھی کہ باد
کو حقیقت میں اب اس لڑکے سے بڑی محبت ہو گئی تھی۔

جب فرعون وہاں سے رخصت ہوا تو آشتی نے جسے آئندہ کی باتیں بتانے میں بڑا ا
تھا، رعمیس کے ہاتھ سے وہ تلوار لے کر دیکھی اور یہ کہہ کر واپس کر دی کہ۔

"میں اس تلوار پر ایک بادشاہ کا خون دیکھتی ہوں۔"

اب رعمیس اور نیظر طیہ کو تنہا کھیلنے کی اجازت نہ رہی۔ شہزادی جہاں کہیں جاتی چند
خواصیں اور فوج کے سردار ساتھ ہوتے۔ سال دو سال کے بعد رعمیس فوجی تعلیم و تربیت
لئے ایک سپہ سالار کے سپرد کیا گیا۔ حربی فنون کو یہ لڑکا ہمیشہ سے پسند کرتا تھا۔ غرض اب نجمہ
رعمیس میں کبھی اتفاق سے ملاقات ہو جاتی تھی۔ مگر باوجود اس کے دونوں میں ایسا تعلق ہو گیا
جس کو مفارقت نہ مٹا سکتی تھی۔ دونوں میں بے حد محبت پیدا ہو گئی تھی۔ اور روز رات کو جس د
نجمہ اپنے والدین کے لئے عمون سے دعائیں مانگتی تو آخر میں رعمیس کی خیر اور اس سے جلد

کی دعا بھی مانگا کرتی۔ اور جس زمانہ میں رعمیس کی صورت نظر نہ آتی وہ زمانہ نجمہ سے کاٹے نہ
کٹتا تھا۔

شہزادی نیظر طیہ اور رعمیس کے ان واقعات کو اب برسوں گزر گئے ہیں اور شہزادی جس کا
لقب عمون کا ستارہ تھا پوری جوانی کو پہنچ چکی ہے۔ فرعون کے حکم سے ایسی تمام رسوم ادا ہو چکی ہیں
جن سے شہزادی کو اب دیبی کا رتبہ حاصل ہو گیا ہے۔ عقل و دانائی، ہمت و دلیری، حسن و خوبی میں
کوئی عورت اس کی مثال تمام مصر میں نظر نہیں آتی۔ سرو قد، نازک اندام، آنکھیں نیلگوں جیسے
سمندر کا پانی، رخسار گلرنگ جیسے مطلع سحر کی سرخی، بال سیاہ بھونرا سے۔ اگر زرتار کی جالی میں سر
کے اوپر جوڑے کی شکل میں نہ ہوتے تو کھل کر لہراتے ہوئے کمر تک پہنچتے تھے۔ ان سب خوبیوں
کے ساتھ بہت پڑھی لکھی تھی۔ ہیکل کے مشہور استادوں اور استانیوں نے تمام علوم و فنون جن کا
جاننا اس کے لئے ضروری تھا، سکھا دیئے۔ یہاں تک کہ گانے اور رقص کرنے، چنگ و بربط
بجانے کی بھی اس کو تعلیم دی گئی۔ پھر عمون کی روح نے جو پیدائش کے وقت سے اس میں موجود
تھی اس کی عقل میں وہ عمق پیدا کر دیا جو معمولی عقل والوں کو نصیب نہ تھا۔ اس چیز کو حالت خواب
یا عالم خیال میں اس طرح حاصل کیا تھا جیسے سوتی زمین رات کو شبنم سے طراوت حاصل کرتی
ہے۔

اس کے علاوہ بادشاہ نے جو بڑا دانشمند تھا بیٹی کو جہانبانی کے ساتھ رعایا کو خوش اور دشمن کو
پامال کرنے کے اصول بھی سمجھا دیئے اور ملک کے انتظام میں یہ کہہ کر اپنا شریک بنایا کہ۔ "جس
چیز کا نام طاقت جسمانی ہے وہ مجھے کبھی نصیب نہیں ہوئی۔ اب اور بھی کمزور ہوتا جاتا ہوں۔ یہ
تاج شاہی اب مجھ اکیلے کے سر سے نہیں سنبھلتا۔ بیٹی، اس بوجھ کو بانٹ لو۔"

اس طرح یہ نوجوان شہزادی باپ کے ساتھ اس کی سلطنت میں شریک ہو کر مصر کی ملکہ
ہو گئی۔ تاج پوشی کا جشن بڑی شان سے ہوا۔ بت خانہ عمون کی معزز عورتیں اور کاہنوں کے سردار
سفید لباس پہنے اور ان پر اپنے اپنے ہیکلوں کے نشان لگائے دربار میں حاضر ہوئے۔ مختصر
تقریروں کے بعد دعائیں پڑھ کر اپنے اپنے خداؤں کی طرف سے ملکہ کے حق میں دونوں جہان
کی برکتوں اور نعمتوں کے ساتھ عمر جاوید بخشنے کا وعدہ کیا۔ ارکان سلطنت نے بیش بہا نذریں پیش
کیں۔ باہر کے ملکوں سے بڑے بڑے بادشاہوں کے سفیر حاضر ہوئے اور تخت کے سامنے
جھک کر ملکہ کو مبارک باد دینے لگے۔ مصر شمال اور مصر جنوب کے والیان ریاست نے آ کر عصاء

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

سلطنت کو بوسہ دیا اور اطاعت کا حلف لیا۔ سب سے آخر میں فرعون تخت سے اٹھا اور سر دربار مصر کا دوگونہ تاج شاہی نیطرطیہ کے سر پر رکھا اور ملکہ کے نئے خطابات اہل دربار کو سنائے۔

کچھ دیر تک شہزادی تخت جواہر نگار پر بڑی شان سے جلوس کرتی رہی۔ اس وقت قوم کا ہر متنفس اس کی پرستش کر رہا تھا۔ لیکن باوجود اس جاہ و جلال کے اس کی نظریں صرف ایک صورت کو ڈھونڈ رہی تھیں اور وہ صورت سردار فوج رعمیس کی تھی۔ وفور شوق نے آخر کار اپنا مطلوب پالیا۔ نگاہیں مل گئیں۔ کس کی نگاہیں...... تخت پر ملکہ مصر کی اور تخت کے نیچے امراء کے گروہ میں نوجوان اور خوش رو رعمیس کی۔ مگر ایک آن واحد کے لئے وہ ملی تھیں کیونکہ ملکہ فوراً ہی دوسری طرف دیکھنے لگی تھی۔ لیکن اس آن واحد میں ایک نظر دوسری نظر سے وہ کچھ کہہ گزری جو زبان مہینوں میں ادا نہ کر سکتی...... اور کسی کے دل کو یہ پیغام پہنچ گیا۔

''بچپن میں جس جس طرح سے تمہیں یاد کیا کرتی تھی اب جوان ہو کر اور ملکہ مصر بن کر بھی اسی طرح یاد کرتی ہوں۔ گو دیبی بنی مگر رہی عورت ہی۔''

رعمیس کے لئے یہ پیغام جس قدر مسرت افزا تھا اسی قدر موجب اضطراب و بیقراری بھی ہو گیا۔ اس فوری اور پر معنی نگاہ نے کچھ ایسا اثر کیا کہ وہ بالکل بے قرار ہو کر دربار کے کمرے سے باہر نکل آیا۔ اور تمازت آفتاب نے کسی کے دماغ کو پراثر کر دیا۔ خیرۂ نظر اور لغزیدہ پا ہو کر چلنے لگا۔

دربار کا دن ختم ہو کر رات ہوئی۔ کاتبوں، منشیوں اور مصاحبوں کو رخصت کر کے تھکی ہاری نجمہ سادہ لباس پہنے اپنے کمرے میں اس وقت تنہا بیٹھی جشن تاج پوشی کے شاہانہ کروفر کو یاد کر رہی ہے۔ دبدبۂ شاہی اور عظمت داوری کے تصور میں کبر و پندار کا ایک مستقبل سامنے پھیلا نظر آتا ہے۔ لیکن جو چیز سب سے زیادہ یاد آ رہی ہے، وہ بچپن کے ساتھ کھیلے ہوئے رعمیس کی صورت ہے۔ وہ جوان خوشرو جس کے عشق میں دل کبھی کا ڈوب چکا تھا۔ پھر خیال آیا اور کسی قدر حیرت کے ساتھ آیا کہ باوجود اس صولت و سطوت کے کیا کبھی اتنا اختیار مل سکتا ہے کہ رعمیس کا ہاتھ پکڑ کر اسے اپنے پہلو میں تخت پر بٹھا لوں۔ اگر اتنا اختیار بھی نہ ہوا تو پھر لاکھوں پر حکومت کرنی اور ایک سلطنت کا مالک بننا سب ہیچ ہے۔ لوگ مجھ کو دیبی مانتے ہیں اور بعض وقت میں بھی سمجھتی ہوں کہ انسان سے بالاتر کوئی ہستی نہیں۔ لیکن اگر یہی بات ہے تو پھر ایک معمولی عورت کی طرح کیوں دل میں بار بار ٹیسیں اٹھتی ہیں۔

کیا یہ سچ ہے کہ میں ان آفات بشری کی زد سے باہر ہوں جو میری غریب رعایا پر آ سکتی ہیں۔ کیا یہ زر و جواہر سے آراستہ تخت حکومت اتنا بلند ہے کہ انسانی رنج و صدمات اس تک نہیں پہنچ سکتے۔ ملکہ نیطرطیہ اس وقت اس کوشش میں تھی کہ جس چیز کا نام حقیقت و اصلیت ہے وہ کسی طرح اس پر روشن ہو جائے۔ دل کو شدت سے مضطر اور کسی چیز کا محتاج پایا۔ حتیٰ کہ بے قرار ہو کر اس کی آرزو مند ہو گئی کہ جو کچھ پیش آنے والا ہے خواہ وہ مضر ہی کیوں نہ ہو اسی وقت پیش آ جائے۔ اسی غور و فکر میں دفعتاً محسوس ہوا کہ ایک قوت اس میں ایسی موجود ہے جو ضرورت کے وقت کام آ سکتی ہے گو اس سے مدد لینے کا وقت ابھی تک نہیں آیا ہے۔

مگر جس بات کی آرزو ہے وہ بغیر دوسرے کی مدد کے پوری نہیں ہو سکتی۔ پھر کچھ دیر سوچنے کے بعد اٹھی اور دروازے کے پاس جا کر ایک خواص کو حکم دیا کہ عمون کی کاہنہ آشتی کو جلد بلا لائے۔ آشتی حاضر ہوئی۔ جس طرح بچپن میں نجمہ کی پرورش اس کے سپرد تھی اسی طرح اب ملکہ کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہنا اس کا فرض تھا آشتی بڑی شاندار صورت کی عورت تھی۔ چہرے کا نقشہ ابھرواں تھا اور ہر ادا سے شرافت ٹپکتی تھی۔ گو اس وقت عمر اس کی پچاس کے قریب ہو گئی تھی لیکن سر کا ایک بال بھی سفید نہیں ہوا تھا۔

آشتی نے کمرے میں آتے ہی اپنے لباس کی طرف اشارہ کر کے عرض کیا۔ ''ملکہ عالم...... میں اس وقت بت خانہ کے حرم میں ادائے رسوم میں مصروف تھی۔ لباس ہی سے حضور پر ظاہر ہو جائے گا۔ پس حاضری میں دیر قابل معافی ہے۔''

اتنا کہہ کر آشتی سینہ پر ہاتھ رکھ کر نہایت ادب سے ملکہ کے سامنے جھکی لیکن ملکہ نے ہاتھ بڑھا کر اسے گلے سے لگا لیا۔ اور اس کی پیشانی کو پیار کر کے کہا۔

''میں تو آج القاب و آداب سنتے سنتے تھک گئی ہوں۔ آشتی میں نے تمہارے سینے سے شیر حیات پیا ہے۔ جیسے اس وقت تم میری ماں تھیں اب بھی میری ماں ہو۔ ادب اور تعظیم کو بالائے طاق رکھو۔ مجھ کو تو تم ہمیشہ نجمہ ہی کہا کرو۔''

آشتی نے کہا۔ ''میری جان! تم اس وقت کچھ فکر مندسی معلوم ہوتی ہو۔ کیا اس پیارے نازک سر کے لئے تاج بہت بھاری تھا؟''

اس سوال کے ساتھ ہی آشتی بہت پیار سے نجمہ کے سیاہ گھونگریالے بالوں کو سنوارنے اور ان میں اپنی انگلیوں سے کنگھی کرنے لگی۔ ''ہاں اماں...... تاج میں اتنے موتی اور ہیرے

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

لگادیئے تھے کہ اس کے بوجھ سے میرا سر گرا پڑتا تھا۔ تھک کے چور ہوگئی ہوں۔ مگر نیند کا نام نہیں۔ ہاں، یہ تو بتاؤ کہ آج دعوت کے بعد جہاں پناہ نے مجلس خاص کے لوگوں کو کیوں جمع کیا تھا۔ مریس بھی تو وہاں گئے ہوں گے۔ تمہیں تو سب حال معلوم ہوگا۔ مجھے تو حیرت اس بات پر ہے کہ امور سلطنت میں تو مجھے شریک بنایا گیا اور مجلس میں شرکت سے محروم رہی۔"

آشتی نے مسکرا کر کہا۔ "مجھ سے کیوں پوچھتی ہو۔ ہاں، میں بھولی۔ آپ تو اس وقت ملکہ ہیں جو چاہے سو پوچھیں۔ نہ بلانے کی وجہ یہ ہوئی کہ آپ کی شادی کے متعلق گفتگو کرنی مقصود تھی۔"

اتنا سنتے ہی نیطر طیبہ کا چہرہ شگفتہ ہوا لیکن گھبرا کر پوچھنے لگی۔ "میری شادی! کس سے......؟"

آشتی نے کہا۔ "بہت سے نام لئے گئے تھے۔ مصر کی ملکہ کے لئے بر کی کیا کمی ہے۔"

نیطر طیبہ نے عجلت سے کہا۔ "اچھی جلدی سے کہو کس کس کے نام لئے تھے۔"

آشتی کہنے لگی۔ "سب سات نام تھے۔ ان میں سے ایک کوش کے شہزادے کا، کئی باہر کے شہزادوں کے اور دو تین بڑے عالی خاندان سرداروں کے نام تھے اور ایک نام ایک فوجی سردار کا تھا، جسے پرانے وقتوں کے کسی فرعون کی اولاد ہونے کا دعویٰ ہے۔"

اس کے بعد آشتی نے ایک ایک کا نام بھی لیا۔

ہر نام پر نیطر طیبہ نے ہاتھ نچا نچا کر کوئی نہ کوئی بات اس کی مذمت میں کہی۔ کسی کو کہا، ہاں اسے جانتی ہوں، بڑی عمر کا ہے۔ کسی کو کہا کہ بہت ہی بے ڈول اور بدصورت ہے۔ کسی کو کہا کہ وہ پردیس کا ہے۔ ہمارے خداؤں کو برا کہتا ہے۔ غرض ایک ایک پر اسی قسم کے فقرے کہتی رہی۔

پھر پوچھنے لگی۔ "اچھا اور کسی کا نام بھی آیا تھا۔"

آشتی نے کہا۔ "نہیں، پھر کسی کا نام نہیں آیا۔"

نیطر طیبہ نے حیرت سے کہا۔ "ہائیں! کیا اور کوئی نام آیا ہی نہیں۔"

آشتی نے کہا۔ "بیٹی! تم تو اس طرح پوچھتی ہو جیسے کوئی نام لینا مجھ سے رہ گیا ہے۔"

نیطر طیبہ نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا لیکن ہونٹوں کو اس طرح حرکت دی، جیسے کوئی کسی کا نام لے مگر آواز بالکل نہ نکالے۔ اس حرکت پر آشتی نیطر طیبہ کا منہ دیکھنے لگی اور نیطر طیبہ آشتی کا۔ آشتی نے آخر کار سر ہلایا جس کے معنی تھے کہ "نہیں!"

پھر چپکے سے بولی۔ "یہ بات نہیں ہوسکتی۔ اس کے بہت سے سبب ہیں۔ ایک یہ ہے جس کا میں پہلے بھی ذکر کر چکی ہوں کہ خداؤں کے ایک پرانے فرمان کے مطابق ہمارا خاندان تخت حکومت سے ہمیشہ کو محروم کر دیا گیا ہے۔ کوئی شخص اس فرمان کو توڑ نہیں سکتا۔ فرعون وقت بھی اس پر قادر نہیں...... پیاری نجمہ! خدا کے لئے کہیں ان باتوں میں میرے بچے کی جان نہ گنوا دینا۔ جس نگاہ سے آج تم نے اسے دربار میں دیکھا تھا اگر پھر کبھی اس طرح دیکھا تو اس کا جینا مشکل ہے۔"

نیطر طیبہ نے کہا۔ "نہیں! میں اس کی موت کا باعث نہیں بلکہ اس کی زندگی اور عزت کا باعث ہوں گی اور اپنے عشق کی دولت سے اسے مالا مال کر دوں گی۔ وہ دن آنے والا ہے کہ میں مصر میں تنہا بادشاہی کروں گی۔ لیکن آشتی اگر تم نے یہ بھید اس پر ظاہر کر دیا تو تمہیں جیتا نہ چھوڑوں گی۔ چاہے مجھے تم سے کتنی ہی محبت کیوں نہ ہو۔"

آشتی نے ہنس کر کہا۔ "میں تمہارا بھید کسی سے کیوں کہنے لگی اور کہا بھی تو اس سے کہوں گی جس کے لئے وہ کوئی بھید نہیں۔ مگر اتنا نہ بھولنا کہ آج جس غریب پر آپ کی نظر اتفاقیہ پڑی تھی، وہ کس طرح بے قرار ہو کر کمرے سے باہر چلا گیا تھا۔"

نیطر طیبہ یہ فقرہ سن کر سرخ ہوگئی اور کہنے لگی۔ "وہاں آدمی بہت تھے گرمی سے پریشان ہوگیا ہوگا۔"

آشتی نے کہا۔ "گرمی تو بے شک وہاں بہت تھی۔ لیکن اور لوگ بھی تو تھے۔ وہ ایسا کہاں کا نازک تھا۔ ایسی گرمیاں تو اوروں کے ساتھ خدا جانے کتنی سہہ چکا ہوگا۔ مگر ہاں تپش......!"

نیطر طیبہ نے فوراً بات کاٹ کر کہا۔ "شاید میرے شاہانہ تجمل سے اس کے دل پر خوف طاری ہوگیا ہو۔ اماں! یہ تو تم بھی دیکھتی ہوگی کہ دربار میں مجھ پر کیسی شان برس رہی تھی۔"

آشتی نے کہا۔ "اس میں کیا شک ہے۔ عجب نہیں خوف کا اثر ہو، یا ممکن ہے کوئی دوسری بات ہو۔ لیکن پیاری! بس اب اس خیال کو میں بھی دل سے دور کئے دیتی ہوں اور تم بھی دل سے دور کر دو۔ جس وقت تم تنہا بادشاہی کرو گی اس وقت معلوم ہوگا کہ بادشاہ بادشاہ نہیں ہوا کرتا بلکہ اپنی رعایا اور اپنے ملک کے قانون کا غلام ہوا کرتا ہے۔ بادشاہی ملی بھی اور عشق میں بے قرار ہو کر اس کا نام زبان پر لائیں بھی تو مرنے کے بعد خدائے موت اوسیرس کے دربار میں قیامت کے دن اس کی صورت دیکھ لو تو دیکھ لو مگر جیتے جی تو اس کو پھر دیکھنا نصیب ہوگا نہیں۔ مجھے تو ہر

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

گھڑی اس کی جان کے لالے پڑے رہتے ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ کسی دن کوئی آ کر کہے کہ نصیب دشمناں اس نے تو زہر کا پیالہ پی لیا یا رات کو چلتے چلتے ٹھوکر لگی اور ایک برچھی کی نوک سینے کے پار ہو گئی یا یونہی کھیل میں کسی نے تیر چلایا اور اس کی جان سے دور اس کی گردن پر لگا اور یہ معلوم نا ہوا کہ تیر چلانے والا کون تھا۔''

نیطر طیبہ نے یہ سن کر غصے سے مٹھیاں بھینچ لیں اور دانت پیس کر کہنے لگی۔ ''اگر کسی نے یہ حرکت کی تو ایسا بدلہ نکالوں گی کہ فرعون بیٹا کا وقت یاد آ جائے گا۔ سب کو تہس نہس نہ کر دیا تو نام نہیں۔''

آشتی نے گلوگیر ہو کر کہا۔ ''میری جان! جب کوئی اس دل ہی کو ویران کر جائے اور قبر پر مٹی بھی پڑ جائے تو پھر بدلہ لینے سے کیا حاصل۔ جو گیا پھر وہ کب آتا ہے۔''

نیطر طیبہ کچھ دیر چپ رہ کر بولی۔ ''اماں! میرے بہت سے شاہی خطاب ہیں۔ مگر اس کے علاوہ بھی میرا ایک لقب ہے۔ وہ کیا ہے؟''

آشتی نے کچھ سوچ کر کہا۔ ''ہاں، ہاں...... کبھی تم کو عمون کا ستارہ اور کبھی عمون کی بیٹی بھی کہتے ہیں۔''

نیطر طیبہ نے حیرت سے کہا۔ ''اچھا آشتی تم تو بڑی ساحرہ ہو۔ سحر کے زور سے سب کچھ معلوم کر سکتی ہو اچھا یہ بتاؤ میری پیدائش کا قصہ کیسا مشہور ہے۔ کیا میں سچ مچ عمون کی بیٹی ہوں......؟''

آشتی نے کہا۔ ''اس کا قصہ یہ ہے کہ تمہاری والدہ ملکہ احورہ نے ایک خواب دیکھا تھا۔ اس میں رب عمون نے تم کو اپنی بیٹی کہا تھا۔ یہ خواب ملکہ نے خود مجھ سے بیان کیا تھا اور چونکہ میں عمون کی کاہنہ ہوں اس لئے ہیکل کے کاغذات میں بھی اس خواب کی پوری سرگزشت پڑھ چکی ہوں۔''

نیطر طیبہ نے کہا۔ ''اگر یہی بات ہے کہ میں رب عمون کی بیٹی ہوں تو پھر عمون کو مجھ سے بہت محبت ہو گی۔ اس میں تو کوئی بات شبہ کی نہیں ہو سکتی۔ جب اس خدا کو مجھ سے محبت ہے تو وہ میری دعائیں قبول کر کے مجھ پر ہر طرح کی قدرت پیدا کر سکتا ہے اور جن سے مجھے تعلق اور الفت ہے ان کو تمام آفات سے محفوظ رکھ سکتا ہے۔ محبت کا تقاضہ تو یہی ہے۔ اماں! لوگ کہتے ہیں کہ تم جو آسمانوں کے اسرار سے واقف ہو۔ خداؤں کے سامعہ اور نطق پر ایسا اثر ڈال سکتی ہو کہ

وہ ہماری بات سن لیں اور ہم سے اپنی بات کہہ سکیں۔ بس، اب میں ملکۂ مصر ہونے کی حیثیت سے تم کو حکم دیتی ہوں کہ اپنے سحر کے زور سے میرے باپ رب عمون کو میرے سامنے بلا دو تا کہ میں اس سے اپنے دل کا ضروری حال کہوں اور جو کچھ کہوں اسے وہ سنے۔''

آشتی سخت متعجب ہو کر بولی۔ ''ہائیں...... کیا رب عمون سے تمہیں ڈر نہیں لگتا۔ وہ خداؤں میں سب سے بڑا ہے۔ اور اتنی سی بات پر اس کو یہاں آنے کی تکلیف دینی بڑی بے ادبی ہو گی۔''

نیطر طیبہ نے کہا۔ ''جب میں اس کی بیٹی ٹھہری تو کیا بیٹی کو اتنی سی بات پر باپ سے ڈرنا چاہئے۔''

آشتی نے خوف زدہ ہو کر کہا۔ ''تم نہیں جانتی ہو۔ رب عمون کی شان بڑی ہے۔ جس دن تمہاری ماں احورہ اور تمہارے باپ فرعون ہیکل کے حرم میں بت کے قدموں پر سر رکھے اولاد مانگتے تھے تو رب عمون نے ان پر خود ظاہر ہونے کی تکلیف گوارا نہیں کی۔ صرف خواب میں جو کچھ ہدایت کرنی تھی وہ کر دی۔ کیا تم اس سے بھی بڑھ کر کوئی بات چاہتی ہو؟ پیاری! بس اب اٹھو! خواب گاہ میں جا کر آرام کرو۔ شاید سوتے میں کوئی خواب نظر آئے اور اس سے تمہارے دل کی بے قراری دور ہو۔''

نیطر طیبہ نے فوراً جواب دیا۔ ''خواب...... ! میں خوابوں کو نہیں مانتی۔ ان میں رکھا کیا ہے۔ آسمان کے بادلوں کی طرح اڑتے ہوئے دکھائی دیئے اور پھر پتہ نہ چلا کہ کدھر گئے۔ اگر عمون میرا باپ ہے، خواہ روحانی خواہ جسمانی اس کا حال مجھے معلوم نہیں، لیکن اگر اس نے مجھے اپنی بیٹی کہا ہے تو پھر وہ مجھ پر ظاہر ہو۔ اپنے لئے میں اس سے عقل مانگوں گی اور کسی اور کے لئے اس کی نگاہ مہر۔ اگر تم میں قدرت ہے تو اس کو بلاؤ۔ اس میں چاہے وہ میری جان ہی کیوں نہ لے لے۔ میرا مرنا بہتر ہے اس سے کہ رنج...... !''

آشتی نے جلدی سے نیطر طیبہ کے منہ پر اپنا ہاتھ رکھ دیا اور کہا۔ ''خبردار! ہرگز اس کا نام نہ لینا۔ اتنی بیتاب نہ ہو۔ مجھے خداؤں کی حاضرات کرنی آتی ضرور ہے اور اب جب تم مجبور کرتی ہو تو تمہارے خیال سے اور کسی اور کے خیال سے رب عمون کو بلانے کی کوشش کرتی ہوں۔ لیکن یہاں نہیں۔ ممکن ہے وہ متوجہ ہو اور یہ بھی امکان میں ہے کہ بلانے پر آئے مگر آتے ہی ہم دونوں کی روح قبض کر لے۔ اچھا، اب یہی ہے تو اٹھو، دوسرا لباس پہنو اور یہ نقاب منہ پر ڈال کر اگر

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

ہمت ہے تو میرے ساتھ چلو۔"

☆......☆......☆

بت خانے کے چند دشوار اور پیچیدہ راستے طے کر کے اور کئی تنگ و تاریک زینے اتر کر جو زمین کے نیچے نیچے دور تک چلے گئے تھے، آشتی اور نیطرطیہ دونوں ایک دروازے کے سامنے آئیں۔ آشتی نے دروازہ کھولا اور دونوں اندر داخل ہوئیں۔

نیطرطیہ نے پوچھا۔ "یہ کیا جگہ ہے؟"

آشتی نے جواب دیا۔ "یہ وہ مقام اسرار ہے جس میں رب عمون کے ہیکل کی بری بڑی معزز عورتیں دفن ہیں۔ یہ کاہنات کا گورستان ہے اور کہا جاتا ہے کہ رب عمون ان کی قبروں کی پاسبانی کے لئے یہاں ہر وقت موجود رہتا ہے۔ تیس برس سے یہاں انسان کا گزر نہیں ہوا ہے کیونکہ اخیر کاہنہ جو یہاں دفن کی گئی تھی اس کو مرے ہوئے اتنے ہی برس گزرے ہیں۔ غور سے دیکھو گی تو ریت پر اب تک ان لوگوں کے قدموں کے نشان معلوم ہوں گے جو اس کا تابوت یہاں لائے تھے۔"

یہ کہہ کر آشتی نے ایک قندیل جو ساتھ لائی تھی روشن کی اور جب اس کو اونچا اٹھایا تو معلوم ہوا کہ ایک بہت بڑے تہ خانے میں دونوں کھڑی ہیں۔ یہ تہ خانہ کسی زمانے میں زمین کے اندر بہت نیچے ایک پہاڑ کاٹ کر بنایا گیا تھا۔ اس میں دو طرف آمنے سامنے بہت سے حجرے برابر برابر واقع تھے۔ ہر حجرے میں ایک تابوت رکھا تھا۔ مردہ کا منہ کھلا ہوا تھا اور اس کے چہرے پر سونے کا ملمع تھا۔ ہر تابوت کے سرہانے اسی مردہ کی شکل کا جس کا وہ تابوت تھا ایک بت سنگ مرمر کا نصب تھا۔ قریب ہی ایک میز نیاز و نذر کی چیزیں رکھنے کے لئے بچھی تھی۔ تہ خانہ میں جانب صدر سنگ سیاہ کی ایک قربان گاہ، فرش سے کچھ اونچی تھی۔ ان چیزوں کے سوا اور کوئی چیز اس تہ خانے میں نہ تھی۔

نیطرطیہ کا ہاتھ پکڑ کر آشتی اسے قربان گاہ کے قریب لائی اور یہاں اسے چھوڑ کر کسی گوشہ میں قندیل کو چھپا کر رکھنے کے لئے چلی گئی۔ اب ہر طرف تاریکی اور بھی زیادہ ہو گئی۔ اس اندھیرے اور سناٹے میں نیطرطیہ کو معلوم ہوا کہ آشتی پھر اس کی طرف آ رہی ہے۔ اور باوجود نہایت آہستہ چلنے کے فرش پر اس کے قدموں سے ریت کی آواز چھت میں گونجتی ہے۔ اس کے بعد آشتی کے چہرے پر ایک ہلکی سی سرخ روشنی دکھائی دی۔ یہ خود اس کی زندگی کی ایک جھلک تھی

جو موت کے اس تاریک گھر میں نظر آئی تھی۔ آشتی نیطرطیہ کے قریب آئی اور اس سے وہ قدم آگے بڑھ کر قربان گاہ کے سامنے زمین پر گھٹنے ٹیک کر کھڑی ہوئی۔ اور اب تک اس کی نقل و حرکت سے جو ہلکی سی صدائے بازگشت اس غار میں پیدا ہو رہی تھی وہ قطعی بند ہو گئی۔ نیطرطیہ کو ایسا معلوم ہوا کہ دائیں بائیں ہر تابوت سے اس کے مردے کی روح اٹھ کر قریب چلی آئی ہے تا کہ اس کی صورت دیکھے اور جو کچھ اس کے منہ سے نکلے اسے سنے۔ نیطرطیہ نہ ان روحوں کو دیکھ سکتی تھی اور نہ ان کی کوئی بات سن سکتی تھی۔ لیکن معلوم ہوتا تھا کہ یہ روحیں اس کے قریب موجود ہیں اور شمار میں کل بتیس ہیں۔ اور اب نیطرطیہ کے ذہن میں ان کی صورتیں بھی جو ایک دوسرے سے مختلف تھیں قائم ہو گئیں اور ہر صورت اجلا کفن پہنے متانت اور انتظار کی تصویر معلوم ہوتی تھی۔

نیطرطیہ نے اب آشتی کی آواز سنی کہ رب عمون کو بلانے کے لئے منہ ہی منہ میں کچھ پڑھ رہی ہے۔ اور اس عالم خاموشی میں اس کی آواز جتنی سنائی دیتی ہے وہ پراسرار اور خوفناک ہے۔ نیطرطیہ پر خوف طاری ہوا اور یہ پہلا موقع تھا کہ اسے کسی چیز سے ڈر معلوم ہوا ہو۔ قربان گاہ کے سامنے سر جھکائے، زمین پر گھٹنے ٹیکے کھڑی تھی لیکن اب خوف سے اتنی جھکی کہ پیشانی زمین سے جا لگی اور نہایت زاری والحاح سے عمون کی جناب میں اپنی مرادیں مانگنے لگی۔ نیطرطیہ دیر تک اسی حالت میں کھڑی رہی یہاں تک کہ بالکل تھک گئی۔ آشتی برابر کچھ پڑھتی رہی۔ لیکن نہ رب عمون ظاہر ہوا اور نہ کوئی ندائے غیب سننے میں آئی۔ آخر کار آشتی کھڑی ہوئی اور نیطرطیہ کے قریب آ کر اس کے کان میں کہا۔

"نجمہ اٹھو! یہاں سے چلنا چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ یہ روحیں جو اپنے اپنے تابوت سے اٹھ کر ہمارا تماشہ دیکھ رہی ہیں اور جن کی نیند میں ہم نے خلل ڈالا ہے شدت انتظار کی وجہ سے ناراض ہو جائیں۔ عمون ہم پر ظاہر نہ ہوگا۔ اس نے اپنے کان بند کر لئے ہیں۔"

نیطرطیہ آشتی کے سہارے سے اٹھی، بے حد ترساں ولرزاں، اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا کہ خوف کیوں بڑھتا جاتا ہے۔ غرض اٹھ کر سیدھی ہوئی تھی کہ دفعتاً کچھ دیکھ کر گھٹنے زمین پر ٹیک دیئے۔ وجہ یہ ہوئی تھی کہ اس غار کے دوسرے سرے پر جہاں دروازہ تھا تاریکی میں دفعتاً ایک سرخ روشنی ظاہر ہوئی۔

☆......☆......☆

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

رفتہ رفتہ اس روشنی نے ایک شکل اختیار کی اور یہ شکل ایک عورت کی ہوگئی، جو مصر کا شاہانہ لباس پہنے اور ہاتھ میں عصائے سلطنت لئے آئی۔ یہ صورت اب آشتی کی طرف اتنی بڑھی کہ نیطر طیہ اور آشتی دونوں کو اس کے چہرے کا نقشہ صاف نظر آنے لگا۔ نیطر طیہ نے یہ صورت پہلے کبھی نہ دیکھی تھی لیکن اتنا محسوس ہوا کہ اپنی صورت میں وہ بہت ملتی جلتی ہے۔ اس صورت کو آشتی نے دیکھتے ہی پہچان لیا تھا اور پہچانتے ہی فرش پر دوزانو ہو کر تعظیم دینے کو جھک گئی تھی۔

اب یہ صورت ان دونوں کے قریب بالکل سامنے آ کر اس طرح قائم ہوگئی جیسے ظلمت کے ورق پر نور کی تصویر ہو۔ اور نہایت شیریں آواز میں بولی۔

''زندہ باش، نیطر طیہ......! ملکہ مصر، دخت عمون زندہ باش......!! تعجب ہے کہ اس وقت تجھے اس روح سے تو ڈر معلوم ہو رہا ہے جس نے حالت بشری میں اپنے شکم سے تجھے پیدا کیا تھا مگر خداؤں میں سب سے بڑے خدا عمون کو طلب کرنے میں ذرا خوف معلوم نہ ہوا۔ حیرت ہے!''

نیطر طیہ سر سے پاؤں تک لرز رہی تھی۔ صرف اتنا منہ سے کہا کہ۔

''مجھ پر خوف غالب ہے۔''

روح نے کہا۔ ''اور اے ساحر آشتی! کیا تجھ پر بھی خوف غالب ہے۔ تجھ میں تو اتنا حوصلہ تھا کہ ابھی ابھی عمون رع سے بار بار کہتی تھی کہ، اے خدا! عرش سے اتر کر ہم سائلوں کی بات کا جواب دے۔''

آشتی نے آہستہ سے کہا۔ ''ملکہ عالم! مجھ سے خطا ہوئی۔ معاف فرمائیے۔''

روح نے کہا۔ ''آشتی! تیرا گناہ بڑا ہے اور اس شہزادی کا قصور بھی جو تیرے پاس کھڑی ہے کچھ کم نہیں ہے۔ ذرا خیال تو کرو کہ جب تم دونوں میری صورت دیکھ کر جس کی حیثیت اس سے زیادہ نہ تھی کہ ایک فانی انسان کی طرح دنیا میں زندہ رہی تھی، اس طرح خوف سے بدحال ہو تو عمون کے غلبہ نور کے سامنے تمہاری کیا کیفیت ہوتی۔ اگر وہ تمہاری دعا سن کر تم پر ظاہر ہو جاتا تو جہاں تم دونوں کھڑی ہو وہیں جل کر بھسم ہو جاتیں۔ لیکن خداؤں میں جو خدا عاجزوں کی التجائیں سنتا ہے وہ ان پر رحم بھی کرتا ہے۔ یہی باعث ہے کہ وہ تم پر ظاہر نہ ہوا اور بجائے اپنے مجھے قاصد بنا کر تمہارے پاس بھیجا تا کہ تم مر نہ جاؤ اور کل صبح دونوں جیتی جاگتی نظر آؤ۔''

نیطر طیہ نے بہت زار و نحیف لہجہ میں کہا۔

''اے مادر مہربان! عمون سے ہماری تقصیر معاف کروا دیجئے۔ یہ آشتی کا قصور نہ تھا۔ عمون کی حاضرات کا میں نے اسے حکم دیا تھا۔ سارا الزام مجھ پر ہے اور اندیشے پیدا ہو رہے ہیں اور میں چاہتی ہوں کہ آئندہ جو کچھ گزرنے والا ہے وہ اسی وقت معلوم ہو جائے۔''

روح نے کہا۔ ''نیطر طیہ...... ملکہ مصر! آئندہ کا حال معلوم کرنے کی کیوں اتنی جستجو ہے۔ اگر ایک دن دوزخ اپنا دہن آتش بار تجھ پر کھولنے والی ہے تو ابھی سے اس کے عذابوں کے دیکھنے کا شوق کیوں پیدا ہوا ہے یا اگر جنت تیری تقدیر میں لکھی ہے، تو وہاں کے عیش و آرام کو قبل از وقت ایک روزن دیوار سے جھانکنے میں تجھے کیا مل جائے گا۔ انسان کا مستقبل اس کی نظروں سے اس لئے پوشیدہ کیا گیا ہے کہ اگر اس پردہ کو اٹھا کر اندر دیکھنے کی قدرت اس میں رکھی جاتی تو ہیبت سے دم نکل جاتا۔ اگر اس وقت زندگی اور موت کی کل تکلیفیں پیش نظر کر دی جائیں تو پھر جینے کا حوصلہ تو درکنار مرنے کی آرزو بھی نہ ہو سکے۔''

نیطر طیہ نے کہا۔ ''مادر مہربان! کیا مجھ پر مصیبتیں آنے والی ہیں۔''

روح نے کہا۔ ''اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ دن نور و ظلمت سے بنا ہے۔ شادی و غم حیات بشری کے ضروری اجزاء ہیں۔ خدا نے تجھے انسان بنایا ہے۔ صبر و شکیبائی اختیار کر۔''

نیطر طیہ نے کہا۔ ''مجھے صرف انسان نہیں بنایا ہے بلکہ ایک خدائی جوہر بھی مجھ پر ودیعت ہوا ہے۔''

روح نے کہا۔ ''تو پھر اس جوہر کی قیمت بھی ادا کرنا ہوگی اور وہ اس طرح کہ آنکھوں سے ایک سیل اشک جاری کر کے صبر کے دامن میں پنا لیتی رہ۔ ہر ذی حیات کے درد کی دوا صبر ہے اور جنہیں خدائی کا درجہ ملتا ہے وہ تکلیف و اذیت کے پر لگا کر آسمان تک پہنچا کرتے ہیں۔ جو سونا آگ میں نہ تپا ہو وہ کیونکر خالص ہو سکتا ہے۔''

نیطر طیہ نے کہا۔ ''اے مادر شفیق! آپ نے یہ نہ بتایا کہ آئندہ کیا پیش آنے والا ہے۔ میرا سوال اپنی نسبت مطلق نہیں ہے۔ کیونکہ میں عمون کی بیٹی ہوں۔ حسن و جمال رکھتی ہوں۔ دنیا کی ایک وسیع سلطنت کی مالک ہونے والی ہوں۔ لیکن اے ملک بقا کی بسنے والی، جسے دنیا میں وہی رتبہ حاصل تھا جو مجھے اس وقت نصیب ہے، سن لے کہ جو خدائی جوہر مجھے ملا ہے اس کی قیمت میں اسی وقت لا ادا کر سکتی ہوں اگر مجھے اس کا یقین ہو جائے کہ جس مرد سے مجھے عشق ہے

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

اور جس کے بغیر میری زندگی مجھ پر حرام ہے اس سے محروم نہ رکھی جاؤں گی اور جس شخص سے مجھے نفرت ہے اس کے ہاتھ ایک مویشی کی طرح مجھے فروخت نہ کیا جائے گا۔ بلکہ جس سے مجھے نفرت نہیں ہے وہ میرا شوہر بن کر مجھے اپنی بیوی کہے گا۔ اس وقت بہت سے خطرے مجھے اور اسے نظر آ رہے ہیں۔ عمون کی قدرت میں سب کچھ ہے۔ میرا یہ پیکر خاکی اسی کوزہ گر کی صنعت ہے۔ اگر میں اسی کی بیٹی ہوں اور اس مٹی کے پتلے میں اسی کی روح متمکن ہے تو پھر مشکلوں کا آسان کرنے والا بھی وہی ہے۔“

روح نے کہا۔ ”خود تیرا ایمان اور تیرا اعتقاد تیری مشکلیں آسان کر سکتا ہے۔ عمون نے جو الفاظ تیری نسبت کہے تھے وہ سب تحریر میں آ چکے ہیں۔ بس اسی تحریر کو جا کر پڑھ اور زیادہ سوال نہ کر۔ عشق وہ تیر ہے جو اپنے ہدف پر پہنچنے میں کبھی خطا نہیں کرتا۔ یہ وہ آسمان سے اترا ہوا شرارہ ہے جسے برف و باراں کے طوفان بھی ٹھنڈا نہیں کر سکتے۔ اس لئے عشق کئے جا۔ عشق کبھی رائیگاں نہ جائے گا۔ بس بیٹی...... ماں کی جان! جا کر آرام کر اور میں بھی اب تجھ سے کچھ دنوں کے لئے رخصت ہوتی ہوں۔“

نیطر طیبہ نے کہا۔ ”نہیں نہیں، اے روح لازوال۔ نہیں! ایک بات اور پوچھنی ہے۔ اے عمون کی قاصدہ! میرا شکریہ قبول کر کے اتنا اور بتا دے کہ جب مجھ پر اور کسی اور پر آفات آئیں گی، خطروں کا سمندر، موجیں ہمارے سر سے گزار دے گا۔ جس وقت بدنامی اور بے عزتی قریب ہو گی اور میں بے یار و مددگار رہ جاؤں گی تو اس حال میں میں کس کو پکاروں اور کس کی طرف مدد کے لئے دیکھوں؟“

روح نے کہا۔ ”ایک چیز تجھ میں خود موجود ہے جو اس وقت تیری مدد کرے گی۔ یہ وہ چیز ہے جو پیدائش کے وقت سے تیرے ساتھ کر دی گئی ہے۔ جس وقت تو مدد کی محتاج ہو گی آشتی فوراً اس کو تیرے سامنے حاضر کر دے گی۔ آشتی ادھر آ، مجھے تجھ سے کچھ کہنا ہے۔ جلد حاضر ہو، وقت تنگ ہے اور مجھے جانا ہے۔“

آشتی اتنا سنتے ہی آگے بڑھی اور شاہانہ وضع میں وہ نور کی صورت اپنی قدیم خادمہ کی طرف اس طرح جھکی کہ آشتی کے چہرے پر اس کی روشنی پڑنے لگی۔ اور اس کے کان میں کچھ کہہ کر دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے اور ایسا معلوم ہوا کہ نیطر طیبہ اور آشتی کے حق میں وہ دعا مانگ رہی ہے۔ اس کے بعد وہ نور کی صورت نظروں سے غائب ہو گئی۔

محل کے ایک کمرے میں آشتی اور ملکہ نیطر طیبہ اکیلی کھڑی ہیں۔ صورتیں زرد اور ہاتھ پاؤں خستہ ہیں۔ خاموش ایک دوسرے کا منہ تکتی ہیں۔

آشتی کہنے لگی۔ ”ملکہ...... آپ جس بات کا اصرار کرتی تھیں وہ پوری ہوئی۔ اگر عمون خود ظاہر نہیں ہوا تو اپنی طرف سے ایک قاصدہ اور وہ بھی ملکہ آنجہانی کی روح کو آپ کے پاس بھیج دیا۔“

نیطر طیبہ نے کہا۔ ”آشتی رات کو جو کچھ نظر آیا اس سے آگے کی کیا خبر نکلتی ہے۔ روح نے تو کچھ نہیں بتایا۔“

آشتی نے کہا۔ ”سب کچھ تو بتا گئی۔ وہ کہہ گئی کہ عشق اپنا صلہ دینے میں کبھی ناکام نہیں رہتا۔ اس سے زیادہ آپ کو کیا دریافت کرنا تھا۔“

نیطر طیبہ نے بہت بشاش ہو کر کہا۔ ”اگر یہ بات ہے تو مجھے خوف ہونا چاہئے۔“

آشتی نے کہا۔ ”لیکن ملکہ عالم! آپ زیادہ خوش نہ ہوں۔ کیونکہ ہم دونوں سے سخت بے ادبی ہوئی ہے۔ ہم نے رب عمون کو عرش سے اتار کر اپنے پاس بلانا چاہا۔ یہ بڑا گناہ ہوا ہے۔ جس طرح عشق کا صلہ ملنا ضروری ہے۔ اسی طرح گناہ کی سزا ملنی بھی لازمی ہے۔ رات جو کچھ ہم نے دیکھا اس سے خبر نکلتی ہے کہ کسی کا خون ہو گا۔“

نیطر طیبہ نے کہا۔ ”کس کا خون! کیا ہم مارے جائیں گے؟“

آشتی کہنے لگی۔ ”نہیں۔ اس سے بھی بدتر۔ ایسوں کا خون ہو گا جو ہمیں عزیز ہیں۔ بلکہ اس ملک پر کوئی آفت آنے والی ہے۔“

”آشتی اگر ایسا ہو تو تم مجھے تنہا نہ چھوڑ دینا۔“

آشتی بولی۔ ”اگر چھوڑنا چاہوں گی بھی تو بن نہ پڑے گا۔ قسمت نے مجھے اور تمہیں ایک ہی گرہ میں باندھ دیا ہے۔ جب تک ہم دونوں کا خاتمہ نہ ہو گا یہ گرہ نہیں ٹوٹ سکتی اور خاتمہ ابھی دور ہے۔ میری جان! جب تم اس سینے سے دودھ کی دھاریں پیا کرتی تھیں تو تم میری چیز تھیں۔ اب تم بڑی ہوئیں میں بڑھیا ہوئی۔ جیسے تم اس وقت میری چیز تھیں ویسی ہی اب میں تمہاری چیز ہوں۔ تمہیں چھوڑ کر کہاں جا سکتی ہوں۔“

☆......☆......☆

آج کل طیبی کے شہر میں دور دور کے نوجوان رئیس اور امیر زادے بڑی بڑی ریاستوں

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

کے مالک فرعون کے مہمان ہیں۔ان میں سے ہر ایک بادشاہ کی بیٹی نیطر طیبہ سے عقد کی امید میں آیا ہے۔یہ شہزادی وہی ہے جو نجم السحر ،قرص خورشید، جمال حاسر، دخت عمون کے خطابوں سے مشہور ہے۔جلسوں اور ضیافتوں کا سلسلہ ایک مہینے سے جاری ہے۔ ہر ضیافت میں ان معزز مہمانوں میں سے صرف ایک مہمان خصوصیت کے ساتھ مدعو کیا جاتا ہے اور نیطر طیبہ ملکۂ مصر وہاں موجود ہوتی ہے۔

ہر ضیافت کے ختم ہونے پر فرعون اور اس کے مشیران سلطنت ملکہ کے پاس آتے ہیں اور دریافت کرتے ہیں کہ جس مہمان کو آج خاص طور پر مدعو کیا گیا تھا اس سے آپ اپنا عقد پسند کرتی ہیں یا نہیں۔نیطر طیبہ ہوشیار ہے۔کسی کی نسبت صاف جواب نہیں دیتی اور اس طرح امیدواروں کی فہرست سے نام کٹتے چلے جاتے ہیں۔

نیطر طیبہ حکم دیتی ہے کہ وہ تحریر جس میں اس کی والدہ احورہ کا خواب درج ہے ہیکل عمون سے طلب کر کے اس کے سامنے پڑھی جائے۔جس وقت یہ تحریر پڑھی جاتی ہے تو اس جملہ پر کہ اس کا عقد صرف ایسے شخص سے ہوسکتا ہے جو شاہی خاندان سے ہو، پر سب کو توجہ دلاتی ہے اور کہتی ہے کہ اب تک جس قدر امیدوار ضیافتوں میں اس کے سامنے پیش ہوئے چونکہ ان میں کوئی کسی شاہی خاندان کی یادگار نہ تھا اس لئے وہ رب عمون کے حکم کے خلاف کوئی بات نہیں کرنا چاہتی۔

مہمانوں میں بعض بڑے بڑے بادشاہوں کے ایلچی تھے۔یہ بادشاہ اپنی سلطنتیں چھوڑ کر مصر میں نہ آسکتے تھے اس لئے انہوں نے اپنے سفیر شادی کا پیغام دے کر بھیجے تھے۔ان کی نسبت نیطر طیبہ نے جواب دیا کہ جب میں نے ان میں سے کسی کو دیکھا ہی نہیں ہے تو کیسے کسی کو قبول کرلوں۔جب تک وہ دربار مصر میں حاضر نہ ہوں، میں ان کے پیغام کا کوئی جواب نہیں دے سکتی۔

آخر کار کم ہوتے ہوتے صرف ایک مہمان رہ گیا۔جس سے ملکہ واقف تھی۔خود بادشاہ مصر اور اس کے ندیموں کی مرضی تھی کہ اس مہمان سے نیطر طیبہ کی شادی ہوجائے۔یہ مہمان ولایت کوش کا شہزادہ اماثل نامی تھا۔اس کے پیرانہ سال باپ کا تخت گاہ نباطہ کا شہر تھا جو طیبی سے جنوب میں واقع تھا۔جس ملک میں یہ شہر تھا اس کی شکل ایک جزیرے کی سی ہوگئی تھی۔کیونکہ دریائے نیل نے اس کو تین سمتوں سے گھیر رکھا تھا۔مشہور تھا کہ مصر کے بعد نباطہ اس وقت تمام دنیا

میں سب سے زیادہ زرخیز و شاداب خطہ ہے۔اور سونا وہاں اس کثرت سے ہوتا تھا کہ تانبے اور لوہے سے بھی ارزاں سمجھا جاتا تھا۔علاوہ اس کے جواہرات کی کانیں بھی وہاں بہت تھیں اور غلہ بکثرت پیدا ہوتا تھا۔

بہت قدیم زمانہ میں فراعنہ کا ایک خاندان جس کی اصل اسی شہر نباطہ سے تھی۔مصر کا مالک بھی رہ چکا تھا لیکن ایک مدت گزرنے کے بعد مصر کے بعد لوگوں نے اس خاندان کو اس بنا پر کہ اس کی اصل ایک غیر ملک سے ہے اور وہ نوبیہ کی رسم و رواج مصر میں جاری کرنا چاہتا ہے، سلطنت مصر سے معزول کردیا اور ایک فرمان بھی اس مضمون کا شائع کردیا کہ اس نباطی خاندان کے کسی شخص کے سر پر کبھی مصر کا تاج نہ رکھا جائے۔اسی معزول فرعونی خاندان کا سب سے اخیر اور صحیح النسب رکن نیطر طیبہ کے ساتھ بچپن کا کھیلا ہوا رعمیس تھا۔

مصر کے لوگوں نے گو اس خاندان کو معزول کردیا تھا لیکن دل میں ہمیشہ افسوس ہی کرتے رہے کیونکہ اس معزولی کے بعد نباطہ کا زرخیز ملک سلطنت مصر کے ہاتھ سے نکل گیا۔اس کی وجہ یہ ہوئی تھی کہ جب مصر سے یہ خاندان معزول ہوا تو نباطہ کے لوگوں نے مصر کی حکومت سے اپنے تئیں آزاد کرلیا اور اس پرانے شاہی خاندان سے بھی بے تعلق ہو کر ایک نئے خاندان کو سلطنت سپرد کردی۔اس نئے خاندان کا وارث اب اماثل شہزادہ کوش تھا جس کا اوپر ذکر ہوا ہے۔

اہل مصر کو اس کھوئی ہوئی دولت کا پھر خیال آیا اور انہوں نے سوچا کہ اگر ملکہ نیطر طیبہ کا عقد شہزادہ اماثل سے ہوجائے تو نباطہ کا ملک پھر سلطنت مصر کے قبضہ میں آسکتا ہے۔چنانچہ جب سے نیطر طیبہ پیدا ہوئی تھی اس وقت سے تمام وزراء اور ہوا خواہان دولت یہاں تک کہ خود فرعون بھی اسی فکر میں رہا کرتا تھا۔فرعون کو اس کا افسوس تھا کہ صرف لڑکی رکھتا ہے۔اگر لڑکا بھی ہوتا تو مصر کے قدیم رواج کے مطابق بھائی بہن کا عقد کر کے سلطنت کو اپنے ہی خاندان میں قائم کردیتا۔بہرکیف جس وقت نیطر طیبہ کا جشن تاجپوشی ہوا تو خفیہ خط و کتابت کر کے شہزادہ اماثل کو اس موقع پر مدعو کیا گیا اور اس سے کہا گیا کہ اگر طیبی میں مستقل طور پر سکونت رکھنے کی شرط منظور ہے تو نیطر طیبہ کا اس سے عقد کردیا جائے گا۔یہ سچ ہے کہ اور لوگ بھی ملکہ سے شادی کا پیغام لے کر فرعون کے ہاں مہمان ہوئے تھے لیکن وہ خوب جانتے تھے کہ ہم سب بساط شطرنج پر پیادے ہیں۔بادشاہ اور فرزین کوئی اور ہی ہے۔

غرض جس شہزادہ کی نسبت تصفیہ ہوچکا تھا کہ ملکہ نیطر طیبہ کو اپنے دام محبت میں اسیر کرے،

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

وہ اماثل تھا۔ نیطر طیہ کو اس کا علم تھا۔ آشتی اس کو پہلے ہی سب باتوں سے آگاہ کر چکی تھی اور یہی وجہ ہوئی تھی کہ اماثل کے اندیشے اور رعمیس کے عشق سے مجبور ہو کر اس نے عمون کو آسمان سے بلوا کر اپنی قسمت کا حال پوچھنا چاہا تھا اور اس طرح حالت بے قراری میں عمون کی جناب میں بے ادبی کی مرتکب ہوگئی تھی۔ لیکن فرعون نے اماثل کا ذکر ابھی تک نیطر طیہ سے نہیں کیا تھا۔ اور نہ نیطر طیہ نے ابھی تک اس شہزادے سے ملاقات کی تھی۔

بعض لوگ کہتے تھے کہ ملکہ کے جشن تاجپوشی کے وقت اماثل بھیس بدل کر اسے دیکھنے آیا تھا۔ کیونکہ اس کا قول تھا کہ ایک ملکہ نہیں ہزار ملکہ ہوں اگر میری پسند کی چیز نہ نکلی تو میں ہرگز شادی نہ کروں گا۔ بہر کیف اس موقع پر ضروری ہوا کہ وہ شادی سے پہلے نیطر طیہ کو دیکھ کر پسند کر لے۔ اب چونکہ ملکہ مصر کو اس کی پوری جوانی و حسن کی شان میں دیکھا تو اماثل نے اپنا اطمینان ظاہر کیا۔ کہنے کو فقط اطمینان تھا لیکن حقیقت یہ تھی کہ گرم ملک کا آدمی تھا۔ ملکہ کے حسن نے اس کے خون میں ایک آگ لگا دی اور اب سوائے اس کے کوئی آرزو نہ رہی کہ نیطر طیہ اس کی ملکہ بنے۔

قصہ مختصر یہ طے پایا کہ شہزادہ اماثل نیطر طیہ سے ملاقات کرے، چنانچہ شب کو ایک ضیافت غیر معمولی ساز و سامان کے ساتھ ایک بڑے عالیشان اور پر فضا باغ میں قرار پائی۔ اس باغ میں ہزارہا مشعلیں روشن کی گئیں اور ہر طرف میزیں بچھا کر ان پر پُر تکلف اور خوش ذائقہ کھانے چنے گئے۔ نیطر طیہ آئی مگر اپنے بشرے سے یہ ظاہر نہ ہونے دیا کہ اس ضیافت کی غرض اسے معلوم ہے۔ ہر طرف تکلفات دیکھ کر فرعون سے پوچھنے لگی۔

”بابا جان! وہ کون سا مہمان ہے جس کے لئے اس درجہ اہتمام ہوا ہے، وہ انسان ہے یا کوئی دیوتا۔“

فرعون نے جواب دیا۔ ”بیٹی! یہ مہمان کوش کا شہزادہ ہے۔ اس کی رعایا بھی اسے اسی طرح خدا مانتی ہے جیسے ہماری رعایا ہم کو خدا سمجھتی ہے۔ یہ شہزادہ اس وقت اپنے ملک کا ولی عہد ہے لیکن جب وہ تخت پر بیٹھے گا تو دنیا کے سب سے بڑے بادشاہوں میں اس کا شمار ہوگا۔“

نیطر طیہ نے کہا۔ ”بابا جان! آپ نے کوش کا نام لیا۔ اس ملک پر تو ایک زمانے میں ہم بادشاہی کرتے تھے۔“

فرعون نے ایک آہ سرد بھر کر کہا۔ ”بیٹی ایک زمانہ میں یہ ملک ہمارا تھا۔ یا یہ کہو کہ کوش کے بادشاہ مصر پر بھی بادشاہی کرتے تھے۔ لیکن میرے پر دادا کے باپ کو جس وقت مصر کا ملک ملا

اس وقت جو خاندان کوش پر مسلط تھا اس کو زوال ہو گیا اور اب اس خاندان میں صرف تین آدمی باقی ہیں۔ ایک مرئیس، ہیکل عمون کی فوج کا سردار۔ دوسرے اس کی بیوی آشتی جو ساحرہ ہونے کے علاوہ رب عمون کی کاہنہ بھی ہے اور تیسرا نوجوان رعمیس تمہارا دودھ بھائی جو ہماری فوج میں ملازم ہے اور جو کسی زمانے میں تمہارے ساتھ کھیلا کرتا تھا اور تمہیں یاد ہوگا کہ تالاب والے مگر مچھ سے اس نے تمہاری جان بچائی تھی۔“

نیطر طیہ نے کہا۔ ”بابا جان! خوب یاد ہے۔ لیکن اگر یہی بات تھی تو پھر آج مرئیس کوش کا بادشاہ کیوں نہیں ہے۔“

فرعون نے کہا۔ ”اس لئے نہیں ہے کہ نباطہ کے لوگوں نے ایک دوسرے خاندان کو کوش کا بادشاہ بنا لیا تھا اور اس خاندان کا وارث اب ماثل ہے۔“

نیطر طیہ نے حیرت سے کہا۔ ”تو پھر یہ فرمایئے کہ اگر خون اور نسل کوئی چیز ہے تو یہ اماثل ایک غیر مستحق اور غاصب خاندان کا آدمی ہوا۔“

فرعون نے کہا۔ ”اگر ایسا نہ ہوتا تو پھر آج کو مرئیس ہماری جگہ مصر میں فرعون ہوتا۔ بیٹی یہ باتیں منہ سے نکالنے کی نہیں ہیں۔“

نیطر طیہ نے اس کا کچھ جواب نہ دیا اور جب باغ میں باپ کے قریب تخت پر بیٹھنے لگی تو بہت بے پروائی سے پوچھا۔ ”کیا یہ کوش کا شہزادہ بھی ان لوگوں میں سے ہے جو مجھ سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔“

فرعون نے کہا۔ ”ظاہر ہے اس کے سوا اور کیا خواہش رکھ سکتا ہے۔ کیا تمہیں اس کا علم نہیں۔ دیکھو! ان کے ساتھ مہربانی اور اخلاق سے پیش آنا کیونکہ یہ طے پا چکا ہے کہ تمہاری شادی اس سے کی جائے گی۔ بس خاموش رہو۔ جواب کی ضرورت نہیں۔ شہزادہ آ رہا ہے۔“

فرعون کے اتنا کہتے ہی باجے اور تاشوں کی آواز باغ کے دوسرے سرے سے آنی شروع ہوئی اور آدمیوں کا ایک گروہ زرق برق لباس پہنے نظر آیا۔ ان میں کوئی ہاتھ دانت کا قرنا اور کوئی پیتل کے بڑے بڑے جھانج اور کوئی ڈھول جن پر منقش کے غلاف چڑھے تھے بجاتا آ رہا تھا۔ یہ سب قریب آ کر کھڑے ہو گئے اور اپنے باجے اور طبل بدستور بجاتے رہے۔ ان کے پیچھے پیچھے بیس حبشی جوانوں کا ایک دستہ تھا جو چوڑے پھلوں کے برچھے اور کندھوں پر گینڈے کی کھال کی ڈھالیں جن پر طرح طرح کا کام بنا ہوا تھا لئے ہوئے تھے۔ سب قبائیں پہنے تھے

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

اور سروں پر چیتے کی کھال کی ٹوپیاں تھیں۔

ان سب کے بعد کوش کا شہزادہ آیا۔ یہ ایک بہت مضبوط، پستہ قد، چوڑے چکلے سینے کا جوان آدمی تھا۔ چہرے کا نقشہ موٹا اور بھدا تھا اور آنکھیں بڑی بڑی تھیں، جن میں پتلیاں ہر وقت پھرتی تھیں۔ لباس بہت پر تکلف تھا اور خالص سونے کے توڑے اور ہار موٹی موٹی لڑیوں کے جن کے قبضے اور قفل جواہرات کے تھے بہت سے گلے میں پڑے تھے۔ اور سر کی اونچی ٹوپی میں سیمرغ کا ایک بہت بڑا سفید پر لگا تھا۔ پیچھے پیچھے چند خادم تھے جو مورچھل جھلتے تھے اور عبا کے لمبے لمبے دامن دو نہایت کریہہ المنظر سیاہ قوم کے بونے اٹھائے ہوئے تھے۔ یہ پوری عمر کے آدمی تھے مگر ان کا قد آٹھ برس کے بچے سے زیادہ نہ تھا۔

شہزادہ ابھی کچھ فاصلے پر تھا کہ نیظر طیہ نے ایک نظر دیکھتے ہی اس کی طبیعت کا اندازہ کرلیا۔ اور اس درجہ اسے نفرت پیدا ہوئی کہ کبھی کسی چیز سے نہیں ہوئی تھی۔ اس کے بعد شہزادی کی نگاہ بلند شہ نشین سے جہاں تخت پر بیٹھی جلوس کرتی تھی، شہزادہ اماثل کے سر کے اوپر سے گزرتی ہوئی ایک جگہ جمی اور یہاں شہزادہ اماثل کے پیچھے مصری سپاہ کا ایک بڑا خوبرو نوجوان افسر کھڑا تھا۔ نہایت سادے لباس پر فولاد کی زرہ پہنے تھا۔ کمر میں سنہری قبضہ والی تلوار جو فرعون نے دی تھی لگائے تھا۔ ظاہر ہے کہ یہ رعمیس کے سوا دوسرا کوئی نہ ہوسکتا تھا۔ وہی رعمیس جو نیظر طیہ کا دودھ شریک بھائی اور بچپن میں ساتھ کا کھیلا ہوا لڑکا تھا اور جس سے اب جوانی میں ملکہ کو عشق تھا۔ اس شریف دراز قامت جوان کا سیاہ فام شہزادہ کوش سے مقابلہ کرکے نیظر طیہ کا چہرہ گلاب کے پھول کی طرح سرخ ہوگیا۔ فرعون نے نیظر طیہ کی یہ کیفیت دیکھی مگر اور درباریوں کی طرح وہ بھی یہی سمجھا کہ چہرے پر رنگ کا تغیر محض اس وجہ سے ہے کہ نیظر طیہ نے آج پہلی ہی مرتبہ شہزادے اماثل کو دیکھا ہے جو اس کا نوشہ بننے والا ہے۔

نیظر طیہ کو اس وقت یہ حیرت تھی کہ رعمیس شہزادہ اماثل کے پیچھے ایک خدمتگار کی طرح کیوں کھڑا ہے۔ وہ کون بشر ہے جس نے رعمیس کو بھرے دربار میں ایک خادم کی حیثیت سے حاضر رہنے کا حکم دیا ہے۔ وہ سمجھ گئی کہ بادشاہ کے حکم سے ایسا نہیں ہوا ہے۔ کیونکہ بادشاہ کو ان باتوں کی کیا خبر ہوسکتی تھی۔ یہ کارروائی کسی وزیر یا دربار کے ملازم کی ہے جس نے رشوت لے کر شہزادہ کوش کو خوش کرنے کے لئے یہ حرکت کی ہے۔ رعمیس ایک قدیم تر خاندان شاہی کا رکن ہے اور انصاف سے دیکھا جائے تو اس وقت اس کو نہ صرف کوش کا بلکہ مصر کا بھی بادشاہ ہونا چاہئے

تھا۔ پس رعمیس کو ذلیل کرنے کے لئے اس موقع پر اس کو اماثل کا خدمت گار بنایا گیا ہے۔

علاوہ اس کے لوگوں کو یہ بات معلوم تھی کہ ملکہ اس رعمیس پر نظر الفت رکھتی ہے اور اس کی ماں کا دودھ بھی اس نے پیا ہے۔ اس لئے ملکہ کی نگاہ میں رعمیس کو ذلیل کرنے کے لئے یہ حکم ہوا ہے کہ اماثل کے جلوس میں رعمیس ایک معمولی سپاہی کی طرح اس کی جان کا محافظ اور ملازم بن کر ساتھ رہے۔

نیظر طیہ نے یہ معمہ ایک آن میں حل کرلیا۔ اور فوراً دل ہی دل میں خدائے عمون کے سامنے اس کی قسم کھائی کہ جن لوگوں نے رعمیس کو ذلیل و خوار کرنے کے لئے یہ حرکت کی ہے ان سے کبھی نہ کبھی سخت بدلہ لوں گی۔ نیظر طیہ اپنی اس قسم کو کبھی نہ بھولی۔

اب شہزادہ اماثل نے شہ نشین پر پہنچ کر فرعون اور ملکہ کو تعظیم دی اور دونوں کے جواب کا منتظر ہوا۔ فرعون نے چند منتخب اور برمحل جملے اماثل کے خیر مقدم میں کہے اور جس قدر القاب و آداب وہ رکھتا تھا ان سب کو بیان کرکے اس سے خطاب کیا اور تقریر میں ان تعلقات کی طرف بھی اشارہ کیا جنہوں نے سلطنت مصر اور کوش کو قدیم زمانہ میں متحد و وابستہ کر رکھا تھا۔ اور امید ظاہر کی کہ وہی دیرینہ تعلقات ان دونوں سلطنتوں میں اب اور بھی زیادہ قرابت پیدا کردیں گے۔

فرعون نے اپنی گفتگو ختم ہوتے ہی نیظر طیہ کی طرف دیکھا۔ ملکہ مصر ہونے کی وجہ سے اس کو بھی اس موقع پر کچھ کہنا ضروری تھا۔ چنانچہ ایک تقریر پہلے سے لکھ کر شہزادی کو پیش کردی گئی تھی اور اس وقت وہ کاغذ سامنے رکھا تھا۔ ملکہ کو یہ بھی یاد تھا کہ اس کو پڑھ کر سنانا ہے۔ لیکن اس نے نہ اس کاغذ کو اٹھایا اور نہ اس کو پڑھا بلکہ منہ پھیر کر ایک خواص کو حکم دیا۔

"ہماری الماس کی پنکھیا حاضر کرو۔"

اماثل نے کچھ دیر انتظار کیا کہ ملکہ کچھ کہے گی۔ لیکن جب اس کو خاموش اور بے توجہ پایا تو اپنا جواب شروع کردیا جسے ازبر کر رکھا تھا۔ پہلا ہی فقرہ اس جواب کا یہ تھا کہ "جس طرح باران رحمت صحرا میں پھول دیتا ہے اسی طرح ملکہ نیظر طیہ کے شیریں الفاظ نے اس کے دل کو اس وقت ایک گلزار بنادیا ہے۔"

لیکن واقعہ یہ تھا کہ نیظر طیہ کے منہ سے ایک لفظ بھی نہ نکلا تھا۔ اب جو ملکہ نے اپنی پنکھیا کی اوٹ سے دور نگاہ کی تو رعمیس کے چہرے پر ایک تبسم دیکھا۔ دربار کے چند معززین بھی اماثل

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

کے بے محل فقرے پر بے اختیار ہنس پڑے لیکن فوراً ہنسی چھپانے کو سر نیچے کر لئے۔

اماثل کوئی جملہ غصے کا منہ ہی منہ میں کہہ کر اپنے ملازموں کی طرف متوجہ ہوا اور حکم دیا کہ ''جو تحائف ہم ساتھ لائے ہیں وہ پیش کئے جائیں!''

ملازموں نے فوراً تحائف حاضر کئے۔ ان میں نہایت نادر صنعت کے خوبصورت سونے کے ظروف، شیروں اور ہاتھیوں کی نہایت وزنی خالص سونے کی مورتیں، عود روشن کرنے کے مرصع برتن تھے۔ شہزادے نے یہ نادر چیزیں اپنی طرف سے اور اپنے باپ بادشاہ کوش کی طرف سے پیش کیں اور بہت ہی غرور اور نخوت کے لہجے میں کہا۔

''ان چیزوں کا شمار ہمارے ملک میں بہت معمولی چیزوں میں ہے۔ ایسے ہی اور بہت سے تحائف میں اپنے ساتھ لانے والا تھا مگر خواہ مخواہ وزن بڑھانے کے خیال سے نہیں لایا۔''

فرعون نے اماثل کا شکریہ ادا کیا اور کہا۔ ''مصر بھی مفلس ملک نہیں ہے۔ چنانچہ کل آپ کو اس کا ثبوت مل جائے گا۔''

اس کے بعد شہزادے نے ملکہ نیطرطیہ کو خاص طور پر چند تحائف اپنی طرف سے پیش کئے۔ ان میں مرصع گلوبند جس میں الماس، یاقوت اور زمرد جڑے ہوئے تھے اور قیمتی موتیوں کے ہار تھے اور ان کے علاوہ ایک بے نظیر صنعت کا خوبصورت چنگ تھا۔ جس پر سونے کے تار کھچے ہوئے تھے اور جس کی مجموعی شکل ایک نہایت خوش رو عورت کی سی بنائی تھی۔ یہ تحفہ شہزادے نے نیطرطیہ کو اس خیال سے نذر میں پیش کیا کہ موسیقی کے ساز بجانے اور خوش نوائی میں ملکہ مصر کا ہمسر کوئی ملک نہیں تھا اور یہ کمال رب عمون کے خاص عطیات میں سے تھا جو اس حسین ملکہ کو ملے تھے۔ اس عجیب و غریب چنگ کے ساتھ شہزادے نے دو حبشی لونڈیاں بھی پیش کیں۔ یہ نہایت قیمتی زیور پہنے تھیں اور مشہور تھا کہ نباطہ کے ملک میں ان سے بہتر گانے والا کوئی نہ تھا۔

فرعون نے ان تحفوں کو ملاحظہ کر کے بیٹی سے کہا۔ ''موتیوں کے ہاروں میں سے کوئی اچھا سا ہار اپنے گلے میں ڈال لو۔''

نیطرطیہ نے عذر کیا۔ ''میں اس وقت سپید لباس میں کاسنی رنگ کے پھول پہنے ہوں۔ ان ہاروں کا رنگ اس لباس پر نہیں کھلے گا۔''

غرض نیطرطیہ نے کوئی ہار اپنے گلے میں نہ ڈالا اور بجائے اس کے شہزادہ کوش کا شکریہ بہت پر تکلف الفاظ میں جن میں سرد مہری شامل تھی ادا کیا اور تمام تحفوں پر ایک نظر ڈال کر آشتی

ہمزاد کا عشق

سے کہا۔

''ان سب چیزوں کو ہٹا کر ایک طرف رکھ دیا جائے کیونکہ خوشبوئیں جو ان چیزوں پر چھڑکی ہیں ان سے دماغ پریشان ہوا جاتا ہے۔''

جب تحفے وہاں سے ہٹائے جانے لگے تو ملکہ نے بہت بے اعتنائی سے کہا۔ ''وہ چنگ البتہ جہاں رکھا ہے وہیں رہنے دیا جائے۔''

ضیافت جو بہت ہی نامبارک ساعت میں شروع تھی جاری رہی اور اماثل نے قبرص کی شیریں شراب کثرت سے پینی شروع کر دی۔ رعمیس کو جو اس کی کرسی کے پیچھے کھڑا تھا بار بار حکم ہوتا تھا کہ جام شراب خالی نہ رہنے پائے۔ معلوم نہیں یہ فرمائش محض اس وجہ سے تھی کہ رعمیس اس کے پاس کھڑا تھا یا نیت یہ تھی کہ ایسے حکم دے کر اس مجمع میں اسے ذلیل کیا جائے۔ نیطرطیہ کو اس کا مطلق علم نہ تھا کہ اماثل رعمیس سے کیا خدمت لے رہا ہے مگر رعمیس کو سوائے حکم برداری کے کوئی چارہ نہ تھا۔ گو بھرے دربار میں شراب جام کے پیالے بھر بھر کر دوسرے کو دینے ایسے شخص کا کام نہ تھا جو مصر میں قومس اور نواب کا خطاب رکھتا ہو اور فرعون کی فوج محافظ کا معزز سردار ہو۔

جس وقت خواصیں زرق برق لباس اور سونے کے چوڑے ہاتھوں میں پہنے دستر خوان اٹھانے آئیں تو بڑے بڑے بھان متی دربار میں حاضر ہوئے اور انہوں نے عجیب و غریب تماشے دکھانے شروع کئے۔ ایک تماشا یہ دکھایا کہ ایک بڑے خوبصورت اونچے ظرف کے منہ سے ملکہ نیطرطیہ کی تصویر برآمد ہوئی جس کی پیشانی پر ایک چمکتا ستارہ اور سر پر تاج شاہی رکھا تھا۔

اب ان بازیگروں نے جس طرح ملکہ نیطرطیہ کی تصویر ظرف سے نکالی تھی اسی طرح شہزادہ کوش کی تصویر بھی نکالنی چاہی۔ لیکن خاتون آشتی جو جادو میں ان کی بھی استاد تھی اور ملکہ کی کرسی کے پیچھے کھڑی یہ تماشا دیکھ رہی تھی۔ اس نے فوراً اپنے جادو کے زور سے ان بازیگروں کو غلطی میں ڈال دیا۔

چنانچہ ظرف کے منہ سے بجائے شہزادہ کی تصویر کے جس کا نام لے کر یہ بازیگر زور زور سے کہتے تھے کہ اے تصویر نکل آ! ایک بندر کی صورت برآمد ہوئی جس کے سر پر تاج رکھا تھا اور تاج میں سیمرغ کا ایک بڑا پر لگا تھا۔ بندر کی صورت بھی ایسی تھی جو شہزادہ اماثل سے بہت ملتی جلتی تھی۔ اب یہ بندر کی شکل مٹکے کے منہ پر بیٹھی کچکیاں باندھ باندھ کر ادھر ادھر دیکھنے لگی۔ کچھ

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

دیر تک یہی کیفیت رہی پھر دفعتاً مٹکے کے منہ سے نیچے گر کر غائب ہوگئی۔

اس تماشے کو دیکھ کر بعض لوگ ہنسے اور بعض چپ رہے لیکن فرعون کی پیشانی پر بل آ گئے۔ اس کی سمجھ میں نہ آتا تھا کہ آیا یہ حرکت کسی انسان کی پیش بندی کا نتیجہ ہے یا خداؤں کی طرف سے کوئی نحس علامت ظاہر ہوئی ہے۔ چنانچہ پریشان ہو کر اماثل کی طرف دیکھنے لگا۔ لیکن اماثل کثرت سے شراب پی کر نیطرطیہ کی صورت دیکھنے میں ایسا مصروف تھا کہ اس کو کسی بات کا بھی ہوش نہ ہوا۔ اماثل کی نظر نیطرطیہ کی طرف تھی اور نیطرطیہ اس طرح نگاہ اونچی کئے تھی کہ معلوم نہ ہوتا تھا کہ کس چیز کو دیکھ رہی ہے۔ بازیگروں نے جب دیکھا کہ ان کا کام بگڑ گیا ہے تو وہ جان کے خوف سے بھاگے اور حیرت میں تھے کہ وہ کون سا جن یا دیو تھا جس نے آ کر ان کے تماشے کی صورت بدل دی......!

جب بھان متی اور بازیگر اٹھ کر بھاگے تو ناچنے والیوں کا طائفہ آیا۔ اماثل کوش کا شہزادہ نیطرطیہ کی طرف اسی طرح نظر جمائے دیکھ رہا تھا کہ ملکہ گھبرائی جاتی تھی۔ آخر کار اس نے ہاتھ کے اشارے سے حکم دیا کہ۔

''حبش کی جو گانے والیاں تحفہ میں پیش ہوئی ہیں ان کو بلایا جائے۔ سنا ہے کہ وہ بہت ہی خوش آواز ہیں۔'' یہ عورتیں فوراً ہی اپنے ساز لے کر حاضر ہوئیں اور بہت خوبی سے گانے بجانے لگیں۔ جب ان کا گانا ختم ہوا تو نیطرطیہ نے کہا۔

''ہم تمہارا گانا سن کر بہت خوش ہوئے اور اس کا انعام یہ دیا جاتا ہے کہ آج سے تم دونوں آزاد ہو۔ اگر ہمارے پایۂ تخت طیبی میں تم لوگ سکونت اختیار کرو تو کبھی کبھی دربار میں حاضر ہو کر گانا سنانے کی خدمت پر تم کو مامور کرتے ہیں۔''

اتنا سن کر یہ دونوں گانے والیاں پیشانی زمین پر رکھ کر ملکہ کو ہزاروں دعائیں دینے لگیں۔ کیونکہ وہ سمجھتی تھیں کہ غلامی سے نجات پا کر وہ اپنے فن میں بہت دھن دولت کما لیں گی۔ حاضرین دربار نے جب ان کے گانے کی تعریف ملکہ کے منہ سے سنی۔ تو اپنے گلوں سے قیمتی ہار اور ہاتھوں سے جواہرات کی انگوٹھیاں اتار اتار کر ان گانے والیوں کی طرف پھینکیں اور تھوڑی سی دیر میں ان عورتوں نے جو اب تک لونڈیوں کی حیثیت رکھتی تھیں اتنی دولت پیدا کر لی کہ اس سے پہلے ان کے خواب و خیال میں بھی نہ آ سکتی تھی۔ لیکن اماثل کو نیطرطیہ کی اس بات پر کہ ان لونڈیوں کو آزاد کر دیا غصہ آیا اور وہ کہنے لگا۔ ''کوئی اور ہوتا تو اس نادر تحفے کو کہ دنیا کی بہترین

گانے والیاں پیش کی گئی ہیں کبھی اپنے سے جدا نہ کرتا۔''

یہ فقرہ سن کر نیطرطیہ نے پہلی مرتبہ اماثل سے مخاطب ہو کر کہا۔ ''کیا آپ سمجھتے ہیں کہ ان خوش آواز عورتوں سے بہتر گانے والا کوئی دنیا میں نہیں ہے۔ آپ کے اس خیال سے جرأت ہوتی ہے کہ جو کچھ تھوڑا بہت مجھے آتا ہے سناؤں تاکہ مجھے معلوم ہو کہ دنیا کی بہترین گانے والیوں سے میں کس بات میں کم ہوں۔''

اتنا کہتے ہی نیطرطیہ نے چنگ اٹھایا۔ تاروں کو الماس کے مضراب سے چھیڑا اور پکھراج کی کھونٹیوں کو مروڑ کر سر ملائے۔ اور اس مصروفیت میں اپنی نگاہیں شہزادے کی طرف متوجہ رکھیں۔ یہ نگاہیں کہہ رہی تھیں کہ ہماری مثل کوئی دوسرا صاحب کمال ہو تو بتائیے۔

فرعون نے یہ کیفیت دیکھ کر کہا۔ ''نورِ چشم......! یہ نہایت سبک حرکت ہوگی کہ تم ملکہ مصر ہو کر ایک مجمع عام میں گانا سنانے بیٹھو۔''

نیطرطیہ نے جواب دیا۔ ''بابا جان......! اس میں کوئی بات خفیف ہونے کی نہیں ہے۔ آج ہم بادشاہ کوش کے فرزند اور ولی عہد کی تعظیم و تکریم کے لئے یہاں جمع ہوئے ہیں۔ فرعون اس کی خاطر و مدارات میں مصروف ہے۔ فرعون کی بیٹی اس کے تحائف قبول کر چکی ہے۔ جملہ اعیان دولت اس کی خدمت میں گرد و پیش حاضر ہیں۔''

اتنا کہہ کر نیطرطیہ کچھ رکی۔ مگر پھر بہت صاف آواز میں کہا۔ ''اور ایک شخص جو شرافت نسب کے اعتبار سے شہزادہ اماثل سے بھی قدیم تر خاندان شاہی کا رکن ہے اس کو بادہ بردار بنا کر شہزادہ کے پیچھے ایک خدمتگار کی طرح کھڑا کیا گیا ہے۔ اسی کے بزرگوں نے ایک زمانہ میں وہ سلطنت قائم کی تھی جس پر شہزادہ کوش کا باپ آج مسلط ہے۔''

یہ کہہ کر اس نے رعمیس کی طرف اشارہ کیا جو اماثل کے قریب جام شراب لئے ایک ادنیٰ نوکر کی طرح حاضر تھا۔ ملکہ نے پھر کہنا شروع کیا۔ ''جب یہ کیفیت ہو تو پھر ملکہ مصر ایسے مہمان کو خوش کرنے کے لئے جو تکلیف بھی گوارا کرے وہ محل اعتراض نہیں۔ میرے پاس تو کوئی اور تحفہ بھی سوائے اپنی خوش گلوئی کے پیش کرنے کو نہیں ہے۔''

اس دلیرانہ اور صاف تقریر پر سب دم بخود رہ گئے۔ ہر شخص اس گفتگو کا مطلب سمجھ گیا اور اب ملکہ نیطرطیہ نجم السحر اپنے تخت سے اٹھی اور چنگ کو اپنے نوخیز سینے سے لگا کر اس پر جھکی۔ سر پر مصر کا تاج تھا جس میں سونے کا سانپ اس طرح پھن اٹھائے تھا کہ اب کسی کو ڈسا۔ ملکہ نے

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

چنگ بجانا شروع کیا۔ انگلیوں میں اس غضب کا جادو بھرا تھا کہ ایک آن میں حاضرین کو سوائے چنگ کی آواز کے اور کسی چیز کا ہوش نہ رہا۔ شروع میں آواز ہلکی و کمزور تھی، پھر بتدریج اس کی گمک اور گرج بڑھتی گئی۔ یہاں تک کہ سریلی صدائیں تمام فضا میں گونجنے لگیں۔ جب راگ پوری قوت پر آیا تو آواز ملائی۔ کبھی لحن لطیف و شیریں میں اور کبھی نوائے مستانہ و ژالہ بار میں اس طرح محو ترنم ہوئی کہ آسمان کے ستارے بھی متوجہ معلوم ہونے لگے اور زمین سے نغمہ بلند ہو کر ماہ انجم کے دلوں پر نشتر کا کام دینے لگا۔

ملکہ نے جو کچھ گایا تھا وہ عشق و محبت کی ایک داستان تھی جس کا مضمون صرف اتنا تھا کہ ربہ حاسر کے بت خانے کی ایک بڑی عالی رتبہ نوجوان کاہنہ کو ایک غریب خطاط سے عشق ہو گیا ہے اور یہ مرد بھی اس کی محبت میں دیوانہ ہے لیکن دونوں کی حالت میں ایسا تفاوت ہے کہ وہ شادی نہیں کر سکتے۔ رفتہ رفتہ عاشق پر محبت کا ایسا جنون سوار ہوتا ہے کہ رات کے وقت ٹھوکریں کھاتا ہوا معشوقہ کی تلاش میں بت خانے کے حرم میں داخل ہوتا ہے کہ کسی طرح اس کی صورت دیکھنی نصیب ہو جائے۔ ربہ حاسر اس کی یہ جسارت دیکھ کر اس قدر برہم ہوئی ہے کہ فوراً اسے ہلاک کر دیتی ہے۔ اتفاق سے اسی وقت وہ نوجوان کاہنہ بھی حرم میں یہ دعا مانگنے آتی ہے کہ کسی طرح ضبط عشق کی قوت اس میں پیدا ہو جائے۔ چلتے چلتے یکا یک عاشق بے جان کی لاش سے ٹھوکر کھا کر فوراً اس کی صورت پہچان لیتی ہے اور عاشق کو مردہ دیکھ کر خود بھی وہیں جان دے دیتی ہے۔ ربہ حاسر جو عشق کی دیوی تھی اس منظر حسرت ناک کو نہ دیکھ سکی۔ دل میں رحم آیا۔ مردہ عاشق و معشوق کو دوبارہ زندگی بخشی۔ مگر یہ منظور نہ کیا کہ وہ اس دنیا میں رہیں۔ فوراً ان کو تحت الثریٰ میں بھیج دیا جہاں یہ دونوں موت کی نیند سے بیدار ہو کر بغل گیر ہیں اور اب تک نہایت خوش و خرم دوسرے عالم میں زندہ ہیں۔

اس پرانے قصہ کو سب لوگ بار بار سن چکے تھے مگر گانے میں وہ بھی اس خوش الحانی کے ساتھ کسی نے نہ سنا تھا۔

سننے والوں کو معلوم ہوتا تھا کہ عشق و محبت کے نغموں نے ان کی آنکھوں کے سامنے بہشت بریں کے دروازے کھول دیئے ہیں۔ سب کی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھیں اور چشم تصور نے دیکھا کہ عاشق و معشوق موت کی نیند سے جاگے ہیں اور ایک نورہی تحیر کے مٹتے ہی فرط مسرت سے ایک دوسرے سے لپٹ گئے ہیں کہ اتنے میں نور کی ایک شعاع گلگوں نے ان دونوں پر پردہ

ڈال دیا ہے اور اس پردۂ نور سے اب کاہنہ نے خدا کی تعریف شروع کی ہے۔ اس نوائے جانفزا نے سب پر ایک محویت طاری کر دی۔ اسی حالت میں کچھ دیر کے بعد ملکہ کی آواز رفتہ رفتہ نحیف و ناتواں ہوتی گئی حتیٰ کہ اس روحانی عالم کی فضائے ساکت میں اس کی آخری صدائے بازگشت بھی معدوم ہو گئی۔

نیطر طیہ نے نغمہ بند کیا۔ چنگ جس کے تار ابھی تک لرز رہے تھے اسے ایک طرف رکھ دیا اور خود خستہ حال ہو کر ہاتھ پاؤں پر لرزہ تخت زرنگار کی پشت سے سہارا لے کر آرام کرنے لگی۔ زرد ماہتاب سے چہرے پر نیلگوں آنکھیں ستاروں کی طرح روشن تھیں۔ کل دربار سکوت کے عالم میں تھا۔ نغمہ کا اثر سننے والوں کے دلوں پر ابھی تک باقی تھا۔ نہ کوئی لب ہلا سکتا تھا نہ کسی میں تاب جنبش تھی۔

سب جانتے تھے کہ نیطر طیہ رب عمون کی لخت جگر ہے۔ جو گانا اس وقت سنا وہ ملکہ کا نہیں ہے بلکہ عرش کی کوئی دیبی آ کر نغمہ سنا گئی ہے۔

اہل دربار اس طرح بیٹھے تھے کہ گویا ایک عالم خواب ان پر طاری ہے لیکن ان کی نگاہیں ملکہ کے زرد چہرے اور روشن آنکھوں کی طرف جمی تھیں۔ اماثل بھی ہتھیلی پر ٹھوڑی رکھے ٹکٹکی باندھے اسی طرف دیکھ رہا ہے۔ شراب اور عشق دونوں کے نشے میں چور لیکن جن خوبصورت آنکھوں کی طرف دیکھ رہا ہے وہ کسی اور طرف متوجہ ہیں اور اماثل سے ایسی بے پروا ہیں گویا وہ انسان نہیں پتھروں کا ایک ڈھیر ہے۔ ملکہ کی شعاع نظر نے اس سے گزر کر کسی اور ہی کو اپنا ہدف بنا رکھا تھا۔

اماثل نے یہ معلوم کرنے کے لئے کہ ملکہ کی نظر کس طرف ہے گردن پھیری۔ فوراً معلوم ہو گیا کہ جو نوجوان افسر فوج اس کی بادہ برداری کی خدمت پر حاضر ہے ملکہ کی نظر اسی کی طرف ہے۔ اور یہ افسر وہی ہے جس کی نسبت ملکہ کہہ چکی ہے کہ نسل و خاندان کے اعتبار سے وہ اماثل سے زیادہ شریف اور قدیم ہے اور اس کے بزرگ ایک زمانہ میں اس سلطنت کے مالک تھے جس پر آج اماثل کا باپ حکمران ہے۔ اماثل کو یہ بھی معلوم ہوا کہ رعمیس بھی ملکہ کی طرف اسی طرح دیکھ رہا ہے کہ گویا کسی سحر اور افسوں نے اس بات پر مجبور کر رکھا ہے۔ رعمیس کے چہرے پر جو کیفیت اس وقت تھی وہ ایسی تھی کہ اماثل جیسے شرابی اور خونخوار حبشی نے بھی اسے پہچان لیا۔

رعمیس سونے کا ساغر بادۂ سرخ سے لبریز ہاتھ میں لئے اماثل کے قریب کھڑا تھا۔ اماثل

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

نے اپنی کرسی دفعتاً اس طرح کھسکائی کہ اس کی پشت ساغر میں لگی۔ ساغر رعمیس کے ہاتھ سے چھوٹ گیا اور اس طرح چھوٹا کہ سرخ شراب شہزادے کے لباس پر گری اور وہ سر سے پاؤں تک خون میں رنگا ہوا معلوم ہونے لگا۔ یہ دیکھتے ہی اماثل جھلا کر کرسی پر سے اٹھا اور کہنے لگا۔

''اے کتوں کی نسل کے غلام زادے! مادۂ خنزیر کے خوک صورت بھائی! کیا بادشاہوں کی خدمت میں حاضر رہنے کا یہی طریقہ ہے۔'' یہ کہہ کر رعمیس کے منہ پر ایک طمانچہ مارا اور اس کو قتل کرنے کے لئے تلوار سونت لی۔

رعمیس بھی کمر میں تلوار باندھے تھا اور یہ تلوار وہی سونے کے قبضے والی تھی جس پر مگرمچھ کی شکل بنی ہوئی تھی اور جو فرعون نے اس کو انعام میں دی تھی اور جسے ساحرہ آشتی نے دیکھ کر کہا تھا کہ اس پر کسی بادشاہ کے خون کی بوندیں نظر آتی ہیں۔ اس توہین پر رعمیس غصے سے دیوانہ ہو گیا اور اس نے فوراً تلوار کھینچ لی۔ اماثل نے وار کیا۔ رعمیس اس سے پہلے ہی شہ نشین سے کود کر نیچے کھلی جگہ میں آ گیا جو ناچ کے لئے مخصوص کی گئی تھی۔ اماثل اس کو نامراد بزدل کہتا ہوا خود بھی کود کر نیچے آیا اور اب دربار کے اس عالیشان کمرے میں نغمہ وسرور کی جگہ فولاد سے فولاد ٹکرانے کی آوازیں گونجنے لگیں۔

حاضرین دربار خوف وحیرت سے فرعون کی طرف دیکھنے لگے اور منتظر ہوئے کہ دیکھئے بادشاہ کیا حکم دیتا ہے! لیکن فرعون اس خوفناک منظر کو دیکھ کر یا تو غش کھا گیا یا تخت کی پشت سے کمر کو سہارا دے کر آنکھیں بند کئے اس طرح بیٹھا تھا کہ گویا سو گیا ہے۔ جب بادشاہ کی یہ کیفیت سب نے دیکھی تو لوگ ملکہ کی طرف متوجہ ہوئے کہ شاید وہ کوئی حکم دے لیکن وہ بھی خاموش رہی۔ لب سے لب جدا تھا، کلیجہ دھڑک رہا تھا اور حیرت میں تھی کہ دیکھئے کیا انجام ہوتا ہے۔

رعمیس کو اس وقت کسی بات کا ہوش نہ تھا بجز اس کے کہ اہل سیف اور شاہان سلف کی یادگار ہو کر وہ ایک بدخو سیاہ رو حبشی کے ہاتھ سے طمانچہ کھانا کیونکر گوارا کر سکتا ہے۔ رعمیس کے تن بدن میں آگ لگی تھی اور اب اس کی آنکھوں نے جن میں خون اتر آیا تھا ایک غبار خونی رنگ میں سے نیطر طیبہ کی خوبصورت آنکھوں کو دیکھا کہ فتح وفیروزمندی کی طرف اشارہ کر رہی ہیں۔ ملکہ کی نگاہ دیکھتے ہی رعمیس نے اماثل کی گردن جھپٹ کر ایسا وار کیا جیسے جنگل کا شیر جست کر کے شکار پر اپنا چنگل چلائے لیکن ہاتھ گردن سے اونچا پڑا اور اماثل کے تاج کا ایک پر کٹ کر اڑتا ہوا زمین پر گرا۔ اماثل بھی تلوار کا دھنی تھا اور اس وقت طاقت بھی اس میں حالت جنون کی سی پیدا ہو گئی تھی

اور تلوار بھی اس کی رعمیس کی تلوار سے زیادہ لمبی تھی۔ اماثل کا وار رعمیس کی زرہ نے روکا اور وہ پیچھے ہٹا۔ اماثل کی دوسری ضرب رعمیس کے شانہ پر پڑی اور شانہ سے اچٹ کر گھٹنے پر آئی۔ اماثل نے تیسرا وار کیا جس نے رعمیس کی ران پر زخم پہنچایا اور خون بہنے لگا۔ یہ دیکھ کر رعمیس کے دستہ فوج کا ایک سپاہی للکارا تا کہ اپنے افسر کی ہمت بڑھائے۔ اس پر اماثل سے اس کے حبشی سردار چیخ چیخ کر کہنے لگے۔

''اس دشمن سور کا گلا کاٹ دیجئے۔''

رعمیس زخم کھا کر ہوشیار ہوا، جھک کر ایک دفعہ ہی دشمن پر جھپٹا۔ تلوار کا ایک ہاتھ لگایا۔ وار ٹھیک پڑا تھا لیکن اماثل کی زرہ نے اسے بیکار ثابت کیا۔ رعمیس نے پھر طیش میں آ کر ایک ہاتھ مارا اور اب اماثل کا خون بہتے ہوئے سب نے دیکھا۔ اماثل نے بھی وار کیا۔ رعمیس جھک گیا اور وار خالی گیا۔ اور اسی حالت میں یک لخت اچھل کر پوری طاقت سے دشمن کے سینے میں اپنی تلوار بھونک دی۔ اس طرح کہ اس کی نوک پشت سے باہر نکل آئی۔ ایک لمحہ کے لیے اماثل کھڑا رہا پھر دفعتاً زمین پر گرا اور گرتے ہی ٹھنڈا ہو گیا۔

اتنا دیکھتے ہی حبش کے فوجی سردار ہاتھوں میں برچھے تول تول کر اپنے شہزادے کے خون کا بدلے لینے رعمیس کی طرف بڑھے۔ رعمیس مجبور ہوا۔ دوڑ کر اپنے دستہ فوج میں چلا گیا۔ حبشی فوراً اس دستہ پر ٹوٹ پڑے اور اب شدت سے ہنگامہ قتل برپا ہوا۔ حبش کے سپاہیوں اور فرعون کے فوجیوں میں باپ دادا کے وقت سے جانی دشمنی چلی آئی تھی۔ فریقین میں کوئی بیچ بچاؤ کرنے والا نہ تھا۔ فوج محافظ کے سرداروں کے سوا باقی اہل دربار میں کوئی مسلح نہ تھا۔ خونریزی سخت ہوئی۔ حبش والوں کا اب کوئی سردار نہ تھا اور رعمیس کے ساتھ اس وقت طیبی مشہور جنگ آزما موجود تھے۔

آخر کار حبشیوں میں کوئی کاری زخم کھا کر یہاں گرا کوئی وہاں۔ آخر میں صرف تین آدمی زندہ بچے اور انہوں نے ہتھیار پھینک کر امان طلب کی۔ اب رعمیس کی سمجھ میں آیا کہ اس نے کیا کیا۔ سر جھکائے خون آلود تلوار ہاتھ میں لئے شہ نشین کی سیڑھیوں پر چڑھا اور تخت فرعون کے سامنے زمین بوس ہو کر عرض کیا۔

''شاہا......! میں نے اپنی بے عزتی اور دولت مصر کی توہین کا انتقام لے لیا۔ اب میرے قتل کا حکم ہو۔'' لیکن بادشاہ نے کچھ جواب نہ دیا۔ کیونکہ اس پر ابھی تک غشی کی حالت طاری

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

تھی۔ یہ دیکھ کر رعمیس ملکہ نیطر طیہ سے مخاطب ہو کر عرض کرنے لگا۔

''ملکہ عالم! میرے قتل کا حکم صادر فرمائیں۔''

نیطر طیہ اس وقت تک پتھر کی مورت بنی یہ کل حالات دیکھتی رہی تھی۔ رعمیس کی درخواست سن کر قالب بے جان میں کچھ جان آئی۔ شروع سے جس بات کا خوف تھا وہ دور ہوا اب کون اس کو اس کالے حبشی سے شادی کرنے پر مجبور کر سکتا ہے؟ رعمیس نے تو اس کا کام ہی تمام کر دیا۔ سامنے شاہی لباس میں اس کا مردہ پڑا تھا اور گرد اس کے حبشی سرداروں کی لاشیں جیسے جنگل میں درخت کٹے پڑے ہوں، پھیلی تھیں۔ مقتضائے بشریت یہی تھا کہ نیطر طیہ ایک مصیبت سے نجات پانے پر رعمیس کو دل میں دعائیں دینے لگی۔

عاقل و فرزانہ۔ تدبیر مملکت میں یگانہ ملکہ فوراً سمجھ گئی کہ رعمیس نے، اما ئل کی تلوار سے اپنی جان بچالی، لیکن اب جس خطرہ میں وہ گھر گیا ہے اس سے نجات کی کوئی صورت نظر نہیں آتی۔ یہ مقتول شہزادہ ایک زبردست بادشاہ کا وارث تخت تھا۔ بادشاہ بھی وہ جس کے مقابلہ ہمت مصر کی سلطنت کو سو برس سے نہیں ہوئی تھی۔ کیونکہ اس کا ملک دور تھا، قلعے اس کے مضبوط تھے۔ بیچ میں لق و دق صحرا اور ریگستان بے شمار حائل تھے۔ ان میں کہیں کہیں وحشی قومیں آباد تھیں۔ ان سب کو طے کر کے کوش تک پہنچنا مصریوں کے لئے آسان نہ تھا۔ علاوہ ان باتوں کے شہزادے کے قتل کا وقوعہ خاص فرعون کے دربار میں پیش آیا تھا۔ قاتل فرعون کا ایک فوجی افسر تھا۔ جس فوج کا وہ افسر تھا اس کے آدمیوں نے شہزادے کے قتل کے بعد حبش کے فوجی جوانوں کو قتل کیا تھا۔ کل واقعہ بادشاہ مصر اور اس کی بیٹی شہزادی نیطر طیہ کی آنکھوں کے سامنے پیش آیا تھا۔ شہزادی بھی وہ جس سے کوش کا شہزادہ شادی کرنے آیا تھا۔ غرض ان تمام واقعات کا نتیجہ نظر آیا کہ سلطنت مصر کو ایک جنگ عظیم میں مبتلا ہونا اور جو لوگ اس قتل کا باعث ہوئے ہیں ان کو موت کے گھاٹ اترنا پڑے گا۔ رعمیس کو بھی پورا یقین تھا کہ اب سوائے موت کے اس کے لئے کچھ نہیں ہے۔

نیطر طیہ نے دیکھا کہ رعمیس اس کے سامنے سر جھکائے حکم کا منتظر کھڑا ہے تو دل پر ایک چوٹ لگی۔ مایوسی اور سخت تشویش کے عالم میں سر نیچا کر کے غور کرنے لگی کہ اس مصیبت سے رعمیس کی مخلصی کیوں کر ہو۔ اسی جستجو میں عقل مضطر نے میدان فکر کی انتہائی سرحدوں تک اپنے قاصد دوڑا دیئے۔ دفعتاً ایک تدبیر سمجھ میں آئی اور حسب عادت فوراً اس پر عمل شروع کر دیا۔

اٹھا کر با آواز بلند حکم دیا۔

''باغ کے جس قدر دروازے ہیں سب بند کر دیئے جائیں۔ نہ باہر کا کوئی آدمی اندر آئے اور نہ اندر سے کوئی باہر جائے۔ جراح اور اطباء جس قدر اس وقت دربار میں حاضر ہیں فوراً زخمیوں کی خدمت میں مصروف ہوں اور جہاں پناہ کی طرف متوجہ ہوں جن کی حالت اس وقت نازک ہے۔''

یہ حکم دے کر ملکہ نے اسی وقت مشیران سلطنت کو جو اس وقت حاضر دربار تھے اور جن کا تعلق باب حکومت سے تھا جمع کر کے ایک باقاعدہ مجلس شوریٰ منعقد کی۔ اکابر و اعیان دولت فوراً ملکہ کے گرد و پیش حاضر ہو گئے اور اب ملکہ نے نہایت خودداری سے سرد اور باضابطہ لہجہ میں کہنا شروع کیا۔

''قوم کے بزرگو اور مصر کے لوگو......! معلوم نہیں ارباب فلک کن مقاصد کی پیروی میں ایسے ہولناک واقعے کے موجب ہوئے ہیں جو ابھی آپ کی نظروں کے سامنے گزرا ہے۔ دولت مصر کا ایک شاہی مہمان اور اس کے ہمراہی فرعون مصر اور ملکہ مصر کی منعقدہ ضیافت میں سب کی آنکھوں کے سامنے قتل کر دیئے گئے ہیں۔ اب تمام دنیا میں یہ بات مشہور ہو گی کی قصداً یہ قتل عمل میں آیا۔ لیکن آپ سب لوگ واقف ہیں اور میں بھی علم رکھتی ہوں کہ یہ محض ایک اتفاقی امر تھا۔ اس میں نہ کسی قسم کا فریب تھا نہ دھوکا۔ نہ کوئی پیش بندی تھی نہ ارادہ۔ شہزادہ کوش جو قتل ہوا ہے، آپ سب دیکھ چکے ہیں کہ اس نے اپنی قوم کی عادت کے موافق شراب بکثرت پی لی تھی۔ چونکہ وہ بادشاہ مصر کا مہمان تھا اس لئے اس کی تعظیم کے خیال سے مصر کے شریف ترین خاندان کے ایک نوجوان کو شہزادے کی خدمت میں بطور ملازم کے حاضر رہنے کا حکم دیا گیا تھا۔ یہ نوجوان نہ صرف شرافت نسب کے اعتبار سے بڑا شخص تھا بلکہ فرعون کے ملازمان خاص میں قومس کا درجہ اسے حاصل تھا۔ شہزادے نے بے اندازہ شراب پی کر نشے کی حالت میں مصر کے اس شریف و نجیب کے منہ پر طمانچہ مارا اور نہایت کریہہ اور غلیظ الفاظ زبان سے نکال کر اس کے قتل کے لئے اپنی تلوار کھینچ لی۔ اب آپ بتائیں کہ یہاں تک جو کچھ میں نے کہا وہ صحیح کہا یا غلط؟ کیا آپ نے یہ سب باتیں نہیں سنیں اور دیکھیں؟''

حاضرین بولے۔ ''جو کچھ ارشاد ہوا وہ بالکل صحیح ہے۔ یہ سب باتیں ہماری دیکھی اور سنی ہیں۔''

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

ملکہ نے اس کے بعد کہا۔ ''جب نوبت یہاں تک پہنچی تو اس شریف زادے کو سوائے اس خیال کے کہ سردربار اس کی توہین ہوئی ہے اور کسی بات کا لحاظ نہ رہا اور اس بے عزتی کا داغ مٹانے کے لئے اس کو اپنی جان پر کھیل کر شہزادے سے لڑنے کے سوا چارہ نہ رہا۔ چونکہ مصر کا یہ شریف کوش کے شہزادے سے سب باتوں پر زیادہ تھا، اس لئے شہزادہ اس لڑائی میں اس کے ہاتھ سے قتل ہوگیا۔ اس کے بعد شہزادہ کے ہمراہیوں نے اس شریف پر اور شاہی دستہ فوج پر جو بادشاہ کی حفاظت کے لئے حاضر تھا حملہ کیا۔ لیکن حملہ کرنے والے مغلوب ہوئے اور ان میں سے بہت لوگ مارے گئے۔ چونکہ اس دربار میں سے کوئی شخص مسلح نہ تھا۔ اس لئے کسی کی ہمت نہ ہوئی کہ لڑائی میں فریقین کو جدا کرتا۔ اب بتایئے کہ جو کچھ میں نے کہا وہ صحیح کہا یا غلط؟''

اہل دربار نے اپنے اپنے سرداروں کے ذریعہ پھر یہی عرض کیا۔ ''ملکہ جہاں...... ! آپ نے جو کچھ فرمایا اس کا حرف حرف صحیح ہے۔ رعمیس اور شاہی فوجیوں پر اس معاملہ میں کسی قسم کا الزام عائد نہیں ہوتا۔'' اس خیال سے اتفاق کرنے کی صدائیں تمام دربار میں گونج اٹھیں۔

نیطر طیبہ کو یہ معلوم کر کے کہ جس نظر سے وہ اس واقعہ کو دیکھتی ہے اسی نظر سے اور لوگ بھی دیکھتے ہیں، ایک گونہ اطمینان ہوا اور کہنے لگی۔ ''اب دیکھئے کہ ہماری مشکلات پر یہ مشکل اضافہ ہوئی کہ عرش کے خداؤں نے معلوم نہیں کس بات سے ناخوش ہو کر میرے والد بزرگوار یعنی بادشاہ مصر کو خشمگیں نظر سے دیکھا اور ان کی آنکھیں بند ہوگئیں۔ وہ سو گئے ہیں یا ان پر غشی طاری ہے، بات نہیں کر سکتے۔ معلوم نہیں وہ زندہ رہیں گے یا گزر جائیں گے۔ اس لئے لازمی ہوا کہ میں جس کے سر پر اس وقت تاج مصر ہے اور جس کو فرعون کی شرکت میں داور مصر تسلیم کیا گیا ہے، ایسے معاملات خاص میں جن کا ذکر سلطنت کے دستور العمل میں موجود ہے اپنے پدر بزرگوار کی قائم مقام بن کر فیصلہ صادر کروں۔ تا کہ ایسے امور جن کا تصفیہ جلد ہونا ضروری ہے ان میں تاخیر نہ ہونے پائے۔ ارباب مجلس کیا آپ کی مرضی ہے کہ جس طرح آسمان کے خداؤں سے مجھے ہدایت ہوا اسی طرح میں اس مقدمہ کا فیصلہ کروں۔''

وزیر سلطنت نے جو فرعون کا مشیر خاص تھا سب کی طرف سے عرض کیا۔ ''جو کچھ ارشاد ہے یہی مناسب ہے۔''

اتنا سن کر ملکہ نے کہا۔ ''اے پیشوایان ملت، سرداران قوم اور مصر کی رعایا...... ! تم جانتے ہو کہ اس معاملہ میں ہم کو کیا طریقہ فوراً اختیار کرنا چاہئے۔ اب میں تم سب کی رائے تمہاری

جانب اور اپنی زبان سے یہ ظاہر کرنا چاہتی ہوں کہ نواب رعمیس اور ان تمام لوگوں کی نسبت جو تاجدار مصر کو دل سے عزیز ہیں فوراً قتل کا حکم سنا دوں۔ یہی وہ حکم ہے جسے میں نافذ کرنا چاہتی ہوں۔ گو رعمیس کی توہین اور بے عزتی اس درجہ ہوئی ہے کہ دنیا کا کوئی شریف زادہ خواہ یہ توہین کسی تاجدار ہی کی جانب سے کیوں نہ ہوئی ہو ہرگز ہرگز برداشت نہ کر سکتا۔ گو رعمیس اور شاہی فوج کے لوگ اپنی جانیں بچانے کے لئے لڑ رہے تھے۔ اور حبشیوں پر ثابت کرنا چاہتے تھے کہ اہل مصر بزدل اور نامرد نہیں ہیں، لیکن بہر کیف اہل مصر غالب آئے اور کوش کے شہزادے اور اس کے حبشیوں کو جو ہمارے مہمان تھے انہوں نے قتل کر دیا۔ پس اس وجہ سے یہ لوگ اس قتل میں شریک ہوئے ہیں، وہ سب سزائے موت کے مستوجب ہیں۔''

اتنا کہہ کر نیطر طیبہ خاموش ہوئی۔ کہیں کہیں سے درست و بجا کی صدائیں آئیں اور کسی نے دبی آواز سے یہ بھی کہا کہ ضرور ان کو قتل کرنا چاہئے لیکن حاضرین میں زیادہ تر لوگوں نے ملکہ کے اس فیصلہ کو قطعی ناپسند کیا۔ کیونکہ سب لوگ دل میں رعمیس اور فرعون کی شاہی فوج کے طرفدار تھے۔ ان کو رعمیس کی بہادری اور شجاعت پر ناز تھا اور خوش تھے کہ حبشیوں کو جن سے انہیں ہمیشہ نفرت تھی مصر والوں نے شکست دے دی اور ان مصر والوں میں بہت سے لوگ ایسے تھے جو حاضرین دربار کے عزیزوں اور قرابت مندوں میں تھے۔

اہل دربار جب اس معاملہ پر آپس میں بحث کرنے لگے تو نیطر طیبہ فرعون کے تخت کی طرف بڑھی۔ شاہی طبیب فرعون کی تیمارداری میں مصروف تھے۔ کوئی اس کے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں لے کر ملتا تھا۔ کوئی چہرے پر گلاب چھڑکتا تھا۔ ملکہ تخت فرعون سے ہٹ کر آنکھوں میں آنسو بھرے اہل دربار کی طرف آئی۔ چونکہ باپ سے اس کو بہت محبت تھی نہایت پر درد لہجہ میں درباریوں سے خطاب کیا۔

''افسوس! صد افسوس! جہاں پناہ بہت علیل ہیں۔ افسوس اس دیو خبیث نے جس کا نام نت ہے اور جو مردم آزار ہے ان پر حملہ شروع کر دیا ہے۔ مصر کے لوگو! میرے لئے یہ وقت بڑی مصیبت کا ہے۔ شاید جہاں پناہ کا سایہ اب ہمارے سر سے اٹھنے والا ہے۔ اب اس صدمہ عظیم کو صبر کے ساتھ برداشت کرنا ہے۔ مگر ہائے کیونکر بھول جاؤں کہ یہ سب کیا دھرا ایک غیر ملک کے شہزادے کا ہے۔ یہ تمام آفات اغیار کے ہاتھوں ہمارے سر پر ٹوٹی ہیں۔''

دربار کے لوگوں نے نیطر طیبہ کے خیال سے بالکل اتفاق کیا اور جو حبشی قتل ہونے سے بچ

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

گئے تھے ان کی طرف سب کی نظریں تیز ہوئیں۔ لیکن ملکہ نے ضبط سے کام لیا اور کہا۔ ''تقدیر
جتنے صدمے پہنچانے ہیں پہنچانے دو۔ ان صدموں سے بچنے کے لئے یہ ممکن نہیں کہ عدل
انصاف کا دم شمشیر کند کر دیا جائے۔ پس جیسا کہ میں ابھی کہہ چکی ہوں گو ان قاتلوں سے مجھے
ایسی ہی محبت ہے جیسی بہنوں کو بھائیوں یا بیویوں کو شوہروں سے ہوتی ہے لیکن نواب رعمیس ا
اس کے بہادر جوان اس قتل میں شریک رہے ہیں ان کی جانوں کا ایک شرمناک موت کی شکل
میں تلف کیا جانا ضروری ہے۔ موت بھی وہ جو ہرگز اس شخص کے شایان نہیں ہو سکتی جو جانثار
فرعون کے باغ کا سب سے خوشنما پھول ہے۔''

نیطر طیہ تقریر کرتے کرتے رکی۔ دربار میں ہر طرف سناٹا ہو گیا۔ یہاں تک کہ جو طبیب
بادشاہ کی تیمارداری کرتے تھے اپنا اپنا کام چھوڑ کر ملکہ کی طرف متوجہ ہوئے کہ دیکھئے آخری حکم
شہزادی کی زبان سے کیا نکلتا ہے جو اس وقت تمام سفید و سیاہ کی مالک ہے۔

آخر کار نیطر طیہ نے کہا۔ ''مگر اے باشندگان مصر......! ان لوگوں کے حق میں سزا
موت کا حکم سنانے کو تو سنا دوں جس کے بعد وہ لاعلاج ہو گا لیکن وہ ابھی ابھی مصر قدیم کی ایک
نگہبان روح نے جو ہم سب کی پاسبان و سرپرست ہے میرے دل میں ایک شبہ پیدا کیا ہے جس
کے بارے میں تم سے مشورہ کرنا ضروری ہے۔ وہ شبہ یہ ہے کہ اگر ہم نے ان لوگوں کے قتل کا حکم
سنا دیا اور میں چاہتی بھی یہی ہوں کہ وہ اپنے کیے کی سزا کو پہنچیں تو پھر کیا جنوب کے ملک
جہاں سے یہ شہزادہ وارد ہوا تھا اور اس کے گرد و نواح کی قوموں میں یہ بات مشہور نہ ہو جائے
کہ پہلے تو ہم نے ان غریبوں کو شہزادے کے قتل پر آمادہ کیا اور جب شہزادہ قتل ہو گیا تو خود
قاتلوں پر ہاتھ صاف کیا تا کہ اپنے جرم کا اخفا ہو جائے۔ کیا دنیا یہ نہ کہنے لگے گی کہ ملک مصر
تاجدار مصر کے دامن پر خون ناحق کا ایک داغ موجود ہے۔ خون بھی کس کا ایک سلطنت غیر
وارث اور ولی عہد کا جو ہمارا مہمان تھا اور جس کی میزبانی میں ہم نہایت شوق اور دلی خلوص
مصروف تھے۔ اور اس خاطر و مدارات کی غرض یہ تھی کہ...... شرم سے آگے زبان نہیں کھلتی۔
بنے میں اس سے زیادہ کیا کہہ سکتی ہوں۔ لیکن میرے مقسوم پر آپ کو افسوس کرنے یا ترس کھا
کی ضرورت نہیں اور جب تک مقدمہ کی پوری روداد آپ کے سامنے پیش نہ کر دوں گو
واقعات کہنے کے قابل نہ ہوں، اس وقت تک آپ کوئی جواب نہ دیں۔ اس میں کچھ شبہ نہیں
جو کچھ میں نے ابھی کہا ہے دنیا بھی یہی کہے گی اور اسی کا یقین رکھے گی اور مصر کے لوگ اس

نظروں میں بے ایمان اور دغاباز ٹھہریں گے اور دنیا کی تاریخ میں ان لوگوں کا نام جن کا مقدمہ پیش ہے، اسی طرح بیان ہو گا جس طرح اور صدہا مفسد خونیوں اور بے ایمان قاتلوں کے نام بیان ہوئے ہیں۔ حالانکہ ان کے بہادر اور ایمان دار ہونے میں کسی کو کلام نہیں۔ گو ان کی حرکت کیسی ہی نازیبا ہو۔ ان کے نام کو ہمیشہ کے لئے داغ لگ جائے گا اور جب زندگی کے دن پورے کر کے وہ وسیرس کے ملک فنا میں قدم رکھیں گے تو وہی داغ ان کی پیشانیوں پر نمایاں ہو گا اور نہ صرف ان کی پیشانیوں پر بلکہ فرعون اور اس کے مشیران دولت کے بے گناہ ہاتھوں پر بھی وہی کلنک کا ٹیکہ نظر آئے گا۔''

جب نیطر طیہ نے حالات کی تصویر اس طرح کھینچی تو اہل دربار کے منہ سے دبی آوازوں کی ایک مجموعی صدا ہر طرف گونج اٹھی اور شریف زادیاں جو حاضر دربار تھیں زار و قطار رونے لگیں۔

نیطر طیہ نے پھر زبان کھولی اور قوم سے فریاد کے لہجہ میں کہا۔ ''اس صورت میں اگر ایک دوسرا طریقہ اختیار کیا جائے تو کیسا ہو۔ کیا یہ مناسب نہ ہو گا کہ بجائے قتل کے ہم نواب رعمیس کو مع اس کے شرکاء جرم کے حکم دیں کہ وہ فوراً نباطہ کے شہر کو روانہ ہو جائیں۔ ایک لشکر جو ہمارے دبدبہ شاہی کے شایان ہو ان کے ساتھ کر دیا جائے اور جب یہ لوگ نباطہ میں وارد ہوں تو ہماری ایک تحریر اور گواہوں کی زبانی شہادت کے ذریعہ بادشاہ نباطہ کے حضور میں اس کے فرزند وحید اماثل کی موت کا واقعہ پیش کرے اور ہماری تحریر کا یہ مضمون ہو کہ آپ نے اس واقعہ جانکاہ کا حال سن لیا اور ہماری پریشانی اور مصیبت کا علم بھی آپ کو ہو گیا۔ اب انصاف کرنا آپ کا کام ہے۔ اگر آپ کا دل شریف اور حق شناس ہے اور ان لوگوں کو رہا کرنا قرین انصاف سمجھتے ہیں تو ان کو رہا کر دیجئے اور اگر آپ کے دل میں غیظ و غضب ہے اور ان لوگوں کو سزا دینا چاہتے ہیں تو ان کو حکم سزا سنا کر ہمارے پاس واپس کیجئے تا کہ آپ کے حکم اور ارشاد کے مطابق ہم ان کو سزا دیں۔ مصر کے لوگو! بتاؤ، یہ طریقہ مناسب ہو گا یا نہیں؟ جب بادشاہ کوش خود ہی اس مقابلہ پر غور کر کے اس پر انصاف کرے گا، تو پھر ہم سے شکایت کا کیا موقع رہ سکتا ہے۔ اس صورت میں دوسرے ملکوں کے بادشاہ اور امراء لشکر ہماری نسبت یہ نہیں کہہ سکتے کہ ہم لوگوں کو اپنے گھر بلا کر دغا و فریب سے قتل کر دیتے ہیں۔ اب آپ بتائیے کہ یہ تدبیر کیسی ہے۔ میں پھر عورت ہوں عقل کم رکھتی لیکن میں اسی طریقہ کو سب سے بہتر سمجھتی ہوں۔''

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

اتنا سن کر تمام حاضرین اور مجلس مشورت کے اراکین رئیس اور امیر یہاں تک کہ فوج کے محافظ کے وہ لوگ جن پر یہ مقدمہ دائر تھا یک لخت کہہ اٹھے کہ اس سے بہتر کوئی تدبیر نہیں ہو سکتی۔ رعمیس البتہ اسی طرح دونوں گھٹنے زمین پر ٹیکے سر جھکائے خاموش ملکہ کے سامنے کھڑا رہا۔ اہل دربار بلند آواز سے ملکہ کی تعریفیں کرنے لگے کہ یہ ملکہ نہیں ہے آسمان سے عقل کی دیبی زمین پر اتری ہے اور اس کے قالب حسین میں کسی خدا کی روح متمکن ہے۔

ملکہ اپنی تعریفیں سن کر چیں بجبیں ہوئی اور عصائے شاہی کے اشارے سے سب کو خاموش رہنے کا حکم دے کر کہا۔ ”پس اے مشیران دولت، یہی آپ کا فیصلہ ہے۔ یعنی تمام حاضرین دربار جن میں ہماری قوم کے معزز ترین اعیان و اکابر موجود ہیں، اسی طریقہ کو پسند کرتے ہیں اور اب میرا فرض ہے کہ اس اقرار و وفاداری کے بموجب جو تاجپوشی کے وقت مجھ سے لیا گیا تھا اس تدبیر کا اعلان کر کے اس کو منظور کروں۔ پس میں نیطر طیہ جس کو دخت عمون، نجم السحر، جمال حاسر، قرص خورشید کے خطابات حاصل ہیں اور جس کے سر پر مصر شمال و جنوب کا تاج شاہی رکھا ہے حکم دیتی ہوں اور اے دربار کے کاتبو، جو کچھ کہوں اسے لکھتے جاؤ اور اپنی تحریر آج ہی شب کو دفتر خانہ شاہی میں محفوظ کر دو تا کہ میرا فرمان دنیا میں تا قیامت جاری رہے اور وہ فرمان یہ ہے کہ ...... ”لشکر مصر سے دو ہزار جوانان آزمودہ کار کی جمعیت فوراً کشتیوں پر سوار ہو کر دریائے نیل کے ذریعہ جنوب کی سمت میں ولایت کوش کو روانہ ہو اور اس غرض سے کہ خطا کار سب کے پیش نظر رہے۔ نواب رعمیس کو اس فوج کا افسر مقرر کیا جائے اور وہ سب لوگ جو وقوعہ قتل میں شریک رہے ہیں نواب رعمیس کے ساتھ ہوں۔“

یہ حکم سن کر جس میں رعمیس کی ذلت و خواری نہیں بلکہ ایک طرح کی ترقی اور قدر افزائی نکلتی تھی بعض لوگ سخت متعجب ہوئے۔ رعمیس نے اب نظر اونچی کی۔ سر سے پاؤں تک جسم پر لرزہ تھا۔ ملکہ نے بلند آواز سے کہا۔ ”اور جب یہ لوگ نباطہ پہنچیں تو بادشاہ کے حضور میں سر خم کر کے اس کے حکم کے منتظر ہو جائیں اور جب حکم سن لیں تو فوراً مصر واپس آ کر اس سے ہم کو مطلع کریں تا کہ بادشاہ کوش کے ارشاد پر عمل کیا جائے۔ فوج اور کشتیوں کا بندوبست آج ہی شب کو کیا جائے اور جب تک یہ سامان درست ہو بجز ایسے اوقات کے جن میں خاص طور پر حضوری کا حکم دیا جائے نواب رعمیس کو ہم اپنی پیشی اور دربار سے خارج کرتے ہیں اور افسران فوج کو لازم ہے کہ رعمیس اور اس کے ساتھیوں کو اپنی حراست میں رکھیں۔“

نیطر طیہ کی یہ تقریر اور فرمان شاہی فوراً زیب تحریر ہو کر سر دربار پڑھا گیا۔ اس کے بعد ملکہ نے اس پر اپنے دستخط کئے اور مہر شاہی ثبت کی گئی تا کہ آئندہ کسی قسم کی تبدیلی اس میں نہ ہو سکے۔ اس فرمان کی نقلیں مصر کے تمام صوبہ داروں کے پاس بھیجنے کا حکم دیا اور ارشاد ہوا کہ اس کا ایک مثنیٰ تیار کر کے سفارت کے سپرد کیا جائے تا کہ بادشاہ کوش کے سامنے وہ پیش ہو۔ اس کے ساتھ تعزیت کے خطوط اور مناسب موقع تحائف اور اماثل شہزادہ کوش کی میت ہو جس کو اب اوسیرس نے اپنے ملک فنا میں دیوتائی کا درجہ بخشا ہے۔

اب باغ کے دروازے جو بند کر دیئے گئے تھے کھول دیئے گئے اور درباری رخصت ہوئے۔ رعمیس اور اس کے دستہ فوج کے لوگوں کو مجلس مشورت کے اراکین نے اپنی حراست میں لے لیا۔ بادشاہ مصر کو جو ابھی تک بے ہوش تھا مگر تنفس میں کسی قدر افاقہ تھا قصر شاہی میں لے گئے اور خواب گاہ میں پہنچا دیا۔ جو لوگ قتل ہوئے تھے ان کی لاشیں حنوط سازوں کے سپرد کیں اور اخیر میں نیطر طیہ جو اتنی تھکی تھی کہ چلنا دشوار تھا خاتون آشتی کے کندھے پر ہاتھ رکھ کر اپنے کوشک میں آئی...... خاتون آشتی نواب رعمیس کی ماں تھی۔

☆......☆......☆

ملکہ نیطر طیہ محل میں آ کر ایک کوچ پر بیٹھ گئی۔ لباس بدل کر خوابگاہ میں آرام کرنے نہ گئی۔ آشتی بلند و بالا قامت، صورت پر حکومت کا انداز، نیطر طیہ کے قریب کھڑی آہستہ سے کہنے لگی۔

”ملکہ عالم......! آج شب کو تو آپ سے عجیب و غریب کرشمے ظہور میں آئے۔“

نیطر طیہ نے گردن پھیر کر آشتی کی طرف دیکھا اور کہا۔ ”ہاں آشتی! واقعی آج تو عجیب و غریب واقعات پیش آئے۔ تم نے بھی دیکھا ہو گا کہ آسمان کے خداؤں اور آپ کے ان شوریدہ سر صاحب زادے اور جہاں پناہ کی حالت غشی نے تقدیر کی باگیں بالکل میرے ہی ہاتھوں میں سونپ دی تھیں۔ میں نے بھی راسیں کھینچ لیں۔ مدت سے یہی جی چاہتا تھا مگر موقع نہ ملتا تھا۔“

آشتی نے سوکھا منہ بنا کر کہا۔ ”راسیں تو کھینچیں مگر سختی سے۔“

نیطر طیہ نے کہا۔ ”ہاں کیوں نہیں! لیکن ایسی سختی سے کہ آپ کے فرزند کو جلاد کے پنجہ سے نکال کر مسند عزت پر لا بٹھایا بشرطیکہ وہاں ٹکنا آئے اور پھر لطف یہ کہ جو کچھ ہوا اعیان مملکت و ارکان مجلس کی طرف سے ہوا۔ میرا کچھ دخل نہ تھا۔ سچ ہے جیسا جو کام ہو اسی کے مطابق لیاقت سے اسے شروع کرنا چاہئے۔“

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

www.paksociety.com

آشتی نے کہا۔ ''ملکہ آپ بڑی عاقل و فرزانہ ہیں۔ جس وقت آپ بہ اختیارات کامل تخت حکومت پر جلوہ افروز ہوں گی تو دنیا میں آپ کا مثل نہ نکلے گا۔ بشرطیکہ تقدیر کی راسی ضرورت سے زیادہ نہ کھینچیں۔''

نیطر طیہ نے کہا۔ ''درست ہے! مگر میں آپ سے زیادہ ہوشیار و عقلمند نہیں ہوں۔ مٹکے سے بندر کس نے نکالا تھا۔ ہم تو جب ہی سمجھ گئے تھے کہ یہ کام تمہارا ہے۔ جس وقت جادو میرے سر سے گزرا تھا میں جان گئی تھی کہ یہ افسوں گری سوائے آشتی کے کسی دوسرے کی نہیں ہو سکتی۔ آشتی بتاؤ تو تم نے یہ جادو کیونکر چلایا تھا۔''

آشتی نے کہا۔ ''اگر آپ یہ بتا دیں کہ مصر کے وزیروں اور ندیموں کو آپ نے اس بات پر کیوں کر راضی کر لیا کہ وہ ایک نوعمر ناتجربہ کار لڑکے کے حق میں جس نے آپ کی آنکھوں کے سامنے ایک غیر ملک کے وارث سلطنت کا خون کیا ہے یہ حکم دیں کہ وہ ایک لشکر جرار اپنی سرکردگی میں لئے اسی مقتول وارث سلطنت کے باپ یعنی بادشاہ کوش کے دربار میں حاضر ہو، جس کے معنی جہاں تک میں اس لڑکے کی طبیعت سے واقف ہوں یہی نکلنے والے ہیں کہ مصر و کوش میں آخرکار ایک جنگ عظیم برپا ہو جائے۔ اگر آپ یہ باتیں بتا دیں تو میں بھی بتا دوں کہ مٹکے میں سے بندر کیوں کر نکل پڑا تھا۔''

نیطر طیہ نے جواب دیا۔ ''تو پھر آپ کے اس جادو کا بھید ہم پر کبھی نہ کھلے گا۔ کیونکہ تمہارے سوال کا جواب میں نہیں دے سکتی اس لئے کہ خود نہیں جانتی۔ یہ تدبیر میرے دل میں اس طرح آئی جیسے گانے میں کوئی راگ خود بخود گلے سے پیدا ہو جائے۔ کیا محض اتنے قصور پر کہ کوش کے اس کالے سور کو ایک بے گناہ کا خون نہیں کرنے دیا، رعمیس کے قتل کا حکم سنا دیتی۔ کیا تم سمجھتی ہو کہ رعمیس نے جان بوجھ کر امائل پر شراب گرائی تھی۔'' یہ کہہ کر نیطر طیہ زور سے ہنسی۔

آشتی نے کہا۔ ''ملکہ اس لڑکے کی جان کبھی نہ بچتی اگر آپ کو اس سے محبت......!''

نیطر طیہ نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ ''ہاں، ابھی شراب کا نام تم نے لیا۔ مجھے بھی ذرا سی دو۔ شہزادہ کوش آنجہانی جو میرے شوہر بننے والے تھے...... آشتی ذرا خیال تو کرو اس کم بخت سیاہ رو وحشی کو یہ لوگ میرا شوہر بنانا چاہتے تھے مگر ان شہزادے صاحب نے اتنی پی کہ کسی کے لئے ایک قطرہ تک نہ چھوڑا۔ اس وقت مجھ میں جان نہیں ہے۔ ہاتھ پاؤں شل ہو رہے ہیں۔ حلق خشک ہے اور رات جتنی باقی ہے اس میں بھی بہت سے کام کرنے ہیں۔''

آشتی جلدی سے اٹھ کر ایک میز کی طرف گئی جس پر شراب کی صراحی انگور کے پتوں میں لپٹی ہوئی رکھی تھی اور وہیں بلور کے پیالے اس کے گرد آراستہ تھے۔ نیطر طیہ نے شراب سے لبریز جام بلوریں آشتی کے ہاتھ سے لیا اور اسے اونچا کر کے کہا۔ ''بیاد کوش، خدا کرے کہ اقلیم فنا میں میرے پہنچنے سے پہلے یہ شہزادہ اوسیرس کے خوان ہلاکت سے اٹھ چکا ہو۔''

یہ کہہ کر جام منہ سے لگایا اور جب اس میں ایک قطرہ بھی نہ رہا تو سنگ مرمر کے فرش پر اس کو پھینک دیا جہاں وہ گرتے ہی چور چور ہو گیا۔ آشتی نے آہستہ سے پوچھا۔ ''ملکہ آج آپ کے قالب میں کس خدا نے دخل کر رکھا ہے؟''

نیطر طیہ نے کہا۔ ''اس خدا نے جو اپنی طبیعت اور ارادہ کو جاننا پہچاننا ہے۔ اچھا، اب مجھ میں پھر جان آ گئی۔ میں جہاں پناہ کی خبر کو جاتی ہوں۔ آشتی تم بھی میرے ساتھ آؤ۔''

جب نیطر طیہ فرعون کے کمرے میں پہنچی تو معلوم ہوا کہ خطرہ کی جو حالت پیدا ہو گئی تھی وہ اب رفع ہو گئی ہے۔ مرض کی شدت دور ہوتے ہی بادشاہ نے آنکھیں کھول دی تھیں، لیکن کسی کو پہچانتا نہ تھا۔ یہاں تک کہ بیٹی کو بھی نہ پہچانا۔ نیطر طیہ نے حالت اضطراب میں طبیبوں سے پوچھا......

''جہاں پناہ کی زندگی کی کچھ امید ہے یا وہ اب ہم سے رخصت ہو رہے ہیں۔''

طبیبوں نے جواب دیا۔ ''نہیں...... ہم کو ان کی زیست کی امید ہے لیکن ضرورت اس کی ہے کہ ایک مدت تک خاموش رہیں اور اپنے قریب بہت کم لوگوں کو آنے کی اجازت دیں اور سب سے زیادہ یہ کہ سلطنت کے کاروبار کے متعلق ان کو بھی مطلق تکلیف نہ دی جائے۔ کیونکہ کام کے بعد اگر ذرا بھی خشکی یا پریشانی ہوئی تو مرض عود کر آئے گا اور پھر جانبر ہونے کی کوئی صورت نہ رہے گی۔''

نیطر طیہ اس خبر کو سن کر جو اس کے خیال سے کہیں زیادہ امید افزا نکلی بہت خوش ہوئی۔ باپ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور رخصت ہوئی۔ جب اپنے محل میں آئی تو آشتی نے کہا۔ ''ملکہ اب آپ سو جائیں۔''

نیطر طیہ نے جواب دیا۔ ''نہیں ہرگز نہیں! اس وقت میں بادشاہ مصر کا درجہ رکھتی ہوں اور ریاست کے بہت سے کام آج شب ہی کو ختم کرنے ہیں۔ آشتی اپنے شوہر مرئیس کو بلاؤ۔''

مرئیس حکم سنتے ہی حاضر ہوا۔ اس کی صورت شکل وہی تھی، جب نیطر طیہ چھوٹی تھی اور اس

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

کے گھر میں کھیلا کرتی تھی۔ چہرے کا نقشہ کسی قدر سخت تھا مگر نہایت شریف اور کم سخن آدمی تھا۔ سر کے بال سفید ہو گئے تھے اور اس وقت رنج و فکر صورت سے ظاہر تھا۔ ایک تو اس وجہ سے کہ رعمیس نے غصہ میں آ کر اپنی جان کو خطرے میں ڈال دیا۔ دوسرے فرعون جو اس کا سب سے بڑا سر پرست اور مربی تھا مرنے کو ہے۔

نیطر طیہ نے مرئیس کی طرف دیکھا اور اس وقت اس کو ایک خاص محبت اس سے معلوم ہوئی۔ کیونکہ اس حالت پریشانی میں اس کے چہرے پر کسی قدر جھلک رعمیس کے نقشے کی نظر آئی جو پہلے کبھی نہ دیکھی تھی۔

نیطر طیہ نے بہت نرمی سے کہا۔ ''شریف مرئیس! ہمت سے کام لیجئے۔ طبیب کہتے ہیں کہ ابھی جہاں پناہ کچھ دنوں اور ہمارے سر پر زندہ سلامت رہیں گے۔''

مرئیس خوش ہو گیا اور کہنے لگا۔ ''میں رب عمون کا شکر گزار ہوں کیونکہ اگر جہاں پناہ زندہ نہ رہے تو ان کا خون میرے خاندان کے دامن کا داغ بن کر رہے گا۔''

نیطر طیہ نے کہا۔ ''نہیں مرئیس! ایسا نہ کہو۔ اگر زندہ نہ رہے تو اس کی ذمے داری خداؤں پر ہوگی۔ آپ ایک شاہی خاندان کی یادگار ہیں۔ آپ ہی فرمائیے کہ جس وقت اس حبشی شہزادے نے طمانچہ مارا تھا اگر آپ کا یہ فرزند ڈر کر شہزادے کے قدموں پر گر پڑتا اور ایک ادنیٰ غلام کی طرح جان بخشی کے لئے گڑگڑانے لگتا تو آپ ایسے فرزند کی نسبت کیا خیال کرتے؟''

مرئیس کا رنگ سرخ ہو گیا۔ کچھ مسکرایا اور کہنے لگا۔ ''سوال تو یہ ہے کہ ایسی حالت میں آپ اس کی نسبت کیا خیال کرتیں؟''

نیطر طیہ نے جواب دیا۔ ''ملکہ مصر ہونے کی شان میں اس کی تعریف کرتی کہ اس تدبیر سے اس نے ہمارے ملک کو ایک بڑی زحمت سے بچا لیا، لیکن ایک عورت ہونے کی حیثیت سے پھر کبھی اس سے بات نہ کرتی۔ عزت کے مقابلہ میں جان کوئی چیز نہیں ہے۔''

مرئیس اپنے چہرے کی کیفیت چھپانے کے لئے چھت کی طرف دیکھنے لگا ملکہ کا آخری جملہ سن کر بولا۔ ''یقیناً عزت جان سے کہیں زیادہ ہے۔ کچھ دیر کے لئے یہ لڑکا ضرور اس شش و پنج میں رہا۔ لیکن ملکۂ دوراں! مجھے معاف فرمائیے گا، رعمیس میرا ایک ہی لڑکا ہے۔ مجھے خوف ہے کہ جس وقت جہاں پناہ صحت یاب ہوں گے تو......!''

نیطر طیہ نے فوراً بات کاٹ کر کہا۔ ''تو رعمیس یہاں سے صد ہا فرلانگ کے فاصلے پر ہوگا۔

اب آپ ذرا تکلیف کریں اور رعمیس کو مع وزیر سلطنت اور کاتب خاص کے یہاں لے آئیں۔ یہ انگوٹھی لیتے جائیے۔ اس کے دکھاتے ہی محل کے کل دروازے کھلتے چلے جائیں گے۔'' یہ کہہ کر نیطر طیہ نے ہاتھ سے انگوٹھی اتار کر مرئیس کو دی۔

مرئیس نے کسی قدر شبہ کے لہجے میں پوچھا۔ ''کیا رعمیس کو اسی وقت حاضر کروں۔''

نیطر طیہ بے صبر ہو کر بولی۔ ''ہاں، ابھی اسی وقت یہی میرا حکم ہے۔ سلطنت کی خیر و سلامتی جس وقت معرض خطر میں ہو اس وقت میں سویا نہیں کرتی۔'' مرئیس جھک کر آداب بجا لایا اور رخصت ہوا۔

جب مرئیس چلا گیا تو نیطر طیہ نے آشتی کو اشارے سے بلایا۔ آشتی قریب آئی اور ملکہ کے بال سنوارنے لگی۔ لباس اور زیور دوسرا پہنایا۔ اس نئے بناؤ پر گو آشتی نے منہ سے کچھ نہیں کہا مگر نیطر طیہ کی صورت اس کو پہلے سے زیادہ خوبصورت معلوم ہونے لگی۔ اس کے بعد آشتی نیطر طیہ کو سہارا دیئے محل کے درباری کمرے میں لائی اور وہاں ایک کرسی پر اس کو بٹھایا۔ آشتی کرسی کے قریب کھڑی رہی۔ منہ سے کچھ نہ بولی مگر حیرت میں رہی۔ آخر کار کمرے کا دروازہ کھلا۔ مرئیس مع وزیر سلطنت اور کاتب خاص کے حاضر ہوا۔ ان دونوں کو بار بار جمائیاں آتی تھیں اور وہ انہیں چھپاتے تھے، کیونکہ مرئیس انہیں سوتوں کو اٹھا لایا تھا۔ اتنی رات گئے سرکاری کام انجام دینے کا انہیں کبھی اتفاق نہ ہوا تھا۔ ان سب کے پیچھے رعمیس لنگڑاتا ہوا آیا۔ زخم سے پاؤں اکڑ گیا تھا۔ چہرے پر ایک حیرانی تھی۔ باقی صورت وہی تھی جس روز شہزادی کی نگاہوں سے گھائل ہو کر ضیافت کے کمرے سے باہر نکلا تھا۔

جس وقت سرکاری ملازمین نیطر طیہ کے سامنے حاضر ہوئے تو ان کے سلام ختم بھی نہ ہونے پائے تھے کہ وزیراعظم سے پوچھا۔ ''کیوں، جو احکام ہم نے ابھی جاری کئے تھے ان کی تعمیل کا کیا بندوبست ہوا۔''

وزیر کے جواب سے جب اطمینان ہوا کہ بندوبست شروع ہو گیا ہے تو نیطر طیہ نے اب اپنے حکم کی صراحت کی۔ یعنی جہاز اور افسران فوج کس قدر روانہ کئے جائیں گے۔ ان کے سامان رسد وغیرہ کا کیا اہتمام ہوگا۔ اس کے بعد سفر میں دریائے نیل کے کنارے جس قدر قلعے آتے تھے ان کے صوبیداروں کے نام پروانے لکھوائے جن میں فرمان شاہی اور اس سند کا ذکر کیا گیا جو رعمیس کو دی گئی تھی اور یہ بھی بیان کر دیا گیا کہ اسی سند کے ذریعے یہ عظیم الشان

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

سفارت اس شخص کی سرکردگی میں جو مرتکب قتل ہوا ہے معاملات کے تصفیہ کے لئے روانہ کی جاتی ہے۔

جب یہ کام ختم ہو گیا تو کاتب خاص کو حکم دیا۔ ''جتنی رات باقی ہے اس میں ان تمام پروانوں کے مثنے تیار کر کے صبح ہوتے ہی مہر شاہی ان پر لگائی جائے۔''

کاتب خاص جب یہ حکم سن کر چلا گیا تو رعمیس سے مخاطب ہوئی اور کہا۔ ''فوج سوارہ ہمارے حکم کے مطابق تکسین کے مقام پر تیار ہو گئی ہے۔ اس کو ہمراہ لے کر کل ہی روانہ ہو جاؤ اور رودنیل کے پہلے آبشار پر جہاں ہماری سرحد کا آخری قلعہ آتا ہے پہنچ کر پیدل فوج کے پہنچنے کا انتظار کرو۔ اس پیادہ فوج کے ہمراہ وہ تحائف ہوں گے جو بادشاہ کوش کے حضور پیش کرنے ہیں اور شہزادہ اماثل کا جنازہ بھی اسی پیدل فوج کے ساتھ ہو گا۔''

رعمیس نے سر جھکا کر عرض کیا۔ ''ارشاد عالی بجا لا کر سعادت حاصل کروں گا۔''

اتنا عرض کر کے پھر آداب بجالایا۔ مرئیس کا سہارا لئے دروازے سے باہر آنے کو ہوا تو اس کی نظر ملکہ کی طرف گئی۔ ملکہ کی نگاہیں نیچی تھیں اور کرسی کے بازو پر ہاتھ رکھے اس طرح بیٹھی تھی کہ گویا کسی بڑی مشکل کو حل کرنے میں مصروف ہے۔ رعمیس چند قدم گیا تھا کہ ملکہ ہوشیار ہوئی۔ گویا جس بات کو سوچ رہی تھی اس کا فیصلہ کر لیا۔ کوشش کر کے کرسی سے اٹھی اور کہا۔

''رعمیس ادھر آؤ۔ مجھے تمہاری معرفت ایک خاص پیغام بادشاہ کوش کے پاس بھیجنا ہے۔ اس سے زیادہ اس کی کیا بدقسمتی ہو سکتی ہے کہ ایک آن واحد میں فرزند اور وراثت سلطنت دونوں سے محروم ہو گیا۔ یہ پیغام کسی دوسرے کے سامنے کہنے کا نہیں ہے۔ مرئیس اور آشتی تم دونوں یہاں سے ہٹ جاؤ اور دیکھتے رہو کہ جو باتیں میں رعمیس سے اس وقت کہنے والی ہوں ان کو کوئی دوسرا نہ سنے۔ تھوڑی دیر میں تم کو پھر طلب کروں گی تاکہ رعمیس کو اپنے ساتھ یہاں سے لے جاؤ۔''

یہ حکم سن کر سب کو تعجب ہوا۔ کیونکہ یہ ایک خلاف دستور بات تھی۔ ملکہ کی نظر اس وقت ایسی تیز تھی کہ مرئیس اور آشتی زبان سے کچھ نہ نکال سکے اور رعمیس کو تنہا چھوڑ کر کمرے سے باہر چلے آئے۔ اب اس روشن کمرے میں رعمیس اور ملکہ تنہا رہ گئے۔ رعمیس سر جھکائے ہاتھ باندھے کھڑا رہا۔ ملکہ اس کی صورت کو نہایت غور سے دیکھتی رہی مگر کوئی بات زبان پر نہ آتی تھی جو کہتی۔ آخر کار بہت محبت اور خلوص سے کہنے لگی۔

''برسوں ہوئے کہ سامنے کے بت خانے میں ہم تم ساتھ کھیلا کرتے تھے۔ وہ زمانہ دیکھو اور آج کا دن دیکھو بیچ میں کبھی اکیلے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا۔ کیوں سچ کہتی ہوں نا......؟''

رعمیس نے عاجزی سے کہا۔ ''بالکل درست ہے۔ حضور تو اس دنیا میں ملکہ بننے کے لئے پیدا ہوئی ہیں۔ میں ایک غریب سپاہی زادہ۔ مجھے بیگمات شاہی کی خلوت نصیب ہونے کی کیوں کر توقع ہو سکتی تھی۔''

نیظر طیبہ نے کہا۔ ''توقع......! سوال یہ ہے کہ ایسی توقع رکھنی چاہتے ہو، اتنی ہمت ہے؟''

رعمیس دانتوں سے ہونٹ چبانے لگا اور عرض کیا۔ ''ملکہ جہاں! مجھ غریب کو خجل اور شرمندہ کرنا اس وقت کیوں باعث خوشنودی ہوا......؟''

نیظر طیبہ نے افسردگی سے کہا۔ ''تمہیں شرمندہ کرنے میں مجھے کیا لطف آ سکتا ہے۔ رعمیس! قسم کھا کر کہتی ہوں دل یہی چاہتا ہے کہ میں اور تم ایک دفعہ پھر بچے ہو جاتے۔ جو مفارقت پیش آئی اس سے پہلے جتنے دن گزرے تھے وہ بہت اچھے تھے۔ قسمت میں جدا ہونا تھا۔ تم سپہ گری سیکھنے میں مصروف ہوئے میں فن حکومت کا سبق لینے لگی۔''

رعمیس نے ایک نظر ملکہ کی طرف دیکھ کر کہا۔ ''اے آسمان اقبال کے نیر تاباں! حضور نے جو کچھ حاصل کیا اس میں کمال پیدا کیا۔''

نیظر طیبہ نے کہا۔ ''تم سے بہتر نہیں، کیا تم نے اپنی تلوار کے جوہر کم دکھلائے ہیں۔ اس سے ظاہر ہے کہ ہم دونوں اپنے اپنے فن میں کوئی دن جاتا ہے کہ درجہ کمال کو پہنچیں گے۔''

رعمیس نے کہا۔ ''ملکہ جہاں! میں عرض کر سکتا ہوں۔ آج حضور نے وہ جان بچائی ہے جو بخشنے کے قابل نہ رہی تھی۔''

نیظر طیبہ نے فوراً کہا۔ ''میری جان بھی تو تم نے ایک دفعہ بچائی تھی اور مجھ سے کہیں زیادہ اپنی جان کو خطرے میں ڈالا تھا۔ ذرا اپنا ہاتھ دیکھو۔ پھر سب کچھ یاد آ جائے گا۔ شکریہ کاہے کا، دونوں برابر ہوئے۔ لیکن رعمیس آج تو اس تالاب والے مگرمچھ سے بھی زیادہ ہیبت ناک اور موذی جانور نے مجھے اپنا لقمہ بنانا چاہا تھا۔''

رعمیس نے غصے سے کہا۔ ''ملکہ! میں بھی یہی سمجھ رہا تھا۔ اس خوف نے مجھے اور بھی دیوانہ بنا دیا۔ اگر یہ بات دل میں نہ آئی ہوتی تو اس کو صرف زمین پر گرا کر چپ ہو جاتا، جان سے نہ مارتا۔ مگر اب وہ مگرمچھ کسی کنواری معصوم لڑکی کو نہ کھائے گا۔''

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

نیطر طیہ نے اپنی ٹھوڑی کو نازک انگلیوں سے مل کر کہا۔ ''سچ کہتے ہو، اب تک تو وہ دیوم
آزار جس کو نت کہتے ہیں اور جو روحوں کو ہڑپ کرنے والا مشہور ہے اس کو نگل بھی گیا ہوگا۔ لیکن
میں سمجھتی ہوں کہ مصر اور کوش میں عنقریب کوئی نزاع برپا ہونے والا ہے اور نہیں معلوم کہ جہاں
پناہ تندرست ہو کر یہ کل واقعہ جب سنیں گے تو کیا کہیں گے۔ ہر وقت یہی دعا مانگتی رہتی ہوں کہ
ان کے عتاب سے محفوظ رہوں۔''

رعمیس نے کہا۔ ''ملکۂ عالم! اگر ممکن ہو تو اتنا بتا دیجئے کہ آخر میری قسمت کا فیصلہ آپ
نے کیا کیا۔ اس مہم کی افسری حضور نے مرحمت فرمائی ہے حالانکہ اس کے لئے مجھ سے کہیں زیادہ
اونچے درجے کے لوگ موجود تھے۔ میں کچھ زیادہ آزمودہ کار بھی نہیں ہوں اس کے علاوہ ایک
جرم کا مرتکب ہو چکا ہوں۔ کیا حضور کا منشا یہ ہے کہ دوران سفر میں قتل کر دیا جاؤں یا یہ کہ جب کوش
میں قدم رکھوں تو وہاں کا بادشاہ مجھے قتل کر دے۔''

نیطر طیہ نے مسکرا کر کہا۔ ''اگر اس سفر میں تمہیں کسی نے قتل کر دیا تو اس کو نہ صرف میرے
سامنے بلکہ خداؤں کے حضور میں بھی جواب دینا ہوگا۔ رہا بادشاہ کوش کا انتقام، تو تم اس بات کو
سمجھ لو کہ دو ہزار چیدہ جوانان قوی ہیکل تمہارے ساتھ ہیں اور راستے میں اور لوگ بھی ساتھ
ہوتے جائیں گے۔ اس وقت جو باتیں مجھے تم سے کرنی ہیں ان کا ذکر نہ میرے فرمان میں کیا گیا
ہے اور نہ ان خطوط میں جو بادشاہ کوش کو میں نے لکھوائے ہیں۔''

اتنا کہہ کر نیطر طیہ رعمیس کی طرف جھکی اور چپکے چپکے کہنے لگی۔ ''ہمارے جاسوس کوش میں
موجود ہیں اور نہایت ہوشیاری سے وہ اپنا کام کر رہے ہیں۔ جو پرچے وہاں کے حالات کے
انہوں نے لکھ کر بھیجے ہیں وہ میری نظر سے گزر چکے ہیں۔ کوش کے لوگوں کو اس نئے شاہی
خاندان سے جو اس وقت ان پر قابو یافتہ ہے نفرت ہو گئی ہے۔ ولی عہد امائل کے یہاں چلے
آنے سے بادشاہ کوش اپنے دارالحکومت میں تنہا رہ گیا ہے۔ وہ ضعیف اور کم عقل ہے جس کی بڑی
وجہ یہ ہے کہ یہ خاندان شراب خوری کا شوقین ہے۔ اس حالت میں اگر ارض جنوب میں واقعات
نے بد سے بدتر شکل اختیار کی تو کیا تم مفت میں اپنا گلا کٹوانے کو تیار ہو جاؤ گے۔ تم وہ ہو کہ اگر
آج امائل کا گھرانہ تخت شاہی پر نہ ہوتا تو اپنے نسلی حقوق کی بنا پر کوش کے بادشاہ ہوتے اور نہ
صرف کوش کے بلکہ اگر میں اور میرا خاندان دنیا میں نہ ہوتا تو تم مصر کے بھی بادشاہ ہوتے۔''

یہ باتیں نیطر طیہ نے اس طرح کیں کہ گویا الفاظ سے کہیں زیادہ معنی ان میں موجود تھے

رعمیس تھوڑی دیر تک نظر نیچی کئے زمین کو دیکھتا رہا۔ پھر نگاہ اونچی کر کے پوچھا۔ ''تو پھر میں کیا
کروں۔''

نیطر طیہ نے کہا۔ ''یہ خود تمہارے سوچنے کی بات ہے۔ اگر میں تمہاری جگہ ہوتی اور کوئی
حالت مجبوری کی پیدا ہوتی تو فوراً ارادہ کر لیتی کہ کیا کرنا چاہئے۔ بہرکیف ایک بات ضرور ایسی
ہے جو میں ہرگز نہ کرتی اور وہ یہ کہ بادشاہ کوش کسی کے حق میں جو کچھ بھی فیصلہ کرتا (اور اس فیصلہ کا
قیاس کرنا مشکل نہیں ہے) مگر میں اپنی فوج کے ساتھ اس وقت تک مصر واپس نہ آتی جب تک یہ
نہ سمجھ لیتی کہ مصر والے سچے دل سے میرا اخیر مقدم کریں گے۔ اور یہی نہیں بلکہ میں نباطہ میں جو
بہت مالدار اور خوشنما شہر ہے، قدم جما کر وہاں کی حکومت پر خود تصرف کرتی اور اس بنا پر کہ نباطہ
ایک زمانہ میں مصر کا محکوم رہ چکا ہے اس کی متوقع ہوتی کہ مصر میرے اس طرز عمل کو معاف کر دے
گا۔''

رعمیس نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔ ''میں حضور کا مطلب سمجھ گیا۔ منشا یہ ہے کہ جو کچھ بھی
گزرے، برا یا بھلا، اس کا ذمے دار ہر حال میں میں ہی رہوں۔''

نیطر طیہ نے کہا۔ بے شک! اس وقت جو گفتگو ہم کر رہے ہیں اس کا کوئی سننے والا یا اس پر
گواہی دینے والا نہیں ہے۔ رعمیس کیا تم بھی فرصت کے اوقات میں سیاست و حکومت کا فن اسی
طرح سیکھتے رہے ہو، جیسے تم نے فن حرب میں دستگاہ پیدا کی ہے۔''

رعمیس نے کچھ جواب نہ دیا۔ مگر یہ دونوں جوان اور حسین، چپکے چپکے سازشیں کرنے والی
صورتیں ایک دوسرے کا منہ دیکھ کر مسکراتی رہیں۔

رعمیس نے کہا۔ ''ملکۂ جہاں! آپ اس وقت بہت خستہ ہوں گی۔ مجھے اب رخصت کی
اجازت ہو۔''

نیطر طیہ نے اداسی سے کہا۔ ''رعمیس! تم مجھ سے بھی زیادہ تھکے ہوئے ہو۔ سچ یہ ہے کہ ہم
دونوں اپنے اپنے میدان میں عقل اور شجاعت کے خوب خوب جوہر دکھا چکے ہیں۔ مگر تم زخمی
ہو رہے ہو۔ ابھی تک زخم پر کسی نے پٹی بھی نہیں باندھی ہے۔ رعمیس! تم کو سفر دراز درپیش ہے۔
بہت دور جانے والے ہو۔ کس کو خبر ہے کہ پھر ملنا ہو یا نہ ہو۔''

رعمیس نے آہ سرد بھر کر کہا۔ ''بے شک کچھ خبر نہیں۔ شاید میرے حق میں تو یہی بہتر ہو کہ ہم
پھر کبھی نہ ملیں نجمہ! آج تم نے میری جان کیوں بچالی۔ مرنے دیا ہوتا۔ میں تو خوشی سے مرنے کو

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

تیار تھا۔ کیا تم کو تمہاری ہمزاد نے یا میری ماں نے جو سحر جانتی ہیں اتنا بھی نہ بتایا کہ میں خوشی سے جان دینے کو تیار ہوں۔"

نیطر طیبہ نے کہا۔ "میں نے تو اپنی ہمزاد کو اس زمانہ سے جب ہم تم ساتھ کھیلا کرتے تھے آج تک پھر کبھی دیکھا ہی نہیں۔ ہائے، وہ کیسے اچھے دن تھے۔ رعمیس! کیوں کیا وہ خوش رہنے کے دن نہ تھے۔ تمہاری ماں کے مزاج میں تو اتنی احتیاط ہے کہ وہ تمہارا کبھی ذکر تک مجھ سے نہیں کرتیں۔ اگر کبھی کچھ کہتی بھی ہیں تو صرف اس بات کو جتانے کے لئے کہ کبھی تم پر کوئی خاص مہربانی نہ کروں ورنہ لوگوں کو رشک پیدا ہوگا اور حاسد تم کو ہلاک کر دیں گے۔ اب اگر ملنا نہ ہوا تو تمہیں کاہے کو افسوس ہوگا اور کیوں ہو۔ تم تو خود مر کر مجھ سے پیچھا چھڑانے کے لئے تیار بیٹھے ہو۔"

رعمیس نے اپنے دل پر ہاتھ رکھ لیا کہ کسی طرح اس کی دھڑکن بند ہو۔ ادھر ادھر مایوسانہ نگاہوں سے دیکھنے لگا۔ دل کا یہ حال تھا کہ شق ہوا چاہتا تھا۔

رعمیس نے آہستہ سے کہا۔ "نیطر طیبہ! کیا یہ ممکن ہے کہ ایک آن واحد کے لئے تم اپنا ملکہ ہونا بھول جاؤ۔ یہ بھول جاؤ کہ کسی دن بادشاہ مصر ہونے والی ہو جو دنیا کا سب سے زبردست تاجدار ہے اور صرف اتنی بات یاد رکھو کہ تم ایک عورت ہو اور محض عورت کی حیثیت سے ایک راز کی بات سن کر اپنے دل میں رکھو گی۔"

نیطر طیبہ نے چونک کر کہا۔ "رعمیس اس وقت تک جتنی باتیں ہوئیں وہ بھی تو سب راز داری کی تھیں۔ پہلے بھی ہم میں تم میں راز کی باتیں ہوا کرتی تھیں۔ جب تم اس وقت کی باتیں جو سلطنت اور حکومت سے واسطہ رکھتی ہیں کسی پر ظاہر نہ کرو گے تو میں تمہارا راز کسی پر کیوں ظاہر کرنے لگی۔"

رعمیس نے شدت جذبات سے مغلوب ہو کر کہا۔ "اگر یہی ہے تو سنئے بلکہ نیطر طیبہ! میں آپ کی ایک ادنیٰ رعیت ہوں مگر آپ کے عشق میں دیوانہ ہو رہا ہوں۔"

نیطر طیبہ نے کہا۔ "پھر اس سے کیا ہوتا ہے۔ میری رعایا لاکھوں ہیں جو مجھ سے الفت رکھتے ہیں۔" رعمیس نے جوش میں آ کر ہاتھ اس طرح ہلایا جس کے معنی تھے۔ "نہیں ہرگز نہیں.....!"

اور کہا۔ "یہ بات نہیں ہے۔ میں آپ سے وہ عشق رکھتا ہوں جو ایک مرد کو عورت سے ہوتا

ہے۔ وہ تعلق اور ارادت نہیں جو رعایا کو اپنے بادشاہ سے ہوتی ہے۔"

نیطر طیبہ کی آواز بدل گئی، بولی۔ "یہ تو بات ہی دوسری ہوگئی۔ ظاہر ہے دنیا میں کوئی عورت ایسی نہیں جس کا دل نہ چاہتا ہو کہ کوئی اس کا چاہنے والا ہو۔ خواہ اس میں وہ ملکہ ہو اور خواہ کھیت کی مزدورنی، پس تم کو مجھ سے ناراض ہونے کا محل نہیں۔ رعمیس میں تمہاری اس وقت کی محبت اور اس سے پہلے کی محبت کی شکرگزار ہوں۔"

رعمیس نے کہا۔ "میرے لئے اتنا جواب کافی نہیں۔ اگر میں نے اپنا عشق آپ کو مفت نذر کر دیا تو مجھے کیا حاصل ہوا۔ عشق مفت نہیں دیا جاتا۔ قرضہ کے طور پر دیا جاتا ہے۔ عشق بڑا سود خوار ہے اور سود بھی بھاری مانگتا ہے۔ نہ صرف سود بلکہ سود مع زر اصل طلب کرتا ہے۔ نجمہ! تم ہی بتاؤ کہ جو مرد ایسا دیوانہ ہو کہ ملکہ مصر سے عشق کرے اس کا کیا درجہ ہونے والا ہے۔"

نیطر طیبہ اس سوال کا جواب اس طرح سوچنے لگی جیسے کوئی پہیلی بوجھنے کی کوشش کرے۔ آخرکار آہستہ سے جواب دیا۔ "شاید ایسے مرد کو اپنی جان کھونی پڑے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ دونوں کی شادی ہو جائے اور وہ مرد بادشاہ مصر بن کر تخت پر بیٹھے۔ بہت کچھ اسی پر منحصر ہے کہ اس ملکہ کو اس مرد کی کچھ پروا ہے یا نہیں۔"

رعمیس اس وقت سر سے پاؤں تک اس طرح لرز رہا تھا جیسے شام کے وقت بید مجنوں کی شاخیں ہوا سے ہلتی ہیں۔ آنکھوں میں آنسو تھے۔ ملکہ کی صورت دیکھ کر کہنے لگا۔ "نیطر طیبہ! کیا یہ ممکن ہے کہ تم کو بھی مجھ سے...... مجھ سے تم خوش ہو یا مجھ کو شرمندہ اور تباہ کرنے کی فکر میں ہو۔"

نیطر طیبہ نے اس کا جواب زبان سے نہ دیا۔ کچھ سوچا۔ بادشاہی عصا ہاتھ سے رکھ دیا۔ نگاہیں رعمیس کی نگاہوں سے ملیں۔ تخت سے کچھ آگے جھکی اور عاشق کی طرف اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے اور لپٹ کر رعمیس کے کان میں کہا۔

"رعمی......! اس سینۂ پُر درد پر جو کچھ تمہیں ملے...... عشق، سلطنت، رسوائی، تباہی، موت میری یا تمہاری، ان میں سے کسی ایک یا سب کی طرف میں تمہیں کھینچ رہی ہوں۔ سوائے تمہارے میرا کوئی ساتھی نہیں۔ اس بازیچۂ عشق و الفت میں جو کچھ پیش آئے اس کو برداشت کرنے پر رضامند ہو جاؤ۔"

رعمیس نے کہا۔ "نیطر طیبہ! مجھ سے کیا کہتی ہو۔ تم خود مجھے جانتی ہو اور خوب جانتی ہو۔" نیطر طیبہ نے رعمیس کے لبوں کا بوسہ لیا اور اس ایک بوسے میں اس کی پوری جوانی اور پوری

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint
www.paksociety.com

ابدی خواہش شریک تھی۔ پھر آہستہ سے علیحدہ ہوئی اور کہنے لگی۔

"وہیں کھڑے رہو۔ مجھے تم سے کچھ کہنا ہے۔ وقت کم ہے۔ رعمیس! ابھی تم نے کہا ہے کہ میں تمہیں خوب جانتی ہوں۔ بے شک آج سے نہیں ہمیشہ سے جانتی ہوں۔ پھر اس بات کو پوچھنے کی ضرورت ہی نہ تھی۔ اگر ذرا بھی عقل سے کام لیتے تو اس کو پہلے ہی سے سمجھ رکھتے۔ تم کو مجھ سے عشق ہے اور مجھ کو تم سے۔ اور یہی حکم تھا اس وقت سے نافذ ہے کہ عالم ارواح سے اس جہان میں تم نے قدم رکھا۔ یہ عشق ازل سے شروع ہوا ہے اور ابد تک رہے گا۔ نہ اس کی ابتدا معلوم نہ انتہا۔ تم مصر کے ایک شریف زادے ہو اور ملکہ مصر سے عشق رکھتے ہو۔ پس وہ تمہاری ہے کسی اور مرد کی نہیں ہو سکتی۔ یہ حکم اس کا ہے۔ جس نے ہم دونوں کو اس عالم میں ایک ہی دن پیدا کیا تھا۔ پھر کیا ہے اگر اس عشق کا انجام موت ہے جو ایک امر ممکن ہے تو پھر دونوں کو مر جانے دو۔ عشق ہر حال میں زندہ رہے گا اور یہی بڑی بات ہے۔ موت کے بعد بھی بہت کچھ ہے۔"

رعمیس نے کہا۔ "مجھے تو تم درکار ہو۔ ملک مصر یا تخت مصر سے کام نہیں۔ افسوس میری وجہ سے یہ تاج و تخت تم سے چھن جائے گا۔"

نیطرطیہ نے کہا۔ "جب میں تمہاری ہوئی تو تخت میرے ساتھ ہے۔ وہ مجھ سے جدا نہیں ہو سکتا لیکن یہ بتاؤ، ایک بات خیال میں آئی، اگر ایسا ہوا کہ میں اپنے خاندان سے نکال دی گئی۔ آوارہ گردی نصیب ہوئی، سوائے اس صورت اور اس جان کے اور کچھ پاس نہ رہا اور تم کو مصر کا تخت ملا تو رعمیس، اس حالت میں تم کو مجھ سے عشق رہے گا یا نہیں؟"

رعمیس نے چیں بجبیں ہو کر کہا۔ "ایسا سوال کیوں کرتی ہو۔ یہ تو بچوں کی سی باتیں ہوئیں۔ وہ کون سی سلطنت ہے۔ جس کا تخت مجھ کو نصیب ہوگا۔"

یہ الفاظ سن کر نیطرطیہ کی صورت بدل گئی۔ اب وہ عشق کی بیمار عورت نہ رہی۔ ایک بار پھر قوی دل اور دور اندیش ملکہ بن کر کہنے لگی۔

"رعمیس ......! تم سمجھتے بھی ہو کہ میں نے کیوں تم کو (گو اس خیال سے کلیجہ شق ہوا جاتا ہے) اس قدر دور اور ایسے خطروں میں بھیجنا چاہا ہے۔ میرا مطلب صرف اتنا ہے کہ کسی طرح تمہاری جان بچ جائے۔ کیونکہ اماثل کا واقعہ ایسا پیش آیا ہے کہ اگر تم یہاں رہے تو کسی نہ کسی طرح سے لوگ تمہیں مار ڈالیں گے۔ اگر میں یہ تدبیر نہ سوچتی تو اس وقت تم کو مرے ہوئے بھی کئی گھنٹے گزر گئے ہوتے۔ بہت لوگ یہاں تمہارے دشمن ہیں۔ اور فرعون جس وقت تندرست ہو جا

گے اور خدا کرے کہ ان کو جلد صحت ہو، اس وقت معلوم نہیں یہ دشمن کس کس طرح سے ان کے کان بھریں گے اور عجب نہیں کہ میرے حکم کو مسترد کرا دیں۔ کیونکہ تم نے بادشاہ کے مہمان کو جو مجھ سے شادی کرنے آیا تھا مار ڈالا ہے۔"

رعمیس نے کہا۔ "ملکہ میں ان باتوں کو خوب سمجھتا ہوں۔"

نیطرطیہ نے تیزی سے کہا۔ "بس رعمیس، ہوشیار رہو۔ آگے کی باتوں پر نظر رکھو۔ تم میں عقل ہے۔ جو بات میرے دل میں ہے وہی تمہارے دل میں رہنی چاہئے۔ میں تم کو ایک بڑے لشکر کے ساتھ روانہ کر رہی ہوں۔ کوش کا بادشاہ بڈھا ہے اور بہت کمزور ہے جو تاج اس وقت اس کے سر پر ہے اس پر تم دعویٰ رکھتے ہو۔ مرد ہو تو یہ تاج اس کے سر سے اتار کر اپنے سر پر رکھو۔ اور پھر کوش کے تاجدار بن کر مصر کی ملکہ سے شادی کا پیغام دو۔ اس وقت کس کو مجال ہوگی کہ انکار کرے۔ پھر نہ مصر کی ملکہ کو اور نہ مصر کے لوگوں کو جو کوش کے ملک پر دوبارہ قبضہ کرنے کی تمنا رکھتے ہیں۔ تمہارا پیغام رد کرنے کی جرأت ہو سکتی ہے۔"

نیطرطیہ جس وقت یہ گفتگو کر رہی تھی تو اس کی صورت پر ایسی شان اور عظمت پیدا ہو گئی کہ رعمیس اس سے مرعوب ہو گیا اور اس طرح اس کے سامنے جھکا جیسے کوئی پرستار اپنی دیبی کی پرستش کرتا ہو۔ پھر یہ خیال کر کے کہ ملکہ اس وقت اپنی میزان عقل میں اس کی ہمت اور غیرت کو تول رہی ہے نیطرطیہ سے اس طرح گفتگو کرنے لگا جیسے کوئی شہزادہ کسی شہزادی سے باتیں کرتا ہو۔

"اے عمون کے روشن ستارے! گو ہم یہاں آپ کی مسکین رعایا ہیں لیکن جو خون مجھ میں اور میرے باپ کی رگوں میں ہے وہ بزرگی اور مرتبہ میں آپ سے کم نہیں بلکہ آپ سے قدیم تر ہے۔ اماثل اب زندہ نہیں ہے۔ پس میں اپنے باپ کے بعد اپنے بزرگوں کے حقوق کی بناء پر کوش کی سلطنت پر دعویٰ ایسا قوی رکھتا ہوں کہ دوسرے کو نہیں ہو سکتا ملکہ......! جو کچھ آپ نے کہا میں نے سنا۔ آپ ہی کے منشا کے مطابق میرا عمل رہے گا لیکن تاج و تخت حاصل کرنے کے لئے نہیں صرف آپ کو اپنا کرنے کے لئے۔ اگر اس مقصود میں میری جان جاتی رہے تو آپ کو یہ علم رہنا چاہئے کہ میں نے تا حد امکان آپ کا کہنا کرنے میں اپنی جان دی ہے۔ ملکہ! اب ہم دونوں جدا ہوتے ہیں اور جو سفر در پیش ہے وہ بہت دور دراز کا ہے۔ شاید اب پھر ملنا نصیب نہ ہو۔ جہاں آپ نے اپنے عشق کی دولت مجھے بخشی ہے ایک اقرار اور بھی کیجئے۔ اور یہ اقرار ایک

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

عورت کی حیثیت سے کیجئے، ملکہ مصر کی حیثیت سے نہیں۔ وہ یہ کہ گو حالات کتنی ہی بری شکل اختیار کریں۔ امور سلطنت کسی طرح بھی آپ کو مجبور کریں لیکن جب تک میں زندہ ہوں آپ کسی طرح دوسرے مرد کو اپنا شوہر نہ بنائیں۔ خواہ کوئی اس جہان کی آدھی دولت بھی آپ کو پیش کرے مگر آپ اس سے پرہیز کریں۔"

نیطر طیہ نے سچے دل سے کہا۔ "میں اس کا اقرار کرتی ہوں۔ اگر تم کو یہ معلوم ہو کہ میں نے جیتے جی کسی دوسرے کو اپنا شوہر بنایا تو عورت سمجھ کر میرے نام پر تھوک دینا اور ملکہ مصر سمجھ کر میری اطاعت سے باہر ہو جانا اور اگر ہو سکے تو میرے تاج و تخت کو غارت کر دینا۔ اگر میں تمہارے ساتھ ایسی بے وفائی کروں تو تم بھی میرے ساتھ یہی برتاؤ کرنا۔ لیکن جب میری طرف سے کوئی ایسی بات سنو، تو بغیر تحقیق کے اس کا یقین نہ کر لینا۔ دھوکے میں نہ آ جانا۔ اب مجھ کو تم سے کچھ زیادہ کہنا نہیں ہے۔ تمہیں خدا کے سپرد کرتی ہوں۔ جاؤ، تمام آفات سے محفوظ رہو۔ حتیٰ کہ وہ وقت آئے کہ اس جہان میں یا دوسرے جہان میں ہم تم پھر ملیں۔ ہمارا قول و قرار پختہ رہے۔ آؤ اس پر مہر کر دو اور پھر اپنی مہم پر سدھارو۔"

اتنا کہہ کر تخت سے اٹھی۔ عصائے سلطنت اس کی طرف بڑھایا۔ رعمیس نے ایک جاں نثار وفادار رعیت کی طرح اسے بوسہ دیا۔ اس کے بعد ملکہ نے اپنے تاج کے نیچے جو سونے کا تاج تھا، جس پر سانپ بنا ہوا تھا، پیشانی سے اتار کر رعمیس کے سر پر رکھا اور گھٹنے زمین پر ٹیک کر اس کے سامنے سر خم کیا اور اس طرح رعمیس کو اپنا مالک اور آقا مان کر اظہار اطاعت میں مصروف ہوئی۔ پھر یک لخت اٹھ کر سر کا تاج ہاتھ کا عصا زمین پر پھینک دیا اور ایک عورت کی طرح اس کے سینے سے لپٹ گئی۔ اتنے میں قصر کی مشرقی دیوار کے ایک روزن سے آفتاب کی کرنیں داخل ہوئیں اور ان دونوں پر انہوں نے اپنے نور کی چادر ڈال دی۔

یہ سب بہت جلد ختم ہو گیا۔ نیطر طیہ پھر اپنے تخت پر بیٹھی اور کہنے لگی کہ رعمیس رخصت ہو کر روشنی سے اندھیرے میں پہنچتے ہی کس طرح آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ سوچتی تھی کہ دیکھئے کب اور کس حال میں پھر اس کو آتے دیکھنا نصیب ہو۔ دل پر ایک گھٹا سی چھاتی تھی۔ گو عشق کی اس وقت جیت لی تھی اور یہ بڑا مبارک وقت تھا لیکن مستقبل کا خوف کہ دیکھئے پردۂ غیب سے کیا ظاہر ہوتا ہے دل پر غالب تھا۔

☆......☆......☆

رعمیس اسی دن تلکسین کو روانہ ہو گیا۔ جلدی میں جس قدر فوج اور جہاز فراہم ہو سکے ساتھ لئے۔ سرحد کے آخری قلعہ پر پہنچ کر پیدل فوج کا انتظار کیا یہاں تک کہ وہ بھی آن پہنچی۔ اس کے ساتھ شہزادہ امائل کا جنازہ جسے حنوط سازوں نے بعجلت تیار کیا تھا اور بادشاہ کوش کے خطوط اور بیش قدر تحائف تھے۔ اس سپاہ کے پہنچتے ہی رعمیس نے پورے لشکر کو جہازوں میں سوار کر کے دریا کا سفر سمت جنوب میں شروع کر دیا کہیں قیام نہ کیا۔ ہر وقت یہی ڈر تھا کہ کہیں طیبی کو واپسی کا حکم نہ آتا ہو۔ اس کے علاوہ یہ خیال بھی تھا کہ جس طرح ہو شہزادہ امائل کی موت اور اس بات کی اطلاع سے قبل کہ مصر سے نباطہ کو ایک بھاری سفارت مع لاؤ لشکر کے آ رہی ہے وہ خود نباطہ میں وارد ہو جائے۔

نیطر طیہ سے پھر کوئی بات چیت رعمیس کی نہیں ہوئی۔ اتنا البتہ ہوا کہ جب رعمیس کی کشتی قصر شاہی کی دیوار کے نیچے پہنچی تو قصر کے اونچے دریچے میں ایک صورت سپید چادر اوڑھے کھڑی دکھائی دی۔ رعمیس سمجھ گیا کہ اس مہم کی روانگی کا تماشا دیکھنے کوئی برآمد ہوا ہے۔ چونکہ فاصلہ زیادہ تھا اور روشنی بھی کم تھی اس لئے صورت پہچان نہ سکا۔ لیکن دل نے صدا دی کہ سوائے نیطر طیہ کے یہ کوئی اور نہیں ہے۔ ملکہ نے مجھے خدا حافظ کہنے کے لئے یہ تکلیف اٹھائی ہے۔

رعمیس پاؤں کے زخم کی وجہ سے کرسی پر بیٹھا تھا مگر فوراً اس خیال کے آتے ہی کرسی سے اٹھا اور تلوار کھینچ کر سلامی اتاری۔ جس قدر لوگ کشتی چلا رہے تھے ان کو بھی سلامی کا حکم دیا۔ ان سب نے فوراً اپنے چپو اونچے کئے۔ اب رعمیس نے دیکھا کہ جو نازک صورت دریچے میں کھڑی تھی اس کا قد کسی قدر خم ہوا ہے۔ یہ سلامی کا جواب تھا۔ اس کے بعد سوائے اس کے کچھ نہ رہا کہ رعمیس نیطر طیہ کو پیچھے چھوڑ کر اپنے مقسوم کی منزلیں طے کرنے آگے بڑھے۔

کشتی میں سوار ہونے سے پہلے اس کا باپ مرئیس اور اس کی ماں آشتی اس سے علیحدہ مل چکے تھے۔ مرئیس نے رعمیس سے کہا۔ "بیٹا...... تم ایک عجیب ستارے کے عمل میں پیدا ہوئے تھے۔ معلوم نہیں کہ زندگی میں وہ تم کو کس مرتبہ پر پہنچائے۔ لیکن دعا یہی ہے کہ یہ ستارہ سعد ہو۔ محض جلوہ شہاب نہ ہو کہ دفعتاً چمک کر آسمان کو روشن کر دے اور پھر ایسا غائب ہو کہ کبھی نظر نہ آئے۔ سب لوگ اس بات کا چرچا کر رہے ہیں کہ ملکہ نے تم پر خاص عنایت کی ہے ورنہ تمہارا جرم سنگین تھا۔ تم نے ملکہ کو ایسے شخص سے محروم کر دیا جو اس کا شوہر بننے والا تھا۔ تم سزائے موت کے مستوجب تھے لیکن ملکہ نے بجائے سزا دینے کے تم کو ایک بڑے لشکر کا سردار بنا دیا۔ حالانکہ

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

تمہارا سن اور تجربہ کم ہے۔ علاوہ اس کے تم سے خلوت میں ملاقات کی جو بڑوں بڑوں کو نصیب نہیں ہوتی۔ تقدیر جو میرے پاس سے خالی ہاتھ نکلی تھی اس نے اپنا پانسہ تم کو دے دیا ہے۔ خبر نہیں پھینکنے پر کیا عدد آئے اور نہ اس کے دیکھنے کے لئے میں زندہ رہوں گا۔ مجھے تو یہی یقین ہے باقی سب قسمت کے ہاتھ ہے۔"

رعمیس نے باپ کے اس فقرہ کو نہایت غمگین ہو کر سنا اور کہا۔ "بابا...... آپ ایسی بات کیوں زبان سے نکالتے ہیں۔" دونوں باپ بیٹوں میں بہت محبت تھی۔ رعمیس نے آبدیدہ ہو کر کہا۔ "مجھے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اب میں شاید ہی زندہ واپس آؤں۔ کیونکہ یہ مہم نہایت ہی عجیب اور خطرناک ہے۔ مجھ کو ایک جلیل القدر بادشاہ کے دربار میں حاضر ہو کر یہ کہنا ہے کہ میں نے اس کے فرزند اور ولی عہد کو اپنے ہاتھ سے قتل کیا ہے۔"

پھر آشتی سے مخاطب ہو کر کہا۔ "ماں! آپ نے عقل و دانش کی کتابیں پڑھی ہیں اور جو چیزیں ہماری نظر سے غائب ہیں ان کو آپ دیکھ سکتی ہیں۔ کیا آپ کے پاس بھی ہماری تسلی و تشفی کے لئے کوئی چیز نہیں۔"

آشتی نے جواب دیا۔ "بیٹا...... میں نے آئندہ کا حال معلوم کرنا چاہا لیکن باوجود کوشش کے مستقبل نے اپنا کوئی بھید نہ کھولا۔ پھر بھی اتنا ضرور معلوم ہوا کہ دولت بیکراں تم کو نصیب ہوگی۔ بخت و اقبال تمہارا ساتھ دے گا۔ میں اور تم پھر ملیں گے لیکن اپنے باپ سے رخصت ہو لو۔"

یہ سن کر رعمیس نے اپنا منہ پھیر لیا تا کہ آنکھوں کے آنسو کوئی نہ دیکھے۔ مریس نے کہا۔ "بیٹا رنج کیوں کرتے ہو۔ انسان کی تقدیر ایک راز سربستہ ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم پانی کے بلبلے ہیں، جن کو پانی ہی نے پیدا کیا اور پانی ہی فنا کر دے گا۔ بعض کہتے ہیں کہ ہم بادلوں کے گالے ہیں جن کو آسمان نے پیدا کیا اور آسمان ہی محو کر دے گا بعض کہتے ہیں کہ ہم محض اتفاقات کا نتیجہ مثل چرند و پرند کے ہیں۔ مچھر ہیں جو سورج کی روشنی میں کچھ دیر رقص کر کے غائب ہو جائیں گے۔ لیکن مجھے ان باتوں کا یقین نہیں۔ میرا عقیدہ یہ ہے کہ ارباب ارض و سما نے اپنے ہی کسی بڑے مقصد کے لئے گوشت و پوست کا یہ پیکر ہم کو دیا ہے اور جو روح ہم میں ہے اس کی نہ ابتداء معلوم ہے اور نہ انتہا۔ اس لئے مجھے نہ اس زندگی سے محبت ہے اور نہ اس کے جانے کا خوف ہے۔ میں جانتا ہوں کہ زندگی اور موت دونوں اس گھر میں داخل ہونے کے

دروازے ہیں جو بقاء نے ہمارے لئے تیار کر رکھا ہے۔ شاہی خون جو تمہاری رگوں میں ہے وہ تم کو مجھ سے اور اپنی ماں سے پہنچا ہے۔ لیکن یہ بات کہ ہم کم نصیب رہے اور تمہارا نصیب اچھا ہوگا، مجھ پر کوئی اثر نہیں رکھتی۔ ممکن تھا کہ میں وہی ہوتا جو تم ہونے والے ہو۔ تم اس وقت اپنی تقدیر پوری کرنے جاتے ہو اور مجھے یقین ہے کہ تمہارا مقدر اچھا ہے۔ جانا مبارک ہو۔ رہا میں تو میری قسمت میں جو کچھ ہے اسے میں یہاں پورا کروں گا جس کا انجام قبر ہے۔ نہ تم کو خوشحال اور صاحب حکومت دیکھنا میری قسمت میں ہے اور نہ جب تم فتح پا کر بڑے کروفر سے یہاں آؤ گے تو اپنے بھاری قدموں کی آواز سے میری نیند میں کوئی خلل پیدا کر سکو گے۔

لیکن رعمیس اتنا یاد رکھو جب تم فرش سیم وزر یا اپنے دشمنوں کی گردنوں پر قدم رکھو گے تو اس وقت حسن و عشق تمہارا جلیس اور تاج واکلیل تمہارے سر کی زینت ہوگا خوشامد اور تملق تم پر اپنا سایہ اس طرح ڈالے ہوں گے جیسے بت کدوں میں عود و عنبر کا دھواں گھٹتا ہو۔ یہاں تک کہ تم اپنے تئیں خدا سمجھنے لگو گے لیکن یہ نہ بھولنا کہ یہ سب جاہ و حشم، عظمت و جلال تم کو ظلمت قبر کی طرف لے جا رہے ہیں اور قبر سے اٹھا کر جزاء و سزا کے میدان میں تم کو پہنچا دیں گے۔ بڑائی اور بزرگی جتنی ممکن ہے حاصل کر لو لیکن اس بزرگی کے ساتھ نیکی ہاتھ سے نہ جائے۔ کسی انسان کی جان اس وجہ سے نہ لینا کہ تم اس سے عداوت اور اس کی جان لینے کی طاقت رکھتے ہو۔ کسی عورت سے اس بنا پر بدسلوکی نہ کرنا کہ وہ بے کس و محتاج ہے اور تم اس کو خرید سکتے ہو۔ ممکن ہے کہ کوئی انسان ایسا بھی نکل آئے کہ اس خاکدان میں جو عزت و عظمت اس کو ملی تھی جب اس کا اندازہ کیا جائے تو اس کا مقسوم تم سے بہتر اور برتر ثابت ہو۔ یہ بھی یاد رکھو کہ جس ہوا میں زمین کے مویشی اور حشرات الارض سانس لیتے ہیں اسی میں تم بھی سانس لے رہے ہو۔ جوانی اور حسن کی جو نعمتیں تم کو بخشی گئی ہیں ان کا لطف اٹھاتے اپنے رستے چلے جاؤ لیکن اتنا جانے رہو کہ میں مریس تمہارا باپ مرنے کے بعد قصر اوسیرس کے تاریک سایہ میں تمہارا منتظر رہوں گا۔ جس وقت تم وہاں پہنچو گے تو یہاں کی ایک ایک بات کا تم سے حساب لوں گا اور جب مجھ سے مل کر آگے بڑھو گے، تو دیکھو گے کہ عدل و انصاف کے خدا اجلاس کر رہے ہیں۔ تا کہ زندگی میں جو تار و پود تم نے تنا ہے اس کی مضبوطی و کمزوری کا امتحان کریں۔ اچھا رعمیس...... نور العین! اب میں تمہارے حق میں دعا کرتا ہوں، جس نے ہم سب کو پیدا کیا ہے اس کی برکتیں تم پر نازل رہیں...... لو، خدا حافظ!"

مریس نے رعمیس کی پیشانی چومی اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ ان دونوں کو پھر ملنا نصیب

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

نہ ہوا۔ آشتی تھوڑی دیر بیٹے کے پاس ٹھہری۔ رعمیس کے قریب آ کر اس نے ... ت بیٹھی اور کہا۔ ''بیٹا...... رنج نہ کرو۔ دنیا میں جدائی کوئی نئی بات نہیں ہے ... ت دنیا کی چیز ہے۔ ایسے رنج والم کے واقعات اس روئے زمین پر لاکھوں بلکہ کروڑوں برس سے روز ہوتے چلے آئے ہیں اور کروڑوں برس اسی طرح پیش آتے رہیں گے۔ زندگی بہر کیف بسر کرنی ہے، اسے بسر کرو۔ اگر زمانہ اچھا ملا تو شکر کے ساتھ اس سے مسرت حاصل کرو اور اگر برا ملا تو صبر و قناعت سے کام لو۔ سوائے اپنے گناہوں کے اور کسی بات پر افسوس نہ کرنا۔ نہ کسی سے ڈرو نہ کسی چیز کا انتظار کرو۔ کیونکہ سب چیزیں اپنے اپنے وقت پر ہوا کرتی ہیں۔ مشیت کو کوئی نہیں بدل سکتا۔''

رعمیس نے بہت ادب سے کہا۔ ''اماں...... آپ نے جو کچھ کہا میں نے سنا۔ آپ کی نصیحتیں میں کبھی نہ بھولوں گا۔ خواہ کامیاب ہوں خواہ ناکام رہوں۔ بہر حال کوئی بات ایسی نہ کروں گا، جو میری وجہ سے آپ کے لئے موجب شرمندگی ہوں۔''

آشتی نے رخصت ہونا چاہا مگر توقف کیا اور کہنے لگی۔ ''رعمی! مجھے ایک چیز تمہیں دینی ہے اور یہ چیز اس کی طرف سے ہے، جس کا نام لینا مناسب نہیں۔''

رعمیس نے بڑے شوق سے کہا۔ ''اماں! وہ کیا چیز ہے اور کہاں ہے۔ میں تو اسے اب تک ایک خواب و خیال سمجھ رہا تھا۔''

آشتی نے بیٹے کی صورت دیکھ کر کہا۔ ''کیا کوئی خواب دیکھا تھا۔ شاید اس وقت دیکھا ہو گا جب کہ میری دودھ پلی نجمہ تم سے راز کی باتیں کر رہی تھی۔''

رعمیس نے ہاتھ پھیلا کر کہا۔ ''اماں! وہ چیز کہاں ہے؟''

آشتی نے اپنے قدیم انداز متانت میں مسکرا کر قبا کی جیب سے کپڑے میں لپٹی ہوئی ایک چیز نکالی جس پر مہر لگی ہوئی تھی۔ آشتی نے اس مہر کو اپنی پیشانی سے لگا کر وہ چیز رعمیس کے حوالے کی۔ رعمیس نے کانپتی انگلیوں سے مہر کو توڑا اور کپڑے کو کھولا تو اس میں سے ایک انگوٹھی نکلی، جو نیطر طیہ ایک مدت سے اپنے دائیں ہاتھ کی انگلی میں پہنے رہا کرتی تھی۔ یہ انگوٹھی بھاری اور خالص سونے کی تھی۔ اور جہاں نگینہ ہوتا ہے وہاں سورج کے خدا کا نشان اس پر نقش تھا اور اس نقش کے ایک پہلو میں ایک مرد اور دوسرے پہلو میں ایک عورت کی تصویر تھی۔ دونوں کے سر پر مصر کا تاج تھا اور ہر ایک کے سیدھے ہاتھ میں ''نقش حیات'' کا حلقہ تھا جسے سورج کی کرنوں کی طرف وہ دونوں اونچا کئے تھے۔ رعمیس نے انگوٹھی کو چوما۔

آشتی نے کہا۔ ''رعمی...... جانتے ہو کہ اگلے وقتوں میں یہ انگشتری کس کے ہاتھ میں رہتی تھی......؟''

رعمیس نے کہا۔ ''نہیں! مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ نیطر طیہ اس کو پہنے رہتی تھی اور میں کچھ نہیں جانتا......!''

آشتی نے کہا۔ ''رعمی...... یہ تمہارے اور میرے مورث قدم یعنی ہمارے خاندان کے آخری تاجدار کی انگشتری ہے۔ یہ تاجدار ملک مصر اور کوش دونوں پر حکومت کرتا تھا۔ کچھ زمانہ ہوا جب کہ اس کا کفن بدلنے کے لئے لوگ اس کے مقبرہ میں گئے تو ملکہ نیطر طیہ کے ساتھ میں اور تمہارے باپ سب تین آدمی تھے۔ نیطر طیہ نے انگوٹھی دیکھتے ہی مردے کی انگلی سے اتار کر مرئیس کو دینی چاہی۔ لیکن تمہارے باپ نے انکار کیا کیونکہ اس پر نشان شاہی نقش تھا۔ انکار سن کر نیطر طیہ نے اسے اپنی انگلی میں پہن لیا اور اب یہ انگشتری ملکہ نے تمہیں بھیجی ہے۔ کیوں بھیجی ہے، اس کی وجہ اسی کو معلوم ہو گی۔ غالباً خیال یہ ہو گا کہ اس کی وجہ سے تم کو کوش میں خاص اختیارات حاصل ہو جائیں گے۔ کیونکہ وہاں کے لوگ اس نشان کی جو اس انگشتری پر نقش ہے بہت تعظیم کرتے ہیں۔''

رعمیس نے کہا۔ ''میں ملکہ کا بے حد شکر گزار ہوا۔ ہمیشہ اس کو پہنے رہوں گا۔''

آشتی نے کہا۔ ''جب تک مصر کی سرحد سے باہر نہ ہو جاؤ ہرگز اسے نہ پہننا۔ اپنے سینے پر کپڑوں کے اندر اسے چھپائے رکھو۔ ممکن ہے سرحد مصر کے اندر تمہارے ہاتھ میں اسے دیکھ کر کوئی اس کا حال پوچھنا چاہے اور تم کو جواب دینے میں مشکل پڑے۔ بیٹا، کیا تم میں اتنی جرات ہے کہ اس ملکہ کے عشق کا دم بھرو......؟''

رعمیس نے کہا۔ ''ہاں اماں! مجھے ملکہ سے عشق ہے۔ آپ کو تو سب باتیں معلوم رہتی ہیں۔ کیا آپ نہیں جانتیں۔ اگر یہ کوئی قصور کی بات ہے تو اماں یہ قصور آپ کا ہے کہ ہم دونوں کو کیوں ایک جگہ ساتھ ساتھ پالا تھا۔''

آشتی نے کہا۔ ''نہیں بیٹا......! قصور تو خداؤں کا ہے کہ کیوں انہوں نے مقدر میں ایسا لکھ دیا تھا۔ لیکن کیا ملکہ کو بھی تم سے عشق ہے۔''

رعمیس نے کہا۔ ''آپ ملکہ کے ساتھ رہتی ہیں۔ اگر یہ پوچھنا ہے تو ملکہ سے پوچھئے۔ اتنا تو آپ دیکھ ہی رہی ہیں کہ انہوں نے اپنے ہاتھ کی انگشتری مجھے بھیجی ہے۔ اماں! پیاری اماں!

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

جہاں تک ممکن ہو نیطر طیہ کو تمام آفات سے محفوظ رکھنا اگر اس کو کسی طرح کا گزند پہنچا تو پھر میری جان نہ ہوگی۔ اماں معمولی عورتوں کی طرح شہزادیوں کو اختیار نہیں ہوتا کہ جہاں چاہیں اپنی شادی کریں۔ ان کی شادیاں عشق و محبت کی بنا پر نہیں بلکہ ملکی مصلحت دیکھ کر کر دی جاتی ہیں۔ نیطر طیہ کو کسی سے شادی نہ کرنے دینا، چاہے تخت و تاج اس کے ہاتھ سے نکل جائے مگر کسی ایسے کے حوالے اسے نہ ہونے دینا جس سے اس کو نفرت ہو۔ مشکل وقت میں اس کو ہر بلا سے بچانا اور اگر اس کی قوت اور ہمت جواب دے دے تو پھر اپنے سحر اور طلسم کے پردوں میں اسے چھپا لینا۔ اس کی عصمت برقرار رہے تاکہ میں ہمیشہ تمہارے حق میں دعائے خیر کرتا رہوں۔“

آشتی نے کہا۔ ”رعمیس ......! تم ایک نہایت خوش رنگ و خوبصورت پرند کی طرح اڑ کر اس کے قریب بیٹھنا چاہتے ہو۔ یہ نہیں جانتے کہ جس کا تم خون کر چکے اس کے علاوہ بھی اس مرغزار میں اور بہت سے تیز پر اور پنجہ براں رکھنے والے باز اور عقاب ایسے موجود ہیں کہ اگر چاہیں تو تم دونوں معصوم جانوں کا ایک ہی چنگل میں کام تمام کر دیں۔ لیکن جہاں تک مجھ سے بن پڑے گا تمہارے کہنے کا خیال رکھوں گی۔ اس ساعت کا آنا مجھے پہلے دریافت نہ ہوا تھا۔ میری دعا ہے کہ یہ آنکھیں خواب مرگ میں بند ہونے سے پہلے تمہیں اپنے بزرگوں کے تخت حکومت پر بیٹھ دیکھ لیں۔ اقبال و دولت، قوت و صولت تمہارے سر کا تاج ہو۔ عشق و محبت، حسن و زیبائی تم کو وہ ملے جو کسی انسان کو اس سے پہلے نہ ملی تھی۔ اب اس انگوٹھی اور جو اسرار اس میں پنہاں ہیں ان کو اس طرح چھپائے رکھو جیسے میں تمہارا راز دل اپنے سینے میں پوشیدہ رکھوں گی۔ شاید تم مصر کو پھر واپس نہ آؤ۔ ملکہ نیطر طیہ ستارۂ عمون نے جو جو باتیں تم سے کی ہیں، ان کو بجا لانا۔ سر مو فرق نہ ہونے دینا۔ کیونکہ میں جانتی ہوں اس کنواری ملکہ کے قلب میں تمام خداؤں کی عقل آن بسی ہے۔“

یہ کہہ کر آشتی نے اپنے دونوں ہاتھ اٹھا کر رعمیس کے سر سے اونچے کیے کوئی دعا پڑھتی رہی یہاں تک کہ وہ بھی مریمس کی طرح اپنے اس لخت جگر سے رخصت ہوئی۔

رعمیس اپنی مہم پر روانہ ہوا۔ شہزادہ اماثل سے لڑ کر اسے قتل کر دینے کا غل اور ایک نوجوان ملک زادی کے خاص لطف و کرم کا چرچا کہ عذر خواہی میں جو سفارت عظیم مقتول کے باپ کے پاس بھیجی ہے اس کا سردار اسی قاتل کو بنایا ہے، رفتہ رفتہ باقی نہ رہا۔ کوئی نئی بات ایسی پیش نہ آئی کہ یہ قصہ پھر کسی کی زبان پر آتا۔

☆......☆......☆

نیطر طیہ نے اپنا راز کسی پر نہ کھلنے دیا اور خلوت میں جو باتیں رعمیس سے کی تھیں، وہ کسی پر ظاہر نہ ہوئیں۔ علاوہ اس کے نباطہ کا شہر اتنے فاصلے دراز پر تھا کہ جس موسم میں سفارت طیبی سے روانہ ہوئی تھی اس سے دو برس کے اندر وہ طیبی کو واپس نہ آ سکتی تھی، لوگوں کو اس کا یقین تھا کہ سفیران مصر میں سے اور جو کوئی بھی واپس آئے وہ آئے، لیکن رعمیس تو پھر کر آتا نہیں۔ مشہور یہ ہو گیا تھا کہ مصر کی سرحد سے باہر ہوتے ہی فوج والوں نے اس کا کام تمام کر دیا۔ کیونکہ اس کے قتل کا حکم پہلے سے خفیہ طور پر دے دیا گیا تھا اور اب رعمیس کی لاش کو فوج کے لوگ بادشاہ کوش کے پاس اس غرض سے لے جا رہے ہیں کہ دونوں ملکوں میں مصالحت ہو جائے۔

ملکہ کی عقل و تدبیر کی سب تعریف کرتے تھے کہ ایک بدنما واقعہ کو اپنی لیاقت اور ذہانت سے بغیر بدنامی اور رسوائی کے کس طرح رفع دفع کر دیا۔ اور اپنے رضاعی بھائی کے خون سے بھی اپنا دامن آلودہ نہ ہونے دیا۔ اگر رعمیس کے قتل کا حکم دے دیتی تو سب کی زبان پر یہی ہوتا کہ رعمیس شاہی خاندان کا آدمی تھا اور احتمال تھا کہ کسی دن سلطنت کا دعویدار ہو جائے یا کم سے کم ملک میں بغاوت پیدا کر دے اس لئے اس کا پہلے ہی کام تمام کر دیا۔

اس اثنا میں لوگوں نے بڑے بڑے مشکل سوال پیدا کر دیئے۔ کہنے لگے کہ اگر فرعون مر گیا اور اس نوجوان خوبصورت بیٹی کو اپنا تخت سونپ گیا تو پھر کیا ہوگا۔ ایک ہزار برس سے ادھر کوئی عورت مصر کے تخت پر نہیں بیٹھی اور جو عورتیں پہلے بیٹھی تھیں ان میں کوئی بن بیاہی نہ تھی۔ اس لئے ضروری ہے کہ جہاں تک جلد ممکن ہو ملکہ نیطر طیہ کے لئے ایک شوہر تلاش کیا جائے۔

لیکن فرعون مرا نہیں بلکہ رفتہ رفتہ بالکل تندرست ہو گیا۔ طاقت آ گئی جو برسوں سے جاتی رہی تھی۔ نئے مرض نے پیدا ہو کر خون کو صاف کر دیا۔ تین مہینے تک تو اسی طرح بے حس و ناتواں ایک بچہ کی طرح بستر پر پڑا رہا۔ لڑکپن میں جن لوگوں کو بچہ سا دیکھا تھا ان کا ذکر ہر وقت کیا کرتا تھا اور اگر اتفاق سے ان میں سے کوئی سلام کو حاضر ہو جاتا تو اس سے کہتا۔

”آؤ گیند کھیلیں۔ لٹو پھرائیں۔“

لیکن ایک دن اس کی حالت میں دفعتاً تبدیلی واقع ہوئی۔ یکا یک بستر سے اٹھا۔ مشیروں، ندیموں کو حاضر ہونے کا حکم دیا۔ جب وہ حاضر ہوئے تو ان سب سے پوچھا۔ ”مجھے کیا ہوا تھا۔ ضیافت میں بیٹھنا یاد ہے، پھر کچھ یاد نہیں۔“

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

مشیروں نے ادھر ادھر کی میٹھی میٹھی باتیں کر کے اصل مضمون ٹال دیا۔ بادشاہ بھی جلد تھک گیا اور ان سب کو رخصت کیا۔ ان کے چلے جانے پر کھانا طلب کیا اور کھانے سے فارغ ہو کر مرئیس ہیکل عمون کے سپہ دار کو بلوایا جو بادشاہ کا بڑا جاں نثار و وفا کیش ملازم تھا۔ جب وہ حاضر ہوا تو بادشاہ نے کہا۔

''اس شب کی آخر بات جو مجھے یاد ہے وہ یہ ہے کہ کوش کا شہزادہ بہت سی شراب پی کر تمہارے لڑکے یعنی نوجوان اور خوش رو رعمیس سے لڑنے لگا تھا۔ معلوم نہیں وہ کون بد اندیش تھا جس نے اماثل کی بادہ برداری پر رعمیس کو مقرر کیا تھا۔ یہ چال جس نے چلی حقیقت میں وہ بڑا ہی بدخواہ اور فتنہ پرداز تھا۔ کیونکہ حقیقت یہ ہے کہ مرئیس تمہارا خاندان اور خون موجودہ بادشاہ کوش سے زیادہ صحیح اور قدیم ہے۔ میں نے جب دیکھا کہ میرے ایک معزز مہمان پر جو میری بیٹی سے عقد کرنے آیا ہے میری ہی فوج کا ایک سردار تلوار چلاتا ہے تو مجھے ایسا معلوم ہوا کہ خود مجھے کوئی ذبح کر رہا ہے۔ اس کے بعد میری آنکھوں میں اندھیرا آ گیا اور پھر خبر نہیں رہی کہ کیا ہو رہا ہے۔''

مرئیس نے ہاتھ باندھ کر کہا۔ ''جہاں پناہ...... اس کے بعد یہ ہوا کہ میرے لڑکے نے اماثل کو قتل کر دیا۔ لڑائی میں کسی طرح کی ہٹ دھرمی نہیں ہوئی۔ اماثل کے قتل ہوتے ہی اس کے حبشی سرداروں نے اس دستہ پر جو رعمیس کی ماتحتی میں حضور کی حفاظت کے لئے دربار میں حاضر تھا یک لخت حملہ کر دیا۔ اس دستہ فوج میں گو جوان کم تھے مگر وہ ان حبشیوں پر غالب آئے اور ان میں سے اکثر کو قتل کر دیا۔ حضور کو معلوم ہے کہ میں ایک بڈھا سپاہی ہوں مگر ایسی ایمانداری اور انصاف کی لڑائی میری نظر سے نہیں گزری تھی۔''

بادشاہ نے طنزیہ کہا۔ ''انصاف کی لڑائی...... ایمانداری کی لڑائی، واہ! اس کے معنی بھی سمجھتے ہو۔ اس کا نتیجہ سوائے اس کے کیا ہوگا کہ مصر اور کوش میں ایک جنگ عظیم برپا ہو جائے گی۔ اچھا، پھر کیا ہوا۔ مجلس حکومت نے رعمیس کے قتل کا حکم دیا ہوگا۔ گو تم اس کے باپ ہو لیکن اتنا تم بھی تسلیم کرو گے کہ رعمیس کی سزا سوائے موت کے اور کیا ہو سکتی تھی۔''

مرئیس نے ادب سے کہا۔ ''حضور نہیں! میں یہ کچھ بھی تسلیم نہیں کر سکتا۔ کیونکہ اگر رعمیس اس وقت بزدل اور نامرد ثابت ہوتا تو میں خود اپنے ہاتھ سے اسے وہیں قتل کر دیتا۔ تمام اہل دربار کے سامنے اسے ذبح کر ڈالتا۔''

بادشاہ نے حیرت سے کہا۔ ''ہائیں! واقعی، یہ بات تو تم نے ایسی کہی ہے جو ایک سپاہی منش باپ کو کہنی لازمی ہے۔ اچھا، اب میری سمجھ میں آیا۔ اس زشت رو حبشی نے تمہارے لڑکے کو ذلیل کرنا چاہا تھا۔ میں بھی تمہاری جگہ ہوتا تو یہی کہتا جو تم کہتے ہو۔ مگر پھر انجام کیا ہوا۔''

مرئیس نے کہا۔ ''یہ قصہ دیکھتے ہی حضور بے ہوش ہو گئے اور حالت غشی برابر طاری رہی۔ مگر ملکہ نیطر طیبہ نے حلف تاج پوشی کی شرائط کے مطابق عنان سلطنت اپنے ہاتھ میں لی اور فوراً عذر خواہی کے لئے ایک سفارت دو ہزار چیدہ اور منتخب سپاہ کے ساتھ مع شہزادہ اماثل کے تابوت اور تحائف کے بادشاہ کوش کی خدمت میں روانہ کی۔''

فرعون نے کہا۔ ''یہ بات ایک طرح پر درست تھی لیکن دو ہزار سپاہی کیوں ساتھ کئے گئے۔ بیس آدمی کافی ہو سکتے تھے۔ یہ سفارت کا ہے کو ہوئی، لشکر کشی ہوئی۔ جس وقت ہمارے برادر عالی جاہ کوش کو معلوم ہوگا کہ مصر کا ایک لشکر مع اس نحس تحفے کے کہ ان کے اکلوتے بیٹے کا تابوت بھی ساتھ ہے ان کے ملک پر چڑھ کر آ رہا ہے تو ان کو کس قدر پریشانی ہوگی۔''

مرئیس نے نہایت ادب سے کہا۔ ''اس میں کیا کلام ہے۔''

فرعون نے کہا۔ ''اس سفارت کا اگر تم اس کو سفارت ہی کہنا پسند کرتے ہو، افسر اعلیٰ کون مقرر ہو کر گیا ہے۔''

مرئیس نے ادب سے کہا۔ ''نواب رعمیس یعنی میرے لڑکے کی ماتحتی میں یہ سفارت روانہ کی گئی ہے۔''

فرعون گو کمزور نحیف تھا مگر اتنا سنتے ہی کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور سخت حیرت سے کہنے لگا۔ ''رعمیس یعنی خود قاتل جس نے شہزادے کو قتل کیا تھا۔ رعمیس جو کوش کے قدیم اور مستحق خاندان شاہی کا آخری رکن ہے۔ رعمیس یعنی فوج کے ایک ادنیٰ افسر کو دو ہزار منتخب مردان کارزار پر حاکم مقرر کر دیا گیا۔ مجھ کو تو یہ خیال ہی دیوانہ بنائے دیتا ہے۔ کہ کس نے اسے مقرر کیا۔''

مرئیس نے کہا۔ ''ملکہ نیطر طیبہ، نجم عمون کے فرمان سے افسر مقرر ہو کر وہ اس سفارت پر گیا ہے۔ جونہی یہ کشت و خون دربار میں بند ہوا ملکہ نے فوراً حکم سنایا اور حسب دستور اس حکم کو تحریر میں لا کر سلطنت کے دفتر خانوں میں اس کی نقلیں داخل کرا دیں۔''

فرعون نے اتنا سنتے ہی ایک آہ بھری اور کہا۔ ''ملکہ کو ابھی طلب کیا جائے۔''

نیطر طیبہ بڑی شان سے فرعون کے کمرے میں داخل ہوئی اور یہ دیکھ کر کہ جہاں پناہ کرسی پر

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

بیٹھے ہیں اور تندرست معلوم ہوتے ہیں دوڑ کر باپ کو لپٹ گئی۔ بادشاہ اماثل کے مقدمہ کا بار بار سوال کرتے مگر نیطر طیہ یہی کہتی کہ ریاست کے امور میں میں ابھی آپ کی کسی بات کا بھی جواب نہ دوں گی۔ آخر کار بادشاہ نے کسی طرح اسے اپنے پاس کرسی پر بٹھایا مگر باپ کا ہاتھ پھر بھی اپنے ہاتھ سے نہ چھوڑا۔

اب بادشاہ نے بیٹی کو عمون کی قسم دے کر دریافت کیا۔ ''کوش کو جو مہم روانہ کی گئی ہے اس کی افسری اس ناتجربہ کار اور نوعمر رعمیس کو کیوں دی گئی۔''

یہ سن کر نیطر طیہ نے نہایت ہی شیریں اداؤں میں عرض کیا۔ ''باباجان! میں کل قصہ آپ کو سنائے دیتی ہوں تا کہ آپ کی تشفی ہو جائے۔'' یہ کہہ کر اس نے پوری داستان اس قدر تفصیل سے سنانی شروع کی کہ بادشاہ سنتے سنتے سو گئے۔

جب بیدار ہوئے تو بیٹی نے کہا۔ ''باباجان! اب آپ سمجھے کہ اس معاملہ کی پوری ذمہ داری فقط مجھ پر عائد ہو گئی تھی اور میں نے وہی بات کی جو سب سے بہتر میرے خیال میں آئی۔ رعمیس کے حق میں سزائے قتل کا حکم سنانا قطعی ناممکن تھا۔ کیونکہ تمام حاضرین دربار دل سے اس کے حامی اور طرفدار تھے۔''

فرعون نے کہا۔ ''بیٹی تم یہ کر سکتی تھیں کہ اس موقع سے رعمیس کو کہیں ہٹا دیتیں۔''

نیطر طیہ نے کہا۔ ''باباجان! یہی تو میں نے کیا۔ رعمیس کو نباطہ روانہ کر دیا جو یہاں سے بہت دور ہے۔''

فرعون نے کہا۔ ''لیکن نیطر طیہ تم نے یہ بھی کچھ سوچا کہ اس کا انجام کیا ہوگا۔ بادشاہ کوش تو عمیس اور میری دو ہزار فوج کے ٹکڑے اڑا دے گا۔ یا یہ ہوگا کہ رعمیس کوش کے بادشاہ کا کام تمام کر دے گا۔ اور اس کے تخت کا اس طرح مالک بن بیٹھے گا جس طرح قدیم زمانہ میں پشت ہا پشت تک اس کے بزرگ مالک رہے تھے۔ تم نے اس بات پر بھی کچھ غور کر لیا تھا؟''

نیطر طیہ نے مسکرا کر کہا۔ ''باباجان! میں نے سب باتوں پر غور کر لیا تھا۔ یہ آخر بات جو آپ نے کہی اگر وہ پیش آئی تو اس میں ہمارا کیا بگڑتا ہے۔ اگر آپ کے خیال کے مطابق واقعی ایسا ہوا بھی تو ہماری مصر کی رعایا کیا اس پر غور کرنے بیٹھ جائے گی۔''

اب فرعون نے نیطر طیہ کی اور نیطر طیہ نے فرعون کی شکل غور سے دیکھی۔ نیطر طیہ مسکرائی فرعون نے آہستہ سے کہا۔

''بیٹی! اب معلوم ہوا کہ تجھ میں ایک زبردست بادشاہ بننے کی علامتیں موجود ہیں اور ایک عورت کی نادانی کے نیام حریر میں ایک ماہر سیاست کی شمشیر فولاد پوشیدہ ہے۔ شمشیر کو لے کر زیادہ نہ دوڑنا۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ وہی تیرا کام تمام کر دے۔''

چونکہ اس قسم کی باتیں آشتی کی زبان سے بھی اکثر سن چکی تھی۔ اس لئے بادشاہ کے منہ سے بھی وہی باتیں سن کر بے اختیار ہنسی مگر کچھ جواب نہ دیا۔

فرعون نے کہا۔ ''بیٹی! تیرے لئے ایک ایسے شوہر کی ضرورت ہے جو تجھے اس تیز رفتاری میں روکے رہے۔ اور آدمی بھی اتنے بڑے رتبہ کا ہو کہ تجھے اس سے محبت اور الفت ہو سکے۔ اور اپنی عزت وہ تیرے دل میں قائم رکھ سکے۔''

نیطر طیہ نے کہا۔ ''باباجان! پھر کوئی ایسا تلاش کر دیجئے تو میں خوشی سے قبول کر لوں۔ گو یہ نہیں معلوم کہ ایسا کوئی کہاں ملے گا۔ اماثل نواب رعمیس کے ہاتھ سے قتل ہو ہی چکا ہے اور خود رعمیس غریب امیر سفارت اور رئیس لشکر مقرر ہو کر کوش چلا گیا ہے۔''

بادشاہ مصر کو جب پوری صحت ہو گئی تو ملکہ کے لئے شوہر کی تلاش ہوئی سابق کی طرح اب بھی امیدواروں کی کمی نہ تھی۔ چنانچہ فرعون کے ممالک محروسہ کے حکام اور رئیس اور باہر کے ملکوں کے جو سفیر آئے ہوئے تھے اس جستجو اور تلاش میں مصروف ہوئے۔ بعض نے اپنا ہی پیغام دیا۔ لیکن جب ان کے نام ملکہ کے سامنے پیش ہوئے تو اس نے ہر ایک میں کوئی نہ کوئی نقص نکال کر عقد کرنے سے انکار کیا۔ آخر میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ ملکہ کا بیاہ مصر کے کسی دیوتا سے ہوگا۔ انسان کے قابو کی وہ نہیں۔ جب نیطر طیہ کے کان تک یہ خبر پہنچی تو اس نے کہا۔

''میری شادی تو بادشاہی خاندان کے اس خوبصورت مرد سے ہوگی جس کی خبر عمون نے عالم رویا میں میری ماں کو دی تھی۔ کسی دیوتا سے نہ ہوگی۔ بلکہ دیوتا کے منتخب کئے ہوئے انسان سے ہوگی۔ اور جس وقت وہ مجھے نظر آئے گا میں فوراً اسے پہچان لوں گی اور فوراً ہی میرا عشق اس کے ساتھ شروع ہو جائے گا۔''

جب چند ماہ گزر لئے اور نیطر طیہ نے کسی کو پسند نہ کیا تو بادشاہ اس قصد سے بیزار ہو گیا اور شیران سلطنت سے اس بارے میں مشورہ کیا کہ اب کیا کرنا مناسب ہوگا۔ سب نے عرض کیا کہ جہاں پناہ ملک کے بڑے بڑے شہروں میں دورہ کریں۔ اس میں تبدیلی آب و ہوا سے حضور کی صحت کو بھی نفع ہوگا اور ممکن ہے کہ اس سیر و سفر میں شاہی خاندان کا کوئی رکن ایسا مل جائے

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

جس کو ملکہ پسند فرمالیں۔"

یہ بات اب سب پر ظاہر ہو چکی تھی کہ جب تک ملکہ کو خود کسی سے عشق پیدا نہ ہوگا محض مصلحت ملکی کی بنا پر وہ کسی کو اپنا شوہر بنانا قبول نہ کرے گی۔

فرعون نے اسی دن بیٹی سے پوچھا۔"یہ سفر تم کو پسند ہوگا یا نہیں؟"

نیطر طیہ نے بہت خوش ہو کر عرض کیا۔"اس سے بہتر کوئی بات نہ ہوگی۔ کیونکہ طیبی میں پڑے پڑے جی گھبرا گیا ہے اور دل چاہتا ہے کہ ملک کے اور بڑے بڑے شہروں کی سیر کروں۔ وہاں کے لوگوں کو اپنے سے مانوس کروں اور پھر ہر شہر میں اس کا اعلان ہو جائے کہ آئندہ میں مصر کی پوری ملکہ ہونے والی ہوں۔ سمندر دیکھنے کی بھی مجھے بڑی آرزو ہے سنتی ہوں کہ وہ اس قدر وسیع اور بے پایاں ہے کہ ہمارے رود نیل کا پانی بھی جو شب و روز بہہ کر اس میں شامل ہوتا ہے اس میں کوئی فرق پیدا نہیں کرسکتا۔"

اب بادشاہ مصر کا دورہ ملک میں شروع ہوا۔ یہ وہ سفر تھا جس کے حالات ملکہ نیطر طیہ نے ان خوبصورت بت خانوں کے در و دیوار پر جو آئندہ زمانہ میں اپنے دور حکومت میں اس نے تعمیر کرائے، خط تصویری میں نقش کرا دیئے تھے۔ ملکہ نے ابتدا میں چاہا کہ یہ سفر دریائے نیل کے راستے کشتیوں میں بیٹھ کر مصر کی جنوبی سرحد تک کیا جائے۔ ادھر جانے سے ممکن ہے کہ رعمیس کی مہم کا کچھ حال معلوم ہو کیونکہ ابھی تک اس کی کچھ خیر و خبر نہیں ملی ہے۔ لیکن یہ ارادہ اس وجہ سے ملتوی کرنا پڑا کہ اطراف جنوب میں نہ تو کوئی بڑا شہر تھا اور نہ سرحد پر جو قومیں آباد تھیں، وہ صلح جو اور عافیت پسند تھیں۔ ہمیشہ کوئی نہ کوئی فتنہ برپا رکھتی تھیں۔ ممکن ہے کہ اس موقع پر خود بادشاہ کے لشکر پر حملہ کر بیٹھیں۔

آخر کار یہ ہوا کہ دریائے نیل میں کشتیوں کے ذریعہ اطراف شمال میں دورہ شروع کیا گیا۔ راستہ میں جس قدر بڑے شہر ملتے گئے ان میں تھوڑی تھوڑی مدت تک خاص کر ابتو قدیم شہر میں قیام کیا۔ یہ وہ مقدس شہر تھا جہاں خدائے اوسیرس کا سر دفن تھا۔ اس کے علاوہ یہاں ہزار ہا برس سے مصر کے نامور لوگوں کے مقبرے تعمیر ہوتے چلے آئے تھے۔ اس شہر میں نیطر طیہ کا جشن تاج پوشی اوسیرس کے مدفن پر دوبارہ کیا گیا۔ اور رعایا کے لاکھوں آدمی اس جشن میں شریک ہو کر خوش ہوئے۔

اب بادشاہ اور ملکہ نیطر طیہ کشتیوں پر سوار ہو کر عون کے شہر میں وارد ہوئے۔ یہ شہر

الشمس کا سمجھا جاتا تھا۔ یہاں کے بڑے اہرام پر نذر چڑھانے سواری روانہ ہوئی۔ یہ اہرام مصر کے بڑے پرانے بادشاہوں نے اس غرض سے بنوائے تھے کہ مرنے کے بعد وہی ان کے مقبرے ہو جائیں۔

نیطر طیہ ان پرانے آثار کے اندر گئی تا کہ جن فراعنہ کو دنیا سے گزرے ہزار ہا برس منقضی ہو چکے تھے اور جن کے کارنامے بھی اب انسان کو یاد نہ رہے تھے ان کے اجسام مردہ کو ملاحظہ کرے۔ بادشاہ مصر نیطر طیہ کے ہمراہ نہ جا سکا کیونکہ اہرام کے اندر جانے کے لئے بڑے بڑے زینے اترنے چڑھنے پڑتے تھے اور بادشاہ میں اتنی طاقت نہ تھی۔ غرض نیطر طیہ اور خاتون آشتی چند بدوی سرداروں کو ہمراہ لیے خچروں پر سوار چاندنی رات میں ان قدیم عمارتوں کے گرد گشت لگانے لگیں نیطر طیہ سمجھتی تھی کہ قدیم شاہان مصر کی ارواح سے یہاں ملاقات ہوگی اور ان سے اس طرح بات چیت ہوگی جیسے ہیکل عمون میں ان کی ماں کی روح نے اس سے باتیں کی تھیں۔ لیکن کسی روح سے ملاقات نہیں ہوئی۔ جس وقت سب لوگ بڑے اہرام کے سایہ میں جا کر کھڑے ہوئے اور اس پرانی عمارت کی کیفیت چاندنی رات میں دیکھنے لگے کہ کس طرح نیچے سے اوپر تک تصاویر رمزی میں عبادتیں کندہ ہیں تو نیطر طیہ نے آشتی سے کہا کہ اپنے سحر کے عمل سے ان قدیم بادشاہوں کی روحوں کو طلب کرے جو یہاں دفن ہیں۔ لیکن آشتی نے کہا۔

"ملکۂ عالم! ان ارواح سے مطلق بحث نہ رکھیے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ رب عمون کی طرح یہ بھی ہمارے بلانے سے ناراض ہو کر ایسی خبریں سنائیں جن کو آپ سننا پسند نہ کریں۔ صرف ان عظیم الشان بناؤں کو جو، ان بادشاہوں نے چھوڑی ہیں ملاحظہ کر لیجئے۔ مگر جو روحیں ان میں آسودہ ہیں ان کی نیند میں ہم کمزوروں کے ذریعہ خلل نہ ڈلوایئے۔"

نیطر طیہ آشتی کے اس جواب سے ناخوش ہو کر بولی۔"آشتی! کیا تم ان عمارتوں کو عظیم الشان سمجھتی ہو۔ ان میں دھرا کیا ہے؟ انسان نے محض اپنی غلط شہرت اور بے بنیاد ناموری کے لئے پتھروں پر پتھر چن دیئے ہیں۔ تم ہی بتاؤ جنہوں نے ان کو بنایا تھا ان کی زندگی کا حال اب کس کو معلوم ہے۔ سوائے چند افسانوں کے اور کیا باقی رہا ہے۔ میں جیتی رہی تو ان سے بھی زیادہ رفیع الشان عمارتیں اپنی یادگار میں قائم کروں گی تا کہ جب تک زمانہ فنا نہ ہو جائے میرے کام لوگوں کو ہمیشہ یاد رہیں۔"

آشتی نے کہا۔"اگر زندگی پائی اور خداؤں کی مرضی ہوئی تو آپ کا کہنا ضرور ہوگا۔ مگر میرا

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

خیال ہے کہ بڑوں بڑوں کے کارنامے فنا ہو جانے کے بعد بھی یہ اہرام باقی رہے گا۔"

اس سیر و سیاحت کے دوسرے ہی دن فرعون اور ملکہ نیطرطیہ پورے جاہ و حشم اور شاہانہ تجمل کے ساتھ منوف کے شہر میں وارد ہوئے جس کی شہر پناہ سپید پتھر کی تھی۔ یہاں فرعون کے سوتیلے بھائی ثوران نے جو حاکم شہر تھا بڑے ساز و سامان سے بادشاہ کا استقبال کیا۔ برسوں سے ثوران کو بادشاہ سے ملنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا۔ آخر ملاقات اس وقت ہوئی تھی جب کہ ثوران پایۂ تخت طیبہ میں اس درخواست سے حاضر ہوا تھا کہ فرعون اس کو اپنا شریک سلطنت بنائے اور اپنے مرنے کے بعد اس کی جانشینی کے بارے میں ابھی سے اعلان کر دے۔

ملکہ نیطرطیہ کی تخت نشینی کے موقع پر جہاں اور امراء اور رؤسا دارالحکومت میں مدعو ہوئے تھے شہزادہ ثوران کو بھی نوید دیا گیا تھا، لیکن بیماری کا عذر کر کے حاضر نہ ہوا۔ غالباً اس کا عذر درست تھا۔ کیونکہ پرچہ نویسوں نے خبر دی تھی کہ ثوران اپنی خواب گاہ سے باہر نہیں نکلا ہے۔ آیا قصداً ایسا ہوا ہے یا علالت نے مجبور کیا اس کا حال بخوبی معلوم نہ ہوا۔ اس موقع پر فرعون کو تعجب ہوا تھا کہ نیطرطیہ سے شادی کے لئے ثوران نے اپنے کسی لڑکے کا پیغام نہیں دیا حالانکہ اس کے چار لڑکے جوان موجود تھے۔ لیکن جب یہ خیال آیا کہ غالباً کامیابی کی توقع نہ ہونے کی وجہ سے اس کو جرأت نہیں ہوئی تو دل سے اس شکایت کو دور کر دیا۔ اس کل زمانہ میں ثوران اپنے متعلقہ حکومت میں خاموش بیٹھا بہت عمدگی اور مضبوطی سے انتظام حکومت میں مصروف رہا تھا۔ مقررہ وقت پر زر مال گزاری مع خطوط کے جن میں اظہار اطاعت ہوتا تھا پایۂ تخت کو روانہ کرتا رہتا اور اپنے حسن انتظام سے ملک کے مالیہ میں بھی بہت اضافہ کر دیا تھا۔

غرض فرعون جس کی طبیعت بہت نیک اور ہر قسم کی بدگمانی سے پاک تھی اپنے بھائی کی طرف سے صاف ہو گیا تھا اور سمجھتا تھا کہ سلطنت میں شرکت کی جو آرزو بھائی کو تھی وہ وارث تخت یعنی نیطرطیہ کے پیدا ہونے پر اس کے دل میں نہیں رہی۔

لیکن جب فرعون کی سواری منوف کے شہر میں داخل ہوئی اور بادشاہ نے دیکھا کہ شہر کی دیواریں اور برج کیسے پائیدار اور شہر پناہ کے دروازے کس قدر مستحکم اور مضبوط ہیں اور سڑکوں پر ہزار ہا سوار اور پیدل ہتھیار باندھے کھڑے ہیں اور خود بادشاہ کے ساتھ جو فوج محافظ ہے وہ بہت قلیل ہے تو دل میں کچھ شبہ سا پیدا ہوا مگر اس شبہ کو محض ایک وہم سمجھ کے دل سے دور کر دیا اور زبان سے کچھ نہ کہا۔ خاموش رہا۔ لیکن نیطرطیہ سے، جو اس رتھ پر سوار تھی جس میں فرعون بیٹھا

چپ نہ رہا گیا۔

شہر کے لوگ ہر طرف سے مبارک باد کی صدائیں بلند کرتے تھے۔ بہت سے لوگ بادشاہ کے رتھ کے گھوڑوں کی لگامیں پکڑے ساتھ ساتھ چلتے تھے۔ اب نیطرطیہ نے باپ سے چپکے سے کہا۔ "بابا جان! یہ میرے چچا ثوران تو منوف میں بڑی شان سے رہتے ہیں۔"

فرعون نے کہا۔ "بیٹی! کیوں نہ رہیں۔ آخر وہ اس شہر اور اس کے تمام متعلقات کے حاکم اور والی ہیں۔"

نیطرطیہ نے کہا۔ "بابا جان! باہر کا کوئی آدمی یہاں آئے تو یہی سمجھے کہ حاکم نہیں بلکہ اس شہر کے بادشاہ ہیں۔ اگر آپ کی جگہ ہوتی تو زیادہ فوج ساتھ لے کر اس شہر میں قدم رکھتی۔"

فرعون کچھ جی میں بے چین ہو کر بولا۔ "ہم جب چاہیں گے اس شہر سے چلے جائیں گے۔"

نیطرطیہ نے کہا۔ "آپ کا مطلب یہ ہوگا کہ جب شہزادہ ثوران کی اجازت ہوگی کہ شہر کے دروازے کھولے جائیں تو ہم شہر سے چلے جائیں گے۔ شہر کے دروازے تو قدم اندر رکھتے ہی بڑے زور سے بند کر دیئے گئے تھے۔ اب شہر سے باہر جانا نہ جانا حاکم شہر کی مرضی پر ہے۔"

نیطرطیہ یہ باتیں کہتے کہتے چپ ہو گئی کیونکہ سواری ثوران کے دیوان خاص کی سیڑھیوں تک پہنچ گئی تھی۔ یہاں ثوران سب سے اوپر کی سیڑھی کے قریب بادشاہ اور ملکہ کے استقبال کے لئے کھڑا تھا۔ بڑے تن و توش کا ہٹا کٹا ساٹھ برس کی عمر کا آدمی تھا۔ اس کے سیاہ فام موٹے اور بھدے چہرہ میں کسی قدر شباہت فرعون کے شریفانہ اور نازک نقشے کی بھی پائی جاتی تھی۔

نیطرطیہ نے ثوران کی طبیعت کا اندازہ کر لیا اور فوراً اس کے دل میں ایسی نفرت پیدا ہوئی کہ کوش کے شہزادہ اماثل کو دیکھ کر بھی پیدا نہیں ہوئی تھی۔ اماثل کو دیکھ کر تو ملکہ کو کبھی خوف معلوم نہیں ہوا تھا لیکن یہ ثوران کچھ ایسا ہوشیار اور بدباطن نظر آیا کہ اس کا ایک ڈر سا دل میں بیٹھنے لگا۔ ثوران کی بدنیت نگاہیں نیطرطیہ کے حسین چہرہ پر اس طرح گڑ گئیں کہ اگر وہ خود بھی ہٹنا چاہتیں تو نہ ہٹ سکتیں۔

فرعون اور نیطرطیہ سواری سے اتر کر سیڑھیوں پر چڑھے۔ ثوران نے بادشاہ مصر کے تمام القاب و خطابات بہ آواز بلند پکار کر عرض کیا۔ "اس غریب خانہ میں حضور کا قدم رنجہ فرمانا میرے لئے موجب فخر و مباہات ہے۔ آج میری مسرت و شادکامی کی انتہا نہیں ہے۔ اس وقت مصر کے

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

دونوں تاجداروں کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ منوف کی شہر پناہ کے اندر رونق افروز ہیں۔"

ثوران زبان سے تو یہ جملے ادا کر رہا تھا مگر نظر نیطر طیبہ کی طرف تھی۔ فرعون اس وقت تھکا ہوا تھا۔ ثوران کی تقریر کا کچھ جواب نہ دیا لیکن نوجوان ملکہ نے ثوران کی طرف دیکھ کر جوا دیا۔

"اس مدارات کا شکریہ ادا کرنا ہمارا فرض ہے لیکن اے عمی ثوران! آپ ہم سے شہ دروازے کے باہر کیوں نہیں ملے۔ ہم منتظر تھے کہ حاکم شہر دروازے کے باہر حاضر ہو کر کنجیاں فرعون کے ملازمین کے حوالے کرے گا۔"

ثوران جواب تک یہ سمجھے ہوئے تھا کہ فرعون کی بیٹی شاہانہ لباس میں ایک مردہ او جان گڑیا ہوگی۔ نیطر طیبہ کا قد و قامت اور دبدبہ دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا اور کچھ جواب نہ دے جب جواب نہ ملا تو نیطر طیبہ اس کے قریب سے گزرتی ہوئی آگے بڑھی اور حکم دیا۔

"وہ محل ملاحظہ کرایا جائے جہاں ہم اس شہر میں قیام کریں گے۔"

ملکہ کو فوراً وہ قصر دکھایا گیا جو اس کے اور فرعون کے واسطے خاص طور پر وسط شہر میں سامان سے آراستہ کیا گیا تھا۔ اس قصر کے چاروں طرف باغات اور نخلستان تھے۔ نیطر طیبہ محل کو ملاحظہ کرتے ہی اس کو ناپسند کیا۔ جب یہ معلوم ہوا تو فوراً کسی دوسرے محل کی تلاش ہو بہت سے قصر اور ایوان دکھائے گئے۔ آخر کار نیطر طیبہ نے دریا کے کنارے ربہ اسقط کا ہیکل کے لئے پسند کیا۔ ربہ اسقط انتقام اور کنوار پنے کی دیبی تھی۔ اس ہیکل کے عالیشان درواز جو عمارت تھی اس کی کھڑکیاں دریا کی طرف کھلتی تھیں اور دریا جب طغیانی پر آتا تھا تو ہیکل دیواروں سے ٹکراتا ہوا یہاں تک چڑھ آتا تھا۔ ہیکل کی چار دیواری پہلے شہر کی فصیل سے لیکن اب شہر پناہ کے اندر اسے شامل کر لیا تھا اور اس کے پرانے دروازے کو جو شہر سے طرف کھلتا تھا، تیغا لگا کر بند کر دیا تھا۔

ہیکل کی عمارت کے گرد اور اس کے متعدد صحنوں کے باہر پرانے باغات تھے اور ان کے گرد بھی سنگ خارا کی ایک دیوار کھچی تھی۔ یہ باغات ربہ اسقط کے کاہنوں کی تفریح تھے۔ نیطر طیبہ نے بادشاہ سے عرض کیا کہ دریا کی ہوا صحت کے لئے مفید ہوگی۔ بادشاہ میں قیام کرنا منظور کیا اور باہر جو عمارتیں اور باغات چار دیواری کے اندر تھے وہاں فوج ساتھ آئی تھی اور جس کا افسر مرکیس تھا، قیام کرنے کا حکم دیا۔

ملکہ نیطر طیبہ سے عرض کیا گیا کہ ہیکل جو قیام کے لئے تجویز کیا گیا ہے وہ اس قدر چھوٹا ہے کہ بادشاہ کی سکونت کا انتظام کرنے کے بعد اس کا کوئی حصہ اس لائق نہیں رہتا جس میں ملکہ اپنی شان اور رتبہ کے مطابق قیام فرما سکیں۔ نیطر طیبہ نے جواب دیا۔

"اس کی ہم کو پروا نہیں۔ بڑے دروازے پر جو عمارت دریا کی طرف ہے اور اس میں دو چھوٹے کمرے جو دیوار کے آثار میں بنے ہیں اور جن کے دریچوں کے نیچے دریا بہتا ہے وہ ہمارے لئے بالکل کافی ہوں گے۔ ہم ان کمروں کو بہت پسند کرتے ہیں کیونکہ وہ بلندی پر ہیں اور وہاں سے دریا اور دور دور کے میدانوں کی سیر خوب ہوتی رہے گی۔"

اس حکم کے سنتے ہی وہ دونوں کمرے جہاں صدہا برس سے کوئی نہ رہا تھا، بہت جلد صاف اور ضروری سامان سے مہیا کر دیئے گئے اور ان میں نیطر طیبہ اور اس کی دوا آشتی نے سکونت اختیار کی۔

☆......☆......☆

شب کو بادشاہ مصر اور اس کی بیٹی ملکہ نیطر طیبہ اور تمام متعلقین بارگاہ دولت نے جو پایۂ تخت سے یہاں تک ہمراہ آئے تھے اسی قصر میں جو بادشاہ کے قیام کے لئے پسند کیا گیا تھا آرام کیا۔ دوسرے دن صبح ہوتے ہی ایسے ایسے جشن اور جلسے شروع ہوئے جن کی مثال مصر کی تاریخ میں تلاش کئے سے بھی نہیں ملتی۔ حاکم منوف یعنی شہزادہ ثوران کی طرف سے ایک مہتمم بالشان ضیافت ہوئی اور اس میں ایسا تکلف کیا گیا کہ تخت گاہ طیبی میں ملکہ نیطر طیبہ کی تاج پوشی کے وقت یا اس خون و خوشی کے دن بھی نہ ہوا تھا جب شہزادہ کوش اور اس کے حبشی سرداروں کے قتل کے بعد نیطر طیبہ اور رعمیس نے اپنے عشق و محبت کا باہمی اظہار کیا تھا۔ اس ضیافت میں بادشاہ اور ملکہ نیطر طیبہ دونوں جواہر نگار کرسیوں پر بیٹھے۔ شہزادہ ثوران نے ملکہ کی دائیں جانب نشست اختیار کی حالانکہ میزبان ہونے کی حیثیت سے اسے بادشاہ کے دائیں جانب بیٹھنا چاہئے تھے۔

جب ثوران ملکہ کی دائیں جانب بیٹھنے لگا تو ملکہ نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔ "عمی ثوران! آپ جہاں پناہ کی دائیں طرف کیوں تشریف نہیں رکھتے۔"

ثوران نے نہایت ادب سے جھک کر عرض کیا۔ "میری مجال نہیں کہ جس وقت مملکت مصر کے دو تاجدار جلوس فرماتے ہوں اس وقت ایسی عزت کی جگہ بیٹھنے کی جسارت کروں۔ جہاں پناہ کے دائیں طرف صرف خدائے اوسیرس کا سردار کاہن بیٹھ سکتا ہے۔ یہ وہ خدا ہے جس کی اس شہر

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

میں بجز خدائے تاج کے تمام دیوتاؤں میں سب سے زیادہ پرستش کی جاتی ہے اور اس کی خا وجہ یہ ہے کہ اوسیرس کو خدائے موت ہونے کی بزرگی حاصل ہے۔"

نیطر طیبہ نے کہا۔ "خدائے موت ہونے کی بزرگی۔ کیا اسی خیال سے اس کاہن کو آ نے میرے والد کے قریب بٹھایا ہے؟"

ثوران نے فوراً عرض کیا۔ "حضور اس خیال سے نہیں۔ گو میری دانست میں خدائے مو کے کاہن کو ایک ایسی ذات بابرکات سے قریب ہونا جو ضعیف و سن رسیدہ ہو اور زندگی جاو عنقریب حاصل کرنے والی ہو زیادہ مناسب اور زیبا ہے بہ نسبت اس کے کہ وہ ایک نوعمر حسین ملکہ کے پہلو میں نشست اختیار کرے۔ ملکہ بھی ایسی حسین و جمیل جس کی مثل اس ملک پہلے نہ دیکھی تھی۔ اور جس کی نسبت مشہور ہے کہ رب عمون نے اسے عمر دراز بخشنے کا وعدہ ہے۔" اتنا کہہ کر ثوران نے نہایت ادب سے سر جھکایا۔

نیطر طیبہ نے تیز ہو کر کہا۔ "یعنی آپ سمجھتے ہیں کہ جہاں پناہ جلد مر جائیں گے۔ شہزا ثوران! میں آپ کی صورت اچھی طرح دیکھ رہی ہوں۔ اس پر بدخواہی اور بدسلوکی کے آثا خوب نمایاں ہیں۔ آپ انکار کریں مگر برے خیالات آپ کے دل میں ضرور ہیں۔"

اتنا کہہ کر نیطر طیبہ نے ثوران کی طرف سے منہ پھیر لیا اور ان لوگوں کو جو گرد و پیش تھے بغو دیکھنے لگی۔ دفعتاً دیکھا کہ ثوران کے پیچھے جہاں اس کے اور ملازمین کھڑے تھے ایک کڑ بڑی او لمبی داڑھی کا آدمی نجومیوں کا سا لباس پہنے موجود ہے اور معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک چیز کو بہت غو سے دیکھ رہا ہے۔ اس کی نظر خاص کر فرعون اور ملکہ کی طرف ہے کیونکہ نیطر طیبہ جب نگاہ اٹھاتی تو تو یہی نظر آتا تھا کہ یہ عجیب شخص تیز نظروں سے اس کو اور اس کے باپ کو دیکھ رہا ہے۔

خاتون آشتی نیطر طیبہ کے قریب حاضر تھی۔ نیطر طیبہ نے اس سے پوچھا۔ "یہ کون آد ہے؟"

آشتی نے چپکے سے کہا۔ "یہ بڑا مشہور و معروف نجومی اشمعون ہے۔ میں نے اس کو ای مرتبہ پہلے بھی دیکھا ہے، جس وقت یہ آپ کی ولادت سے پہلے شہزادہ ثوران کے ساتھ طیبی آیا تھا۔ اس کا پورا حال میں آپ کو پھر سناؤں گی۔ اس وقت آپ اس کو اچھی طرح نظر رکھیں۔"

نیطر طیبہ نے آشتی کے اس کہنے پر عمل کیا تو معلوم ہوا کہ یہ عجیب الخلقت نجومی بادشاہ کو

بادشاہ کی ہر ایک جنبش کو کہ وہ کس طرح متوجہ اور کس سے باتیں کرتے ہیں بغور دیکھ رہا ہے اور جو بات ملکہ کے منہ سے نکلتی ہے مثلاً خدائے موت کی نسبت جو باتیں ہوئی تھیں ان کو چند مومی تختیوں پر جو اس کے پاس ہیں بطور یادداشت لکھ لیتا ہے۔ تاکہ جب سحر کے زور سے آئندہ کی خبریں نکالنے بیٹھے تو ان باتوں سے بھی مدد حاصل کرے۔

مستورات شاہی میں جو خواصیں فرعون کی خدمت میں حاضر رہتی تھیں ان میں شہزادہ ثوران کی وہ حرم مرطیرہ بھی تھی جس نے ایک مرتبہ طیبی کے شہر میں ثوران سے ناراض ہو کر اس کا ایک بڑا راز بادشاہ پر ظاہر کر دیا تھا۔ مرطیرہ کو اس وقت بادشاہ کی کفش برداری کی خدمت حاصل تھی۔ گو ادھیڑ عمر کی ہو گئی تھی مگر اب تک حسین تھی۔ نیطر طیبہ کو اس سے خاص نفرت تھی۔ لیکن بادشاہ اس پر بہت مہربان تھا اور اس کی ذہانت اور ظرافت سے خوش ہوا کرتا تھا۔ ان ہی خوبیوں کی وجہ سے گو سابقہ حالات اس عورت کے اچھے نہ تھے بادشاہ نے اس کا درجہ بڑھایا تھا اور اکثر اس کو انعام و اکرام سے سرفراز کرتا رہتا تھا۔ اور فرصت کے اوقات میں دل بہلانے کے لئے اس کو اپنے قریب رکھتا تھا۔ اس وقت اس عورت کا انداز بھی کچھ ایسا تھا کہ نیطر طیبہ اسے غور سے دیکھنے لگی۔ معلوم یہ ہوا کہ وہ بار بار اشمعون نجومی کی طرف نگاہیں ڈالتی ہے اور کبھی اس طرح اسے دیکھنے لگتی ہے کہ کسی اور طرف نظر نہیں اٹھاتی۔ اسی حال میں اشمعون کی نظر مرطیرہ پر پڑی اور وہ اسے فوراً پہچان گیا۔ اب جو خواصیں بادشاہ کی پیشی میں تھیں، جب ان کی جگہ دوسری خواصوں کی باری آئی تو مرطیرہ چپکے سے اشمعون کے قریب جا کھڑی ہوئی۔ اور پنکھیا جو ہاتھ میں تھی اس کی اوٹ کر کے نجومی سے جلدی جلدی اس طرح باتیں کرنے لگی جیسے پہلے ہی سے کوئی مشکل معاملہ درپیش ہے اور اس کے متعلق اب کوئی بات طے پانے والی ہے۔ اشمعون نے مرطیرہ کی بات سن کر اس طرح سر ہلایا کہ گویا جو کچھ وہ کہتی ہے وہ منظور ہے۔ اس کے بعد اشمعون کے پاس سے مرطیرہ ہٹ گئی۔

ضیافت بہت دیر تک ہوتی رہی۔ جب ختم ہونے کو ہوئی تو کمرے کا ایک دروازہ کھلا اور بہت سے غلام ایک پرانے مردے کی ممی تابوت میں رکھے ہوئے کندھوں پر اٹھا کر لائے اور بیچ کمرے میں اس کے قدم زمین پر ٹکا کر مثل ایک ستون کے اسے قائم کر دیا۔ پھر ایک سردار جس کے سپرد مہمانوں کے جام صحت پینے کا اہتمام تھا۔ اس مردے کے قریب آیا اور پکار کر کہنے لگا۔

"کھاؤ پیو! اور خوش رہو! اے دنیا کے بڑے لوگو عیش و آرام سے زندگی بسر کرو کیونکہ آخر

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint
www.paksociety.com

میں تمہارا بھی وہی درجہ ہونے والا ہے جو تابوت میں اس مردے کی پرانی ممی کا نظر آ رہا ہے۔"

مردے کی ممی کو اس طرح ضیافت میں لا کر مہمانوں کے سامنے پیش کرنے کی رسم بہت قدیم تھی لیکن اس زمانہ میں وہ ایک مدت سے متروک ہو چکی تھی۔ نیطرطیہ کو جس نے پہلے کبھی یہ رسم نہ دیکھی تھی، دیکھتے ہی سخت کراہت معلوم ہوئی۔ ممی کے لباس پر شاہی نشان اور طغرے کی طرف اشارہ کر کے ثوران سے کہا۔ "عمی ثوران! ایک مدت کے مرے ہوئے بادشاہ کی لحد سے اس کی لاش کو نکال کر اس طرح زندہ لوگوں میں لانے کے کیا معنی؟"

ثوران نے جواب دیا۔ "ملکہ جہاں! یہ بادشاہ نہیں ہے بلکہ کسی غریب آدمی کا مردہ ہے یا ممکن ہے کہ مردہ نہ ہو محض لکڑی کا ایک مصنوعی پتلا ہو اور محض بادشاہ کی تعظیم کے خیال سے اس کے سر پر سانپوں والا تاج اور ہاتھ میں عصائے حکومت دے دیا گیا ہو۔"

یہ فقرہ سن کر نیطرطیہ کو بہت غصہ آیا اور فرعون جس نے یہ باتیں سن لی تھیں افسردہ چہرے پر تبسم لا کر کہنے لگا۔ "برادر ثوران! ایک ضعیف اور بیمار شخص کے سامنے جو اپنے ابدی وطن میں پہنچنے کے لئے زندگی کی اخیر منزل میں ہو اس قسم کے خیالات کا اظہار پاس ادب کی اچھی مثال نہیں ہے۔ گو مجھ کو شکایت کا موقع نہیں ہے لیکن کیا آپ کے نزدیک مجھے ایسی چیز کا یاد دلانا جو میری منتظر ہے اور ایک دن سب کو آنے والی ہے، بے ضرورت نہ تھا۔"

اتنا کہہ کر بادشاہ نے کرسی کی پشت سے سہارا لے کر آہ سرد بھری اور نیطرطیہ باپ کی صورت دیکھ کر پریشان ہوئی۔ اس پر ثوران نے حکم دیا کہ ممی کو فوراً ہٹا دیا جائے اور نہایت عاجزی سے معافی مانگ کر عرض کیا۔ "یہ اس شہر کی ایک قدیم رسم ہے جو یہاں ابھی تک جاری ہے کیونکہ حضور کے دارالسلطنت طیبی کی طرح اس شہر منوف نے اپنی قدیم رسموں کو بدلا نہیں ہے اور اس مردے کی ممی کو، گو مجھے تحقیق نہیں ہے کہ واقعی یہ ممی ہے یا کوئی مصنوعی پتلا ہے، مصر کے تیرہ بادشاہوں کے سامنے، جن کو دنیا سے گزرے ہوئے صدہا برس گزر لئے ہیں ضیافتوں کے موقع پر پیش کیا گیا تھا۔ یہ زمانہ بھی وہ تھا کہ یہ شہر مصر کا پائے تخت تھا اور طیبی ابھی تک دارالحکومت نہ ہوا تھا۔"

نیطرطیہ کو غصہ تو آ ہی رہا تھا کہنے لگی۔ "اگر یہی بات تھی تو اب تک اس ممی کو اگر انسان کا گوشت و استخوان اس میں تھا دفن کیوں نہ کر دیا گیا یا اگر وہ محض لکڑی کا کندہ تھا تو اس کو جلا کیوں نہ ڈالا۔ ثوران اب ہم کو رخصت کی اجازت دیجئے، جہاں پناہ بہت خستہ معلوم ہوتے ہیں۔"

ثوران نے کچھ جواب نہ دیا۔ اپنی کرسی سے اٹھا۔ نیطرطیہ سمجھی کہ محفل کو برخاست کرنے اٹھا ہے مگر یہ بات نہ تھی۔ ثوران نے شراب کا جام زریں اٹھا کر مہمانوں سے خطاب کیا۔

"میرے معزز مہمانو......! رخصت ہونے سے پہلے ہمارا فرض ہے کہ شہر منوف کی طرف سے دادر مصر شمال و جنوب کی تشریف آوری کی خوشی میں اس کا جام صحت پئیں۔ یہ پہلا موقع ہے کہ جہاں پناہ نے اپنے عہد میں اس شہر کو اپنے قدموں سے عزت بخشی ہے۔ ابھی ابھی ارشاد ہوا تھا کہ وہ کمزور وضعیف ہو گئے ہیں اور اس کی امید نہیں کہ پھر کبھی اس شہر میں تشریف لائیں۔ مگر خداؤں کو یہ منظور ہوا کہ جس نعمت سے ایک مدت تک بادشاہ مصر کو انہوں نے محروم رکھا تھا وہ نعمت عہد پیری میں ان کو عطا فرمائیں۔ چنانچہ وہ نعمت حسین و پُر جمال ملکہ نیطرطیہ ہیں جو اپنے پدر بزرگوار کے ساتھ اس وقت سلطنت مصر میں شریک ہیں اور مجھ کو یقین ہے اور ہم سب کی دعا ہے کہ جہاں پناہ کے بعد بھی جس وقت حضور اقدس اوسیرس کی حدود سلطنت میں قدم رکھیں گے سریر آرائے مصر رہیں گی۔ لیکن احباب والا شان! ذرا غور فرمائیے کہ حکومت مصر کے بار عظیم کی یہ مہ جبیں اور نازک جان کس طرح متحمل ہو سکتی ہے۔ اس لئے میں جہاں پناہ کا جام صحت اس دعا کے ساتھ نوش کرتا ہوں کہ ملکۂ عالم نیطرطیہ، دختر عمون، نجم السحر، جمال حاسر جنہوں نے اکثر عشاق کا پیغام رد کر دیا ہے، اس شہر سے رخصت ہونے سے پہلے کسی ایسے شخص کو اپنا شوہر بنانا قبول کر لیں جس کی رگوں میں شاہان سلف کا خون ہو اور جو حکومت کے فن میں کامل ہو اور جس میں اتنی عقل اور طاقت ہو کہ اس صدمۂ جانکاہ کے وقت جب کہ ملکۂ جہاں دنیا میں اپنے تئیں یکہ و تنہا پائیں تو وہ عالی خاندان مرد ایک عورت کی کمزوریوں اور ناتجربہ کاریوں میں ان کا پورا مددگار بن سکے۔"

حاضرین اس تقریر کے پوشیدہ مفہوم اور مخفی غرض کو بخوبی سمجھ گئے اور سب اپنی اپنی کرسی سے اٹھ کر جام شراب اونچا کر کے اس دعا میں نہایت جوش و خروش سے شریک ہوئے۔ ان تمام حرکتوں کی ہدایت ان کو پہلے ہی کر دی گئی تھی۔ غرض جام صحت پی کر سب لوگ باآواز بلند کہنے لگے۔

"ہم ثوران سے واقف ہیں اے ملکہ جہاں! اے عمون کی بیٹی! آپ اس کو قبول فرمائیں اور مصر پر حکومت کرنا آپ کو ہمیشہ نصیب رہے۔"

فرعون نے جب یہ جملے سنے تو دریافت کیا۔ "یہ لوگ کیا کہتے ہیں۔" ان کے یہ جملے میری

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

سمجھ میں نہیں آئے بیٹی ان لوگوں کا شکریہ ادا کرو۔ میری آواز کمزور ہے اور بس یہاں سے چلو۔"

نیطرطیہ اپنی کرسی سے اٹھی۔ سب لوگ خاموش ہو گئے نیطرطیہ نے بہت تیز نگاہوں سے چاروں طرف دیکھا اور پھر نہایت روشن اور صاف آواز میں جو دربار کے ہر گوشے تک پہنچتی تھی کہا۔ "میں اور میرے والد بزرگوار ارض شمال وجنوب کے فرمانروا، اس شہر کی رعایا کے دل سے شکرگزار ہیں۔ جس وفاداری سے آپ نے ہمارا خیر مقدم کیا ہے اس کا ہمارے دل پر اثر ہے۔ لیکن آپ کے حاکم شہر شہزادہ ثوران نے جو تقریر ابھی کی ہے اس کا مطلب ہماری سمجھ میں نہیں آیا۔ میری دعا ہے کہ جہاندار مصر یعنی میرے پدر محتشم ابھی سالہا سال تک بادولت واقبال اپنی سلطنت کے سر پر دائم وقائم رہیں۔ لیکن اگر انہوں نے اس زندگی مستعار کو الوداع کہا اور میں ان کے بعد زندہ رہی تو اے رعایا مصر آپ اپنی ملکہ کی کمزوری اور ناتجربہ کاری کا خوف ہرگز دل میں نہ لائیں۔ اس کے ساتھ ہی آپ اس امر سے بھی آگاہ ہو جائیں کہ آپ کی ملکہ کو شوہر کی تلاش نہیں ہے۔ اگر یہ تلاش کبھی ہوئی بھی تو منوف کی شہر پناہ کے اندر نہ ہوگی۔ اب آپ سب رخصت ہوں۔ عمی ثوران! آپ بھی آرام کریں اور ہم کو بھی اجازت ہو کہ اپنی قیام گاہ کو جائیں۔"

یہ کہہ کر نیطرطیہ نے باپ کا ہاتھ پکڑا اور ضیافت کے عالیشان کمرے سے باہر آئی، پھر کوئی لفظ منہ سے نہ نکلا۔ ثوران کی یہ حالت ہوئی کہ مہمانوں کا منہ تکتا تھا اور مہمان اس کا منہ دیکھ رہے تھے۔

جب ملکہ نیطرطیہ قصر کے دروازے کی اونچی عمارت پر اپنے کمروں میں پہنچی اور خواصیں دوسرا لباس پہنا کر چلی گئیں تو قریب کے کمرے سے دوا آشتی کو طلب کیا۔ نیطرطیہ نے کہا۔ "آشتی! تم بڑی عاقل وزیرک ہو، بتاؤ تو اس ثوران کی تقریر کا مطلب کیا تھا۔"

آشتی نے کہا۔ "اگر آپ نے اس کا مطلب نہ سمجھا تو پھر آپ اتنی عقلمند نہیں ہیں جیسا کہ میں آپ کو سمجھتی تھی۔ بہر کیف آپ کا حکم ہے تو مطلب عرض کرتی ہوں۔ ثوران آپ کے چچا کا مطلب یہ ہے کہ اب آپ اس شہر میں قید ہو گئی ہیں اور جب تک آپ ثوران کی بیوی نہ بن لیں گی اس شہر کی دیواروں سے باہر قدم نہیں نکال سکتیں۔"

اتنا سن کر نیطرطیہ آگ بگولہ ہو گئی۔ غصے سے کھڑی ہو گئی اور کہا۔ "اس ثوران کو ایسی تقریر

کرنے کا کیا حق تھا۔ کیا میں اس خنزیر کی بیوی بنوں گی؟ جو میری باپ کا بھائی ہے، جس کی عمر میرے دادا کے برابر ہے۔ یہ بدبخت وبدشکل، سیاہ کاریوں کا تودۂ نجس فخریہ کہتا ہے کہ اس کی بیویاں سو سے کم نہیں ہیں۔ میں ملکۂ مصر جس کو رب عمون نے اپنے خاص حکم سے اس دنیا میں پیدا کیا۔ اس کے ساتھ ...... اس نابکار کی اتنی جرأت۔" نیطرطیہ کو اس قدر غصہ آیا کہ دم چڑھ گیا۔

آشتی نے کہا۔ "ملکۂ عالم! بے شک سوال یہی ہے کہ اس کی اتنی جرأت کیونکر ہوئی، لیکن جو کچھ اس کے دل میں آ چکا ہے جہاں تک ممکن ہوگا وہی کر دکھائے گا۔ مجھ کو تو شروع ہی سے اس کی طرف سے اندیشہ تھا اور یہی وجہ تھی کہ میں نے منوف آنے کی مخالفت کی تھی۔ لیکن آپ کو یاد ہوگا کہ اس وقت آپ نے مجھے خاموش کر دیا تھا اور کہا تھا کہ بس ہم نے قصد کر لیا ہے کہ مصر کے اس قدیم ترین شہر کی ضرور سیر کریں گے۔"

نیطرطیہ نے کہا۔ "آشتی تم کو خاموش نہ ہونا چاہئے تھا۔ صاف صاف جو کچھ تمہارے دل میں تھا اسی وقت کہہ دیتیں۔ خواہ میں تم کو اپنے سامنے سے نکلوا ہی کیوں نہ دیتی۔ ثوران نے یا اس کے لڑکوں نے کبھی میرے لئے پیغام نہیں دیا تھا۔ اس لئے مجھ کو اس بات کا ذرا بھی شبہ پیدا نہ ہوا کہ......!"

آشتی نے اس کی بات کاٹ کر کہا۔ "شبہ کیوں ہوتا ملکۂ عالم! عورتوں کا حال یہ ہے کہ جہاں اپنا دل کسی کو دے دیا پھر وہ بھول جاتی ہیں کہ کوئی اور چیز بھی یہاں تک کہ ایک سلطنت بھی ہاتھ سے دینی پڑے گی۔ سانپ شیر کی طرح نہیں دھاڑتا لیکن اس کی مکاریاں شیر سے بڑھ کر ہوتی ہیں۔ اس سانپ سے ڈرنا چاہئے۔"

نیطرطیہ نے کہا۔ "ایک دفعہ اس شہر سے باہر ہو جاؤں تو پھر سانپ کو معلوم ہوگا کہ اب اسے مجھ سے ڈرنا چاہئے۔ کمر کچل کر یونہی تڑپتا اور بل کھاتا چیلوں کا لقمہ بنانے کو نہ اچھال دیا تو نام نہیں، آشتی! اب اس شہر سے نکلنے کی کوئی تدبیر بتاؤ۔"

آشتی نے کہا۔ "پیاری ملکہ! یہاں سے نکلنا آسان کام نہیں۔ آج سے آٹھ دن تک روز کوئی نہ کوئی جلسہ، کوئی نہ کوئی جشن مقرر کر دیا گیا ہے۔ اگر بادشاہ سلامت نے ان تقریبوں میں بغیر شریک ہوئے اس شہر سے کوچ کرنا چاہا، تو شمالی ملک کی تمام رعایا جس نے جہاں پناہ کو جب سے وہ تخت نشین ہوئے ہیں ابھی دیکھا ہے، سخت ناراض ہو جائے گی۔"

نیطرطیہ نے کہا۔ "ناراض ہو جانے دو۔ جہاں پناہ مالک ومختار ہیں۔ وہ جو چاہیں

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

www.paksociety.com

سو کریں۔"

آشتی نے کہا۔" بے شک بادشاہ کی نسبت کہا تو یہی جاتا ہے کہ وہ مختار ہیں لیکن کیا آپ سمجھتی ہیں کہ جہاں پناہ خود ملک میں کسی قسم کی بدعملی یا اپنی سلطنت کو خدشہ میں ڈالنا پسند کریں گے۔ سنئے! ثوران ایسا صاحب قوت ہے اور اس کے تحت میں اتنا بڑا لشکر ہے کہ اس زمانہ امن و امان میں جہاں پناہ بھی اتنا بڑا لشکر فراہم نہیں کر سکتے۔ علاوہ اس کے ثوران کا لشکر قواعد دان اور آزمودہ کار ہے۔ صحرا کے ہزار رہا بدوی قبیلے اس کو اپنا سردار مانتے ہیں، اس کا اشارہ پاتے ہی یہ صحرائی لوگ مصر کی دولت پر اس طرح ٹوٹ پڑیں گے جس طرح کسی موٹے تازے بیل کی لاش پر بھوکے گدھ اتر پڑتے ہیں۔ پھر غور کیجئے کہ بادشاہ سلامت کے ہمراہ صرف پانچ سو سواروں کی جمعیت ہے اور ثوران کی فوجیں جو استقبال کے لئے حاضر ہوئی ہیں ان سے شہر کے تمام کوچہ و بازار پٹے پڑے ہیں۔ تمام راہیں انہوں نے روک رکھی ہیں۔ جنگی جہاز دریا پر اتنے موجود ہیں کہ دریا کی سطح تک نظر نہیں آتی۔ اس صورت میں بغیر ثوران کی اجازت کے آپ شہر سے باہر کیوں کر نکل سکتی ہیں کوئی قاصد یا ایلچی پہنچنا ممکن نہیں ہے کہ طیبی سے یہاں کمک آ سکے جس کے آنے میں بھی پچاس دن سے کم نہ لگیں گے۔"

نیطر طیہ نے جب سمجھ لیا کہ واقعی حالت نہایت خطرناک ہے تو وہ چپ ہو گئی صرف اتنا کہا۔" آشتی تم نے غلطی کی۔ اگر تم کو اپنے جادو سے ان باتوں کی خبر پہلے سے معلوم ہو گئی تھی تو بادشاہ کو آگاہ کر دینا تمہارا فرض تھا۔ میں نہیں سمجھ سکتی تھی کہ ایسے موقع پر تم خاموش رہو گی۔"

آشتی نے کہا۔" ملکہ جہاں! میں چپ نہیں رہی۔ میں نے سب باتیں اسی وقت بتا دی تھیں، بادشاہ سلامت کو میں نے ہر طرح ہوشیار کرنا چاہا مگر کسی نے میری بات نہ سنی۔ اور فرمانے لگے کہ یہ باتیں تو ایسے آدمی کی ہیں جو خالی بیٹھا آئندہ کی خبریں نکالا کرتا ہے اور طرح طرح کی خیالی صورتیں اسے نظر آیا کرتی ہیں۔ جہاں پناہ نے خود مجھے بلا بھیجا۔ مجھے اور میرے خاوند مرئیس کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ ہم نے اس معاملہ میں پوری تحقیقات کر لی ہے، کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی کہ ثوران یا اس کے ماتحت افسروں کی طرف سے بدگمانی کی جائے۔ جہاں پناہ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ خبردار ملکہ نیطر نیطر طیہ پر کوئی بات ظاہر نہ ہو۔ وہ لڑکی ہے ایسا نہ ہو کہ ڈر جائے اور اس کی یہ کل سیر و تفریح بے لطف ہو جائے۔"

نیطر طیہ نے آشتی سے پوچھا۔

"بابا جان کا مشیر اور صلاح کار اس وقت کون تھا۔"

آشتی نے کہا۔" کیا عرض کروں کون تھا۔ وہی خواص مرطیرہ تھی جسے جہاں پناہ بہت پسند فرماتے ہیں۔ وہی مورچھل لئے بادشاہ سلامت کے تخت کے پیچھے کھڑی تھی۔

نیطر طیہ نے کہا۔" اسے تو میں بھی جانتی ہوں۔ یہ وہی عورت ہے جو آج اس لمبے نجومی سے کانا پھوسی کر رہی تھی لیکن کیا بادشاہ سلامت محل کی ان خواصوں سے صلاح مشورہ بھی کیا کرتے ہیں۔

آشتی بولی۔" اس خواص سے تو ضرور مشورہ کرتے ہیں۔ اصل میں آپ کو پورا قصہ نہیں معلوم۔ آپ کی پیدائش سے ایک سال قبل شہزادہ ثوران کے ساتھ یہ عورت طیبی میں آئی تھی۔ اس وقت جوان تھی، صورت شکل بھی اچھی تھی۔ ثوران کی حرموں میں اس کا شمار تھا۔ طیبی میں ثوران کو اس کی کسی بات پر غصہ آیا اور اسے مار کر نکال دیا۔ مرطیرہ نے اس پر قسم کھائی کہ جان جاتی رہے مگر بغیر بدلہ لئے نہ چھوڑے گی۔ بدلہ لینے کا موقع بھی جلد آ گیا اور وہ اس طرح کہ اسی دن ثوران نے اس نجومی اشمون سے جس سے اس عورت کو آپ نے باتیں کرتے دیکھا تھا، یہ بات کہی کہ اس کا ارادہ فرعون کو قتل کر کے اس کا تخت حاصل کرنے کا ہے۔ اشمون نے ثوران کو اس قصد سے منع کیا۔

مرطیرہ نے کسی طرح یہ کل گفتگو سن لی اور جہاز سے اتر کر فرعون کے پاس پہنچی اور ثوران کے اس منصوبے کو بادشاہ پر ظاہر کر دیا۔ لیکن بادشاہ نے ثوران کا قصور معاف کر دیا اور بہت سا انعام و اکرام دے کر منوف کے شہر کو جہاں کا وہ حاکم تھا واپس بھیج دیا۔ حالانکہ ثوران کی یہ بد خواہی ایسا جرم تھا کہ اس کو سزائے قتل ملنی چاہئے تھی۔ اب مرطیرہ طیبی ہی میں رہ پڑی اور بادشاہ کی خدمت میں ہر وقت حاضر رہنے لگی۔ بادشاہ سلامت اس کا بہت خیال کرنے لگے اور جب کبھی منوف کی پوشیدہ خبریں دریافت کرنی ہوتی تھیں تو مرطیرہ ہی سے دریافت کرتے تھے۔ چونکہ اس عورت کی پیدائش اسی شہر کی تھی وہاں کی ایک ایک بات خواہ کیسی ہی خفیہ ہو اسے معلوم ہو جاتی تھی اور بادشاہ کو جس بات کی خبر رہتی وہ سچ نکلتی۔"

نیطر طیہ نے حیرت سے کہا۔" کیا تعجب ہے۔ کیونکہ ثوران کا یہ نجومی اس عورت کو تمام خبریں دیتا رہتا ہو گا۔"

آشتی نے کہا۔" ملکۂ عالم! آپ کا خیال درست ہے۔ یہ نجومی وہاں کے بھید دیتا تھا اور

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

www.paksociety.com

اس کے بدلے میں مرطیرہ سے یہاں کے بھید لیتا تھا۔ میرا خیال یہ ہے کہ جب میں جہاں پناہ سے، جو کچھ مجھے سحر سے معلوم ہوا تھا کہہ کر ہٹی تو مرطیرہ بلائی گئی اور بادشاہ سلامت سے جو کچھ میں نے کہا تھا وہ اس عورت سے بیان کیا۔ وہ سن کر ہنسی اور کہنے لگی کہ یہ سب خیالات مہمل ہیں۔ ثوران نے تخت مصر حاصل کرنے کا خیال مدت ہوئی کہ دل سے نکال دیا ہے اور اب وہ نہایت خوش وخرم اپنی حالت پر قانع انتظام حکومت میں مصروف ہے اور جب مرجائے گا تو اس کے بیٹوں میں سے کوئی اس کا وارث قرار پاجائے گا۔

بادشاہ سلامت سے اس عورت نے یہ بھی کہا۔

''ثوران نے اس قدر فوج جو جمع کی ہے اس کی غرض محض یہ ہے کہ بادشاہ اور ملکہ مصر کے استقبال میں بڑے اہتمام کے ساتھ اظہار وفاداری کرے کیونکہ جملہ عمال دولت میں اس کے برابر کوئی جانثار اور وفادار نہیں ہے۔ خود مجھ کو ثوران سے کچھ نفرت سی ہے کیونکہ میں مدت سے حضور کی وابستہ دولت ہوں اور اسی کو اپنے حق میں بہتر جانتی ہوں۔ اگر کوئی بات خوف کی ہوتی تو میں خود آپ کے ہمراہ وہاں جانے کو کیوں تیار ہوتی۔ یہ ثوران وہی ہے جس کا راز میں نے آپ پر افشا کر دیا تھا اور اس سے مدعا بجز اس کے کچھ نہ تھا کہ اپنا ایمان درست رکھوں اور جہاں پناہ کی خیر خواہی میں دل سے کوشاں رہوں۔''

بادشاہ نے مرطیرہ کی ان سب باتوں کا یقین کر لیا اور میں جہاں پناہ کے حکم کی وجہ سے آپ سے بھی کچھ نہ کہہ سکی۔ یہ سمجھ کر کہ اگر نافرمانی کی تو جہاں پناہ ناراض ہو کر مجھے تم سے جدا کر دیں گے۔ اب تو میرا رعمیس بھی سدھار چکا ہے۔ اگر تم سے بھی جدا ہو گئی تو سوائے موت کے میرے لئے کیا رکھا ہے۔ لیکن اس پر بھی خیال یہی آتا ہے کہ مجھ سے غلطی ہوئی۔''

نیطرطیہ نے یہ آخری فقرہ سن کر کہا۔

''ہاں غلطی ہونے میں تو کلام نہیں۔ لیکن جو غلطیاں محبت کی وجہ سے ہوں وہ ناقابل معافی ہیں۔ ہائے، بابا جان! وہ کون سا خدا تھا جس نے آپ کو ایسا کمزور پیدا کیا کہ اپنی جان یوں بے دریغ خبیث مرطیرہ کے سپرد کر دی جو عورت کے بھیس میں پوری شیطان ہے۔ آشتی! اب تم آرام کرو۔ میں بھی سوتی ہوں۔ رب عمون سے خواب میں عرض کروں گی کہ اپنی بیٹی کی اس وقت مدد کرے۔ جس دام میں ہم اس وقت گرفتار ہوئے ہیں وہ بہت سخت ہے۔ ممکن ہے کہ خداوند عمون خواب میں ظاہر ہو کر اس پھندے کو توڑ کر نکلنے کی کوئی تدبیر بتائے۔''

جس رات ضیافت ہوئی تھی ضیافت کے ختم ہونے پر مرطیرہ ملازمین شاہی کے ساتھ ہیکل میں جہاں بادشاہ مقیم تھا واپس نہیں آئی بلکہ جس وقت ضیافت سے اٹھ کر لوگ باہر نکلنے کو ہوئے تو وہ محلدار سے جو وہاں حاضر تھا کچھ باتیں کرنے لگی۔ محلدار کو اس کا علم تھا کہ ہیکل میں داخلہ اور باہر جانے کا اجازت نامہ بادشاہ کی طرف سے مرطیرہ کو حاصل ہے۔ اس لئے اس نے کہا۔

''آپ جس وقت واپس آئیں گی ہیکل کا دروازہ کھول دیا جائے گا۔''

یہ کہہ کر محلدار نے مرطیرہ کو باہر جانے دیا۔ مرطیرہ دروازے سے نکلتے ہی دوسرے صحن میں ستونوں کی آڑ لیتی ہوئی ایک طرف کو چلی۔ ایک سیاہ شال اپنے سر پر ڈال لی اور ایک ستون کے سایہ میں کھڑے ہو کر کسی کا انتظار کرنے لگی۔ اتنے میں ایک لمبے قد کی صورت سیاہ عبا میں سر سے پاؤں تک چھپی ہوئی اس کی طرف آئی اور ہاتھ سے اشارہ کیا۔ مرطیرہ آگے بڑھ کر ساتھ ہولی۔ اور اب یہ دونوں ایک زینے کے قریب پہنچے۔ بہت سی سیڑھیاں چڑھنے کے بعد ایک دروازہ آیا جس میں قفل پڑا تھا۔ اس دراز قامت صورت نے قفل کھولا اور جب دونوں اندر آئے تو دروازے میں اندر سے پھر قفل لگا لیا۔

اب مرطیرہ نے دیکھا کہ وہ ایک بہت ہی پرتکلف اور آراستہ کمرے میں ہے۔ چھت سے متعدد چراغ لٹکے ہوئے روشن ہیں۔ کمرے کی وضع دیکھتے ہی سمجھ گئی کہ یہ مقام ستاروں اور سیاروں کی گردشیں دیکھنے اور اعمال سحر کا ہے۔ کیونکہ ہر طرف طرح طرح کے آہنی آلات، کترے اور اصطرلاب اور کاغذوں پر عجیب عجیب طرح کے نقش بنے ہوئے ایک بڑی میز پر رکھے ہیں اور اس میز سے اوپر چھت سے ڈوری میں بندھا ہوا ایک بلور کا گولا لٹک رہا ہے اس گولے سے آئندہ کے حالات معلوم کئے جاتے تھے۔

مرطیرہ نے سیاہ شال سر سے اتار کر ایک طرف پھینک دی اور ایک بہت ہی نرم گدوں کی آرام کرسی پر بیٹھ گئی اور جب ذرا دم ٹھہرا تو کہنے لگی۔ ''اشمون! آپ تو واقعی بالکل ہی خداؤں کے پڑوس میں رہتے ہیں۔ اس کمرے کی بلندی قیامت کی ہے۔ سیڑھیں چڑھتے چڑھتے دم پھول گیا۔''

اشمون نے جواب دیا۔

''جی ہاں...... آسمان وزمین کے درمیان سے بیچ کی منزل سمجھئے۔ یہاں دنیا سے الگ تنہا بیٹھا جو کچھ آسمانوں پر گزرتا ہے اسے دیکھ کر لکھتا رہتا ہوں۔ گردش کواکب سے جتنی چیزیں معلوم

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

ہوتی ہیں ان کو اس بات کا اندازہ کر کے کہ کس حد تک ان سے دوسروں کو مطلع کرنا مناسب ہے زمین کے رہنے والوں کو باخبر کر دیتا ہوں۔"

مرطیرہ نے کہا۔"بغیر روپیہ وصول کئے تو یہ فیاضی آپ سے کاہے کو ہوتی ہوگی۔"

اشمون نے کہا۔"ہاں! اس میں کیا کلام ہے۔ روپیہ نہ ملے تو پھر اس زحمت سے فائدہ ہی کیا۔ جس طبیب کا نذرانہ کچھ نہ ہو اسے کوئی نہیں پوچھتا ہے۔ اچھا، خیر! تو آپ یہاں تشریف لے ہی آئیں۔ برسوں کے بعد آپ کی صورت دیکھ کر اس وقت بے انتہا دل خوش ہوا اور بڑی مسرت یہ ہے کہ جوانی اور حسن جو پہلے تھا وہی اب تک موجود ہے۔ پیاری مرطیرہ یہ تو بتاؤ کہ یہ سدابہار جوانی کا نسخہ کہاں سے ہاتھ لگا۔ ہم بھی تو کچھ سنیں۔"

یہ عورت خوشامد پسند تھی۔ تعریف پر خوش ہوئی اور یہ تعریف کچھ غلط بھی نہ تھی۔ کیونکہ جس عمر میں مصر کی عورتیں بڑھیا ہو جاتی ہیں مرطیرہ اس عمر میں بالکل جوان اور تروتازہ معلوم ہوتی تھی۔ مرطیرہ نے جواب دیا۔

"ایمان درست ہو، بھوک اچھی ہو، نیک اعمال ہوں، اطمینان کی زندگی ہو اور یہ سب باتیں فرعون کی حرموں کو میسر ہیں، پھر کوئی وجہ نہیں کہ جوانی کو زوال آئے۔ مگر اشمون معلوم ہوتا ہے کہ تم راتوں کو بہت جاگتے ہو۔ صورت زرد ہوگئی ہے اور دبلے اتنے ہوئے ہو کہ کسی مردے کی خشک لاش معلوم ہوتے ہو گو یہ سچ ہے کہ اس پرتکلف لباس میں خوبصورت ضرور معلوم ہوتے ہو۔" یہ اخیر فقرہ ایسا ہی تھا جیسے کڑوی دوا کی گولی پر کوئی چاندی کا ورق چڑھا دے۔

اشمون بڑا ظاہر بین اور ظاہر پرست تھا۔ صورت بدمزہ سی بنا کر کہنے لگا......!"بات یہ ہے کہ محنت بہت کرنی پڑتی ہے۔ دوسروں کی بھلائی میں ہر وقت کی جانفشانی، معدے کی شکایتیں اور پھر رات رات بھر اس فلک نما کاشانے میں بیٹھ کر اختر شماری کرتے کرتے اور سرد ہواؤں کے جھونکے کھاتے کھاتے درد اعضاء کے مرض میں مبتلا رہتا ہوں۔ آج بھی معدہ میں ثقل ہے اور اعضا شکنی ہو رہی ہے۔ دوا کھائے کام نہیں چلتا۔" یہ کہہ کر اٹھا۔ شراب کے ایک شیشہ سے ساغر بھر کے ایک مرطیرہ کو پیش کیا اور کہا۔

"ذرا پی کر دیکھئے۔ یہ چیز آپ کے دارالسلطنت طیبی میں میسر نہیں آسکتی۔ مرطیرہ نے شراب پی کر کہا۔

"واقعی چیز اچھی ہے لیکن تیز بہت ہے۔ میں بھی اگر اس کا استعمال زیادہ رکھوں تو جوڑ دوں

میں درد پیدا ہو جائے۔ اچھا اشمون! اب یہ بتاؤ کہ میں آپ کے اس شہر میں آنے کو تو آگئی، مگر میری جان بھی یہاں محفوظ ہے، کسی سے خوف کرنے کی تو ضرورت نہیں۔ میرا مطلب فرعون سے نہیں ہے۔ وہ تو میرا اچھی طرح اعتبار کرتا ہے۔ اس کے کام کے لئے تو جہاں چاہوں آجا سکتی ہوں۔ میری مراد اس کے بھائی شہزادہ ثوران حاکم شہر سے ہے۔ ایک زمانہ میں اس کم بخت کو بات خوب یاد رہا کرتی تھی اور اب بھی اس کی صورت سے معلوم ہوتا ہے کہ مزاج کچھ پہلے سے نرم نہیں ہوا ہے۔ تمہیں تو یاد ہوگا، اسی ثوران نے میرے منہ پر طمانچہ مارا تھا۔ اس کا بدلہ جس طرح میں نے لیا ہے اس کو بھول جانا آسان نہیں ہے۔"

اشمون بولا۔"ثوران کو اس کی خبر بھی نہیں ہوئی کہ طیبی میں جو کچھ اس پر گزری تھی وہ سب آپ کا کیا دھرا تھا۔ وہ تو غرور اور نخوت کا ایک اٹل پہاڑ ہے۔ اس کی سمجھ میں کب آتا ہے کہ کس نے برائی کی، کس نے بھلائی کی۔ اسے تو بس اتنا ہی یاد ہوگا کہ جب تم کو نکال دیا تو تم نکل گئیں۔ اور جب اس نے تم کو میری نذر کر دیا تو پھر اس کو تم سے کوئی بحث نہ رہی۔"

مرطیرہ نے کہا۔"کیا خوب! مجھ سے اور کچھ بحث نہ رہے۔ ایسا ہے تو بڑا احمق ہے۔"

اشمون پر تیز شراب نے اپنا اثر شروع کر دیا تھا۔ جب یہ تصور بندھا کہ مرطیرہ اتنے دنوں ہاتھ سے نکلی رہی تو غصہ آیا اور کہنے لگا۔

"مگر تم نے بڑا دھوکا دیا۔ تم جانتی تھیں کہ میں تم پر جان دیتا تھا اور اب تک یہی حال ہے پھر بھی تم وہیں کی ہو رہیں، میرے ساتھ یہاں نہ آئیں۔"

یہ فقرہ کہہ کر بڑی میٹھی میٹھی نظروں سے مرطیرہ کو دیکھنے لگا۔ مرطیرہ نے اشمون کی طرف دیکھ کر کہا۔

"بھلا میں آپ جیسے لائق و قابل یگانہ روزگار کے لائق کب تھی۔ اگر ساتھ رہتی تو آپ کی زندگی مشکل ہو جاتی۔ اس لئے آپ کے پاس آنے اور رہنے کی جگہ اس غریب فرعون کی حرموں میں شامل ہوگئی۔ یہ عورتیں کہنے کو حرمیں ہیں مگر بادشاہ سلامت کو ان سے کچھ اور مطلب غرض نہیں۔ لیکن مہربانی فرما کر کہیں شہزادہ ثوران سے یہ باتیں کہنے نہ بیٹھ جایئے گا۔"

اشمون نے کہا۔"اگر میری تمہاری وہی بات رہی جو اس وقت ہے تو کیوں کہنے لگا۔ اچھا اب تم نے دم لے لیا۔ اصل مطلب کی بات پر آنا چاہئے۔ نہیں تو رات یونہی گزر جائے گی اور اگر فرعون کو معلوم ہوگیا کہ تم رات بھر غائب رہیں تو سخت ناراض ہوگا۔"

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

مرطیرہ نے منہ بنا کر کہا۔ ''اونہہ...... بھاڑ میں جائے۔ ناراض ہو کر میرا کیا کرے گا مگر انصاف کی بات تو یہ ہے کہ روپے پیسے کے دینے میں بڑا سخی ہے اور عورت کی قدر بھی کرتا ہے۔ اچھا فرمائیے اور مطلب کی بات کیا ہے۔''

اس وقت اس پرانے نجومی کے چہرے پر ایک قسم کی سختی اور مکاری ظاہر ہونے لگی۔ اٹھا اور آگے بڑھ کر دیکھا کہ کمرے کا دروازہ اچھی طرح بند ہے۔ دروازے پر جو پردہ بندھا تھا اسے گرا دیا۔ پھر کرسی لے کر اس عورت کے قریب بالکل اس کے منہ کے سامنے اس ترکیب سے بیٹھا کہ اس کے چہرے پر تو روشنی پڑتی رہے مگر اپنا چہرہ اندھیرے میں رہے۔

اشمون نے کہا۔ ''مرطیرہ مجھے تم سے ایک بڑا کام ہے اور معلوم نہیں کہ مجھے تم پر بھروسا کرنا چاہیے یا نہیں۔ ایک دفعہ تم مجھ کو دھوکا دے چکی ہو اور فرعون کو تو برسوں سے دھوکا دے رہی ہو۔ کس کو خبر ہے کہ تم پھر کوئی جل دے کر ایسی چال چلو کہ مجبور ہو کر مجھے اپنا ہی گلا کاٹنا پڑے۔ جان سے بھی جاؤں اور عاقبت میں بھی ہمیشہ کو دوزخ کا کندہ بنوں۔''

مرطیرہ نے کہا۔ ''اگر آپ کا یہی خیال ہے تو ذرا تکلیف کر کے یہ دروازہ کھول دیجئے اور کسی آدمی کو ساتھ کر دیجئے کہ میں محل تک پہنچ جاؤں۔ اس طرح وقت ضائع کرنے سے کچھ حاصل نہیں۔''

اشمون نے کہا۔ ''سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں۔ تم جتنی مکار ہو اتنی ہی حسین بھی ہو۔ اچھا تو اب سنو۔'' اتنا کہہ کر اشمون نے مرطیرہ کی کلائی زور سے پکڑ لی اور اس کے کان کے پاس منہ لا کر چپکے چپکے کہنا شروع کیا۔

''اگر تم نے دھوکا دیا تو سمجھ لینا کہ بہت ہی بری موت مرنا پڑے گا۔ اگر چھری اور زہر سے کام نہ نکلا تو جادو اور سحر میں مجھے کسی سے کم نہ سمجھنا۔ جادو کے زور سے تمہاری اس پھول سی صورت کو ایسا کر دوں گا کہ دیکھنے والوں کو گھن آنے لگے۔ بھوت بن کر رات دن پیچھا نہ چھوڑوں گا۔ نیند آئی تو کیسی پلک سے پلک نہ لگنے دوں گا۔ تھک کر کہیں پڑو گی بھی تو تم پر دھوپ کھلی ہو کہ تمہارا حال بد کسی سے چھپا نہ رہے۔ اگر مجھے فریب دیا تو جو کچھ کہہ رہا ہوں سب کر گزروں گا بلکہ اس سے بھی بدتر حال کر دوں گا۔ اگر میں مرا تو سمجھ لینا کہ تمہیں بھی میرے ساتھ ہی دم توڑنا پڑے گا۔ اچھا قسم کھاؤ کہ بے وفائی نہ کرو گی۔ قسموں میں بھی سب سے بڑی قسم کھانی ہوگی۔''

مرطیرہ نے یہ گفتگو سن کر کمرے میں چاروں طرف دیکھا۔ وہ جانتی تھی کہ اشمون کا جادو

تمام ملک میں مشہور ہے۔ اس سے بڑھ کر کوئی موذی و مردم آزار جادوگر دنیا میں پیدا ہی نہیں ہوا۔ اس لئے وہ اشمون سے دل میں ڈری اور گھبرا کر کہنے لگی۔ ''مجھے تمہاری صورت سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی بڑا ہی پرخطر معاملہ کہنے والے ہو۔ میں تمہارا مطلب کچھ کچھ سمجھتی ہوں لیکن یہ بتاؤ کہ اگر میں نے تمہاری مدد کی تو مجھ کو اس کا صلہ کیا دو گے۔''

اشمون نے جواب دیا۔ ''اس کا صلہ سوائے اس کے اور کیا ہوگا کہ میں خود حاضر ہوں۔''

مرطیرہ نے کہا۔ ''اس سے بڑھ کر اور کیا عزت ہو سکتی ہے مگر اس کے علاوہ بھی کچھ ملے گا۔''

اشمون نے کہا۔ ''فرعون کے مرنے پر سب سے بڑا مرتبہ اور سب سے زیادہ اختیارات کی جگہ مل جائے گی یعنی بادشاہ مصر کے وزیر اعظم کی جورو ہو جاؤ گی اور کیا چاہیے۔''

مرطیرہ ہنسی۔ ''جورو! میں تو سنتی ہوں کہ سو کے قریب تو آپ کے پاس اب موجود ہیں۔ کیا انہی کے ساتھ مجھے بھی اس عزت میں شریک فرمائیے گا۔''

اشمون نے گھبرا کر کہا۔ ''غضب کرتی ہو۔ قسم لے لو جو ایک بھی ہو۔''

اتنا سن کر یہ عورت اس زبردست جادوگر کے مکروہ چہرے کو دیکھ کر کچھ سوچ میں پڑ گئی اور پھر کہنے لگی۔ ''اچھا...... میں قسم کھانے کو تیار ہوں اور جس بات کی قسم کھاؤں گی اس کی پابند رہوں گی اور تم بھی جس بات کی قسم کھاؤ اس سے ہرگز نہ پھرنا۔ اگر تم نے قسم توڑی تو پھر تمہاری خیر نہ ہوگی کیونکہ عورتوں کا جادو، دوسری طرح کا ہوتا ہے وہ مردوں کے جادو سے کہیں زیادہ موذی ثابت ہوتا ہے۔''

اشمون نے کہا۔ ''خوب جانتا ہوں۔ بھلا اس بات کو مجھ سے بڑھ کر کون جانے گا۔ آج سے نہیں جب سے دنیا قائم ہے عقلمندوں کا یہ مقولہ چلا آتا ہے کہ روح کا مقام دماغ اور نہ قلب، بلکہ اصلی مقام اس کا عورت کی زبان ہے۔ اچھا اب کرسی سے اٹھو۔''

مرطیرہ کھڑی ہو گئی۔ اشمون بڑھا اور دیوار میں ایک پوشیدہ طاق سے کوئی سیاہ سی چیز نکال کر لایا۔ یہ کتاب تھی مگر کتاب کیا تھی جادو کے خط میں لکھا ہوا کاغذوں کا ایک مٹھا لو ہے کے ٹکڑے میں رکھا ہوا تھا۔

اشمون نے کہا۔ ''جادو میں اس کتاب سے بڑھ کر دوسری کتاب نہیں ہے کیونکہ فرعون مینا کے بعد جو سب سے بڑا ساحر دنیا میں گزرا ہے اس کے قلم کی یہ لکھی ہوئی ہے اور اس زمانہ میں یہ

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

www.paksociety.com

لکھی گئی تھی جب کہ مصر کے بادشاہ خدا اور انسان دونوں مانے جاتے تھے مشہور فرعون
سوکھی ہڈیاں جس تابوت میں بند تھیں وہیں سے اس کتاب کو دیکھ کر نکال لایا تھا۔ یہ کوئی آ
کام نہ تھا کیونکہ جونہی قبر کے اندر گھسا اور کتاب نکالنے کے لئے تابوت میں ہاتھ ڈالا تو فرعون
کا ہمزاد فوراً جاگ اٹھا اور اس نے مجھے جان سے مارنا چاہا۔ مگر میں نے اپنی جان بھی بچالی
کتاب بھی اڑا لایا۔ کوئی شخص جو اس کتاب کو اتنا پڑھ لے، جتنا میں پڑھ لیتا ہوں تو پھر کچھ
ہر چیز پر قادر ہو گیا۔ اور جو کوئی اس کتاب کو ہاتھ میں لے کر قسم کھائے گا اور پھر اس قسم کو توڑ
تو اس کو زمین و آسمان میں کہیں پناہ نہ ملے گی۔ مرطیرہ اب اس کتاب کو اپنے سینہ سے لگا
جن الفاظ میں قسم کھاتا ہوں ان ہی الفاظ میں تم بھی قسم کھاؤ۔"

اب اس نجومی نے قسم کھانے میں ایسے الفاظ منہ سے نکالے جو نہایت ہی خوفناک
ان میں بیان تھا کہ اگر قسم کھانے والے نے قسم توڑی تو ذلت و رسوائی، بیماری اور موت، اس
میں سخت ترین مصائب اور دوسرے عالم میں طرح طرح کے ہیبت ناک دیو اور بھوت جن
صورتیں درندوں کی سی ہوں گی اور جو کرۂ آفتاب سے بہت دور فضاء ظلم و تعدی کے رہنے وا
ہوں گے۔ بدترین عذاب اس پر نازل کرتے رہیں گے۔"

قسم کے الفاظ سن کر عورت نے کہا۔" اشمون! تم نے قسم کا وہ حصہ چھوڑ دیا جو خاص تم
متعلق تھا یعنی تم نے قسم میں یہ بات نہیں رکھی کہ وزیر مصر کی بیوی صرف میں ہی ہوں گی اور
قدر اختیارات وزیر کے ہوں گے اتنے ہی میرے بھی ہوں گے۔"

اشمون نے کہا۔

"خوب یاد دلایا۔ واقعی بھول گیا تھا۔"

اتنا کہہ کر اس اقرار کو بھی قسم میں شامل کیا۔

اور اب ان دونوں نے کتاب کو آنکھوں سے لگا کر قسمیں کھائیں۔ لیکن جب مرطیرہ
نظر اونچی کی تو بلور کا جو گولا اس کے سر سے کچھ اونچا چھت میں لٹکا ہوا تھا اس میں روشنی کی تر
شعلوں کی طرح تڑپتی نظر آئیں۔ اور سرخ سرخ روشنی گولے میں اس طرح داخل ہوتی
دی جیسے کسی زخم سے خون کی دھار بہتی ہو۔ یہاں تک کہ گولے کا رنگ بالکل لال انگارہ ہو
اس سرخی میں سے ایک آنکھ نظر آئی جو مرطیرہ کو دیکھتی تھی۔ اس کے بعد وہ آنکھ غائب ہو
اس کے ساتھ ہی گولے میں جو خون بھرا تھا وہ بھی غائب ہو گیا اور اس کی جگہ ملکہ نیطر طیہ

اس شان میں نظر آئی کہ ہزار ہا قوم اس کی پرستش کر رہی ہیں اور ملکہ کے پہلو میں ایک مرد
شاہانہ لباس پہنے بیٹھا ہے لیکن اس کا چہرہ ایک بادل میں چھپا ہوا ہے۔

اشمون نے پوچھا۔" مرطیرہ تم کیا دیکھتی ہو؟"

مرطیرہ جو کچھ دیکھ رہی تھی اسے بتانے لگی۔ اشمون غور کرنے لگا اور کسی قدر شبہ کے ساتھ
بولا۔

"شگون تو اچھا ہے۔ ملکہ کے قریب اس کا شوہر بیٹھا دکھائی دیا ہے لیکن اس کا سبب نہیں
معلوم کہ اس کا چہرہ کیوں چھپا ہوا ہے۔"

مرطیرہ بولی۔" مجھے کیا معلوم کیوں چھپا ہے۔ میری سمجھ میں تو یہ آتا ہے کہ جو تیز شراب تم
نے پلائی ہے اس نے میرے دماغ پر اثر کر دیا ہے۔ مگر اب کیا ہوتا ہے قسم تو جس بات کی کھانی
تھی وہ کھالی ہے۔ کیا معلوم کہ یہ قسم کس کس شکل میں اپنا اثر کرے۔ اس طرح کی قسمیں تو
دو دھاری تلواریں ہوتی ہیں۔ قسم کھانے والے کے بھی ٹکڑے اڑا دیں اور جس کے لئے قسم
کھائی ہے اس کے بھی پرزے کر دیں۔ اچھا آپ اس سحر کو ختم کریں۔ اب مجھے اس بلور کے
گولے میں کچھ نہیں دکھائی دیتا۔ اس پر تو اب کوئی کپڑا ڈھک دیا جائے تو بہتر ہو۔"

اشمون نے کسی قدر تامل کے بعد کہا۔" نظر تو تمہاری بہت اچھی ہے۔ مگر افسوس ہے کہ
آگے کچھ نہیں دکھائی دیتا۔" اتنا کہہ کر اشمون نے ایک کپڑا جو کسی مردے کے رنگین کڑھے
ہوئے کفن کا ٹکڑا تھا اور جس سے سحر کے کاموں میں کام لیا جاتا تھا، بلور کے گولے پر ڈال دیا۔

اشمون نے مرطیرہ سے کہا۔" اب اور جو کچھ مجھے کہنا ہے وہ بہت مختصر ہے۔ میرے یہ
موٹے آقا یعنی ثوران، مصر کا بادشاہ بننا چاہتے ہیں۔ اس مراد کو پہنچنے کے لئے سب سے بہتر
طریقہ یہی ہے کہ وہ اپنی بھتیجی ملکہ نیطر نیطر طیہ کے تخت پر ملکہ کے ساتھ جلوہ افروز ہوں۔ ثوران
کے علاوہ اور بہت سے لوگ بھی ملکہ کے پہلو میں تخت پر بیٹھنے کی آرزو رکھتے ہیں۔ مگر ہم کو تو
ثوران سے مطلب ہے۔"

مرطیرہ نے کہا۔" اشمون تمہارا مطلب یہ ہوا کہ ثوران ملکہ نیطر نیطر طیہ سے شادی
کر لیں۔"

اشمون۔" ظاہر ہے اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ جو شخص اس ملکہ سے عقد کرے گا وہی
ملک کی طرف سے حکومت کا ڈنکا بھی بجائے گا۔"

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

مرطیرہ نے کہا۔ ''درست ہے مگر آپ کو ملکہ نیطر طیہ کا کچھ حال بھی معلوم ہے۔''

اشمون نے کہا۔ ''جتنا اوروں کو معلوم ہے اتنا ہی مجھے بھی معلوم ہے۔ میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا۔''

مرطیرہ نے کہا۔ ''میرا مطلب یہ ہے کہ میں اس مرد کو بہت ہی بدقسمت سمجھوں گی جو م نیطر نیطر طیہ کی بغیر مرضی اور خوشی کے اس سے شادی کرنے کا قصد کرے گا۔ اس میں چاہے کیسا ہی خوبصورت اور بڑے درجے کا آدمی کیوں نہ ہو۔ اگر ایسا کیا تو ہمیشہ کو روئے گا۔ بتائے دیتی ہوں کہ یہ ملکہ انسان نہیں ہے آتش کا پرکالہ ہے۔ اس کی قوت کا یہ حال ہے کہ اگر کے تمام جادوگر ایک طرف ہو جائیں جن میں آپ بھی شامل ہوں پھر بھی اس کا مقابلہ نہ کر سکتے۔ لوگ کہتے ہیں کہ وہ رب عمون کی بیٹی ہے۔ اس کا یقین کسی کو نہ ہو مگر مجھے تو ضرور ہے ہرگز شبہ نہیں کہ اس کے گھٹ میں دیوتا اترے ہوئے ہیں۔ اور مرا بہتر ہے وہ آدمی اس سے شوہر بننے کے شوق میں اس ملکہ تک رسائی کرے اور ملکہ اسے نفرت و عداوت کی نظر دیکھے۔''

اشمون نے کہا۔ ''یہ جو کچھ کہتی ہو وہ ثوران کے دیکھنے سمجھنے کی بات ہے۔ شادی کر شوق اسے چرایا ہے ہمیں کیا مطلب۔ ہمارا کام صرف اتنا ہے کہ ملکہ کے تخت پر ملکہ کے پہلو اسے بٹھا دیں۔ بہرکیف یہ ظاہر ہوگیا کہ ملکہ اپنی مرضی سے ثوران کو قبول نہ کرے گی۔''

مرطیرہ نے کہا۔ ''ہرگز نہیں...... افواہ یہ ہے کہ اسے نواب رعمیس سے عشق ہوگیا ہے۔ وہی رعمیس ہے جس نے کوش کے شہزادے کو ملکہ کی آنکھوں کے سامنے قتل کیا تھا اور ایک فوج کے ساتھ مقتول شہزادے کے باپ بادشاہ کوش سے مصالحت کرنے کی غرض سے کوش روانہ ہوا ہے۔''

اشمون نے کہا۔ ''ملکہ اور رعمیس کے عشق کی خبر مجھے بھی صحیح معلوم ہوتی ہے۔ رعمیس دودھ بھائی ہے اور بادشاہوں کا خون اس میں موجود ہے۔ سنتا ہوں کہ وہ بڑا بہادر اور خوش جوان ہے لیکن بادشاہ زادیوں کو شادی کے معاملہ میں عشق سے کیا بحث۔ عاشقی معشوقی چرچے تو ہم تم جیسے ادنیٰ طبقے کے لوگوں میں رہا کرتے ہیں۔ مگر یہ کہو کہیں ملکہ کو تو ثوران کا نہیں معلوم ہوگیا ہے۔''

مرطیرہ نے کہا۔ ''مجھ کو اس کا کیا علم ہو سکتا ہے۔ لیکن خاتون آشتی ملکہ کے ساتھ ہے۔''

کو اس نے دودھ پلایا ہے اور ملکہ کو اس سے بہت محبت ہے اور یہ آشتی سردار مرئیس کی بیوی اور رعمیس کی ماں ہے۔ اسے ثوران کی طرف سے ضرور شبہ ہوگیا ہوگا۔ آشتی جادو اور سحر میں تمہارے بھی کان کاٹتی ہے اور اگر اس کی صلاح پر کوئی چلتا تو فرعون منوف میں قدم بھی نہ رکھتے۔ لیکن میرے پاس تمہارا خط آ چکا تھا۔ میں نے بادشاہ سے یہاں آنے کے لئے بہت اصرار سے کہا۔ چونکہ جہاں پناہ مجھ کو اپنا اور اپنے خاندان کا بڑا خیر خواہ سمجھتے ہیں۔ اسی وجہ سے یہاں چلے آئے۔ ورنہ یہ موقع کہاں نصیب ہوتا کہ میں آپ کا پہلو گرم کرتی ہوتی۔ اس وقت بھی بادشاہ سلامت یہی سمجھ رہے ہیں کہ میں مخبری کی غرض سے باہر گئی ہوئی ہوں۔''

اشمون نے کہا۔ ''اگر آشتی کو شبہ گزرا ہے تو ملکہ نیطر طیہ کو بھی شبہ ہوگیا ہوگا۔ نیطر طیہ اپنے باپ سے کہیں زیادہ مضبوط دل رکھتی ہے۔ ممکن ہے کہ ثوران کی ان فوجوں اور جنگی جہازوں کی اسے مطلق پروانہ ہو اور اسی وقت منوف سے نکل کر ثوران سے لڑائی شروع کر دے۔ پس ہمارا فرض ہے کہ فرعون کو کسی طرح اس شہر سے باہر نہ نکلنے دیں۔ اگر یہ ممکن ہوا تو پھر بیٹی باپ کو چھوڑ کر خود شہر سے باہر نہ جائے گی۔''

مرطیرہ نے کہا۔ ''اشمون! تم بادشاہ کو کس طرح روک سکتے ہو۔ کیا کسی کا خون......!'' اتنا زبان سے نکالنا تھا کہ بلور کے گولے پر جو کپڑے سے ڈھکا تھا دفعتاً نظر پڑی۔

اشمون نے کہا۔ ''نہیں! کسی کا خون کرانا مقصود نہیں بلکہ یہ بھی ظاہر نہ ہونا چاہئے کہ بادشاہ مصر یہاں آ کر قید ہو گئے ہیں۔ یہ سب باتیں خطرناک ہیں لیکن اور بہت سی صورتیں نکل سکتی ہیں۔''

مرطیرہ نے کہا۔ ''اور کون سی صورتیں نکل سکتی ہیں۔ زہر......؟''

اشمون نے کہا۔ ''نہیں یہ سب سے زیادہ خطرے کی چیز ہے۔ لیکن اگر فرعون جس طرح پہلے بیمار ہوا تھا اب پھر ویسا ہی بیمار ہو جائے اور بدن کی حس و حرکت جاتی رہے تو پھر ہمیں اتنا موقع مل سکتا ہے کہ ثوران اور ملکہ کی شادی کرا دیں مگر جہاں تک مجھے معلوم ہے فرعون اس وقت بالکل تندرست و توانا ہے۔ ایک اور بات اس وقت سمجھ میں آئی ہے۔ مرطیرہ! میں تمہیں ایک چیز دکھانا چاہتا ہوں۔''

اتنا کہہ کر اشمون ایک بڑے صندوق کے قریب گیا اور اس میں سے صنوبر کی لکڑی کا ایک سادہ صندوقچہ نکالا۔ اس صندوقچہ کی شکل ایسی تھی جیسے مردے کا تابوت ہوتا ہے۔ جب اس کا

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

ڈھکنا اٹھایا تو اس میں ہاتھ بھر کا ایک پتلا موم کا بنا ہوا رکھا دیکھا۔ یہ پتلا بڑی صنعت سے ہو بہو فرعون کی شکل کا بنایا گیا تھا اور اس کے سر پر سونے کا چھوٹا سا تاج بھی رکھا تھا جو شاہان مصر کے تاج کی شکل کا تھا۔

مرطیرہ نے اس موم کے پتلے کو دیکھتے ہی پوچھا۔ ''یہ کیا بلا ہے۔ کیا یہ ''وشاپتی'' ہے جو بادشاہ کے مرنے پر اس کے مردے کے ساتھ میں قبر، دفن کرنے کے لئے بنائی جاتی ہے۔''

اشمون نے کہا۔ ''نہیں! یہ پتلا فرعون کا ہمزاد ہے جو اس جادو کی کتاب کو پڑھ کر تیار کیا گیا ہے۔ اگر اس سے ٹھیک کام لیا گیا تو یہ فرعون کو اس قبر تک پہنچا دے گا۔ لیکن اس سے کام کیونکر لینا چاہیے۔ اس کی ترکیب تمہیں بتاتا ہوں۔''

مرطیرہ چونک کر بولی۔ ''مجھے بتاتے ہو، وہ کیا ترکیب ہے؟''

اشمون نے کہا۔ ''مرطیرہ سنو! تم بادشاہ کی بڑی جانثار خواصوں میں سے ہو۔ بادشاہ جب استراحت فرماتے ہیں تو تم ہی ان کی خواب گاہ کی پاسبانی کرتی ہو۔ اب یہ کرو کہ جس وقت بادشاہ خواب گاہ میں نہ ہوں تو چپکے سے وہاں جاؤ اور بادشاہ کے بستر پر اس پتلے کو اس طرح چھپا کر رکھ دو کہ جب بادشاہ سونے کو لیٹیں تو ان کا سانس اس پتلے تک کسی طرح پہنچ جائے۔ اس کے بعد پتلے کو بستر پر سے اٹھا لینا اور یہ پڑھنا...... ''پتلے، پتلے! میں تجھے تیری طاقت اور زور کی قسم اور دنیا میں برائی پھیلانے والے دیو کی قسم دے کر کہتی ہوں کہ جس طرح میں اس وقت تیری ٹانگیں بے کار کرتی ہوں اسی طرح تو بادشاہ کی ٹانگوں کو بھی بیکار کر دے۔ جس کی شکل کا تو بنایا گیا ہے......'' جب یہ منتر پڑھ چکو تو اس پتلے کی ٹانگوں کو شمع کی لو پر رکھنا یہاں تک کہ اس کا موم پگھلنے لگے۔ پھر اس پتلے کو جس کمرے میں تم خود رہتی ہو لا کر کہیں چھپا دینا۔ اسی رات کو یہ ہوگا کہ بادشاہ کی دونوں ٹانگوں کے اعصاب بیکار ہو جائیں گے اور ان میں حس و حرکت کی قابلیت مطلق نہ رہے گی۔ فالج کا مرض پیدا ہو جائے گا۔ اس کے بعد جو کچھ ضروری ہوگا بعد میں بتاؤں گا۔''

مرطیرہ یوں تو بڑے دل گردے کی عورت تھی مگر یہ حکم سن کر سہم گئی اور کہنے لگی۔ ''مجھ سے یہ نہ ہوگا۔ یہ سحر اس پر کیا جاتا ہے جسے لوگ خدا مانتے ہیں۔ اس حرکت پر خدا مجھے جہنم واصل کر دے گا۔ اس کام پر کسی اور کو لگا دیا خود جا کر اس پتلے کو بادشاہ کی خواب گاہ میں رکھو۔ یہ کام میرے بوتے کا نہیں ہے۔''

اتنا سنتے ہی جادوگر کی آنکھوں میں خون اتر آیا۔ مرطیرہ کا ہاتھ پکڑ کر مکان کی چھت پر

پہنچا۔ دریا کی طرف جو برجی تھی اس پر چڑھ گیا اور جس کھڑکی سے رات کو ستارے دیکھا کرتا تھا مرطیرہ کو ساتھ لیے اس میں جا کھڑا ہوا۔ یہ مقام اس قدر بلند تھا کہ نیچے دیکھنے سے انسان کو چکر آتا تھا۔ یہاں سے شہر کے مکانات دور اور آسمان قریب نظر آتا تھا۔

اشمون نے کہا۔ ''مرطیرہ ذرا منوف کے شہر اور نیل کے دریا کو دیکھو اور اس کے پار کی مسطح زمینوں اور اہرام مصر پر بھی نظر ڈالو جو اس وقت چاند کی روشنی میں دھندلے دھندلے دکھائی دیتے ہیں۔ اگر تم بھی ان زمینوں اور شہروں پر میری طرح حکومت کرنے کی تمنا رکھتی ہو تو میرا حکم مانو۔ پھر یہ سب چیزیں تمہاری ہیں۔''

مرطیرہ نے کہا۔ ''اور اگر نہ مانا تو؟''

اشمون نے غصہ سے کہا۔ ''اگر نہ مانا تو سحر کے زور سے میں تمہارے حواس گم کر دوں گا اور تم یہاں سے گر کر وہ سفید سی لکیر جو شہر کے بازار کی نظر آتی ہے وہاں جا پڑو گی اور صبح نہ ہونے پائے گی کہ تمہارے گوشت پوست اور ٹوٹی ہوئی ہڈیوں کو کتے کھا چکے ہوں گے اور جو کچھ ان سے بچ جائے گا اس کو دیکھ کر کوئی اتنا نہ پہچان سکے گا کہ یہ مرطیرہ تھی۔ تمام راز کی باتیں تم پر میں نے ظاہر کر دی ہیں۔ اگر میرا حکم نہ مانا تو تم یہاں سے زندہ بچ کر نہیں جا سکتیں۔ یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ اس وقت ہاں کر لو اور پھر دھوکا دے جاؤ۔ کیونکہ یہی پتلا جو تم ساتھ لے جاؤ گی میرا وکیل بھی ہے۔ وہ برابر تمہاری ہر ایک حرکت کو دیکھتا اور اس دیو کو اطلاع دیتا رہے گا جو اس پتلے کا آقا ہے۔ اب بتاؤ تمہیں کیا منظور ہے۔''

مرطیرہ کے اوسان جاتے رہے اور سوائے اس کے کچھ کہتے بن نہ پڑا۔ ''جو حکم دو گے وہی کروں گی۔''

جس وقت یہ فقرہ اس کے منہ سے نکلا تو اس کو ایسا معلوم ہوا کہ کھڑکی سے باہر کسی نے قہقہہ لگایا۔ ادھر دیکھا تو کچھ بھی نہ تھا۔ اشمون نے کہا۔ ''بس یہی ٹھیک ہے۔ اب اس صندوقچہ کو اپنی چادر میں چھپا لو کہیں اسے گرا نہ دینا۔ اگر ایسا کیا تو پتلا جو اندر بند ہے تمہارا نام لے لے کر چیخے گا۔ راہگیر تم کو چڑیل یا جادوگرنی سمجھ کر مار ڈالیں گے۔ اگر میں منع کر دوں تو دوسری بات ہے ورنہ کل شام کو ضرور ضرور فرعون کے بستر میں چھپا کر اسے رکھ دینا اور جب رات کو چاند نکل آئے تو پتلے کی ٹانگوں کو شمع کی لو دکھا دینا اور پھر اسے چھپا دینا۔ اس کے بعد اسے میرے پاس لے آنا۔ اگر ضرورت ہوئی تو پتلے میں پھر جادو بھر دوں گا۔ اچھا اٹھو! ہیکل کے دروازے تک

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

جہاں بادشاہ مقیم ہیں میں تمہاری حفاظت کے لئے ساتھ چلتا ہوں۔"

دوسرے دن صبح ہی آشتی دربار میں جانے کے لئے ملکہ کو لباس پہنانے آئی تو پوچھنے لگی۔" ملکہ عالم! رات جس نیت سے آپ سوئی تھیں وہ پوری ہوئی۔ عمون نے کوئی تدبیر یہاں سے نکلنے کی بتائی یا نہیں؟"

ملکہ بولی۔" نہیں کچھ نہیں۔ خواب البتہ رات بھر بڑے بڑے ڈراؤنے دیکھتی رہی اور ہر خواب میں بادشاہ کی وہ خواص مرطیرہ جس کا تم کل ذکر کرتی تھیں کسی نہ کسی صورت میں بار بار نظر آتی تھی۔ غیب کی نشانیوں میں اگر اعتقاد رکھتی ہوتی تو یہی سمجھتی کہ اس کم بخت عورت کے ہاتھوں ہمارے گھرانے پر کوئی بڑی مصیبت آنے والی ہے۔"

آشتی نے کہا۔" کیا عجب ہے کہ وہ اس وقت اسی فکر میں ہو اور جو کچھ اس نے سوچا ہے وہ شروع بھی کر دیا ہو۔ اور سنئے! رات کو چاندنی خوب کھلی تھی کمرے کی کھڑکی سے منہ باہر نکالا تو کیا دیکھتی ہوں کہ یہی عورت ٹھیک آدھی رات کو ہیکل کے صحن میں سے گزرتی ہوئی اس محل میں کہیں باہر سے آ کر داخل ہوئی ہائے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چادر میں کوئی چیز چھپا کر لائی ہے۔"

ملکہ نے پوچھا۔" باہر کہاں سے آئی تھی؟"

آشتی نے کہا۔" میں سمجھتی ہوں، شہر سے واپس آئی ہو گی۔ محل میں آمدورفت کا اجازت نامہ بادشاہ کی طرف سے اسے ملا ہوا ہے۔ میں نے اپنے خاوند مرئیس کی معرفت پہرے والے افسر سے حال پوچھا تو معلوم ہوا کہ جب محل میں آئی ہے تو ایک اونچے قد کا آدمی سیاہ چغے کے دامن سے منہ چھپائے اسے یہاں تک پہنچانے آیا تھا اور جب وہ اندر آنے کو ہوئی تو مرد نے بہت ہی منت سماجت سے اس سے کچھ باتیں کیں اور باتیں کر کے واپس چلا گیا۔ مرئیس کی زبانی جو کچھ سنا ہے اس سے تو یہی اندازہ ہوتا ہے کہ یہ آدمی اشمون نجومی تھا جس سے یہ عورت کل ضیافت میں آنکھ بچا کر باتیں کرنے لگی تھی۔"

ملکہ نیطر طیبہ نے کہا۔" یہ خبر تم نے بری سنائی۔ اور کوئی بات سنی ہو تو بتاؤ؟"

آشتی نے کہا۔" حضور کیا عرض کروں۔ شہر کے دروازوں پر حاکم شہر نے ایسا سخت پہرا بٹھایا ہے کہ ہمارے تو وہم و گمان میں بھی نہ آ سکتا تھا۔ کل میں نے ایک کام سے طیبی آدمی بھیجنا چاہا۔ ایک ضروری چیز وہاں پہنچانی تھی تو پہرے والوں نے اس آدمی کو دروازے پر روک دیا اور

اس کو واپس آنا پڑا۔"

یہ سن کر نیطر نیطر طیبہ کو غصہ آیا اور کہنے لگی۔" قسم ہے زمین و آسمان کے سب خداؤں کی اگر جلوس کے پہلے ہی سال کے اندر اندر اس شہر کے آہنی دروازوں کو اتروا کر آگ میں نہ گلوا ڈالا ہو تو نیطر نیطر طیبہ نام نہیں اور یہ جتنے آدمی اس وقت پہرہ دے رہے ہیں یہ سب جنگلوں میں قیدیوں کی طرح پتھر کی کانوں میں مشقت کرتے ہوں گے۔"

اتنا کہہ کر کچھ سوچ کر بولی۔" لیکن اس وقت میری ان دھمکیوں سے کیا ہوتا ہے۔ ابھی وہ وقت کہاں آیا ہے کہ ان دشمنوں کا تہس نہس کر دوں۔ آشتی تم کہو تو بادشاہ سلامت سے یہ سب باتیں جا کر عرض کروں۔"

آشتی نے کہا۔" نہیں! ملکہ نہیں، ابھی اس کا وقت نہیں ہے۔ بادشاہ سلامت کبھی کے بیدار ہو کر شرفائے منوف سے ملاقات میں مصروف ہیں اور ولایت شمال سے جو مقدمات آئے ہیں، وزیروں کے ساتھ بیٹھے ان کا فیصلہ کر رہے ہیں۔ جب تک نئے بت خانہ کا سنگ بنیاد رکھنے کا وقت آئے گا وہ اسی کام میں مشغول رہیں گے۔ اس بت خانہ والے جلسہ میں آپ کو بھی شریک ہونا ہے۔ آج اور صبر کیجئے۔ ممکن ہے شب کو ان دشمنوں کی اور باتیں بھی کھلیں۔ ذرا سر اونچا کیجئے تو تاج آپ کے سر پر رکھوں تا کہ ان بدبختوں کو معلوم تو ہو کہ ہم سب کا آقا اور ولی نعمت دراصل کون ہے۔"

سنگ بنیاد رکھنے کی رسم بہت دیر میں ختم ہوئی۔ بازاروں کی بھیڑ بھاڑ اور شور و غل میں رتھوں کا سلسلہ ختم نہ ہوتا تھا۔ سب سے پہلے رتھ پر فرعون اور ثوارن سوار تھے۔ اس کے بعد رتھ پر ملکہ نیطر طیبہ اور ثوران کی بڑی بیٹی بیٹھی تھی۔ یہ لڑکی نیطر نیطر طیبہ سے عمر میں بڑی تھی۔ آنکھیں گول گول اور ناک چپٹی تھی۔ اس رتھ کے پیچھے عمون کے بڑے بڑے کاہنوں کی سواریاں تھیں۔ یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ ملکہ نیطر طیبہ رب عمون کی بیٹی ہی نہ تھی بلکہ اس کے ہیکل کی سب سے ممتاز کاہنہ بھی تھی۔ نئے بت خانے کا سنگ بنیاد رکھنے کے وقت اس کا فرض تھا کہ ان کاہنوں کی مجلس کی صدر انجمن بنے تا کہ یہ بت خانہ عمون کے نام سے تعمیر ہو سکے اور اب وہ سامان لایا گیا جسے بنیاد کے ساتھ زمین میں دفن کرنا ضروری تھا۔ اس سامان میں بتوں پر نذر چڑھانے کے متعدد قسم کے ظروف اور معماروں کے اوزاروں کے چھوٹے چھوٹے نمونے تھے۔ ایک انگوٹھی بھی تھی جو فرعون کے ہاتھ سے اتاری گئی تھی۔ اس پر بادشاہ کا نام کندہ تھا۔ ان

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

تمام چیزوں کو پہلے ایک دعا پڑھ کر پاک کیا گیا۔ اس کے بعد جو مقام ان چیزوں کے رکھنے کے لئے بنیاد میں پہلے سے کھود رکھے تھے ان میں ان کو رکھ دیا گیا اور اب بنیاد کا پتھر زمین میں اتار کر اس کو ہمیشہ کے لئے چھپا دیا گیا اور بادشاہ اور ملکہ نے اس رسم کے بخیر و خوبی ختم ہونے پر رعایا کو مبارک باد دی۔

اس کے بعد مصر کے بڑے بڑے معمار اور مہندس حاضر ہوئے اور بادشاہ اور ملکہ کے سامنے بت خانے کا نقشہ پیش کیا۔ بادشاہ نے ان کو بہت سا انعام دیا اور جب یہ تمام رسمیں ہو چکیں تو دن کی دعوت اور تقریروں کا وقت آیا۔

آخر کار یہ جلسہ بھی برخاست ہوا اور شاہی جلوس ایک دوسرے راستے سے ہیکل اسقط کو جہاں بادشاہ کا قیام تھا چلا۔ یہ واپسی بڑی تکلیف دہ تھی دھوپ تیز ہو گئی تھی اور شہر کی پوری فصیل کے گرد چکر لگانا تھا اور راستے میں جہاں جہاں ہیکل اور بت خانے آتے تھے وہاں بادشاہ کو سواری سے اتر کر اور کچھ دیر قیام کر کے نذریں چڑھانی ہوتی تھیں۔ بادشاہ بالکل تھک گیا تھا پھر بھی کام کسی طرح ختم نہ ہوتا تھا۔ جب واپس ہو کر ہیکل کے صحن میں پہنچا تو وہاں دربار کا انتظار ہو چکا تھا۔ تخت آراستہ تھا کہ بادشاہ اور ملکہ نیطر نیطر طیبہ اس پر بیٹھ کر غروب آفتاب تک سائلوں سے درخواستیں اور عرضیاں لے کر ان کا فیصلہ کریں یا تحقیقات مزید کے لئے سر دست مقدمات کو ملتوی کریں۔

یہ دربار بھی آخر کار ختم ہوا۔ لیکن جونہی فرعون تخت سے اٹھنے لگا تو حاکم شہر ثوران نے جو ان تمام اوقات میں بادشاہ اور ملکہ سے کسی وقت علیحدہ نہ ہوا تھا، دست بستہ عرض کیا کہ اس کو بھی ایک درخواست پیش کرنی ہے۔ بادشاہ اور ملکہ یہ سن کر ہیکل کے صحن سے قصر کے صحن میں آئے اور وہاں کرسیوں پر بیٹھ گئے کاہنوں کے علاوہ جو لوگ اس موقع پر موجود تھے وہ بادشاہ اور ملکہ نیطر طیبہ کے علاوہ چند مشیران دولت تھے۔ مرئیس فوج محافظ کا سردار اور چند مستورات بھی حاضر تھیں۔ ان میں خاتون آشتی ملکہ نیطر طیبہ کی دایہ اور بادشاہ کی دل پسند خواص مرطیرہ بھی موجود تھی۔ ثوران کے ہمراہ اس کے دو بڑے لڑکے اور اشمون نجومی اور چند سرکاری عہدہ دار تھے۔ منوف کے بت خانوں کے افسر اور صحرائی علاقوں کے بڑے بڑے بدوی سردار بھی جمع تھے۔

محل کے صحن میں داخل ہوتے ہی دروازے بند کر دیئے گئے اور اب فرعون نے پوچھا۔ ''ثوران تمہاری درخواست کس بات کی ہے۔''

ثوران جھک کر آداب بجالایا اور عرض کیا۔ ''مجھے ایک ایسی درخواست کرنی ہے جسے حضور اپنی بہبود اور اس وابستہ دولت کی بہتری کے خیال سے ضرور منظور فرمائیں گے۔''

اس کے بعد ثوران سنبھل کر کھڑا ہوا اور آہستہ سے کہنے لگا۔ ''میں اس وقت اس امر کا مدعی ہوں کہ ملکہ جہاں نیطر طیبہ دختر جہاں پناہ سے اپنی شادی کا پیغام دوں۔''

یہ جملہ سن کر فرعون ثوران کا منہ دیکھنے لگا۔ نیطر طیبہ جسے پہلے ہی سے معلوم تھا کہ ثوران کس بات کی درخواست کرنے والا ہے۔ ایک سن رسیدہ مشیر کی طرف متوجہ ہوئی اور پوچھنے لگی۔

''کیا اس ملک کی تاریخ میں کوئی مثال ایسی ہے جس میں کسی ملکہ مصر نے اپنے چچا سے عقد کیا ہو۔''

یہ بڈھا مشیر بڑا مورخ تھا۔ فوراً عرض کیا۔ ''یاد نہیں آتا کہ ایسی کوئی مثال اس ملک میں کبھی پیش آئی ہو۔''

یہ جواب سن کر نیطر طیبہ نے اس مشیر سے کہا۔

''مجھے تو یہ بات عقل کی نہیں معلوم ہوتی کہ اس وقت ایک ایسی نظیر پیدا کی جائے جس کی بنا پر آئندہ زمانہ میں مصر کی بدنصیب شہزادیاں اس قسم کی قرابتوں پر مجبور کی جائیں۔''

نیطر طیبہ نے یہ فقرہ آہستہ سے کہا تھا مگر اس کی اچٹتی سی آواز فرعون کے کان میں پہنچ گئی اور فوراً اس کے چہرے سے معلوم ہوا کہ کوئی مشکل مسئلہ اس نے حل کر لیا ہے۔ چنانچہ کہنے لگا۔ ''ملکہ نیطر طیبہ میرے قریب بیٹھی ہیں اور سلطنت میں میری شریک ہیں۔ جوان کی خوشی ہے وہ میری خوشی ہے۔ جو کچھ وہ پسند کریں گی غالباً میں بھی وہی پسند کروں گا۔ ثوران تم کو جو کچھ کہنا ہے ملکہ سے کہو۔''

اب ثوران ملکہ سے مخاطب ہوا۔ سینہ پر ہاتھ رکھ کر قدخم کیا اور بڑی محبت آمیز نگاہیں ملکہ کی طرف ڈال کر کہنے لگا۔ ''حضور کا عشق جاں سوز مجھی مجبور کرتا ہے......!''

نیطر طیبہ نے قطع کلام کر کے کہا۔ ''چچا جان! ان الفاظ کی صحت کیجئے اور اس طرح فرمایئے کہ حضور کے تاج و تخت پر تصرف کرنے کا عشق جاں سوز آپ کو مجبور کرتا ہے وغیرہ وغیرہ۔''

یہ سن کر ثوران کی پیشانی پر غصہ سے بل پڑنے لگے مگر اور سب لوگ یہاں تک کہ بادشاہ اور نجومی اشمون بھی ہنسنے لگا۔ ثوران نے پھر اپنی تقریر شروع کی۔ مگر کچھ ایسی بے ربط کہ نیطر طیبہ نے پھر اسے خاموش کر کے کہا۔

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

''عمی ثوران! میں بہری نہیں ہوں۔ جہاں پناہ سے جو کچھ آپ نے ابھی عرض کیا تھا وہ میں سن چکی ہوں اور میں نے ابھی ایک نہایت قابل سن رسیدہ مشیر و مقنن سے جو ملک کے آئین و قوانین میں کامل دستگاہ رکھتا ہے دریافت کیا تھا کہ آپ کی درخواست قانوناً درست ہے یا نہیں۔ اس سوال کے جواب میں اس مقنن نے اپنی رائے آپ کے خلاف بیان کی۔''

ثوران نے یہ سنتے ہی اس بڈھے مشیر کی طرف نگاہ غضب سے دیکھا یہ بہت ہی منکر طبیعت کا بڈھا آدمی تھا اور تمام عمر کتابوں اور مکتوبوں کے مطالعہ میں بسر کی تھی۔ چنانچہ اس نے بہت ہی نحیف اور کمزور آواز میں کہا۔ ''حضور میں نے صرف یہ گزارش کیا تھا کہ اس قسم کے مناکحت کی کوئی نظیر ایسی نہیں ہے جو مجھے اس وقت یاد ہو۔ گو ایک مرتبہ اتنا ضرور ہوا ہے کہ ایک مشہور ملکہ مصر نے اپنے بھائی کے فرزند کو متبنٰے کر لیا تھا جو بعد کو فرعون مصر ہوا۔''

نیطر طیہ نے کہا۔ ''اس مثال سے کوئی اثر اصل سوال پر نہیں ہوتا اور کوئی فعل جس کی نظیر مصر کی تاریخ میں موجود نہ ہو قانوناً جائز نہیں قرار پا سکتا۔ لیکن عمی ثوران۔ اگر مجھے آپ بیٹی بنانا چاہتے ہیں تو کم از کم میں ضرور آپ کا احسان مانوں گی۔ گو آپ کے حقیقی وارثوں کو یہ امر سخت ناگوار گزرے گا۔ یہ مضمون البتہ ایسا ہے جس پر غور کیا جا سکتا ہے۔''

ثوران یہ دیکھ کر خوب بیوقوف بنایا جا رہا ہے نہایت برہم ہوا اور کہنے لگا۔ ''ملکہ مصر! میں نے آپ سے ایک سوال بہت صاف صاف کیا تھا۔ جواب بھی اس کا صاف صاف ملنا چاہئے تھا۔ تمام لوگ اس امر میں متفق ہیں کہ اب آپ کا زمانہ شادی کرنے کا آ گیا ہے۔ اس لئے یہ ناچیز آپ کا شوہر بننے کے لئے اپنے تئیں پیش کرتا ہے۔ گو یہ سچ ہے کہ میں آپ سے کسی قدر عمر میں بڑا ہوں۔''

نیطر طیہ پھر اسی بڈھے مشیر قانون کی طرف متوجہ ہو کر پوچھنے لگی۔ ''شہزادہ ثوران کس سال پیدا ہوئے تھے۔ غالباً آپ اور وہ ایک ہی سال پیدا ہوئے ہوں گے۔'' اس سوال کا جواب کچھ نہ ملا۔ کیونکہ پس تخت جہاں یہ مشیر پہلے بیٹھا تھا اب وہاں نظر نہ آیا۔ بلکہ اس دن سے پھر کسی نے اسے دیکھا ہی نہیں۔ اس قطع کلام کا ثوران نے کچھ خیال نہ کیا اور اپنی تقریر جاری رکھی۔

''ملکۂ مصر......! میں خود ہی اپنے کو پیش نہیں کرتا بلکہ اپنے ساتھ دیگر فوائد بھی آپ کے حق میں پیدا کر سکتا ہوں۔ اے شہر یار مصر اور ملکہ مصر! میں کوئی ادنیٰ آدمی نہیں ہوں، مصر کے خاندان شاہی کی یادگار ہوں اور آپ کے حکم سے یہاں حکومت کرتا ہوں۔ ارض شمال کی رعایا

سلطنت سے ناراض ہے۔ خاص کر صحرا کے بدوی قبیلے جو سرحد مصر کی ہمیشہ سے پاسبانی کرتے رہے ہیں روز بروز نافرمانی اور سرکشی پر آمادہ ہوتے جاتے ہیں۔ پس اگر میرا پیغام منظور کیا گیا اور ملکۂ مصر کے ساتھ تخت شاہی پر بیٹھنے کی مجھے اجازت ہوئی تو یہ صحرائی قبائل سلطنت کے وفا کیش اور جاں نثار ہو جائیں گے اور پھر شمال اور جنوب میں وہ اتحاد نظر آنے لگے گا جس کی مثال پہلے کبھی نہیں دیکھی گئی ہے لیکن اگر ایسا نہ ہوا۔ اگر میری تمنا بر نہ لائی گئی تو......!''

تقریر یہاں تک پہنچی تھی کہ اشمون نجومی گھبرایا۔ منہ کی مکھی اڑانے کے لئے ہاتھ اس طرح اٹھایا کہ ثوران کی عبا پر لگا۔ اس اشارہ پر ثوران تقریر میں رکا نیطر طیہ نے کہا۔

''چچا جان! آپ فرماتے جائیں۔ ہاں اگر یہ تمنا بر نہ آئی، تو پھر کیا ہوگا۔''

ثوران نے کہا۔ ''ملکۂ مصر......! پھر سوائے قباحت اور پریشانی کے اور کچھ نہ ہوگا۔ (ارے بدبخت نجومی! کیوں بیچ میں مخل ہوتا ہے۔ میں جب تک سچی بات نہ کہہ لوں گا ہرگز چپ نہ ہوں گا) اور اب میرا روئے سخن بادشاہ مصر سے ہے۔ حضور والا سالہا سال تک سلطنت کر چکے ہیں۔ جب سے میں نے اور آپ نے پدر بزرگوار کو ان کی لحد میں رکھا ہے تقریباً چالیس مرتبہ رود نیل طغیانی پر آ کر اپنے کناروں سے باہر بہہ چکا ہے۔ اس مدت دراز میں صرف ایک بچہ آپ کو نصیب ہوا اور وہ بھی اس زمانہ کے بعد جب میں طیبی میں حاضر ہو کر درخواست کر چکا تھا کہ مجھ کو حضور اپنا شریک و وارث تخت تسلیم کریں۔ جہاں پناہ کو علم ہوگا کہ اس بچہ کی ولادت کو اکثر اہل مصر تعجب و حیرت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ ان کو اس میں شبہ ہے کہ یہ حسین ملکہ جسے رب عمون کی بیٹی کہا جاتا ہے اور جو شکل و طبیعت میں آپ سے مطلق مشابہ نہیں، فی الحقیقت تخت مصر کی حقدار ہے یا نہیں۔ اگر مجھ سے ملکہ کا عقد ہو گیا تو سب کی زبانیں فوراً بند ہو جائیں گی۔ اور اگر ایسا نہ ہوا تو لوگوں کی یہی سرگوشیاں بڑھتے بڑھتے باد مخالف کے جھونکے ہو جائیں گے جو ملکہ مصر کے سر کا یہ تاج مرصع اڑا کر معلوم نہیں کہاں کا کہاں پہنچا ئیں۔''

اس بیبا کی اور دریدہ دہنی پر جس کے ہر لفظ سے غداری ٹپک رہی تھی۔ حاضرین پر ایک ہیبت طاری ہوئی اور وہ منتظر ہو گئے کہ دیکھئے آگے کیا ہوتا ہے......!

نیطر طیہ کا چہرہ تمتما گیا۔ آنکھیں سرخ ہو گئیں اور وہ تخت پر بیٹھی کچھ آگے بڑھ کر جواب دینا چاہتی تھی۔ ابھی کوئی لفظ منہ سے نہ نکلا تھا کہ فرعون غصہ سے آگ بگولہ ہو کر تخت سے اٹھا۔ وہ طبیعت کا عجز و انکسار جو ہر وقت چہرے سے ظاہر ہوتا تھا یک لخت معدوم ہو گیا۔ صورت پر خشم

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

اور شاہانہ استبداد پیدا ہوا کہ جس قدر لوگ دربار میں حاضر تھے سب خوف سے لرزنے لگے۔

بادشاہ نے اپنے کپڑوں کو نوچ نوچ کر کہنا شروع کیا۔ ''برادرم! کیا میں نے اتنے دن تمہاری حرکتوں پر جو صبر کیا وہ اسی دن کے لئے تھا۔ کیا ہمارے پایۂ تخت میں جب دغا اور بغاوت کے جرم میں تم واجب القتل قرار پا چکے تھے اور میں نے تمہاری جان بخشی کی تو کیا وہ اسی دن کے لئے تھی۔ کیا اسی دن کے لئے میں نے تمہاری عزت اور دولت کو روز افزوں ترقی دے کر تمہیں اپنے اس بلدۂ قدیم کا حاکم بنایا تھا۔ افسوس تجھ نابکار نے اسے کافی نہ سمجھا کہ میں تیری باتیں بر کر چکا بیٹھا رہوں۔ ارے بڈھے بے ایمان سن! تو میرے باپ کی ایک ذلیل لونڈی کا جنا ہے۔ بدکار و ہوا پرست ظالم تیری یہ ہمت اور جرأت کہ اس پاک دامن عفیفہ یعنی میری بیٹی ملکۂ مصر سے شادی کا پیغام دے۔ چچا ہو کر بھتیجی سے شادی کا ارادہ کرے۔ چچا بھی ایسا جو دادا کی عمر کا ہو سکتا ہے۔ کیا میں تیری ناپاک زبان سے یہ سن کر چپ رہ سکتا ہوں کہ ملکۂ مصر کی پیدائش پر حرف لا کر اس کی ماں پر بہتان بندی کرے۔ خدائے عمون کی جناب میں جو رب الارباب ہے گستاخیاں کرے۔ اے بدکردار و بدخصال! تجھے رب عمون خود ان حرکتوں کی سزا اس وقت دے گا جب تو اس دنیا سے روسیاہ ہو کر بیت عدم کی چوکھٹ پر قدم رکھے گا۔ لیکن یہاں میں جو عمون کا فرزند اور بندہ ہوں، تیری سزا میں کمی نہ کروں گا۔

مرئیس...... مرئیس! فوراً سرہنگوں کو حکم دو کہ اس ناہنجار کو گرفتار کر کے حراست میں رکھو اور ہم تخت گاہ طیبی میں پہنچ کر جہاں ہم کل روانہ ہوں گے ملکہ کے قانون کے مطابق اس کے مقدمہ کا فیصلہ کریں گے۔''

مرئیس نے حکم سنتے ہی چاندی کی سیٹی جو گلے میں لٹکی ہوئی تھی زور سے بجائی اور دوڑ کر ثوران کا بازو پکڑ لیا۔ ثوران نے تلوار کھینچی کہ مرئیس پر وار کرے۔ تلوار کی چمک دیکھتے ہی ثوران کے ہمراہی دروازے کی طرف بھاگے کہ کسی طرح یہاں سے نکل جائیں۔ انہیں بھاگتے دیکھ کر چند خواصیں بھی ان کے آگے آگے بھاگیں ان ہی میں مرطیرہ بھی تھی۔ لیکن یہ سب دروازے تک پہنچے ہی تھے کہ بادشاہی سرہنگ جنہوں نے مرئیس کی سیٹی سن لی تھی ہاتھوں میں برچھے تو... دوڑتے ہوئے محل میں داخل ہوئے اور جو لوگ اٹھ کر بھاگنا چاہتے تھے ان کو جہاں سے وہ آئے تھے اسی طرف ہٹا دیا اور سب ثوران پر ٹوٹ پڑے۔ تلوار ہاتھ سے چھین کر اسے زمین پر گرا دیا ثوران کے ساتھی سب ایک طرف گوشے میں اس طرح کھڑے ہو گئے جیسے بھیڑوں کا گلہ

بھیڑیے کے ڈر سے سمٹ کر ایک جگہ ہو جاتا ہے۔

فرعون نے اب للکار کر کہا۔ ''اس نمک حرام کی اب مشکیں کس لو۔ اور کل ہماری سواری کے ساتھ اس کو طیبی لے جانا ہوگا۔''

افسر فوج نے دریافت کیا۔ اس کے لڑکوں اور ہمراہیوں کے بارے میں جہاں پناہ کا کیا حکم ہے۔''

فرعون نے کہا۔ ''ان کو جانے دو۔ ان کا کچھ قصور نہیں ہے۔ انہیں رہا کر دو تا کہ اپنے باپ اور آقا کی قسمت کا حال دیکھ کر عبرت پکڑیں۔''

اتفاق ایسا ہوا کہ اس ہنگامہ میں مرطیرہ کسی سے ٹکرا کر اشمون نجومی پر جا گری سنبھل کر فوراً کھڑی ہوئی تو اشمون نے اس کے کان میں کہا۔ ''دیکھو! بھولنا نہیں۔ کل رات کو جو بات کہہ چکا ہوں وہی کرنا۔ پھر سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا اور اگر نشانہ خطا گیا تو سمجھ لو کہ پھر سوائے موت کے اور کچھ نہیں ہے۔''

مرطیرہ نے کہا۔ ''اطمینان رکھو! میں سب سمجھتی ہوں جس طرح تم نے بتایا ہے وہی کروں گی۔''

اس کے بعد وہ دونوں جدا ہو گئے۔ سرہنگوں نے ثوران کے بیٹوں کو اور اشمون نجومی کو دروازے کے پاس لا کر ایسے دھکے دیئے کہ وہ سب کے سب باہر ہو گئے۔

اس واقعہ کے ایک گھنٹہ بعد مرئیس اور آشتی فرعون کے سامنے کھڑے نظر آتے ہیں۔ دونوں عرض کرتے ہیں کہ حضور آج ہی شب کو پایۂ تخت طیبی کی طرف کوچ فرمائیں۔ ملکہ نیطرطیہ اور جملہ وابستگان دولت بھی جس قدر یہاں حاضر ہیں یہی رائے رکھتے ہیں۔ فرعون ایسا خستہ ہو گیا کہ اس نے فوراً کوچ کرنا پسند نہ کیا اور جواب دیا۔

''آج شب کو استراحت کے بعد کل صبح کوچ کیا جائے گا۔ تم لوگ تو یہ چاہتے ہو کہ میں اپنی ہی سلطنت کے ایک شہر سے چوروں کی طرح بے سروسامانی سے بھاگوں۔ ایسی بزدلی پر تم کیوں اصرار کرتے ہو۔''

مرئیس نے کہا۔ ''وجہ اصرار کی محض یہ ہے کہ حضور کے خلاف اس امر کی سازش کی گئی ہے کہ حضور شہر کے باہر قدم نہ نکال سکیں۔ آج سہ پہر کو یہ کیفیت تھی کہ اگر اس شہر سے حضور کوچ کرنا چاہتے تو ممکن نہ تھا۔ لیکن اس وقت شب میں حالت دوسری ہو گئی ہے۔ ثوران کی گرفتاری

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

عمل میں آ چکی ہے۔ اس کے معاون اور ہوا خواہ جس قدر ہیں وہ بالکل خوف زدہ ہو رہے ہیں۔ کوئی ان کا افسر اور رہنما اس وقت تک نہیں ہے۔ اس حالت میں اگر حضور نے روانگی کا قصد کیا تو یہ لوگ شہر کے دروازے کھول دیں گے۔ لیکن اگر ایسا نہ کیا تو صبح ہونے تک ان کا کوئی افسر اور سرغنہ پیدا ہو جائے گا اور پھر یہ دشمن شہر کے دروازوں پر دوہرا اور تہرا پہرا بٹھا دیں گے۔"

بادشاہ نے نہایت حقارت سے کہا۔ "کیا تمہارا یہ مطلب ہے کہ میں اس شہر میں کوئی قیدی ہوں۔ اور قیدی بھی اس ملک میں جو میرے زیر نگین ہے۔ فرعون جس وقت حکم دے گا دروازے فوراً کھل جائیں گے۔ اگر اس میں ذرا بھی کوتاہی ہوئی تو اس شہر منوف کی اینٹ سے اینٹ بجا دوں گا اور رعایا کو حکم دوں گا کہ اس اجڑے ہوئے شہر میں وہ جنگلی جانوروں کے ساتھ بسیں۔ کیا وہ اس بھلاوے میں ہیں کہ میں ایک رعایا پرور رحم دل بادشاہ ہوں۔ اس لئے ضرورت کے وقت بھی تلوار سے کام نہ لوں گا۔ کیا ان کو یاد نہیں رہا کہ میں نے اپنی جوانی میں جس وقت انہوں نے شام کے لوگوں سے مدد لے کر بغاوت کی تھی کس طرح شام کے باغیوں کی سرکوبی کی تھی اور ان کے شہروں اور قریوں کو جلا کر کس طرح ان کی سلطنت پر جو مصر کے باغیوں کی ہوا خواہ بنی تھی اپنی حکومت کا جوا رکھ دیا تھا۔ بس ہمارا کوچ یہاں سے کل ہوگا۔ یہی ہمارا حکم ہے اب جاؤ۔"

مرئیس جھک کر آداب بجا لایا اور واپس ہوا۔ جب فرعون اس طرح حکم دے چکا تو آداب شاہی کے خلاف تھا کہ کسی کی زبان کو جنبش ہوتی لیکن آشتی خاموش نہ رہی اور بہ لجاجت سے عرض کرنے لگی۔

"جہاں پناہ! اپنے عاجز بندوں پر ناراض نہ ہوں۔ حضور کو علم ہے کہ میں سحر کے فن میں مہارت رکھتی ہوں۔ عدم رفتہ بزرگوں کی روحیں اپنی اپنی لحد سے اٹھ کر جو کچھ پیش آنے والا میرے کان میں کہہ جاتی ہیں۔ ابھی ابھی جب ملکہ نیطر طیبہ کے کمرے سے نکل کر آئی تو کچھ تک ایک جگہ تاریکی میں کھڑا رہنا پڑا۔ یہاں ملکہ آنجہانی احورہ جو دنیا سے رخصت ہو چکی اور جو زندگی میں میری آقا اور سرپرست تھیں دفعتاً میرے سامنے آئیں اور فرمانے لگیں "آشتی، ابھی جا اور فرعون کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کر کہ اس وقت ان پر اور میری لخت نیطر طیبہ پر ایک واقعہ صعب گزرنے والا ہے۔ بادشاہ کو آگاہ کر دے کہ منوف سے فوراً ہو جائیں ورنہ مرنے پر کمر باندھ لیں۔ عمون کا آفتاب ابر مذلت میں چھپنے کو ہے۔ بادشاہ کر دے کہ جو عورت ان کے قریب ہر وقت حاضر رہتی ہے اس سے ہوشیار رہیں اور اس

نجومی سے بھی خبردار رہیں، جس سے اس عورت نے آج شب کو ایک عہد و پیمان کیا ہے۔"

فرعون نے یہ حال سن کر آشتی کی طرف دیکھا اور کہا۔ "اے خوابوں کی دیکھنے والی! اپنے خواب کی تعبیر خود ہی کیوں نہیں کہتی۔ وہ کون عورت ہے جو ہر وقت میرے قریب حاضر رہتی ہے اور جس سے مجھے ہوشیار رہنا چاہئے اور وہ نجومی وساحر کون ہے جس سے اس عورت نے عہد و پیمان کیا ہے۔"

آشتی نے عرض کیا۔ "ملکہ احورہ نے کسی کا نام نہیں لیا۔ لیکن مجھے اپنے سحر سے یہ معلوم ہو گیا ہے کہ وہ عورت مرطیرہ حضور کی خواص ہے جو ایک عرصہ سے مورد الطاف شاہی ہے اور وہ ساحر اشمون ہے، جس سے مرطیرہ نے شب گزشتہ خفیہ ملاقات کی تھی۔"

فرعون ہنسا اور کہنے لگا۔ "اچھا، تمہارا مطلب اس لمبی لمبی ٹانگوں والے نجومی سے ہے جو رنگ برنگ کی ٹوپیاں پہنا کرتا ہے اور ابھی اپنے آقا ثوران کی گرفتاری پر بدحواس ہو کر بھاگا تھا۔ اس کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ وہ ایک جاسوس ہے جو برسوں سے ہمارے خزانہ سے تنخواہ پاتا ہے۔ وہ ایک شعبدہ باز بھی ہے۔ ثوران کے دل کا حال معلوم کرنے کے لئے اس کے سامنے ساحر اور جادوگر بن گیا ہے۔ مرطیرہ بھی پرانی جاسوسی ہے۔ مدت ہوئی کہ طیبی میں جب ثوران نے ہمارے خلاف سازش کرنی چاہی تو اس نے کل احوال ہم پر ظاہر کر دیا۔ آشتی تم نہایت شریف اور دانشمند عورت ہو۔ مجھے تم سے وہی انس اور میرے دل میں تمہاری وہی عزت ہے جو ملکہ نیطر طیبہ کے دل میں ہے۔ باوجود تمام خوبیوں کے تمہیں اس مرطیرہ سے ایک قسم کا رشک پیدا ہو گیا ہے۔ میں تمہاری اس حالت کو ایک مدت سے محسوس کر رہا ہوں۔ یہ جو کچھ تمہارے کان میں پھونکا گیا ہے وہ ملکہ احوارہ کی روح کا کام نہیں ہے بلکہ تمہارے رشک کا نتیجہ معلوم ہوتا ہے۔ اچھا اب رخصت ہو اور جس قدر خوف تمہارے دل میں پیدا ہوا ہے اس کو بھی اپنے ہی ساتھ لیتی جاؤ۔ کیونکہ وہ آفت روزگار مرطیرہ دوسرے کمرے میں منتظر کھڑی ہے کہ حاضر ہو کر میرا لباس بدلے اور پھر لطائف و ظرائف سنا کر مجھے سلا دے۔"

آشتی نے عرض کیا۔ "جہاں پناہ کے حکم سے آگاہ ہوئی۔ اب رخصت ہوتی ہوں۔ دعا ہے کہ خواب شیریں نصیب اور بیدار مبارک ہو۔"

نیطر طیبہ رات بھر نہ سو سکی۔ جب ذرا آنکھ لگی طرح طرح کے خواب نظر آنے لگے۔ ان میں جو صورتیں دکھائی دیں وہ نہایت مہیب اور خوفناک تھیں۔ جتنے خواب نظر آئے ان میں وہ

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

فربہ اور زشت رو ثوران ضرور موجود ہوتا تھا۔ اماثل ملک زادہ کوش کو پائے تخت میں جو دعوت د
گئی تھی اس کا بھی ایک واقعہ خواب میں دیکھا، یعنی بازیگر جب مٹکے سے اماثل کی صورت نکا
لگے تھے تو آشتی نے کچھ ایسا جادو کیا تھا کہ اماثل کی جگہ ایک بندر کی صورت برآمد ہو گئی تھی۔ ا
وقت خواب میں یہ معلوم ہوا کہ وہ صورت بندر کی نہیں ہے بلکہ ثوران کی ہے اور نہایت ہی
ہیئت اور کریہہ منظر ہے۔ ہاتھ میں اس کے ایک خون آلودہ تلوار اور سر پر فرعون کا تاج ر
رکھا ہے۔ مٹکے کے منہ سے وہ اچھل کر باہر نکلا اور نیطرطیہ کو اپنی بدنیت نظروں سے دیکھتا
پاؤں اس کی طرف آ کر اسے پکڑنا چاہتا ہے۔ نیطرطیہ میں خود حس و حرکت کی قابلیت مطلق نہ
ہے۔ کسی چیز نے اس کو تخت پر کیل دیا ہے۔

ڈراؤنے خوابوں سے ڈر کر نیطرطیہ یکا یک بیدار ہوئی اور تاریکی میں آنکھیں پھاڑ پھا
دیکھنے لگی۔ اسی تاریکی سے اب اس کے کانوں میں آوازیں آنی شروع ہوئیں۔ موت اور ا
کے میدانوں میں کشت و خون کے قصے سنائی دیئے۔ نیطرطیہ ان آوازوں کو سن کر اس قدر
کہ کانوں میں انگلیاں دے لیں اور چاہا کہ اپنے عاشق یعنی رعمیس کی طرف خیال رجوع کر
جس کے دیکھنے کی آرزو ہر وقت دل میں رہا کرتی تھی اور جس کے بغیر وہ اپنے آپ کو بالکل
بے یار و مددگار سمجھتی تھی۔

دل میں کہنے لگی۔ ''معلوم نہیں رعمیس غریب کہاں ہوگا۔ کس حال میں ہوگا۔''

جس دل نے یہ سوال کئے تھے اسی کے ایک گوشہ سے صدا آئی۔ ''موت!'' نیطرطیہ
اور سوچنے لگی۔ اگر رعمیس مر چکا ہے تو میرے زندہ رہنے کی کیا ضرورت ہے۔ جب اسی کی
نہ رہی تو مصر کی ملکہ ہونا یا دنیا کی عورتوں میں سب سے بڑا بننا سب لاحاصل ہے۔

تنہائی اور تنہائی بھی کیسی ناقابل برداشت، نیطرطیہ کے دل پر چھا گئی۔ بستر سے
کمرے کے دروازے سے چند سیڑھیاں نیچے اتری۔ سامنے ہی آشتی کے کمرے کا درو
جہاں وہ شب کو آرام کیا کرتی تھی۔ دروازے کے پاس گئی تو معلوم ہوا کہ اندر کوئی با
سمجھی کہ مریس آشتی کا شوہر ہوگا۔ اس لئے اندر نہ گئی۔ لیکن جب غور سے سنا تو معلوم
ہے۔ آشتی کی آواز ہے۔ ہلکے ہلکے کچھ پڑھ رہی ہے۔ دروازہ کھول کر کمرے میں گئی۔ یہاں
چھوٹا سا چراغ روشن تھا اور اس کی دھیمی روشنی میں آشتی سفید لباس پہنے، سر کے بال
کھولے، نظریں آسمان کی طرف کئے دونوں ہاتھ پھیلائے دعا میں مصروف ہے کہ یکا یک

کی نظر پھر کر نیطرطیہ پر پڑی۔ مگر اچھی طرح نہ دیکھ سکی کہ کون ہے۔ کیونکہ نیطرطیہ جہاں کھڑی تھی
وہاں اندھیرا تھا اور کسی کی صورت پہچاننی مشکل تھی۔ بہر کیف آشتی نے نیطرطیہ کی طرف دیکھ کر
کہا۔

''ارے روح! آگے بڑھ اور اپنا نام بتا۔ مجھے اس وقت تیری مدد کی ضرورت اتنی ہے کہ
کبھی پہلے نہ ہوئی تھی۔''

نیطرطیہ نے اتنا سن کر کہا۔

''آشتی! میں ہوں۔ کوئی روح نہیں ہے۔ دوا، اتنی رات گئے تم روحوں سے کیوں باتیں
کرنا چاہتی ہو۔ یونہی خوف اور خطرے کیا کم ہیں کہ روحوں کو بلا کر اس اندھیری رات کو اور بھی
بھیانک بناتی ہو۔''

آشتی نے کہا۔ ''میں روحوں کو اس لئے بلاتی ہوں کہ کسی طرح اس خطرناک حالت سے
نجات ہو۔ مصیبت نے ہمیں چاروں طرف سے گھیر لیا ہے۔ آج کی رات وہ ہے جس میں جادو
اور سحر شدت سے اپنا اپنا عمل کر رہے ہیں۔ ہوا کی بو سے مجھے اس بات کا پتہ چل رہا ہے اور میں
بھی جادو کے بدلے جادو چلا رہی ہوں۔ مگر پیاری تم کیوں اٹھ بیٹھیں، سوتی کیوں نہیں۔''

نیطرطیہ نے کہا۔ ''آشتی! میری تو نیند حرام ہوگئی ہے کسی طرح نہیں آتی۔ دل پر خوف
طاری ہے۔ اے کاش! اس منحوس شہر میں ہم نے قدم نہ رکھا ہوتا۔ اور نہ اس خبیث حاکم شہر کی
صورت دیکھی ہوتی۔ وہی مردود جو مجھے اپنی بیوی بنانا چاہتا ہے۔'' آشتی نے اپنی بانہیں نیطرطیہ
کے گلے میں ڈال دیں۔ وہ سر سے پاؤں تک کانپ رہی تھی۔ اسی حال میں بولی۔

''پیاری ملکہ! ڈرو نہیں۔ کل صبح ہمارا یہاں سے کوچ ہے۔ بادشاہ سلامت نے مجھ سے ایسا
ہی فرمایا ہے۔ فوج کے لوگ یہاں سے چلنے کے بندوبست میں سرگرم ہیں اور وہ ملعون ثوران قید
خانہ میں بند ہے۔''

نیطرطیہ نے کہا۔ ''سوائے گوشۂ قبر کے کوئی قید خانہ ایسے موذی کو ظلم سے نہیں روک سکتا
افسوس بابا جان نے اسی وقت اس کے قتل کا حکم کیوں نہ سنا دیا۔ میں ہوتی تو یہی کرتی۔ کم سے کم
اس سے پیچھا تو چھوٹتا اور شادی کا ارمان بھی وہ خبیث اپنے ساتھ لے جاتا۔''

آشتی نے کہا۔ ''ملکہ جہاں! یہ اس لئے پیش نہیں آیا کہ فرعون کی تقدیر اور تمہاری تقدیر
پوری ہو۔ بادشاہ سلامت کے مزاج میں گو نرمی ہے لیکن جب وہ کسی بات کا قصد کر لیتے ہیں تو پھر

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

کسی کی مجال نہیں کہ ان کی رائے کو بدل سکے۔"

جونہی یہ الفاظ آشتی کے منہ سے نکلے کسی طرف سے غالباً نیچے محل کے صحن سے ایک آواز سنائی دی۔ یہ آواز خوف اور حیرت کی تھی۔ اس کے ساتھ ہی سیڑھیوں پر چڑھنے کی آوازیں آئیں۔ آشتی دوڑ کر دروازے کی طرف یہ کہتی ہوئی گئی۔

"ارے کیا ہوا......!"

اسی صدائے خوف نے جو پہلے آئی تھی جواب دیا۔ "بادشاہ مصر مر گئے یا مرنے کو ہیں ملکہ نیطر طیہ کو فوراً بادشاہ کے پاس حاضر ہونا چاہئے۔"

نیطر طیہ اور آشتی نے جلدی سے چادریں اوڑھیں اور ایک تنگ و تاریک زینہ سے اتر دربار کے کمرے میں سے ہوتی ہوئی فرعون کی خواب گاہ میں آئیں۔ دیکھا کہ بادشاہ بستر پر ہیں اور شاہی اطباء سب حاضر ہیں۔ بادشاہ کی زبان بند ہے اور آنکھیں کھلی ہیں۔ بیٹی کو پہچانا اپنے ہاتھ سے اپنے پاؤں کی طرف اشارہ کیا۔

نیطر طیہ نے بحالت زار امیر الاطباء سے پوچھا۔

"بتایئے تو یہ کیا حالت ہے۔"

طبیب نے اس سوال کے جواب میں پاؤں سے چادر ہٹا کر بادشاہ کے پاؤں دکھائے۔ پاؤں بالکل خشک اور ایسے معلوم ہوتے تھے جیسے کسی نے آگ میں جلا دیئے ہیں۔

نیطر طیہ نے پوچھا۔

"یہ کیا مرض ہے؟"

طبیب نے کہا۔ "ملکہ مصر ہم کو علم نہیں کہ یہ کیا مرض ہے۔ ہماری اتنی عمر ہونے کو آئی مگر بیماری ہماری نظر سے کبھی نہیں گزری۔ سارا جسم تحلیل ہو گیا ہے اور ٹانگوں پر فالج کا اثر معلوم ہے۔"

آشتی نے کہا۔ "میں جانتی ہوں یہ کیا ہے۔ یہ بیماری نہیں جادو ہے۔ ثوران نے یا تو اپنے ساحروں کو حکم دے کر بادشاہ پر یہ سحر کرایا ہے اور اسی کے اثر سے یہ حال ہوا ہے۔ لوگو! بادشاہ سلامت کے قریب آخر مرتبہ کون حاضر تھا۔"

طبیب نے کہا۔

"مرطیرہ خواص حسب دستور بادشاہ کے قریب بیٹھی لوریاں سنا رہی تھی تا کہ جہاں پناہ

نیند آجائے۔ پاسبانوں کا بیان ہے کہ شاہی خواب گاہ سے مرطیرہ کو نکلے ہوئے تقریباً دو گھنٹے کا عرصہ ہو چکا ہے۔ میں اس وقت یہ دیکھنے آیا تھا کہ جہاں پناہ آرام سے استراحت فرما رہے ہیں یا کسی قسم کی تکلیف ہے۔ لیکن جب دیکھا تو جہاں پناہ کی وہ حالت معلوم ہوئی جو اس وقت آپ ملاحظہ کرتی ہیں۔"

نیطر طیہ نے سر اونچا کیا اور با آواز بلند کہا۔

"حاضرین! بادشاہ سلامت میرے پدر بزرگوار اس وقت غشی کی حالت میں ہیں۔ اس لئے میں اس وقت تنہا بذات خود مصر کی مالک اور بادشاہ ہوں۔ میرا حکم آپ کو ماننا ہوگا۔ سنیئے! ثوران ابھی زندان سے نکال کر دربار کے کمرے میں حاضر کیا جائے۔ مجھے اس سے چند سوال کرنے ہیں۔ مرطیرہ خواص کو بھی ننگی تلواروں کے پہرے میں یہاں حاضر کیا جائے۔"

پاسبانوں کا افسر ملکہ کے سامنے سر جھکا کر فوراً اس حکم کو بجالانے روانہ ہو گیا مگر تھوڑی دیر کے بعد واپس آیا۔ اور اس کمرے کی طرف گیا جہاں نیطر طیہ اس وقت چلی آئی تھی کیونکہ خواب گاہ میں اطباء بادشاہ کے طبی امتحان میں اس وقت مصروف ہو گئے تھے۔

افسر پاسبانان نے خوفزدہ ہو کر نیطر طیہ سے عرض کیا۔ "ملکۂ عالم ناراض نہ ہوں۔ حاکم شہر ثوران جہاں ان کو موجود ہونا چاہئے تھا موجود نہیں ہیں۔ وہ زندان سے نکل کر معلوم نہیں کہاں چلے گئے ہیں۔ مرطیرہ خواص کا بھی پتہ نہیں چلتا۔"

نیطر طیہ نے غصہ سے پوچھا۔

"ایسا کیوں ہوا۔"

افسر نے کہا۔ "حضور! محل کا دروازہ رات کو کھلا رہا۔ کل کوچ کی تیاری ہے۔ ہر وقت لوگوں کو آمدورفت جاری ہے۔ گھنٹہ بھر ہوا کہ مرطیرہ خواص اس دروازے پر آئیں اور جو افسر پہرا دے رہا تھا۔ اس کو بادشاہ کی انگوٹھی دکھائی اور کہا کہ مجھ کو ایک ضروری کام کے لئے باہر جانا ہے۔ ایک بہت تن و توش کا آدمی اونٹ والوں کے سے کپڑے پہنے ان کے ساتھ تھا پہریدار اندھیرے میں سمجھا کہ صحرا کا کوئی آدمی ہے جو اونٹوں کے انتظام میں ادھر سے ادھر پھر رہا ہے۔ مگر اب یقین ہو گیا کہ درحقیقت وہ حاکم شہر ثوران اونٹ والے کے بھیس میں تھا۔ جس حجرے میں اسے قید کیا گیا تھا اس میں ایک چور دروازہ تھا جس کا حال ثوران کو معلوم تھا۔ اس چور دروازے سے ثوران حجرے سے باہر نکل آیا اور کسی صحرائی کے کپڑے پہن کر محل سے بھاگ

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

گیا۔ جس صحرائی کے کپڑے اس نے پہنے ہیں اس کا پتہ ابھی تک نہیں چلا ہے۔ غالباً وہ محل کے کسی گوشے میں سوتا ہوگا۔"

نیطر طیہ نے یہ سن کر حکم دیا۔

"محل کے دروازے بند کر دیئے جائیں۔ کسی کو نہ باہر جانے کی اجازت ہے اور نہ اندر آنے کی۔ آشتی! تم چند آدمیوں کو لے جاؤ اور اس کمرے کی تلاشی لو جس میں مرطیرہ سویا کرتی تھی۔ ممکن ہے کہ وہ واپس چلی آئی ہو۔" آشتی حکم سنتے ہی چلی گئی اور تھوڑی دیر میں کوئی چیز کپڑے میں لپٹی ہوئی لے کر واپس آئی۔

آشتی نے آتے ہی ملکہ سے کہا۔ "مرطیرہ غائب ہے اور یہ چیز اس کے بستر کے نیچے سے برآمد ہوئی ہے۔"

اتنا کہہ کر آشتی نے وہ چیز ایک میز پر رکھ دی۔ نیطر طیہ اسے دیکھتے ہی پیچھے ہٹی اور کہنے لگی۔ "کیا یہ کسی بچہ کا مردہ ہے۔"

آشتی نے کہا۔ "نہیں! یہ بچہ نہیں ہے بلکہ ایک بڑی عمر کے مرد کی صورت ہے۔"

آشتی نے اوپر سے کپڑا ہٹایا تو موم کا ایک پتلا نظر آیا جس کی شکل بالکل فرعون کی سی تھی۔ بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ فرعون میں جو کچھ باقی رہ گیا تھا اسی کا یہ ثنیٰ تھا۔ ٹانگیں پگھل کر ٹیڑھی ہوگئی تھیں اور ہاتھی دانت کی بنی ہوئی بدن کی ہڈیاں اور باریک باریک تاروں کی نسیں جن پر موم چڑھایا گیا تھا الگ نظر آ رہی تھیں۔ منہ کے اندر تالو کے نیچے جہاں زبان ہونی چاہئے تیز خار لگا دیئے تھے جو تالو میں چبھے ہوئے تھے پتلا بالکل زندہ معلوم ہوتا تھا اور دیکھنے سے خوف طاری ہوتا تھا۔

نیطر طیہ نے اسے دیکھ کر اپنی آنکھیں بند کر لیں۔ دیوار سے سہارا لے کر تھوڑی دیر کھڑی رہی پھر سنبھل کر بولی۔

"سرکاری طبیبوں اور مجلس شوریٰ کے لوگوں کو فوراً طلب کیا جائے اور لشکر کے تمام افسر جو ہمارے ہمراہ آئے ہیں بلائے جائیں تا کہ سب لوگ آ کر دیکھیں اور گواہ رہیں کہ فرعون کے سوتیلے بھائی ثوران نے اشمون ساحر اور اس کی آشنا مرطیرہ سے سازش کر کے بادشاہ مصر کے خلاف کیسا سنگین جرم کیا ہے۔"

سب لوگ طلب ہوتے ہی حاضر ہوئے اور جب انہوں نے موم کے خوفناک پتلے کو میز پر

رکھا دیکھا تو رو رو کر ان بدبختوں پر جنہوں نے یہ سحر کیا تھا وہ سخت لعنت اور ملامت کرنے لگے۔

نیطر طیہ نے کہا۔ "ان پر لعنت ملامت نہ کرو کیونکہ وہ تو خود ملعون و مردود ہو چکے ہیں اور مرتے ہی ان کی روحیں شیطان کے سپرد ہو جائیں گی۔ جس بات کی اس وقت ضرورت ہے وہ یہ ہے کہ یہ کل واقعات ضبط تحریر میں لے آنے چاہئیں۔ کاتبو! فوراً اپنی یادداشتوں میں کل واقعات درج کر لو۔"

کاتبوں نے فوراً کل حالات قلمبند کیے اور ان کی تحریر پر ملکہ نیطر طیہ اور مشیران سلطنت نے جو حاضر تھے اپنے اپنے دستخط کر دیئے۔ تب نیطر طیہ نے حکم دیا کہ اس موم کے پتلے کو یہاں سے اٹھا لے جائیں اور اس کو تلف کر دیں تا کہ جو آفات وہ برپا کر رہا ہے وہ کسی طرح بند ہوں۔ اس پر ایک کاہن جو اوسیرس دیوتا کے معبد کا خادم تھا اس پتلے کو اٹھا کر باہر لے گیا۔

نیطر طیہ فرعون کے کمرے میں آئی اور پلنگ کے قریب زمین پر گھٹنے ٹیک کر باپ کا چہرہ جھک کر دیکھنے لگی۔ معلوم ہوتا تھا کہ بادشاہ سو رہے ہیں مگر تھوڑی دیر میں وہ بیدار ہوئے اور چاروں طرف وحشت زدہ آنکھوں سے دیکھنے لگے۔ لبوں کو کسی قدر جنبش ہوئی مگر بولا نہ گیا۔ پھر یکلخت بھرائی آواز میں کہا۔ "دشمنوں نے مجھ پر جادو کیا ہے۔ ہائے میں جلا، میں پھنکا۔" یہ جملے کہتے جاتے تھے اور پلنگ پر لوٹتے تھے۔ پھر کہا۔

"بیٹی...... بیٹی! میرے خون کا بدلہ ضرور لینا۔ تم کچھ نہ ڈرو۔ دیوتا تمہارے ساتھ ہیں۔ میں ان کی قہرناک نگاہیں دیکھ رہا ہوں۔ ہائے میں جلا...... میں جلا۔" یہ کہتے ہی سر پیچھے کو ڈھلکا اور چہرے پر موت کی زردی کھنڈ گئی۔

نیطر طیہ نے مردہ باپ کی پیشانی کو بوسہ دیا اور پھر سرہانے جھک کر کھڑی ہوئی اور کوئی دعا پڑھی۔ کچھ دیر کے بعد سیدھی کھڑی ہوئی اور کہا۔ "بادشاہ عادل و کامل کی یہی خوشی تھی کہ خدائے اوسیرس کی اقلیم میں وارد ہو کر اپنے ابدی گھر میں جا بسیں۔ لوگو! سب کو اطلاع کر دو کہ فرعون گزر گئے اور میں ان کی جگہ مصر کی مالک ہوگئی۔ اوسیرس کے سردار کاہن کو طلب کیا جائے کہ آخری مراسم میت ادا کریں۔"

اوسیرس کا سردار کاہن حاضر ہوا۔ ابھی دروازے ہی میں تھا کہ آشتی اس کے قریب آئی اور اس کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا۔ "اس موم کے پتلے کو تم نے کس طرح تلف کیا۔"

کاہن نے جواب دیا۔ "بت خانہ اسقط کے قدیم حرم میں جو بڑا قربان گاہ ہے اس پر دہکتی

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

آگ میں اسے جھونک دیا۔"

آشتی نے کہا۔ "تم بڑے نادان تھے۔ تم کو چاہئے تھا کہ اس کو کہیں دفن کر دیتے۔ اب سنو کہ اس جادو کے پتلے کو جلا کر تم نے فرعون کی زندگی کا بھی خاتمہ کر دیا۔" اتنا سنتے ہی کاہن غش کھا کر زمین پر گرا۔ دوسرا کاہن فوراً طلب کیا گیا۔ تا کہ بادشاہ کے مردے پر دعا پڑھے۔

صبح ہو گئی تھی۔ جراح اور اطباء میت فرعون کا حنوط خوشبودار مصالحوں سے تیار کرنے میں مصروف ہوئے۔ نیطر طیہ نے فوراً مشیروں کو جو ہمراہ آئے تھے طلب کر کے مشورہ شروع کیا۔ دیر تک مجلس میں بحث ہوتی رہی۔ ہر شخص جانتا تھا کہ خطرہ شدید درپیش ہے۔ ثوران کی گرفتاری اب ناممکن ہے۔ وہ قید سے بھاگ چکا تھا اور اس بات کو پہلے ہی سے سمجھے ہوئے تھا کہ اس کے جرائم اتنے ہیں کہ اگر سزا کی نوبت آئی تو وہ اور اس کا خاندان سب قتل کر دیا جائے گا۔ اور اس ہلاکت سے بچنے کی تدبیر یہی ہے کہ نیطر طیہ سے کسی طرح اس کی شادی ہو جائے۔ مشیروں کو یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ ہزار ہا مسلح آدمی شہر کے اندر اور باہر ایسے موجود ہیں جو ثوران کی وفاداری کا حلف لے چکے ہیں۔ اور مصر فرعون کی سپاہ کی تعداد صرف پانچ سو ہے اور یہ بھی سب کی سب شہر کے پیچیدہ گلی کوچوں اور مختلف عمارتوں میں پراگندہ ہے۔

ایک مشیر نے یہ رائے دی کہ قصر کی دیوار میں جو دریا کے رخ ہے، نقب لگا کر سب لوگ دریا کی طرف نکل آئیں اور وہاں جس قدر جہاز اپنے موجود ہیں ان میں سوار ہو کر طیبی کو کوچ کریں۔ اس مشورہ کو سب نے پسند کیا لیکن جب اس پر عمل کرنا چاہا تو معلوم ہوا کہ جہازوں پر دشمن نے قبضہ کر لیا ہے اور وہ طیبی کی طرف روانہ کر دیئے گئے ہیں۔ بس اب دو ہی صورتیں رہ گئی ہیں۔ ایک یہ کہ پرانے بت خانہ کی چار دیواری میں سب جمع ہو جائیں اور وہاں سے کمک کے لئے قاصد روانہ کئے جائیں۔ دوسرے یہ کہ تن بہ تقدیر چار دیواری سے نکل کر شہر میں سے ہوتے ہوئے شہر کے بڑے دروازے پر آئیں اور اگر وہ بند ہو تو اس کو توڑ کر باہر نکلیں اور جہازوں پر قبضہ کر کے دریا در یا کسی ایسے شہر کو روانہ ہو جائیں جہاں کہ رعایا بادشاہ کی وفادار اور خیر خواہ ہو۔

اہل مشورت میں سے کسی نے ایک رائے کو پسند کیا کسی نے دوسری رائے کو۔ آخر کار یہ قرار پایا کہ ملکہ نیطر طیہ جس بات کو منظور کرے اسی پر عمل کیا جائے۔ چنانچہ ملکہ نے کچھ دیر غور کرنے کے بعد کہا۔

"ہم یہاں اب ٹھہرنا نہیں چاہتے۔ جب تک ہماری مدد و مخلصی کے لئے فوج آئے گی ہم

سب یا تو فاقوں سے مر جائیں گے یا اس نابکار خبیث کے پنجۂ غضب میں گرفتار ہوں گے جو میرے باپ کا قاتل ہے۔ یہ بہتر ہو گا کہ میں اس باغی شہر کے گلی کوچوں میں لڑتی ہوئی مر جاؤں۔ ایسی موت میرے لئے مبارک ہو گی۔ کیونکہ عفت و عصمت کے ساتھ اپنے باپ کے پاس پہنچ جاؤں گی جس کی ابدی سکونت اس وقت کرۂ آفتاب سے بھی ماورا ہے۔ مشیرو! آج آدھی رات کو ہمارا یہاں سے کوچ ہے۔"

یہ حکم سنتے ہی حاضرین سرنگوں ہوئے اور کوچ کی تیاریاں کرنے لگے۔ عورتیں جس قدر ساتھ تھیں انہوں نے فرعون کی موت پر ماتم شروع کیا اور قصر کے برجوں اور کنگروں سے منادوں نے اعلان کیا۔

"نیطر طیہ ملکہ مصر، نجم عمون، جمال حاسر، ارشک خاور، ارض شمال و جنوب کی مالک اور باشندگان مصر کی بادشاہ ہوئی۔"

بار بار یہی ندا بلند کی جاتی تھی۔ خلقت جو نیچے کھڑی تھی اس میں سے کوئی خوش ہو کر کوئی جملہ کہتا تھا۔ لیکن اکثر لوگ ثوران کے خوف سے زبان بند کئے تھے۔ منادوں نے اپنی ندا میں شہزادہ ثوران کی نسبت بھی حکم سنایا کہ "ملکۂ مصر کے حضور میں فوراً حاضر ہو کر حلف اطاعت لے۔" مگر ثوران کی طرف سے اس حکم کی پابندی مطلق نہ ہوئی۔

رات ہوئی۔ ملکہ سے اشارہ پاتے ہی بت خانے کے دروازے کھول دیئے گئے اور امراء سلطنت کے کندھوں پر فرعون کا تابوت رکھا ہوا باہر نکالا گیا۔ آگے آگے سپاہیوں کا ایک دستہ تھا پیچھے پیچھے عورتوں اور شاہی ملازموں کی صفیں تھیں۔ تابوت صنوبر کی لکڑی کا تھا۔ بت خانہ میں جس قدر تختے اس قسم کی لکڑی کے مل سکے ان ہی سے جلدی میں یہ تیار کیا گیا تھا۔ کسی کا خوف تو تھا نہیں، بہت آہستہ قدم تابوت لئے یہ لوگ چلنے لگے۔ کاہن اور مغنی دعائیں پڑھتے ہوئے ساتھ ساتھ تھے۔ ان کے بعد حمالوں کا ایک گروہ تھا جو سروں پر سامان رکھے ہوئے جاتا تھا۔ اس گروہ کے پیچھے فوج محافظ کے لوگ ملکہ کے گرد حلقہ کئے تھے۔ ملکہ اس وقت مردانے لباس میں زرہ بکتر چار آئینہ لگائے رتھ پر سوار تھی۔ اور پہلو میں سردار مرئیس کی بیوی آشتی بیٹھی تھی۔

شروع میں سب خیریت رہی۔ کیونکہ بت خانہ کے سامنے جو وسیع میدان تھا وہاں آدمی کا نشان نہ تھا۔ جب یہاں سے یہ جلوس خیریت سے گزر کر اس سڑک پر آنے کو ہوا جو شہر کے دروازہ تک ایک میل سیدھی چلی گئی تھی تو سپاہ محافظ نے جو ملکہ کے گرد تھی اپنی ردیفیں کم عریض

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

www.paksociety.com

کر کے اس سڑک پر آنا چاہا۔ لیکن موڑ پر پہنچتے ہی کیا دیکھا کہ پہلو کے گلی کوچوں سے ثوران کی فوجیں دفعتاً نکل کر جہاں سے یہ دوسری سڑک شروع ہوئی تھی وہاں راستہ روک کر کھڑی ہوگئی ہیں۔

جس وقت جلوس سامنے آیا ان فوجوں کے افسر نے للکار کر کہا۔

"ٹھہرو......!"

ملکہ کے سپاہیوں نے فوراً اپنی صفوں کو زیادہ مضبوط کر کے ملکہ کے گرد ایک حلقہ باندھ لیا اور اب فریق مخالف کی طرف سے چند فوجی افسر جن میں ثوران کے چاروں بیٹوں کو بھی لوگوں نے پہچان لیا، آگے بڑھے اور ثوران کی طرف سے یہ پیغام سنایا کہ ملکہ نیطر طیہ فوراً ان کے حوالے کی جائیں۔ ان کا پاس ادب ہر طرح ملحوظ رہے گا۔ باقی جس قدر لوگ ان کے ہمراہ ہیں وہ آزاد کئے جاتے ہیں کہ جہاں چاہیں جائیں۔ فوج محافظ کے افسر مرئیس نے یہ پیغام سنتے ہی ملکہ سے کل واقعہ عرض کیا۔ ملکہ نے سخت برہم ہو کر کہا۔

"مرئیس جاؤ اور جواب دو کہ ملکہ مصر اپنے تئیں باغیوں اور قاتلوں کے حوالے نہیں کر سکتی۔ اتنا جواب دے کر فوراً ان دشمنوں پر حملہ کرو اور سب کو اسی وقت تہ تیغ کر دو۔"

مرئیس نے واپس ہو کر ثوران کے افسروں کو ملکۂ مصر کا جواب سنایا اور جواب ختم نہ ہوا تھا کہ ملکہ کے تیراندازوں نے دفعتاً ایسے تیر برسائے کہ ثوران کے چاروں بیٹے اور ان کے چند ہمراہی جو قریب تھے جہاں کھڑے تھے وہیں ختم ہو گئے۔

اور اب دست بدست جنگ شروع ہوئی۔ یہ معرکہ ایسا سخت تھا کہ صدہا برس سے ایسی خونریزی مصر کی زمین پر نہ ہوئی تھی۔ یہ سچ ہے کہ شاہی فوج تعداد میں کم تھی لیکن اس کے لوگ بڑے بڑے آزمودہ کار لڑنے والے تھے۔ اس وقت جان سے مایوس ہو کر دشمن سے گتھ گئے۔ ملکہ نیطر طیہ بھی آج رات کو عورت نہ رہی تھی۔ جس وقت اس کی سپاہ نے حملہ کر کے دشمن کی صفوں میں سے رستہ نکالنا چاہا تو ملکہ بھی دشمن پر تیر چلا کر ان کو ہلاک کرتی رہی۔ اس وقت چاندنی خوب تیز کھلی تھی۔ اس روشنی میں ملکہ کی صورت سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ کوئی دیبی رتھ میں بیٹھی آسمان سے اتری ہے اور کمان سے تیر چلا چلا کر ترکش خالی کر رہی ہے۔ باوجودیکہ لڑائی سخت تھی مگر ملکہ کے قریب جو لوگ تھے ان کو ابھی تک کوئی گزند نہ پہنچا تھا۔ رتھ کے گھوڑے تک محفوظ تھے۔ اس سے معلوم ہوتا تھا کہ کسی ایسی قوت کا وہاں گزر ہے جو کسی کو نظر تو آتی نہیں لیکن اس کے اثر سے

دشمن کی تلواریں اور تیر اپنے نشانے خطا کر رہے ہیں۔

یہ حالت زیادہ دیر تک نہ رہی۔ ثوران کے سپاہی بے شمار تھے اور شاہی فوج بہت قلیل تھی اور وہ بھی اب بہت چھٹ چلی تھی۔ جو لوگ ابھی تک لڑ رہے تھے وہ پیچھے ہٹنے لگے۔ یہاں تک کہ جہاں سے چلے تھے یعنی بت خانہ کی چار دیواری تک ہٹتے چلے گئے۔ یہاں سے بھی پسپا ہو کر بت خانہ کے صحن میں آنا پڑا۔ اس وقت سردار فوج مرئیس کے تحت میں صرف پچاس آدمی رہ گئے تھے۔ ان سب نے کوشش کی کہ دشمن کو بت خانے کے دروازے میں داخل نہ ہونے دیں۔ جان توڑ کر لڑے اور ایک ایک کر کے دشمن کی برچھیوں اور بھالوں سے زخمی ہو کر کام آ گئے۔

نیطر طیہ اس وقت رتھ سے اتر کر کمان پر سہارا لئے کھڑی تھی۔ ترکش میں اب کوئی تیر باقی نہ رہا تھا۔ قریب ہی خاتون آشتی حاضر تھی۔ دونوں اپنے جان نثاروں کی وفاداری کا تماشا دیکھ رہی تھیں کہ دفعتاً ثوران کے سپاہی سخت شور مچا کر دروازہ سے داخل ہو کر چار دیواری کے اندر گھس آئے۔ دستہ میں جو سامنے آیا اس کو قتل کیا اور اب ملکہ کے گرد صرف بارہ آدمی رہ گئے۔ ان لوگوں پر دشمن نے حملہ کر کے ان کو بت خانہ کے اندر والے صحن میں ہٹا دیا۔ یہاں بھی ان کو زیادہ جمنے نہ دیا اور وہ ہٹ کر بت خانے کے کمروں میں آئے اور وہاں سے بھی ہٹتے ہٹتے زینہ کا وہ دروازہ آ گیا جس سے چڑھ کر ملکہ اپنے بلند کمروں میں پہنچا کرتی تھی۔

زینہ کے دروازے پر آخر کشمکش ہوئی۔ نیطر طیہ کے سپاہیوں نے ایک ایک سیڑھی پر دشمن سے لڑ کر جان دی۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ سوائے نیطر طیہ، آشتی اور مرئیس کے اور کوئی زندہ نہ بچا۔ مرئیس سر سے پاؤں تک زخموں سے چور ہو رہا تھا۔ آخر کار ان تینوں نے زینہ چڑھ کر اوپر جانا چاہا۔ پیچھے پیچھے دشمن بھی آ رہا تھا۔ چند سیڑھیاں رہ گئی تھیں کہ وہاں وہ رکا۔ سردار مرئیس جو زخموں کی تکلیف سے نیم جان تھا اپنی بیوی کی طرف بڑھا۔ اس کی پیشانی چومی۔ پھر ملکہ کے سامنے حاضر ہو کر زمین بوس ہوا اور عرض کیا۔

"ملکۂ عالم پناہ! جہاں تک انسان کی طاقت میں تھا میں نے حضور کی جان بچانی چاہی۔ لیکن اب میں رخصت ہوتا ہوں تاکہ اپنے مالک اور آقا فرعون آنجہانی کے حضور میں حاضر ہو کر یہ کل ماجرا عرض کروں۔ اب یہ جان نثار آپ کو خدائے عمون کے سپرد کرتا ہے اور رعمیس کو جو میرا لخت جگر ہے ذمہ دار کئے جاتا ہوں کہ وہ ہمیشہ حضور کی جان و مال کی حفاظت کرے اور اب میری

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

وصیت یہی ہے کہ آپ دونوں اس نمک حرام دشمن سے انتقام لیں۔''

اتنا کہہ کر آشتی کی طرف متوجہ ہوا خدا کو سونپا۔ اس کے بعد مرئیس نے اپنے بزرگوں کے زمانہ کی جو مصر میں بادشاہت کر چکے تھے ایک رجز پڑھی اور اس جری و شریف بہادر شاہان قدیم کی یادگار نے دونوں ہاتھوں سے تلوار پکڑی اور دشمن کے ٹکڑے اڑاتا ہوا آخر کار خود بھی عدم کی راہ لی۔

ملکہ نے کہا۔ ''آشتی! اے شاہان مصر قدیم کے ایک شریف نام لیوا کی شریف بیوی، اٹھو اور میرے ساتھ چلو۔'' آشتی اس وقت دیوار کے سہارے سے آنکھیں بند کئے کھڑی تھی۔ ملکہ کی طرف نظر اٹھائی اور رو کر کہنے لگی۔

''بیوی کہاں رہی، اب تو بیوہ ہوں۔ کیا آپ نے مرئیس کی روح کو پرواز کرتے نہیں دیکھا۔''

نیطر طیہ، آشتی کو سہارا دے کر کمروں کے اوپر بالا خانہ میں لے گئی۔ یہاں ایک کوچ میں آشتی سخت رنج والم کی حالت میں بیٹھ گئی۔ نیطر طیہ خود بالا خانے کی بلند مہتابی پر جا کھڑی ہوئی۔ مہتابی سے صد ہا گز نیچے دریائے نیل بہہ رہا تھا۔ نیطر طیہ اس بلند مقام پر کھڑے ہو کر اس خیال میں محو ہوئی کہ دیکھئے اس کشت وخون کا انجام کیا ہوتا ہے۔ صبح ہونے کو تھی۔ ریگستان کی سرحد پر افق مشرق سے آفتاب کا سرخ کنارہ صاف ستھرے آسمان پر ظاہر ہو چلا تھا۔ نیطر طیہ فولاد کی چمکتی ہوئی زرع پہنے سر پر خود رکھے جو تاج مصر کی وضع کا تھا اس پربفلک گنبد کی مہتابی پر بالکل اس کے کنارے کھڑی تھی۔ نیچے دریا تھا۔ اس پر کشتیوں اور جہازوں میں اور خشکی کی طرف میدانوں اور راستوں پر لاکھوں مخلوق موجود تھی، جو اس نور کی مورت کو حیرت سے دیکھ رہی تھی۔ لوگ تعریف میں بار بار نعرے لگا کر کہتے تھے۔

''عمون کی بیٹی کو دیکھو۔ کیسی مہا دیبی بنی کھڑی ہے۔''

دشمن کے سپاہی سیڑھیاں چڑھتے ہوئے کمروں کی چھت پر بالا خانے کے قریب پہنچے اور دیکھا کہ نیطر طیہ مہتابی کے کنارے کھڑی ہے اور صد ہا گز نیچے دریا بہہ رہا ہے۔ چونکہ لڑائی اب ختم ہو چکی تھی سپاہیوں کے ساتھ ثوران بھی چھت پر آیا مگر دم بھول گیا تھا۔ اسی حالت میں کہنے لگا۔

''اس عورت کو گرفتار کر لو!''

ملکہ اس وقت سر سے پاؤں تک سورج کی کرن میں نور کا لباس پہنے کھڑی تھی۔ ثوران کا حکم سن کر سپاہیوں نے ملکہ کی طرف دیکھا۔ مگر آگے بڑھنے کی ہمت کسی میں نہ ہوئی۔ پیچھے ہٹ کر کہنے لگے۔

''ہم آگے ایک قدم نہیں اٹھا سکتے۔ فرعون مقتول کی روح ملکہ کے سامنے کھڑی ہے۔''

نیطر طیہ نے یہ کیفیت دیکھ کر باآواز بلند کہا۔

''ثوران! تو خاندان مصر کا ایک شہزادہ اور اس شہر منوف کا موروثی والی اور حاکم تھا۔ مگر اب تو نہ شہزادہ ہے اور نہ حاکم، بلکہ زمرۂ انسانیت سے خارج ایک قاتل اور دغا باز ہے۔ اپنے بادشاہ اور اس بادشاہ کے بہت سے وفاداروں کا خون تیری گردن پر ہے۔ نمک حرام سن! میں تمہاری موت کا حکم سناتی ہوں۔ اس دنیا میں بھی اور اس عالم میں بھی جو بعد الموت تجھے نصیب ہوگا۔ تو ہمیشہ کو غارت ہوا۔ اگر تو نے ایک قدم بھی میری طرف بڑھایا تو اسی دم تمام دنیا کی آنکھوں کے سامنے اس بلندی سے دریائے نیل میں اپنے تئیں گرا دوں گی۔ لیکن پیشتر اس کے کہ میں اپنے مردہ باپ فرعون کی خدمت میں حاضر ہوں اور میں اور میری دایہ آشتی دونوں مل کر خداؤں کے دربار میں تیری شکایت کریں ہماری بد دعا اپنے حق میں سن لے۔ آج سے ایک زہریلا سانپ تیرے کلیجہ کو ڈستا ہوا تیرے دل تک اپنے تیز دانت پہنچاتا رہے گا۔ اور پھر تو اور تیرا سارا کنبہ اور وہ لوگ جو تیرا ساتھ دیں گے۔ ایک ایک کر کے دنیا سے نیست و نابود ہو جائیں گے۔ یہ نیطر طیہ کا سراپ ہے جس میں عمون رع کا غضب شامل ہے۔ عمون رع وہ رب ہے جس نے مجھے اس دنیا میں پیدا کیا تھا۔ وہ میرا باپ اور تمام ارباب فلک کا سرتاج ہے۔''

سپاہیوں نے جب یہ غضب آلود الفاظ سنے تو ایک ایک کر کے زینہ سے اتر کر سب اپنے گھروں کو چلے گئے۔ اور اب وہاں سوائے ملکہ اور آشتی کے جو ملکہ قدموں میں پڑی تھی اور ثوران ظالم و جفا کار کے جو ملکہ کا چچا بھی تھا اور کوئی باقی نہ رہا۔ ثوران نے نیطر طیہ کی طرف دیکھا۔ تین بار کوشش کی کہ کچھ کہے لیکن منہ سے آواز نہ نکلی۔ چوتھی مرتبہ بمشکل تھرتھراتی آواز میں کہا۔

''ملکہ میرے حق میں جو کچھ بد دعا کی ہے اس کو اپنی ہی زبان سے بے اثر کر دو۔ یہ سراپ میرے سر سے ہٹا دو۔ میں بڈھا ہوں اور آج میرے چار بیٹے جو صحیح النسب تھے اس معرکہ میں قتل ہو چکے ہیں۔ مجھے گوارا ہے کہ صرف اسی شہر میں بدستور حکومت کرنے کی اجازت حاصل

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

رہے۔ گو تخت مصر سے کہیں زیادہ تمنا مجھے اس کی ہے کہ تم میری ہو کر رہو۔ لیکن میں اس آرزو سے بھی ہاتھ دھو کر تم کو یہاں سے جانے کی اجازت دے دوں گا۔ خواہ اس میں مجھے کتنی ہی تکلیف ہو۔"

نیطر طیبہ نے جواب دیا۔

"ثوران اگر میں اب چاہوں بھی تو میری بددعا تیرے سر سے نہیں ٹل سکتی۔ میں نے اپنی زبان سے کچھ نہیں کہا ہے۔ یہ ندائے غیب تھی جس نے میری زبان سے تیری تباہی کی خبر دی ہے۔ اے ابلیس کے بچے جو کچھ برائی تجھے کرنی تھی تو نے کر لی۔ بددعا تیرے حق میں ہمیشہ قائم رہے گی۔"

یہ تقریر سن کر ثوران خوف اور خوف کے ساتھ غصے اور غضب سے کانپ اٹھا اور کہنے لگا۔ "اے عمون کی زائیدہ! اگر یہ بات ہے تو یوں ہی سہی۔ اب مجھے کسی بات کا ڈر نہیں۔ برے سے برا سلوک جو مجھ سے بن پڑے گا تیرے ساتھ برتوں گا۔ فرعون جو میرا دشمن تھا وہ مر چکا ہے۔ اور تو اس کی بیٹی ہے۔ سمجھ لے کہ میرے جبر سے نہیں بلکہ اپنی خوشی اور خواہش سے تجھے میری بیوی بننا پڑے گا۔ انسان کی مجال نہیں کہ تجھ پر انگلی اٹھا سکے۔ اس لئے فاقوں سے تیرا یہاں کام تمام کیا جائے گا موت ابھی تجھے نہیں آئے گی اور ایک دن میرا بھی آئے گا کہ تجھ پر قابو پاؤں گا۔"

نیطر طیبہ نے کہا۔ "ارے شیطان! یہ بھی تجھے معلوم ہے کہ اس دن کے بعد جو شب ہولناک تیرے حق میں ہے اس کی سحر کبھی نمودار نہ ہو گی۔" ثوران آگے کچھ نہ کہہ سکا اور وہ بگڑ کر یہاں سے چلا گیا۔

جب وقت ثوران چلا گیا تو نیطر طیبہ نے اس بلندی سے نیچے بت خانہ کے صحن کو دیکھا۔ ہزار ہا آدمی یہاں خاموش کھڑے تھے۔ سب کے چہروں پر مردنی چھائی تھی اور سب ملکہ کی طرف دیکھتے تھے۔ یہ دیکھ کر نیطر طیبہ مہتابی سے نیچے اتری اور آشتی کو چھت سے اتار کر اس کمرے میں پہنچایا جہاں وہ سویا کرتی تھی۔

چھ دن ہو گئے ہیں، نیطر طیبہ بدستور اسی برج میں فاقے کر رہی ہے۔ مٹکوں کا پانی اب تک کام دیتا رہا مگر آج وہ بھی ختم ہو گیا۔ کھانے کے لئے سوائے شہد کے اور کچھ میسر نہیں ہوا تھا وہ بھی اس طرح کہ بت خانہ کی برجیوں میں کہیں کہیں شہد کے چھتے تھے۔ آشتی رات کو اٹھ کر ان

میں سے تھوڑا سا شہد نکال لیا کرتی تھی۔ اس دن شہد بھی باقی نہ تھا اور اگر ہوتا بھی تو پانی نہ تھا جو حلق کے نیچے کچھ اتر سکتا۔

نیطر طیبہ آشتی کے کمرے میں گئی اور کہا۔ "اٹھو! باہر نکل کر چھت پر آؤ اور غروب آفتاب کی کیفیت ایک مرتبہ اور دیکھ لو۔ کیونکہ جس طرح وہ آسمان کا دورہ کر کے غروب ہونے والا ہے ہم بھی اس کے ساتھ ساتھ اپنی عمر کی منزل ختم کرنے کو ہیں۔"

غرض دونوں اٹھیں۔ کمزور بہت ہو گئی تھیں۔ ایک نے دوسرے کو سہارا دے کر سیڑھیوں پر چڑھایا اور اب اس بلندی سے انہوں نے دیکھا کہ دریا کی سمت کو چھوڑ کر جہاں ثوران کے جنگی جہاز پہرہ دے رہے تھے باقی تمام سمتوں میں بت خانہ کے گرد فوج دوہری صفوں میں آراستہ ہے اور ان صفوں کے پیچھے ہزار ہا آدمی انتظار میں کھڑے ہیں کہ اب مصر کی فاقہ کش ملکہ سورج ڈوبنے کے وقت مہتابی پر نمودار ہو گی۔

جونہی ملکہ نے جو ابھی تک زرع پہنے تھی، مہتابی پر قدم رکھا تمام خلقت میں سمندر کی لہروں کا سا ایک شور اس سرے سے اس سرے تک پیدا ہو گیا۔ اس کے بعد ہر طرف ایک سکوت کا عالم تھا۔ سب لوگوں کو ملکہ پر بے حد رحم آتا تھا مگر منہ سے کوئی بات نکالنے کی طاقت نہ تھی۔ اسی خاموشی کی حالت میں جب آفتاب اہرام مصر کی پشت پر آ کر نظروں سے غائب ہو گیا تو نیطر طیبہ خدائے مصر عمون رع کی حمد میں نغمہ سرا ہوئی۔ جس وقت اس نغمہ کی موجیں فضا میں دور تک حرکت کر کے رفتہ رفتہ خاموش ہو گئیں تو پھر خلقت میں ایک شور پیدا ہوا۔ مہتابی کے گرد تاریکی اتنی بڑھی کہ ملکہ کی صورت اب لوگوں کو نظر نہ آ سکی۔ جس طرح ہاتھ میں ہاتھ دیئے مہتابی پر آئی تھیں۔ اسی طرح اب یہ دونوں بے کس عورتیں سیڑھیوں سے اتر کر اپنی خواب گاہ میں پہنچیں۔

نیطر طیبہ نے کہا۔ "آشتی یہاں کے لوگوں میں اتنی ہمت نہیں ہے کہ ہماری کچھ مدد کر سکیں بس اب یہی باقی ہے کہ لیٹ رہیں اور مر جائیں۔"

آشتی نے جواب دیا۔ "پیاری نجمہ! یہ بات نہیں ہے۔ اس وقت ہم کو اس کی طرف رجوع کرنا چاہئے جو مصیبت میں بے کسوں کی مدد کرتا ہے۔ تم کو وہ باتیں بھی یاد ہیں جو ملکہ احورہ کی روح نے آخری وقت ہم سے کہی تھیں۔"

نیطر طیبہ نے کہا۔ "آشتی! ہاں مجھے یاد ہیں۔"

آشتی نے کہا۔ "ملکہ آنجہانی نے جو جملے ایک خاص وقت پر زبان سے نکالنے کو کہنے تھے

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

وہ صرف ایک ہی مرتبہ منہ سے نکالے جاسکتے ہیں۔ دوبارہ کہنے پر ان کا کوئی اثر نہیں ہوسکتا۔ پس میں اس وقت کے انتظار میں ہوں کہ جب بالکل ہی کوئی امید نہ رہے تو ان جملوں کو ادا کروں۔ اب جو حالت ہے اس کو دیکھ کر سمجھتی ہوں کہ وہ وقت آ گیا ہے کہ اس کو جو تمہارے قالب میں رہتی ہے تمہاری جان بچانے کے لئے طلب کروں۔“

نیطر طیبہ نے ست آواز سے کہا۔ ”اچھا، آشتی! اس کو بھی طلب کر کے دیکھ لو۔ اور اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو بس یہیں مرجاؤ۔ قصہ ختم ہو۔ یہ بتاؤ کہ جس کا تم ذکر کرتی ہو۔ خواہ وہ عمون کا نور ہو، خواہ میرے مردہ والدین کی روح ہو، جو کچھ بھی وہ ہو، اسے تم کب طلب کرو گی۔“

آشتی نے کہا۔ ”نہ میں رب عمون کو طلب کر سکتی ہوں اور نہ فرعون آنجہانی اور ملکہ احورہ کی روحوں کو۔ بلکہ اس بات سے مجھے قطعی منع کر دیا گیا ہے۔ نجمہ، پیاری، میری آنکھوں کی روشنی اب تم سو رہو۔ اس رات کی ظلمت میں مجھے بہت سے کام کرنے ہیں۔ جب تم سو کر اٹھو گی تو سب حال معلوم ہو جائے گا۔“

نیطر طیبہ نے کہا۔ ”ہاں اگر سو کر جیتی اٹھی۔ آشتی! کہیں تمہارا یہ ارادہ تو نہیں ہے کہ مصیبت اور تکلیف سے نجات دینے کے لئے سوتے ہی میرا کام تمام کر دو۔ اگر ایسا ارادہ ہے تو یہ تمہارا احسان ہوگا، کوئی قصور نہ ہوگا۔ دم نکلتے ہی میں اپنے باپ فرعون اور ماں احورہ کے پاس جا کر فاقہ توڑوں گی اور اس دیرامن میں جہاں وہ جا بسے ہیں خود بھی آباد ہو کر اپنے عاشق رعمیس یعنی تمہارے فرزند کا انتظار کروں گی۔ میں ملکہ ہوں۔ مرنے پر یہاں کے لوگ مجھے میرے باپ کے مقبرے میں دفن کر دیں گے اور یہی میری بڑی التجا ان سے ہے۔ دوا پیاری! اب کوئی اچھی سی لوری سنا کر جیسے بچپن میں سنایا کرتی تھیں مجھے سلا دو اور میرے بعد تم بھی اگر مرضی ہو تو بہت دن دنیا میں نہ جینا۔“

اتنی بات کہہ کر نیطر طیبہ اپنے بستر پر لیٹ رہی۔ آشتی نیطر طیبہ کے ہاتھ پر جو اب بہت لاغر و ناتواں تھا اپنا ہاتھ رکھ کر جھکی اور ایک لوری نہایت شریں آواز سے اسے سنانے لگی۔

نیطر طیبہ سو گئی۔ سانس کبھی آہستہ اور کبھی کھنچ کر آتا تھا۔ آشتی نے لوری سنانی بند کی۔ اور اپنی تمام سحری قوتوں کو مجتمع کر کے خداؤں سے نہایت عجز کے ساتھ دعائیں مانگنے لگی۔ یہاں تک کہ اس کا قلب دنیا کی کدورتوں سے پاک ہو گیا اور اب آشتی نے وہ جملے پڑھنے شروع جو ملکہ احورہ نے ضرورت کے وقت زبان سے نکالنے کے لیے اپنے مقبرے میں آشتی کو بتا

تھے۔ جونہی وہ الفاظ منہ سے نکلے رات کی تاریکی میں طرح طرح کی مہیب اور خوفناک آوازیں آنی شروع ہوئیں تمام عمارت لرزنے لگی اور شہر میں اشمون نجومی کے گھر میں وہ بلور کا گولا دفعتاً پھٹ گیا جسے نجومی اور مرطیرہ بیٹھے غور سے دیکھ رہے تھے۔ اور ثوران جو اپنے محل میں سو رہا تھا نہیں معلوم اس پر کیسا خوف طاری ہوا کہ دفعتاً چونک پڑا۔ اور اس کے اوسان بالکل جاتے رہے۔ بستر سے اٹھنے کے بعد ثوران پھر سو گیا اور جس کمرے میں آشتی دعائیں مانگ رہی تھی اس میں بھی قبر کی سی خاموشی پھر پیدا ہو گئی۔

نیطر طیبہ جاگی۔ کمرے کے روشندان سے صبح کی روشنی نمودار ہوئی۔ سب سے پہلی چیز جو نیطر طیبہ کو نظر آئی وہ یہ تھی کہ آشتی بالکل سیاہ لباس پہنے بازو پر سر رکھے ایک کرسی پر سو رہی ہے۔ اس کے بعد نیطر طیبہ کی نظر ایک روشنی کی طرف پڑی، جو اس کے پلنگ کے قریب دکھائی دیتی تھی۔ یہ روشنی ایک شکل رکھتی تھی اور اس کا لباس چاند کے نور اور آسمان کے ستاروں کا سا تھا۔ سر پر اس کے تاج مصر تھا اور جس قدر جواہرات وہ پہنے تھی ان کی اور اس کے لباس کی وضع شاہان مصر کے جواہرات اور لباس کی سی تھی۔ نیطر طیبہ نے اس شکل کو غور سے دیکھا تو وہ بالکل اپنی ہی شکل معلوم ہوئی۔

نیطر طیبہ سمجھی کہ میں اس وقت خواب دیکھ رہی ہوں۔ دیر تک بالکل بے حس و حرکت لیٹی رہی۔ فاقوں سے حالت زار تھی۔ دشمنوں کے ہاتھوں میں اس طرح گرفتار تھی کہ جیسے صیاد کے قفس میں کوئی طائر ہو۔ اس نور کی شکل کو جو خود اسی کی شکل تھی اور وہ بھی اس وقت کی شکل تھی جب کہ طالع بدنے اس جان حزین پر اپنا عمل شروع نہ کیا تھا اور مرطیرہ کی مکاری نے بادشاہ مصر کو مجبور نہ کیا تھا۔ وہ اس شہر منوف کا دورہ کرے اگر قسمت نے یہ برے دن نہ دکھائے ہوتے تو نیطر طیبہ کی شکل بالکل وہی ہوتی، جو اس نور کی شکل کی تھی جو اس وقت نظر آ رہی تھی۔ نیطر طیبہ ہی کا سا لباس وہ پہنے تھی۔ نیطر طیبہ ہی کا سا تاج اس کے سر پر تھا۔ اور جواہرات کا زیور بھی وہی تھا جو نیطر طیبہ پہنا کرتی تھی۔ قسمت کی نیرنگیاں ان بادشاہوں کو بھی دیکھنی پڑتی ہیں جن کا تخت سلطنت مستحکم بنیاد پر پہاڑ کی طرح قائم نظر آتا ہے۔ یہ وہ بادشاہ تھے جن کو رب الارباب نے اپنی فرزندی کی عزت بخشی تھی۔ نوجوان نیطر طیبہ کے قلب میں یہ محسوسات کبھی ایسی قوت اور اصلیت سے پیدا نہ ہوئے تھے جیسے کہ اس وقت ہو رہے تھے۔ گو اس قید اور فاقہ کشی کی مصیبت اور تکلیف میں بھی اس کی شاہانہ تمکنت نے اس کو بہت کچھ سنبھالے رکھا تھا۔ لیکن یہ وقت وہ تھا

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

جب صبح ہوتے ہی مرض الموت میں اکثر مریض جان دیا کرتے ہیں۔ نیطر طیبہ کے دل کی حالت کچھ عجیب ہوگئی۔ وہ سمجھی کہ میرا آخری وقت آن پہنچا ہے اور اب دفعتاً سمجھ میں آیا کہ دنیا کی ایک زبردست سے زبردست ملکہ اور ایک مفلس سے مفلس مسکین عورت باہم کچھ فرق نہیں رکھتیں۔ فرق اگر کچھ ہو تو ان کی روحوں میں ہو، جو ان کے قلب میں متمکن ہیں۔

اس وقت نیطر طیبہ نیم جان و سراسیمہ اس حالت میں اپنے بستر پر پڑی تھی کہ یا تو بھوک اور پیاس سے مرجائے یا ثوران سے شادی کرنی قبول کرے۔ کہنے کو تو وہ رب عمون کا ستارہ اور بادشاہ مصر کی اکلوتی بیٹی تھی مگر اس فخر اور امتیاز سے کیا ہوتا تھا۔ مانا کہ اگر مرگئی تو اس کا جنازہ ایک ملکہ کی میت کی طرح اٹھایا جائے گا اور شاہان مصر قدیم کی فہرست میں اس کا نام بھی درج کر جائے گا۔ مگر تاج و تخت کا مالک بہرحال ثوران ہو جائے گا۔ اس حال زار میں نیطر طیبہ اپنے بستر پر لیٹی تھی اور اس کے قریب ہی سر سے پاؤں تک حسن میں بھرپور ایک صورت کھڑی تھی۔ اگر نیطر طیبہ کے سر سے خداؤں کا سایہ نہ اٹھ گیا ہوتا تو اس وقت نیطر طیبہ کی شکل وہی ہوتی جو اس پیکر نور کی تھی۔ نیطر طیبہ کا جام حیات غم سے لبریز تھا۔ اس جوانی میں مرنے کے خیال سے دل شق ہو تھا۔ مرنا بھی اس کا جس کو لوگ دیبی کہتے تھے۔ قلق اس کا تھا کہ تاج بھی سر سے گیا اور دشمن سے انتقام بھی نہ لے سکی۔ جس پر عاشق ہوئی تھی اس کا عشق بھی دل میں لئے یونہی نامراد اس جہان سے رخصت ہوتی ہے۔ سوچتی تھی کہ کیا مرنے کے بعد کبھی اپنے عاشق سے ملنا ہوگا۔ کیا اس زندگی کے بعد جس عالم میں رہنا ہے وہاں اس کی شادی رچے گی، اولاد پیدا ہوگی اور اسی ملک میں بیٹھی وہ ملک مصر پر حکمرانی کرے گی۔ کیا خدائے اوسیرس اس کی روح کو پھر کوئی قالب عنایت کرے گا اور رب عمون اس دنیا میں اس کی آمد کا استقبال کرے گا یا ہمیشہ کی ظلمت اور تاریکی میں زندہ رہنا پڑے گا، جہاں سوائے نیند کے اور کچھ نہ ہوگا۔

بڑی حسرت سے دل میں کہتی تھی کہ ہائے ایک گھڑی کے لئے پھر آزادی اور حکومت نصیب ہو جاتی۔ زیادہ نہیں آدھی ہی گھڑی ایسی نصیب ہوتی کہ اپنی فوج کے آگے آگے ہو اور اس باغی شہر منوف پر سیلاب کی طرح پانی پھیر کر اس کی دیواروں کو فنا کر دیتی اور اس ملعون ثوران کی بوٹیاں کر کے چیل اور کوؤں کو کھلا دیتی۔ اس سے نیطر طیبہ کی آنکھوں میں جو حلقوں میں بیٹھ گئی تھیں کسی قدر آب آئی۔ اس کے ساتھ ہی اس نور کی شکل میں جو اس کے پاس کھڑی جنبش ہوئی۔ اس کی آنکھوں میں بھی نیطر طیبہ کی آنکھوں کی طرح ایک چمک پیدا ہو

اور جواہرات جو اس کے سینے پر تھے دل کی حرکت سے ہل ہل کر جگ مگ جگ مگ کرنے لگے۔ گویا نیطر طیبہ کے غصہ اور غرور نے ان میں بھی ایک جنبش پیدا کر دی۔

پھر عجیب بات یہ ہوئی کہ وہ حسین شکل جو بالکل نیطر طیبہ کی صورت رکھتی تھی نیطر طیبہ کی طرف جھکی۔ سرخ لبوں سے لحن شیریں پیدا ہوا۔ آواز بالکل نیطر طیبہ کی سی تھی اور اس نے یہ کہا۔

”ملکہ......! جو حکم ہو فرمائیں، فوراً بجا لاؤں گی۔ میں حضور کی خادمہ ہوں۔ اے دخت عمون، نجم السحر! میرے حاضر ہونے کی غرض صرف یہ ہے کہ آپ کا حکم بجا لاؤں۔“

نیطر طیبہ یہ جملہ سن کر اٹھ بیٹھی اور اس نور کی مورت سے ہنس کر کہا۔ ”میرا حکم! اے نور کی مورت کیوں مجھے تم چھیڑتی ہو۔ میرا حکم سوائے اس کے کیا ہو سکتا ہے کہ ایک بھوکے فقیر کی طرح تم سے سوال کروں۔ میری خواہش اس کے سوا کیا ہو سکتی ہے کہ چلو بھر پانی پینے کو اور روٹی کا ایک ٹکڑا کھانے کو تم سے مانگوں۔“

اتنا سنتے ہی اس پیکر نور نے بلور کی چھڑی سے جو ہاتھ میں تھی ایک طرف اشارہ کر کے کہا۔ ”دیکھئے! آپ کے بستر کے قریب میز پر دونوں چیزیں موجود ہیں۔“

نیطر طیبہ نے بڑی نقاہت سے ادھر نظر پھیری تو دیکھا کہ چاندی کے ایک کٹورے میں صاف شفاف ٹھنڈا پانی بھرا ہے اور سونے کی ایک طشتری میں اجلی آبدار روٹی رکھی ہے۔ دیکھتے ہی نیطر طیبہ نے ادھر ہاتھ بڑھایا۔ غور سے دیکھا تو چاندی کا کٹورا بھی وہی تھا جو اس کے باپ فرعون نے بچپن میں اس کو دیا تھا۔ کٹورا اٹھا کر لبوں سے لگایا۔ ٹھنڈے ٹھنڈے گھونٹ حلق سے اترے اور شدت کی پیاس بجھ گئی۔ نیطر طیبہ نے پھر ہاتھ بڑھایا اور سونے کی طشتری سے روٹی کے ٹکڑے اٹھا کر کھانے شروع کئے۔ جب آخری ٹکڑا کھا رہی تھی تو یکایک دل میں شرمندہ ہو کر بولی۔

”ہائیں! میں کیسی بدنیت اور خود غرض ہوں کہ سارا پانی بھی پی گئی اور روٹی بھی سب کھا لی اور آشتی کے لئے کچھ نہ چھوڑا۔ فاقوں سے وہ بھی تو جاں بلب ہے۔“

نور کی صورت نے کہا۔ ”کچھ مضائقہ نہیں۔ آشتی کے لئے بھی یہی چیزیں موجود ہیں۔“

یہ بات سچ نکلی۔ چاندی کے کٹورے میں پانی پھر بھر گیا اور سونے کی تھالی میں روٹی پھر موجود ہو گئی۔ اب اس نور کی مورت نے کہا۔ ”ملکۂ عالم! پانی اور روٹی کے علاوہ کچھ اور بھی آرزو آپ کے دل میں ہے اگر ہے تو فرمائیے۔“

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

نیطر طیہ نے کہا۔ ''ہاں! یہ آرزو ہے کہ ثوران نے جو جو ظلم ہم پر کئے ہیں ان کا بدلا جائے یہ بد بخت میرے باپ کا قاتل، میری عصمت کو برباد کرنا چاہتا ہے۔ پس میں ثوران اوران لوگوں سے جواس جوروستم میں اس کے شریک ہیں انتقام لینا چاہتی ہوں۔''

نور کی صورت نے سینہ پر ہاتھ رکھ کر سر جھکایا اور ہاتھ بڑھا کر، جس میں جواہرات کنگن پڑے تھے، جواب دیا۔

''میں حضور کی باندی ہوں۔ حکم بجالانا میرا کام ہے۔ اب آپ دیکھیں گی کہ ثوران اس کی بدسلوکیوں کا انتقام اس قسم کا لیا جائے گا جو کبھی اس کے وہم وگمان میں بھی نہ آیا ہوگا انتقام اس طرح لیا جائے گا جیسے کسی کی رگوں میں زہر قطرہ قطرہ کر کے پہنچایا جائے۔ ایک عا نا کام کو جو صعوبتیں پہنچ سکتی ہیں۔ خوف جس جس طرح انسان کا باعث آزار ہوسکتا ہے۔ تو اور اختیار حاصل ہو کر اس کے چھن جانے سے جو جو تکلیفیں پہنچ سکتی ہیں۔ شرمناک اور نفرین زندگی ختم کرنے پر موت کے وقت جو کرب ہوتا ہے اور وہ عذاب جو روح کا غارت کر والا دیو بدکار انسانوں کو پہنچاتا ہے، یہ سب تکلیفیں اور آزار ثوران اور اس کے معاونوں کو نصیب ہوں گے۔''

نیطر طیہ نے کہا۔ ''ایک آرزو اور بھی ہے مگر وہ ایسی ہے کہ تم سے تو کیا، میں خود اپنے بھی نہیں کہہ سکتی۔''

نور کی مورت نے کہا۔ ''نجم السحر! وہ آرزو بھی آپ کی پوری ہوگی۔ آپ کا عاشق جو وقت یہاں سے ہزارہا فرسخ کے فاصلے پر ہے، آخر کار آپ اس کے پاس پہنچیں گی اور آپ وہ دونوں ساتھ ساتھ مصر کو واپس آئیں گے اور اس ملک پر دونوں مل کر ایسی شان وشوکت حکومت کریں گے جس کی مثال مصر کی تاریخ میں کہیں دوسری نہ ملے گی۔''

اس وقت نیطر طیہ کو معلوم ہوا کہ حقیقت میں وہ جاگ اٹھی ہے۔ آنکھیں مل کر ادھر دیکھنے لگی۔ سامنے آشتی سو رہی تھی۔ اس کے قریب میز پر پانی کا کٹورا اور روٹی رکھی تھی۔ پلنگ کی پائنتی پر وہ نور کی صورت بعینہ نیطر طیہ کی سکل کی نہایت پر تکلف شاہانہ پہنے کھڑی تھی۔

اب نیطر طیہ نے اس نور کی شکل کو دیکھتے ہی چیخ کر پوچھا۔

''تم کون ہو؟ کوئی پاک روح ہو یا خبیث؟ یا میرا دماغ مختل ہے، جو صورتیں وہ پیدا ہے، ان ہی میں سے تم بھی ہو۔''

نور کی مورت نے کہا۔ ''اے ملکۂ آفاق! ستارۂ سحر، دخت عمون! میں یہ کچھ بھی نہیں ہوں۔ آپ کی قرینہ یعنی ہمزاد ہوں۔ وہی ہمزاد جسے آپ کے باپ رب عمون نے آپ کی ولادت کے وقت آپ کے ساتھ پیدا کیا تھا تا کہ ہمیشہ خدمت میں حاضر رہ کر آپ کی حفاظت کروں۔ کیا آپ کو یاد نہیں کہ بچپن میں ہم آپ ساتھ کھیلا کرتے تھے۔''

نیطر طیہ نے جواب دیا۔ ''ہاں خوب یاد ہے۔ تم ہی نے تو مجھے منع کیا تھا کہ تالاب وال گرمچھ کے پاس نہ جانا مگر اس کے بعد پھر تم کبھی نظر نہ آئیں۔ پیاری ہمزاد یہ تو بتاؤ کہ اس طرح مجسم ہو کر میری شکل وصورت میں ظاہر ہونے کی قوت تم کو کس نے دی۔''

ہمزاد بولی۔ ''خاتون آشتی کے سحر نے۔ یہ سحر خدا کی طرف سے آپ کی حفاظت کے لئے اس کو عطا ہوا تھا۔ اور یہ بھی آپ کو معلوم رہے کہ گو آپ مجھ کو نہ دیکھ سکتی ہوں لیکن میں ہمیشہ آپ کی جان کی محافظ بن کر آپ کے ساتھ رہتی ہوں۔ اس زندگی ہی میں میرا اور آپ کا ساتھ نہیں ہے بلکہ آپ کے مرنے پر بھی قبر میں آپ کے ساتھ رہوں گی اور جس قدر عقل ودانائی آپ میں اس وقت ہوگی اسی قدر مجھے بھی حاصل ہوگی۔ حتیٰ کہ قیامت کا دن آ جائے گا۔ اس وقت جس قدر قوت اور عقل آپ میں موجود ہے مگر آپ کو اس کا علم نہیں وہی مجھ میں موجود ہے، عہد ماضی جس کی ابتدا کوئی نہیں جانتا جس کی مدت لا امتناہی ہے۔ جس کے واقعات آپ بھول چکی ہیں وہ سب مجھے ازبر ہیں۔ اسی طرح مستقبل جس کا زمانہ بے اندازہ ہے اور جس میں آپ کی زندگی اتنی قلیل ہے جیسے درخت کے پتوں میں کا ایک پتا یا ریگستان کے ذروں میں کا ایک ذرہ، گو آپ کی نظر سے پوشیدہ ہے مگر مجھ پر وہ کل ظاہر ہے۔ میں خداؤں کی صورتوں کو دیکھتی اور ان کی سرگوشیوں کو سنتی رہتی ہوں۔ تقدیر نے اپنی کتاب پڑھنے کو مجھے دے رکھی ہے۔ اور میں اس قوت سرمدی کے سایہ میں تمام خطروں سے بے خوف آرام کرتی ہوں۔ جس نے مجھے یہاں بھیجا ہے۔ اور اسی کے پاس آپ کو اپنی آغوش میں لے کر ایک دن مجھے واپس جانا ہے۔ پھر میرا سفر تمام اور میرا کام ختم ہو جائے گا۔ نجم السحر! جس شکل میں آپ مجھے دیکھ رہی ہیں یہ آشتی کے سحر سے مجھے ملی ہے اور رب عمون کی قوت نے مجھے زندہ کیا ہے۔ میں اس وقت ایک خادمہ کی حیثیت سے آپ کا حکم بجالانے حاضر ہوئی ہوں۔''

نیطر طیہ یہ گفتگو سن کر حیرت میں پڑ گئی اور زور زور سے کہنے لگی۔ ''آشتی، آشتی! جاگو۔ معلوم ہوتا ہے۔ مجھے جنون ہو چلا ہے۔ یہ نظر آ رہا ہے کہ آسمان کا کوئی قاصد میری ہی شکل

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

وصورت میں مجسم ہو کر آیا ہے اور مجھ سے باتیں کر رہا ہے۔‘‘

آشتی نے آنکھیں کھولتے ہی اس نور کی صورت کو پہچان لیا اور فوراً جھک کر اسے سلام کیا مگر منہ سے کچھ نہ کہا۔

ہمزاد نے کہا۔ ’’آشتی، بیٹھ جاؤ اور جو کچھ میں کہوں اسے سنو۔ وقت بہت کم ہے۔ تمہارے طلب کرتے ہی میں آئی ہوں اور جس وقت تک تمہارا سحر عمل کرتا رہے گا میں حاضر رہوں گی۔ اس کے بعد جہاں سے آئی ہوں وہیں چلی جاؤں گی۔ ساحرہ آشتی بس جس کی ہمزاد میں ہوں اس کا ارادہ معلوم کر کے فوراً بتاؤ تاکہ میں اپنے طریقہ پر اس ارادہ کو عمل میں لاؤں۔ میز پر پانی اور روٹی موجود ہے۔ پہلے بھوک اور پیاس کی تکلیف دور کرو۔ پھر کہو کہ کیا حکم ہے۔‘‘

آشتی نے پانی پیا اور جب روٹی کھا چکی تو چاندی کا کٹورا اور سونے کی طشتری غائب ہوگئی اور آشتی بہت آہستگی سے کہنے لگی۔

’’اے نیر شاہی کے عکس تاباں جسے میرے سحر نے مجسم کیا ہے ہمارے حال سے آگاہ ہو۔ اس محل کے اندر تو ہم مصیبت زدہ فاقہ کشی کر رہے ہیں اور محل کے باہر ثوران جو ہمارے انجام کا منتظر ہے اس فکر میں ہے کہ اگر یہ ملکہ زندہ رہی، تو اس کو اپنی بیوی بنائے اور اگر مرگئی تو اس کے تاج وتخت کا مالک بن جائے مگر ملکہ کو ثوران سے سخت نفرت ہے۔ بس اس کے سوا ہماری عقل کچھ کام نہیں دیتی اور نہ ہم اپنی مخلصی کی کوئی تدبیر سوچ سکتے ہیں۔ اب اے ہمزاد تم ہی کوئی صورت ایسی نکالو کہ مصر کے آسمان پر یہ کوکب درخشاں عمون کا ستارہ اس وقت تک اپنا نور برساتا رہے جب تک کہ اس کے غروب ہونے کا وقت آئے۔‘‘

ہمزاد نے سن کر کہا۔ ’’بس آپ کو اتنا ہی کام ہے۔‘‘

نیطر طیہ نے جلدی سے کہا۔

’’نہیں! اتنا ہی نہیں۔ مصر کے آسمان پر میں اکیلی ہی روشن نہیں رہنا چاہتی۔ بلکہ ایک اور ستارے کی بھی مجھے تلاش ہے جو میرے ساتھ روشن رہے۔‘‘

ہمزاد نے کہا۔ ’’کیا آپ کا ایمان اور اعتقاد اتنا سلامت ہے کہ جو میں کہوں وہ آپ کریں گی۔ کیونکہ بغیر ایمان اور اعتقاد کے میں کچھ نہیں کر سکتی۔‘‘

اب آشتی نے نیطر طیہ کی طرف اس طرح دیکھا کہ گویا آنکھوں آنکھوں میں کوئی سوال کرتی ہے۔ نیطر طیہ نے آشتی کے سوال کو منظور کر کے آنکھیں نیچی کر لیں اور جواب دیا......

’’ہاں، ہم ایمان اور اعتقاد رکھتے ہیں اور جو تم کہو گے وہی کریں گے۔‘‘

ہمزاد نے کہا۔ ’’مناسب ہے ملکہ، سنیئے! بہت جلد ثوران یہاں آ کر پوچھنے والا ہے کہ آپ اس کی بیوی بننا چاہتی ہیں یا اسی حالت میں فاقوں سے جان دینے پر آمادہ ہیں۔ بس اس سوال کے جواب میں جو آپ کی شکل رکھتی ہوں اس کمرے سے باہر نکلوں گی اور ثوران کی بیوی بنا منظور کرلوں گی۔ مگر بیوی بھی ایسی بنوں گی کہ کبھی کسی خاوند کو ایسی بیوی نہ ملی ہوگی۔‘‘

ہمزاد کی زبان سے جب یہ الفاظ نکلے تو اس کے چہرے پر ایک قہر برسنے لگا۔ آنکھیں سرخ ہوگئیں اور کہنے لگی۔ ’’وہ مرد بدنصیب ہے جو ایک غضب ناک اور دشمن عورت سے شادی کرے اور اپنی ہی تباہی اور موت کے لئے اس دشمن کی حکم برداری پر مجبور ہو۔‘‘ آشتی اور نیطر طیہ ہمزاد کی اس گفتگو کا مطلب سمجھ کر مسکرانے لگیں۔

نیطر طیہ نے کہا۔ ’’تو کیا پیاری، ہمزاد تم میری جگہ ہو جاؤ گی اور ثوران تمہارا شوہر بن کر فرعون کے تخت پر بیٹھے گا۔ اس میں ذرا شک نہیں کہ پھر ثوران کو معلوم ہوگا کہ مصیبت کس کو کہتے ہیں۔ لیکن یہ تو سب درست ہے مگر میری رعایا اور مصر کا کیا حال ہوگا۔‘‘

ہمزاد نے کہا۔ ’’نجم السحر! آپ مصر اور مصر کی رعایا کی مطلق فکر نہ کریں۔ جب تک آپ واپس آئیں گی، ملک آباد اور رعایا خوش رہے گی۔‘‘

نیطر طیہ نے کہا۔ ’’اچھا...... تو جب تک میرا اور میری دوا آشتی کا کیا حال رہے گا۔‘‘

ہمزاد نے بلور کی چھڑی اٹھا کر ایک کھڑکی کی طرف اشارہ کیا جس کے دروازے کھلے تھے۔ جہاں سے صدہا گز نیچے دریائے نیل بہہ رہا تھا۔ اس اشارہ کے ساتھ ہمزاد نے کہا۔ ’’بس اس کھڑکی سے آپ دونوں دریائے نیل کو اپنی جانیں سپرد کر کے نیچے کود پڑیں۔‘‘ اتنا سن کر ملکہ اور آشتی ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگیں۔

نیطر طیہ نے کہا۔ ’’ہمزاد......! تمہارا مطلب یہ ہوا کہ موت کے فرشتے کو اپنی جانیں سونپ کر اس بلندی سے نیچے کود پڑیں۔ اتنی اونچائی سے نیچے گرنے میں جان کیوں کر سلامت رہے گی۔‘‘

ہمزاد نے کہا۔ ’’ملکہ...... اگر آپ کو اس کا ڈر ہے تو پھر وہ آپ کا ایمان و اعتقاد جس کا دعوٰی آپ ابھی کر چکی ہیں اور جس کے بغیر میں کچھ نہیں کر سکتی، کدھر گیا۔ میں اس کے سوا اور کچھ نہیں کر سکتی۔ میرا حکم مانئے ورنہ جہاں سے میں آئی ہوں وہیں مجھے جانے دیجئے اور ثوران سے

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

جو کچھ تصفیہ منظور ہو وہ کیجئے۔ جلد کوئی بات طے کیجئے۔ ثوران بہت قریب پہنچ گیا ہے۔'' ہمزاد کے منہ سے اتنا نکلا ہی تھا کہ محل کے دروازے کھلنے کی دھڑ دھڑ آوازیں آنے لگیں۔

نیطرطیہ ان آوازوں کو سن کر لرز گئی اور کھڑی ہو کر بولی۔ ''میں نے طے کرلیا۔ یہ نہیں ہوسکتا کہ فرعون کی بیٹی کو کوئی بزدل کہے۔ ثوران کے پہلو میں بیٹھنے سے یہ بہتر ہے کہ یا تو موت کے فرشتے سے ہم کنار ہو جاؤں یا کسی زندان تاریک میں سسک سسک کر مر جاؤں۔''

نیطرطیہ کو دیکھتے دیکھتے اب ہمزاد کی نظر آشتی کی طرف گئی۔ آشتی نے مختصر جواب دیا۔

''جہاں میری آقا جائے گی وہیں میں بھی جاؤں گی۔ مگر میں میرا شوہر کئی دن سے میرا منتظر ہے۔ کیا حکم ہے بتاؤ۔''

ہمزاد نے کہا۔ ''آپ دونوں مل کر کھڑکی میں کھڑی ہو جائیں۔'' دونوں نے ایسا ہی کیا۔ ایک نے دوسری کا ہاتھ پکڑلیا۔ ہمزاد نے اپنی بلور کی چھڑی اٹھائی اور کچھ الفاظ زبان سے ادا کئے۔ منہ سے الفاظ نکلے ہی تھے کہ نیطرطیہ اور آشتی کے سامنے ایک تیز روشنی چمکی۔ اور دونوں کی پیشانی پر ہوا کا ایک سخت جھونکا لگا۔ پھر نہ معلوم ہوا کہ کیا ہوا۔

جس رات کو آشتی نے اپنے سحر سے نیطرطیہ کی ہمزاد قرینہ کو اس کی حفاظت کے لئے طلب کیا تھا، اسی شب کو اشمون نجومی اور مرطیرہ جاسوسنی جو فرعون کی چہیتی خواص تھی دونوں نجومی کے مکان کے اس کمرے میں بیٹھے تھے جس میں مرطیرہ نے قول واقرار کر کے جادو کا پتلا اشمون سے لیا تھا۔

اشمون نے مرطیرہ سے پوچھا۔ ''تم آج اس قدر پریشان کیوں معلوم ہوتی ہو۔''

مرطیرہ حقیقت میں اس وقت گھبرائی ہوئی تھی اور بار بار پیچھے مڑ کر دیکھتی تھی۔ جب کچھ جواب نہ ملا تو اشمون نے کہا۔ ''پریشانی کی تو کوئی بات نہیں ہے، معاملہ جس قدر تھا وہ بہت خوبی سے انجام پا گیا۔ اگر روحوں کا غارت کرنے والا دیوتا بھی اپنے ہاتھ سے وہ پتلا بناتا تو اتنی کامیابی کے ساتھ وہ اپنا مقصد پورا نہ کرسکتا۔''

مرطیرہ نے اتنا سن کر بہت غصے سے کہا۔ ''اس میں کیا شک ہے۔ کامیابی کیسی ہوئی ہے۔ ارے بدذات نجومی تو نے مجھے دھوکا دیا۔ میں نے صرف اس بات کا قول دیا تھا کہ فرعون کو مفلوج کرنے میں تیری مدد کروں گی۔ میری نیت ہرگز یہ نہ تھی کہ میں مردم کشی کی مرتکب ہوں۔''

اشمون نے خوف زدہ ہو کر کہا۔ ''خبردار! مردم کشی کا لفظ منہ سے نہ نکالنا۔ یہ برا لفظ ہے۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ مردم کشوں اور قاتلوں کا انجام بخیر نہیں ہوتا۔ اس میں تمہارا کیا قصور تھا۔ قصور تو اس احمق کاہن کا تھا جس نے اس جادو کے پتلے کو قربان گاہ کے آتشدان میں ڈال کر پھونک دیا۔ اور اس حرکت سے ایک ایسے جلیل القدر بادشاہ کا خاتمہ کر دیا جس کو سب خدا مانتے تھے۔''

مرطیرہ نے کہا۔ ''درست ہے! میرا قصور ہے اور نہ اس کاہن کا قصور ہے۔ ساری خطا آپ کی اور اس خنزیر شہزادہ ثوران کی اور ان سے بھی بڑھ کر اس غارت گر ارواح یعنی خبیث دیوتا کی ہے۔ جو تم دونوں کا آقا اور سرپرست ہے لیکن الزام تو سارا مجھ پر آئے گا۔ کیونکہ آشتی اور ملکہ نیطرطیہ کو کل واقعہ ٹھیک ٹھیک دریافت ہو گیا ہے اور کوئی دن جاتا ہے کہ یہ کل واقعہ طشت از بام ہو جائے گا۔ اور پھر یہ دونوں مجھ کو جادوگرنی کہہ کر آگ میں زندہ جلوا دیں گے اور میری روح فرعون کے خون میں رنگی ہوئی تحت الثریٰ کو روانہ کر دی جائے گی۔ فرعون بھی وہ جس نے سوائے بھلائی کے کبھی کوئی برائی میرے ساتھ نہیں کی۔ پھر بتاؤ کہ میرا کیا درجہ ہوگا۔''

اشمون اس کا کچھ جواب نہ دے سکا۔ اسے کیا خبر تھی کہ مرنے کے بعد مرطیرہ کا کیا درجہ ہوگا۔ بہرکیف اشمون داڑھی کھجاتا اور کسی قدر کھسیانی ہنسی ہنستا اپنی کرسی سے اٹھا اور انجان سا منہ بنا کر مرطیرہ کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ مرطیرہ کو اس پر اور بھی غصہ آیا اور کہنے لگی۔

''بس لنگور کی طرح میرے سامنے دانت نہ نکوس۔ یہ بتا کہ آخر ان باتوں کا کیا انجام ہونے والا ہے۔''

اشمون نے کہا۔ ''پیاری! انجام کی فکر کرنے سے کیا نتیجہ! انجام تو ہر چیز کا بہت دور جا کر نکلا کرتا ہے۔ دنیا کے دانشمند تو یہ کہہ گئے کہ انجام یا خاتمہ تو کسی چیز کا ہوا ہی نہیں کرتا۔ تم نے تو پرانے قبرستانوں میں قبروں پر پتھر کے سانپ بنے ہوئے دیکھے ہوں گے کہ منہ میں دم لئے دنیا کے گرد لپٹے ہوئے ہیں۔ جہاں خاتمہ ہوتا ہے وہیں سے ابتدا ہے اور جہاں سے ابتدا ہے وہیں خاتمہ ہوتا ہے۔ پرانے لوگوں میں سے جس کی قبر کو دیکھو گی یہ شکل ضرور نظر آئے گی۔''

مرطیرہ بالکل آپے سے باہر ہو کر بولی۔ ''ارے بدبخت موذی۔ سانپوں اور قبروں کو کیوں بیچ لگا۔ کم بخت! مجھے تو یہ نام سنتے ہی پھریریاں آتی ہیں۔''

اشمون نے کہا۔ ''اچھا...... اچھا، جانے دو۔ میں تو خود کہا کرتا ہوں کہ مصر کے لوگوں کو کہ اہراموں اور قبروں سے اٹھ کر ان کے رہنے والوں پر جو کچھ گزرے گا اس کی سرگزشت میں غیر

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

معمولی لطف آتا ہے۔ مرنے کے بعد جو کچھ گزرنے والا ہے اس میں شک وشبہ کی بہت گنجائش ہے اور یہ بہت غنیمت ہے۔ اچھا تو اب قبروں اور مردوں کا ذکر چھوڑ کر آؤ جھونپڑیوں اور محلوں کے رہنے والوں کی باتیں کریں۔ میں ابھی ابھی تم سے کہہ چکا ہوں اور پھر کہتا ہوں کہ گو فرعون اور اس کی اتفاقیہ موت کا اور اس کے ہمراہیوں کے قتل ہو جانے کا مجھے بہت صدمہ ہے، بلکہ مجھے تو شہزادہ ثوران کے چاروں صحیح النسب بیٹوں کے قتل ہو جانے کا بھی بہت افسوس ہے مگر باوجود اس کے یہ امر قابل شکر ہے کہ کل معاملات بخیر وخوبی طے ہو گئے۔ آج ثوران کا ایک فرمان میرے نام آیا ہے۔ بادشاہ نے مجھے اپنا وزیر اور مشیر خاص مقرر فرمایا ہے اور ارشاد ہوا ہے کہ اس حکم کا نفاذ اس وقت سے ہوگا جب سے شہزادہ ثوران تخت مصر پر جلوہ افروز ہوں گے۔''

اشمون نے فرمان کی عبادت مرطیرہ کو سنائی اور کہا۔

''ثوران کے بادشاہ ہونے میں اب کیا کلام ہے۔ بہت جلد یہ صورت عمل میں آنے والی ہے۔ اور مرطیرہ سنو، آج ہی میں نے تم کو اپنے وعدہ کے مطابق تمام ضروری رسوم ادا کر کے اپنی بیوی بنایا ہے۔ بس سمجھ لو کہ آج سے تم ایک بڑے لائق اور دانشمند وزیر مصر کی بیوی ہو۔ اور یہ وزیر وہ ہے کہ سوائے اس کے کوئی دوسرا شخص بادشاہ مصر کا مشیر نہیں۔ تمہارے لئے اس سے بڑھ کر کیا درجہ اور منصب ہو سکتا ہے۔ کیونکہ اس سے پہلے تم سوائے اس کے کچھ نہ تھیں کہ فرعون کے قدموں میں پڑی خواصی کرتی تھیں۔''

مرطیرہ نے کہا۔ ''فرعون کی جوتیوں کے پاس بیٹھنا اس عزت کی کرسی پر بیٹھنے سے بہتر تھا جسے خون آلودہ تلواروں نے بچھایا ہو۔ اشمون سنو! میں ڈر کے مارے مری جاتی ہوں۔ اگر تم حقیقت میں منجم اور آخر شناس ہو فقط ایک مداری اور شعبدہ باز نہیں ہو تو جو کچھ میری تقدیر کا لکھا ہے اس کا حال مجھ کو ابھی بتا دو۔''

اشمون نے کہا۔ ''مداری اور شعبدہ باز کی بھی خوب کہی۔ مرطیرہ کیا اس جادو کے پتلے کا واقعہ دیکھ کر بھی تم مجھ کو فقط مداری اور شعبدہ باز سمجھ رہی ہو۔''

مرطیرہ نے کہا۔ ''ممکن ہے وہ کل واقعہ محض اتفاقات کا نتیجہ ہو۔ فرعون برسوں سے بیمار تھے۔ فالج کا ایک حملہ ان پر پہلے بھی ہو چکا تھا۔ اچھا، بس یہ بلور کا گولا جو تم نے جادو کے زور سے بنایا ہے جو یہاں موجود ہے۔ اگر تم جھوٹے اور دغا باز نہیں ہو تو اس گولے میں مجھے میری قسمت میں جو کچھ گزرنے والا ہے وہ دکھا دو، تا کہ برائی بھلائی جو کچھ تقدیر میں لکھی ہے ابھی سے معلوم

ہو جائے اور میں اس کے لئے تیار ہوں۔''

اشمون نے کہا۔ ''اچھا بیوی! یہی سہی مگر غیب کا حال معلوم کرنے کے لئے یہ ضروری ہے کہ انسان کی طبیعت میں اس وقت سکون ہو۔ پہلے اپنا غصہ دور کر دو اور یہاں آ کر بیٹھو۔ اچھا، اب گولے کی طرف دیکھتی رہنا اور جب تک میں کچھ پڑھتا رہوں ہرگز بات نہ کرنا۔''

اتنا کہہ کر اشمون نے بلور کا گولا میز پر رکھا۔ مرطیرہ اور نجومی دونوں گولے کو غور سے دیکھنے لگے۔ اشمون برابر کچھ پڑھتا رہا۔ بہت دیر تک گولے میں کچھ نظر نہ آیا۔ پھر یکایک اس میں ایک غبار سا پیدا ہوا اور جب یہ غبار رفتہ رفتہ دور ہو گیا تو مرطیرہ کیا دیکھتی ہے کہ گولے کے اندر فرعون کا مردہ کفن اوڑھے بیٹھا ہے۔ یہ دیکھتے ہی مرطیرہ چیخ مار کر پیچھے ہٹنے کو ہوئی کہ اتنے میں اس مردے نے کفن سے باہر ہاتھ نکالنے چاہے۔ اس حرکت کے ساتھ ہی گولا دفعتاً پھٹا اور اس کے ٹکڑے ٹوٹ کر ادھر ادھر کمرے میں گرے۔ ایک ٹکڑا مرطیرہ کے منہ پر لگا۔ آگے کے دو دانت ٹوٹ کر دونوں ہونٹ زخمی ہو گئے۔

مرطیرہ اس صدمہ سے چیخ کر فرش پر گری۔ یہ دیکھتے ہی اشمون کمرے سے باہر بھاگنے کو ہوا لیکن پھر کچھ غیرت آئی اور کانپتا ہوا مرطیرہ کے قریب آ کر کھڑا ہو گیا۔ مرطیرہ ہونٹوں کا خون پونچھتی ہوئی فرش سے اٹھی اور اشمون سے پوچھنے لگی کہ یہ کیا ہوا۔

اشمون بولا۔ ''مجھے کیا خبر۔ معلوم ہوتا ہے کہ آئندہ کا حال معلوم کرنا خداؤں کو گوارا نہیں، جو کچھ گزر رہا ہے اسی پر قانع رہنا چاہئے۔''

مرطیرہ نے کہا۔ ''خوب! جو کچھ گزر رہا ہے اسی پر صبر کرو۔ جو کچھ گزرا وہ یہی ہے نا کہ دانت ٹوٹ کر حلق میں جا پڑے اور منہ سے خون کی کلیاں کر رہی ہوں صورت شکل جو کچھ تھی ہمیشہ کو غارت ہوئی۔ لوگ یہی کہیں گے بڑھیا تھی جو دانت ٹوٹ گئے۔ میں نے خود دیکھ لیا کہ فرعون نے اپنے ہاتھ سے گولے کو توڑ کر اس کے ٹکڑے مجھے مارے۔ ارے بے ایمان حرام خور، تو نے ہی تو فرعون کے مردے کو گولے میں بلا لیا تھا۔ دیکھ میں بھی کیسا بدلا نکالتی ہوں۔''

اتنا کہہ کر مرطیرہ نجومی کو لپٹ گئی اور جھٹ اس کی اونچی اور لمبی ٹوپی سر سے اتار کر اس کی گنجی ٹانٹ پر اس زور سے لگانی شروع کی کہ اشمون رو رو کر دہائی دینے لگا۔ مگر مرطیرہ کس کی سنتی تھی، تڑا تڑ، لگائے چلی گئی۔

اتنے میں دفعتاً کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک بہت موٹا بھاری بھر کم آدمی، دم پھولا ہوا،

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint
www.paksociety.com

خوف سے رنگت زرد، الٹے سیدھے کپڑے پہنے اندر آیا۔ یہ ثوران تھا۔ اشمون اور مرطیرہ کی حالت دیکھ کر کہنے لگا۔ ''واہ واہ! یہ تماشا تو بہت خوب ہو رہا ہے۔ اشمون! کیا راتوں کو جاگ کر اسی طرح اختر شماری ہوتی ہے۔''

اشمون نے فوراً نظر نیچی کر لی مگر کن اکھیوں سے مرطیرہ کو بھی دیکھتا رہا۔ ثوران کو دیکھ کر مرطیرہ کا ہاتھ بھی رک گیا اور اب نجومی نے گھبرا کر کہا۔ ''نہیں حضور یہ بات نہیں ہے۔ کچھ خانہ داری کے جھگڑے ہیں اور کچھ نہیں ہے۔ اس مردار کا پاؤں پھسلا، دھڑ سے زمین پر آ رہی۔ اسی لیے میں مجھ سے لڑنے لگی۔''

مرطیرہ بولی۔ ''مردود! پھر منہ سے جھوٹ نکالا تو اس کھڑکی سے باہر پھینک دوں گی۔ سڑک پر گر کر ہڈیاں چکنا چور ہو جائیں گی۔ پھر دیکھوں گی کہ سڑک کے پتھر تیرے لئے کیونکر پھولوں کا بچھونا ہو جاتے ہیں۔ بڑا جادوگر بنا ہے۔ آقا، ملاحظہ ہو۔ اس نابکار نے جادو کے زور سے میرے ساتھ کیا سلوک کیا ہے۔''

اتنا کہہ کر اپنے دونوں ٹوٹے ہوئے دانت ہتھیلی پر رکھ کر ثوران کو دکھائے اور کہا۔ ''پہلے تو اس موذی نے بہکا کر میرے ہاتھوں فرعون کی جان لی اور جب فرعون مر گیا تو اس کے مردے کو منتر پڑھ کر اس گولے میں بلایا۔ وہ مردہ کفن میں لپٹا ہوا آیا اور اس بے ایمان نے اس کے ہاتھ سے گولے کو تڑوا کر اس کے ٹکڑوں سے مجھے زخمی کرایا۔''

ثوران نے جب یہ تقریر سنی تو ڈانٹ کر کہا۔ ''عورت خبردار جو آگے کچھ منہ سے نکالا۔ اب اگر کچھ بولی تو تیرے تلوؤں پر اتنے ڈنڈے لگائے جائیں گے کہ منہ سے زیادہ پاؤں زخمی ہو جائیں گے۔ اشمون یہ فرعون کی روح کو حاضر کرنے کا کیا مطلب تھا۔ کیا یہ فرعون مر کر بھی کبھی اٹھتا ہے میں بھی اسی کی نسبت کچھ کہنے یہاں آیا ہوں۔''

اشمون نے کہا۔ ''حضور بجا ہے۔ جہاں پناہ بجا ہے۔ شاہان گزشتہ کی زندہ یادگار، جو کچھ ارشاد ہوا درست ہے۔ تخت شاہی حضور کو مبارک ہو۔''

ثوران نے کہا۔ ''بس بس! القاب و آداب کی یہ بکواس بند کر اور میری بات سن کر مشورہ دے۔ اگر تجھ سے بن نہ پڑے تو پھر کسی اور سے جا کر صلاح پوچھوں، ابھی ابھی کا ذکر ہے اپنے بستر پر پڑا سو رہا تھا کہ یکا یک ایک ایسی ڈراؤنی صورت نظر آئی کہ چونک پڑا۔ خواب میں دیکھا کہ سوتے سوتے آنکھ کھلی ہے اور پلنگ پر کوئی بھاری اور ٹھنڈی چیز میرے برابر پڑی ہے۔

ڈرتے ڈرتے اسے دیکھا تو معلوم ہوا کہ میرے بھائی فرعون کا مردہ ہے اور جو کفن اس کو پہنایا گیا تھا وہی پہنے میرے پہلو میں لیٹا ہے۔''

مرطیرہ نے کہا۔ ''ہاں، ہاں! اسی شکل میں تو میں نے بھی اسے دیکھا تھا۔ کیا حضور کو بھی اس نے کوئی شیشے کا ٹکڑا کھینچ کر مارا۔''

ثوران نے کہا۔ ''نہیں مرطیرہ! اس نے مجھے زخمی تو نہیں کیا لیکن جو کچھ گفتگو کی وہ ہزار زخموں اور چرکوں سے بڑھ کر تھی۔ یہ مردہ کہنے لگا۔ ''ثوران تو میرا بھائی تھا۔ تیرے قصور میں ہمیشہ معاف کرتا رہا۔ تو نے اور اس مار آستین مرطیرہ نے جس سے میں بہت محبت رکھتا تھا۔ جلوت و خلوت میں بھی جدا نہ کرتا تھا اور اس سیاہ رو نجومی نے جو اس عورت کا شریک تھا مجھے بڑی اذیت سے ہلاک کیا۔ اور صرف یہی نہیں بلکہ عمون کی لخت جگر ملکہ مصر اور اس کی دایہ آشتی کو قصر کے ایک اونچے برج میں قید کر دیا۔ اس غرض سے کہ ملکہ یا تو فاقوں سے مر جائے یا تجھ سے شادی کر لے۔ یعنی تجھ سے جو اس کا چچا اور ملکہ حسن اور میرے تخت کا مطامع ہے۔ اب ایک پیغام سن جو خداؤں کے حضور سے تیرے پاس لایا ہوں۔ یہ خدا اپنی بیاضوں میں انسان کی بدکاریاں درج کرتے رہتے ہیں۔ تاکہ جزا و سزا کے دن وہ ظاہر کی جائیں یہ دن وہ ہوگا کہ ہم سب ایک جگہ ہوں گے اور اپنے اپنے اعمال کا جواب دیں گے۔ خدائے اوسیرس جو نجات کا دینے والا ہے دائیں طرف اور روحوں کا غارت کرنے والا دیوست بائیں طرف کھڑا ہوگا۔

ثوران سنو! وہ پیغام یہ ہے کہ تم صبح ہوتے ہی ربہ اسقط کے ہیکل میں جاؤ۔ وہاں تم کو وہ حسین صورت ملے گی جس کے ملنے کی تمہیں آرزو ہے اور جب تم اس سے کچھ کہو گے تو وہ انکار نہ کرے گی۔ بس اسی حسین صورت سے تمام اہل مصر کی موجودگی میں تم بڑی دھوم سے شادی کر لینا اور جو حقوق حکمرانی اسے حاصل ہیں۔ انہی کے ذریعہ تم بادشاہی کرنا۔ حتیٰ کہ مرئیس جس کو تم نے قتل کیا ہے اس کا بیٹا رعمیس مع ایک فقیر کے تمہارے پاس آ کر تمہیں کوئی پیغام سنائے۔ اور ثوران تم فوراً دریائے نیل کے رستہ طیبی کے شہر کو جاؤ اور میری اس لاش کو اس مقبرے میں جو میں نے پہلے سے تیار کرایا ہے دفن کرو۔ اور میرے تخت پر بیٹھو اور وہ حسین صورت جو حکم دے اسے بجالاؤ۔ اس کی فرمانبرداری تمہارا فرض ہوگا لیکن ثوران تم اپنی قبر تیار کرانے میں بھی جلدی کرو۔ بہت جلدی کرو اور میری ہی قبر کے پاس اسے تیار کرانا کیونکہ جب تم مرو گے تو میرا ہمزاد تم سے پھر اسی طرح ملاقات اور گفتگو کے لئے آئے گا۔ جیسے کہ اس وقت آیا ہے۔''

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

اس کے بعد فرعون یا فرعون کے ہمزاد نے یا جو کچھ بھی وہ تھا بولنا بند کیا۔ صرف اپنی پتھرائی آنکھوں سے مجھے گھورنے لگا۔ اتنے میں میرے چاروں بیٹوں کی روحیں کمرے میں آئیں اور اس لاش کو اٹھا کر باہر لے گئیں۔ میں جاگا۔ سر سے پاؤں تک، کانپ رہا تھا اور اسی حال میں اٹھا، گرتا پڑتا اس بالاخانہ کی سیڑھیاں چڑھ کر تم تک پہنچا ہوں۔ یہاں پہنچتے ہی یہ تماشا دیکھا کہ تم اس بدذات قحبہ فرعون کی پرانی پاپوش سے جو میں نے کبھی اپنے پاؤں سے اتار پھینکی تھی دست و گریباں ہو۔"

مرطیرہ یہ توہین کے جملے سن کر کوئی سخت جواب دینے کو تھی کہ ثوران اور اشمون نے غضب ناک نگاہوں سے اس کی طرف دیکھا۔ مرطیرہ غصہ پی کر خاموش رہی۔

ثوران نے کہا۔ "اشمون! اب تم اس خواب کی جو میں نے ابھی بیان کیا تعبیر بتاؤ۔ کیونکہ جو صورتیں میں نے دیکھی ہیں وہ کسی طرح میری نظر کے سامنے سے نہیں ہٹتیں۔ اگر تم تعبیر نہ بتاؤ گے تو تمہارے اختیارات و مناصب جو از روئے فرمان میں نے تمہیں عطا کئے ہیں فوراً سلب کر لئے جائیں گے۔ اور تم اس قدر زدوکوب کئے جاؤ گے کہ اگر تمہاری عقل تم سے رخصت لے کر کہیں چلی بھی گئی ہے تو وہ بہت جلد تمہارے پاس واپس آ جائے گی۔ تم ہی نے مجھے اس راہ پر ڈالا تھا اور اگر اب ان بلاؤں سے مجھے محفوظ نہ رکھا تو تمہاری بوٹیاں کر کے قیمہ کر دوں گا۔"

اشمون سمجھ گیا کہ اب حالت بڑی خطرناک ہے۔ فوراً سنبھلا اور بڑی بے پروائی کے انداز سے مگر نہایت ہوشیاری اور چالاکی سے کہنے لگا۔

"شہزادہ عالی وقار! یہ درست ہے کہ میں نے آپ کو اس راہ پر ڈالا تھا۔ راہ بھی ایسی جو دولت اور سلطنت کی منزل تک پہنچائے۔ یہ بھی واقعہ ہے کہ شروع سے لے کر اب تک میں نے اس بات کا خیال رکھا کہ آپ کا بال بیکا نہ ہو۔ وہ دن یاد کریں کہ اگر میں نہ ہوتا اور میری صلاح آپ نہ مانتے تو آج آپ کو ایک باغی کی حیثیت سے قتل ہوئے برسوں گزر چکے ہوتے اور اب کسی کو اتنا بھی یاد نہ ہوتا کہ آپ کون تھے، کب جئے اور کب مرے۔ طیبی کی وہ رات یاد کیجئے جب کہ زعم میں آ کر آپ نے قصد کیا تھا کہ فرعون کے محل میں گھس کر اس کو قتل کر دیا جائے۔ وہ میں ہی تھا جس نے آپ کو اس حرکت سے باز رکھا۔ پھر یاد کیجئے کہ کتنی بار میرے مشورے نے آپ کی عقل کو کج راہی سے بچایا۔ اگر آپ اپنی ہی ناقص اور سخت رائے سے کام لیتے تو اب تک کبھی کے مایوس و ناکام ہو کر دنیا سے چل بسے ہوتے۔ یہ بھی درست ہے کہ جو حال اب تک رہا ہے وہی آئندہ بھی رہے گا۔ آپ بلندی پر جائیں یا پستی میں اتریں ہر حال میں میرا ساتھ نہ چھوٹے گا۔ آپ کی ترقی اور آپ کی منزل دونوں میرے ہاتھ میں ہیں۔ ثوران آپ سمجھ لیں کہ مصر میں مجرموں کو سزا دینے کے لئے جتنے تازیانے ہیں وہ سب میری ہی کمر میں نہ ٹوٹیں گے۔ اب فرمایئے کہ اس خواب کی تعبیر عرض کروں یا خاموش رہوں یا آپ کسی اور سے دریافت کرنا چاہتے ہیں۔"

ثوران نے کہا۔ اور سے کیا پوچھوں گا۔ تو ہی بتا۔ مگر اتنا سمجھ لے کہ میں اور تو دونوں ایک ہی جال کی پھنسی ہوئی مچھلیاں ہیں۔ ان مچھلیوں نے یا تو اس دیو کی کڑ سائی گرم کی جو روحوں کو غارت کرتا ہے۔ یا مصر کے دریائے فیض میں آزادی سے تیرتی پھریں۔ میں نے جو کچھ تم سے وعدہ کیا ہے اس کی طرف سے کچھ خوف نہ کرو۔ جس جس چیز کا میں وعدہ کر چکا ہوں اگر میرے اختیار میں رہا تو وہ سب کچھ تم کو ملے گا۔"

اشمون نے منہ بنا کر پھٹی ٹوپی زمین سے اٹھا کر اپنے سر پر رکھی اور کہنے لگا۔ "آپ نے زدوکوب کا بھی تو وعدہ فرمایا ہے۔ خیر اب اس کو جانے دیجئے جو خواب آپ نے ابھی بیان کیا ہے اس کی تعبیر میرے خیال میں اچھی ہے۔ فرعون آپ کے پاس زندہ صورت میں نہیں آیا۔ مردے کی شکل میں آیا۔ پھر مردوں سے زندہ کو ڈرنے کی کیا وجہ۔"

مرطیرہ بیچ میں بولی۔ "مجھے تو مردوں سے ڈرنے کی بہتری وجہ ہے۔ جب یہی مردے شیشے کے ٹکڑوں سے میرا منہ زخمی کر جائیں تو پھر کیوں نہ ڈروں۔"

ثوران غصے سے بولا۔ "مردار، اچھا ہوتا کہ تیرے دانت اور ہونٹ ہی نہیں تیری زبان بھی جڑ سے اڑا دی جاتی۔ اشمون! تم اپنی بات کہے جاؤ اس کتیا کا کچھ خیال نہ کرو۔"

اشمون نے پوچھا۔ "اچھا تو اب فرعون نے جو باتیں آپ سے کہیں ان پر غور کرنا چاہئے، اس کا کہنا صرف یہ تھا کہ آپ ملکہ مصر سے شادی کر لیں اور اس ملکہ کے حقوق کی بنا پر حکومت کریں۔ شاہان مصر کے تخت پر بیٹھیں۔ کیا یہ کل باتیں وہ نہیں ہیں جن کی آپ کو ایک مدت سے آرزو ہے اور جن کے حاصل کرنے کے لئے ایک زمانہ سے آپ جدوجہد کر رہے ہیں۔"

ثوران نے کہا۔ "یہ تو سب درست ہے لیکن اس نے رعمیس کا نام بھی تو لیا تھا۔ اور یہ بھی تو کہا تھا کہ اپنی قبر جلد کھدوا رکھو۔ کیا یہ باتیں خیال کرنے کی نہیں ہیں۔"

اشمون نے کہا۔ "رعمیس کا کل حال تو یہ چڑیل مرطیرہ آپ کو خوب سنائے گی۔ یہ رعمیس

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

مخبوط الحواس تھا جس نے بادشاہ کوش کے بیٹے اماثل کو قتل کر ڈالا اور ملکہ نیطر طیہ نے اس جرم کی پاداش میں اسے جنوب کے ملک کو روانہ کر دیا تا کہ وہاں کی صحرائی قوم میں اس کا کام تمام کر دیں اور کسی کو کانوں کان خبر نہ ہو۔ بفرض محال اگر رعمیس بڈھے فقیر کے ساتھ آپ کی قلمرو میں آیا بھی تو پھر ان دونوں کا علاج گلے میں رسی کا پھندا ہے۔ جوان کے حق میں نہایت مفید ثابت ہوگا۔"

ثوران نے کہا۔ "یہ تو تم نے ٹھیک کہا لیکن ملکہ نیطر طیہ کب یہ علاج ان کے لئے پسند کریں گی۔" قصے تو کچھ اور ہی مشہور ہیں۔"

اشمون نے کہا۔ "سب جھوٹ ہیں۔ ایک بھی صحیح نہیں۔ نیطر طیہ تو رعمیس کو اسی وقت قتل کر دیتی لیکن مرئیس اور آشتی کی وجہ سے جو رعمیس کے ماں باپ ہیں اور آشتی ملکہ کی دودھ ماں ہے، اس نے ایسا نہیں کیا۔ یہ رعمیس بہت پرانے فرعونوں کی اولاد میں سے ہے جن کی حکومت موجودہ خاندان حکمران نے کسی زمانہ میں غارت کر دیا تھا۔ نیطر طیہ ایسی کم عقل نہ تھی کہ ایسے شخص کو سلطنت میں اپنا شریک بناتی۔ اگر رعمیس اس کا شوہر ہو جاتا تو بات دوسری تھی مگر اب تو عزت آپ کے لئے مخصوص ہو چکی ہے۔ اگر رعمیس اور وہ فقیر جس کا فرعون کے مردے۔ آپ سے ذکر کیا ہے۔ آپ کے پاس کوئی پیغام لائے بھی تو وہ اس کے سوا کچھ نہ ہوگا کہ مصر۔ علاوہ ولایت کوش کی بادشاہی بھی آپ قبول فرمائیں اور آپ ہی دونوں ملکوں کے مالک رہیں نہ رعمیس سے آپ کو کوئی خوف ہو سکتا ہے نہ اس فقیر سے۔ دونوں کوئی چیز نہیں ہیں۔"

ثوران یہ تقریر سن کر خوش ہوا اور کہنے لگا۔

"بہر کیف مجھ کو رعمیس یا اس فقیر کا کوئی خوف نہیں ہے لیکن فرعون نے قبر تیار کرانے کا فقرہ سنایا تھا وہ کیا بات ہے۔"

اشمون نے کہا۔ "کچھ بات نہیں ہے۔ فرعون خود تو مر چکا ہے اس لئے اس کے ہمزاد کو ہر وقت مرنے اور قبرستان آباد کرنے کی فکر رہتی ہے۔ رہی فرعون کی لاش تو مصلحت اسی میں کہ اس کی تجہیز و تدفین شاہانہ طریقہ پر ہماری طرف سے کی جائے اور آپ کی موت کی خبر سنائی گئی ہے تو اس کا یہ ہے کہ قبر میں تو آخر ایک دن سب ہی کو جانا ہے۔ بالخصوص ایسی عمر والو کو جنہوں نے ساٹھ مرتبہ دریائے نیل کا مد و جزر دیکھ لیا ہو۔"

یہ جملہ کہنے کو تو کہہ دیا لیکن ڈرا کہ کہیں ثوران کوئی دھپ رسید نہ کرے اور فوراً بات بدل کہنے لگا۔

"جیسے کہ میرا حال ہے، قبر میں پہنچ کر وہاں کی بات وہاں کے ساتھ۔ اس سے پہلے تو بڑا رض یہی ہے کہ اس زندگی میں انسان قانع و شاکر رہے اور یہاں کی نعمتوں کی قدر کرے۔ دشاہی ہے، تاج و تخت ہے، حسینوں کا عشق ہے اور ایسی ہی اور صدہا نعمتیں ہیں۔ سب کا لطف ٹھائیے اور شکر کیجئے۔ ایک فصل تو تیار ہے اسے کاٹئے اور کھائیے۔ دوسری کی فکر ابھی سے کیوں کی جائے اور نہ اس تردد کی ضرورت ہے کہ فرعون کا ہمزاد قبر میں سفید گیہوں کی روٹی کھاتا ہے یا ال گیہوں کی۔ فرعون کے مردے سے آپ کو کیا غرض۔ جو کچھ مطلب ہے وہ اس کی بیٹی سے ہے۔"

ثوران نے کہا۔ "اشمون یہ تم نے سچ کہا۔ مجھ کو تو جو کچھ مطلب ہے اس کی بیٹی سے ہے۔ یکن ایک سوال کا جواب کیا ہے۔ اس فرعون کے مردے نے اپنی گفتگو میں جب کبھی نیطر طیہ کا کر کیا تو اسے حسین صورت یا حسین مورت کہا اور یہ جملہ بار بار اس طرح زبان سے ادا کیا کہ گویا وہ انسان نہیں ہے بلکہ کوئی آسیب یا اسرار ہے۔ آخر یہ کیا معمہ ہے۔ اس کو بھی تم نے حل کیا۔"

اشمون کو اس کے جواب میں کسی قدر تامل ہوا مگر فوراً ہی کہنے لگا۔ "اس کی وجہ یہ ہے کہ اسمان کے خداؤں نے آپ کے حقوق پر نظر کر کے یہ حسین ملکہ آپ کو دینی چاہی ہے۔ چونکہ وہ ب عمون کی بیٹی ہے اس لئے ان میں وہ انسان نہیں بلکہ انسان سے بڑھ کر ایک ہستی سمجھی جاتی ہے اور حسین صورت کے نام سے مشہور ہے۔ جس خواب میں یہ نام آپ نے سنا ہے وہ بھی تو ان ی خداؤں کا دکھایا ہوا ہے۔"

یہ جواب کچھ ایسا برمحل منہ سے نکلا کہ اشمون خود اپنی ذہانت پر خوش ہو گیا اور کہنے لگا۔

"جہاں پناہ! حضور کا نصیبہ بڑا سکندر ہے اور جو راہ فتح و ظفر کی میں نے آپ کو بتائی ہے وہ بڑی سلامتی کی ہے۔ یہ میں نے آپ کو سمجھایا تھا کہ فرعون کو اپنے شہر میں مدعو کر کے کس طرح آپ اس پر قابو پا سکتے ہیں۔ میں جانتا تھا کہ فرعون بڈھا بھی ہے اور احمق بھی ہے فوراً دھوکے میں آ جائے گا۔ یہ میرا ہی دم تھا بلکہ یہ کہنا چاہئے کہ مرطیرہ کی دانائی تھی کہ فرعون سے آپ کا پیچھا چھوٹا جس شخص کو اس معاملہ خاص میں استادی کا دعویٰ ہو۔ حیرت ہے کہ آپ اس کو ڈھونڈوں سے بلانا چاہیں۔ میرے سوا دوسرا کون ہو سکتا ہے جو آپ کو اس خواب کی تعبیر بتا سکتا ہے۔ خواب بھی کیا ہولناک جس کے خوف نے آپ کی جان آدھی کر دی ہے۔ حضور انجام نیک کو خیال میں رکھیں۔ رہے شکوک، ان کو قطعی دل سے نکال دیں۔ خواب میں فرعون کی لاش کو کس نے اٹھایا تھا،

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

آپ کے فرزندان نے۔ اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ کا خاندان بطناً بعد بطناً مصر پر حکمرا
کرے گا۔"

ثوران نے بیٹوں کا ذکر سن کر ایک آہ سرد بھری کیونکہ اس کو ان سے بہت محبت تھی کہنے لگا
"یہ جو کچھ بھی ہو مگر ان غریبوں کو تو حکومت کرنی نصیب نہ ہو گی۔"

اشمون نے کہا۔ "حضور اس کا خیال نہ کریں۔ معرکۂ کارزار میں وہ بڑی جوانمردی دکھا
کام آئے ہیں۔ ہم سب ان کی شجاعت کی تعریف کرتے ہیں اور سچ پوچھئے تو اس میں بھی آ
خوش قسمت ہیں۔ کیونکہ ان لڑکوں میں اور جو اولاد ملکہ مصر سے آپ کے ہاں پیدا ہونے والی
ان میں خدا جانے سلطنت پر کیسے کیسے تزاع پیدا ہوتے۔"

ثوران نے اس امر میں زیادہ گفتگو کرنے سے اشمون کو منع کیا کیونکہ یہ مضمون اس
لئے نہایت تکلیف دہ تھا کہنے لگا۔

"مگر اشمون! ملکہ مصر ابھی تک میری بیوی نہیں بنی ہے۔ سامنے جو بلند برج دریا
کنارے دیکھتے ہو اس میں وہ فاقے کر رہی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں۔ اگر جرا
کے پاس جاتا ہوں تو میرے پہنچتے پہنچتے خودکشی کر لے گی۔ اگر قید میں رہنے دیتا ہوں تو آ
انسان ہے، بے آب و دانہ کب تک زندہ رہے گی۔ علاوہ اس کے میری ہمت اس وجہ سے
ٹوٹی جاتی ہے کہ شہر کے لوگوں نے اگر میری جانب سے کسی قسم کی زیادتی دیکھی تو مجھ سے
جائیں گے۔ کیونکہ ان کو ملکہ سے انس ہے اور میری طرف سے ابھی سے ان کی نظریں پھر
ہیں۔ ملکہ کسی حال میں ہو پھر ملکہ مصر ہے۔ یہاں کی رعایا کو ہرگز گوارا نہ ہوگا کہ اس حالت تک
میں رہ کر وہ جان سے جاتی رہے۔ جوان ہے اور خوش رو ہے۔ کل رعایا کے دل اس کی مٹھی
ہیں۔ آج ہی رات کو ہزارہا آدمی بلکہ سارا شہر اس برج کے نیچے دریا کی طرف جمع تھا۔
وقت سر شام ملکہ مہتابی پر آ کر رب رع کی مناجات میں مصروف ہوئی تو سب اس کے لحن کو
بن کر سنتے رہے۔ جب اندھیرا ہو گیا، تو یہی لوگ میرے محل کے نیچے سے گزرے اور چیخ چیخ
کہنے لگے۔

"ملکہ مصر کو کھانا پہنچاؤ۔ اس کو قید سے رہا کرو۔ ورنہ ہم خود اس کو زنداں سے باہر نکال
گے۔"

ماسوا اس کے مجھے یہ خوف ہے کہ دارالحکومت یعنی شہر طیبی میں یہاں کے جملہ حالا

خبر اب تک پہنچ گئی ہوگی اور وہاں ایک لشکر جرار اس غرض سے فراہم ہو چکا ہوگا کہ ملکہ کو قید سے
آزاد کرے۔ اور اگر وہ زندہ نہ ملے تو مجھ سے انتقام لے۔ اشمون تم ہی بتاؤ کہ یہ مشکل کیونکر حل
ہو اور میں کیا کروں۔"

اشمون نے کہا۔ "وہی کیجئے جو مردہ فرعون نے خواب میں بتایا ہے۔ صبح ہوتے ہی بت
خانے میں جائیے۔ وہاں پہنچتے ہی آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ملکہ آپ کا حکم بجا لانے پر آمادہ
ہے۔ کیونکہ خواب میں خود فرعون کہہ گیا ہے کہ اب وہ آپ سے انکار نہ کرے گی۔ اس کے بعد
اسے آپ اپنے محل میں لے آئیے اور تمام رعایا کی موجودگی میں اس سے عقد کیجئے پھر ملکہ کے
حقوق پر تصرف کر کے اپنے زور بازو سے مصر کے فرمانروا بن جائیے۔"

ثوران نے کہا۔ "مناسب تو یہی معلوم ہوتا ہے۔ اس سے کم از کم یہ تو معلوم ہو جائے گا کہ
خواب کہاں تک سچ ہوا کرتا ہے لیکن ملکہ کے ساتھ اس کی دایہ آشتی بھی تو ہے۔ اس کا کیا کیا
جائے۔"

اشمون نے اتنا سن کر اپنی ٹھوڑی کھجائی۔ جب کوئی شرارت دل میں آیا کرتی تھی تو یہی
حرکت کیا کرتا تھا۔ کہنے لگا۔ "آشتی تو ملکہ کے حق میں ہمیشہ دشمن ثابت ہوئی ہے۔ پھر وہ ایک
کہن رسیدہ عورت ہے اور اب تو فاقوں اور غموں نے اور بھی کمزور کر دیا ہوگا۔ اگر زندہ ملے، تو میری
دانست میں تو اسے مرطیرہ کے سپرد کر دیجئے گا۔ یہ اس کی خدمت اچھی طرح کر دے گی۔ کیوں
مرطیرہ تم اور وہ تو پرانی سہیلیاں ہو۔ ٹھیک بات ہے یا نہیں۔"

مرطیرہ جل کر بولی۔ "کیوں نہیں، دربار کی دونوں ایسی سہیلیاں تھیں جیسے کسی کے پاس
طوطا اور بلی دونوں پلے ہوں۔ اگر آشتی میرے سپرد ہوئی تو مجھے اس سے بہت کچھ حساب لینا
ہے مگر اشمون اتنا جانے رہو کہ آشتی کمزور عورت نہیں ہے۔ تمہارا جادو خواہ کتنا ہی غضب کا ہو مگر
اس کے جادو کو نہیں پہنچے گا۔ کیونکہ وہ نری ساحرہ نہیں بلکہ عمون کی کاہنہ اور بڑی بزرگ کاہنہ ہے۔
جو کچھ ہنر اسے حاصل ہوا ہے۔ وہ خداؤں کی جانب سے ہوا ہے۔ تمہاری طرح شیطان سے اس
کو قوت نہیں پہنچی ہے۔"

غرض اشمون نے جو کچھ صلاح دی اسی پر عمل ہوا۔ دوسرے دن صبح ہوتے ہی ثوران
نہایت زرق برق لباس پہن کر اپنے مشیروں کے ساتھ جن میں اشمون بھی تھا ایک دستہ فوج
ساتھ لئے پالک میں سوار ہو کر بت خانہ کے دروازے پر آیا۔

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

ثوران اس قدر موٹا تھا کہ پیدل نہیں چل سکتا تھا۔ دروازے کے سامنے پالکی سے اترا۔ کواڑ آسانی سے کھول لئے گئے کیونکہ کوئی محافظ یا دربان وہاں موجود نہ تھا اور اب ثوران اور اس کے مشیر فوج والوں کو باہر چھوڑ کر بت خانہ میں داخل ہوئے جب بالکل اندر والے صحن میں پہنچے تو ثوران چلتے چلتے رکا اور ہمراہیوں سے پوچھنے لگا کہ ملکہ کو کہاں تلاش کیا جائے۔

اشمون بولا۔ ''صرف ایک مقام ہے جہاں تلاش کرنا چاہئے اور وہ بلند دروازے کے اوپر والا برج ہے جس کے نیچے دوسری طرف دریا بہتا ہے کیونکہ اسی برج میں ملکہ اور آشتی دونوں بھوکے مر رہے ہیں۔''

ثوران نے کہا۔ ''دروازے والا برج۔ اس تک پہنچنے میں تو بہت زینے چڑھنے پڑیں گے آج ہی رات کو تمہارے بالا خانے کی سیڑھیاں کیا کم چڑھنی پڑی تھیں کہ اب پھر اسی قسم کی زحمت اٹھاؤں۔ خیر جو کچھ ہو۔ ذرا آگے آگے چلو۔''

اتنا کہہ کر ثوران اور اشمون زینہ کے دروازے پر آئے۔ زینہ بہت تنگ تھا۔ اشمون دبلا سوکھا تھا، بلی کی طرح اچک اچک کر سیڑھیاں چڑھنے لگا۔ ثوران بڑا لحیم شحیم تھا۔ ہمراہی پیچھے سے سہارا دے رہے تھے۔ جب تین مختلف زینے طے کر لئے تو سب لوگ ٹھہر گئے۔ ثوران کا دم پھول گیا تھا۔ ہانپتی آواز میں کہنے لگا۔

'' جلدی نہ کرو۔ یہ ممکن نہیں کہ ہم اچانک جا کر ملکہ کو گرفتار کر لیں۔ دیکھو! خبردار ایسا نہ ہو کہ ہماری صورت دیکھتے ہی ملکہ پر خوف طاری ہو اور وہ دوڑ کر نیچے دریا میں کود پڑے۔ کیونکہ وہ اسی طرح جان دینے کی قسم کھا چکی ہے۔ اچھا، بس آگے قدم نہ بڑھاؤ، ذرا میرا دم قابو میں آ جائے تو آواز دوں۔''

غرض کچھ دیر کے بعد ثوران نے آواز بلند کہا۔

''ملکۂ مصر! اس تنگ و تاریک مقام میں آپ فاقہ کشی نہ کیجئے۔ نیچے اتر آیئے میں آپ کا خادم و وفادار ہوں۔ جو نعمتیں مجھے میسر ہیں ان میں شرکت فرمایئے۔''

ثوران نے یہی جملے ٹھہر ٹھہر کر بار بار کہے مگر کوئی جواب نہ ملا۔ جب یہ کیفیت دیکھی تو حیران ہوا اور کہنے لگا۔

''معلوم ہوتا ہے کہ ملکہ زندہ نہیں ہے۔ اب مصر کے لوگ مجھ سے اس کا خون طلب کریں گے۔ اشمون! تم زینہ چڑھ کر برج میں جاؤ اور دیکھو کہ کیا ماجرا ہے۔ تم تو بڑے جادوگر ہو تمہیں

بات کا ڈر ہے۔''

اشمون کا خیال اپنی نسبت اس درجہ اطمینان کا نہ تھا۔ کبھی رکا، کبھی جھجکا۔ ثوران کو اس کی حرکتوں پر غصہ آیا۔ عصاء اٹھا کر چاہتا تھا کہ اشمون کی پیٹھ پر دو چار لگائے کہ نجومی مار کے ڈر سے ایک ایک سیڑھی آہستہ آہستہ چڑھنے لگا۔ ہر سیڑھی پر ٹھہر کر ملکہ کی تعریف و خوشامد میں لجاجت سے دو چار جملے کہہ کر دعائیں دیتا تھا۔ اسی صورت میں ملکہ کے کمرے کے دروازے تک پہنچا اور وہاں دوزانو ہو کر دروازے کی جھریوں میں سے اندر جھانکنے لگا۔ معلوم ہوا کمرہ بالکل خالی ہے اس کے بعد سامنے دوسرے کمرے کی طرف گیا جس میں آشتی رہتی تھی۔ اسے بھی خالی پایا۔ تب اور بھی ڈرا۔ اور یکبارگی بڑی ہمت کر کے کمرے کی چھت پر پہنچا۔ مگر وہاں بھی کسی کو نہ پایا۔ یہ دیکھ کر اشمون اترا اور ثوران کے قریب جا کر کہا۔

''حضور! یہاں تو کسی کا بھی پتہ نہیں۔''

ثوران اتنا سنتے ہی چیخ کر بولا۔

''قسم ہے منوف کے پاسبان خدا تاج کی کہ یا تو یہ ملکہ تمام مصر کو میرے خلاف برانگیختہ کرنے کے لئے یہاں سے نکل بھاگی ہے یا اس سے بھی بدتر حرکت یہ کی ہے کہ دریا میں کود کر اپنا کام تمام کیا ہے تا کہ آسمان کے خدا مجھ پر اپنا عتاب نازل کریں۔ ارے اشمون دغاباز کیا میرے خواب کی یہی تعبیر تو نے کی تھی۔''

اشمون نے بگڑ کر کہا۔ ''حضور! اس قدر نہ گھبرائیں۔ پہلے اچھی طرح تلاش تو کر لیں، پھر باتیں بنایئے گا۔ بت خانہ کو اچھی طرح دیکھ لینا ضروری ہے۔ ممکن ہے ملکہ اس وقت کہیں اور ہو۔''

اب ان لوگوں نے بت خانہ کو چپہ چپہ دیکھنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ بالکل اندر کے کمرے میں جہاں ربہ اسقط کا بت نصب تھا پہنچے اور اس کے سامنے والے بڑے کمرے میں جہاں فرعون نے اپنا تخت بچھوا کر دربار کیا تھا وہاں ڈھونڈنا شروع کیا۔ یہ کمرہ بہت وسیع مگر نہایت تاریک تھا۔ دیواروں میں بہت اوپر کو چند روشندان تھے۔ ان میں سے کسی قدر روشنی اندر آتی تھی۔ اس کمرے کی چھت بڑے اونچے اونچے ستونوں پر قائم تھی۔ ان ستونوں کے تاج کنول کی وضع کے تھے۔ یہ وقت ایسا تھا کہ سورج ابھی نہیں نکلا تھا۔ اس لئے تاریکی اتنی تھی کہ ڈھونڈنے والے ستونوں کی بھول بھلیوں میں ادھر کے ادھر مارے مارے پھرتے تھے اور کچھ نظر

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

نہ آتا تھا۔ اتنے میں آفتاب طلوع ہوا اور ایک روشندان سے جس کی قطع دیوتا اوسیرس کی آنکھ کی سی تھی ایک شعاع کمرے میں وہاں آئی جہاں اسقط کے بت کے سامنے فرعون نے اپنا تخت بچھوایا تھا۔ اس شعاع کے آتے ہی تلاش کرنے والوں کو شاہی تخت اور اس پر ملکہ نیطر نیطر بیٹھی نظر آئی۔

یہ صورت کچھ عجیب شان سے ظلمت میں نور کی تصویر بنی بیٹھی تھی۔ لباس میں جواہرات جگمگا رہے تھے۔ ہاتھ میں الماس کی چھڑی، سر پر مصر کا تاج مرصع تھا جس پر سونے کا سانپ بنا تھا۔ اس آب و تاب سے کہیں بڑھ کر آنکھوں کی چمک تھی جن میں حسن اور قہر دونوں موجود تھے۔ نظر میں اس بلا کا غصہ بھرا تھا کہ دیکھنے والے نگاہ ملتے ہی اس طرح پیچھے ہٹتے تھے جیسے کسی نے برچھی ماری۔ یہ کیفیت دیکھ کر آپس میں چپکے چپکے کہنے لگے، تخت پر یہ عورت نہیں ہے کوئی دیبی آسمان سے اتر کر جلوس کرتی ہے۔ حقیقت میں اس کے چہرے پر متانت، خاموشی، حسن کا غرور ایسا تھا کہ وہ ایک غیر فانی ہستی معلوم ہوتی تھی۔ جس کی حیات نے گویا ممات کو مغلوب کر لیا ہے۔ ایک عورت میں اتنی قوت کہاں ہو سکتی تھی کہ حالت اسیری میں سات شبانہ روز کے فاقوں کے بعد اس شان میں نظر آتی۔

سب لوگ خوف سے پیچھے ہٹ کر دروازے کے قریب جمع ہو گئے آپس میں چپکے چپکے باتیں کرتے رہے۔ کچھ دیر کے بعد آفتاب کی شعاعیں ان پر بھی پڑیں۔ تخت پر جو مورت بیٹھی تھی اس کو کسی بات کی پروانہ تھی۔ بظاہر نگاہ ان لوگوں کی طرف تھی مگر حقیقت میں تحت نظر ان کے سروں سے اونچی کوئی چیز تھی، جسے غور و فکر کے ساتھ دیکھتی معلوم ہوتی تھی۔

آخر کار اشمون نے ہمت کر کے ثوران سے کہا۔

''جہاں پناہ...... حضور کی عروس سامنے تشریف رکھتی ہیں۔ عروس بھی اس شان کی ہیں کہ انسان کی نظر سے آج تک نہ گزری ہوں گی۔ آگے بڑھ کر ان سے ملاقات کیجئے۔''

اور سب لوگوں نے بھی کہا۔ ''حضور والا! آگے بڑھئے اور عروس کو محل میں لے چلئے۔''

ثوران کا خوف سے دم فنا ہوا جاتا تھا۔ جب سب طرف سے ایک ہی سی صدا بلند ہوئی تو شرمندگی مٹانے کو آگے بڑھا مگر پیچھے مڑ مڑ کر دیکھتا جاتا تھا یہاں تک کہ تخت کے قریب پہنچ گیا اور وہاں جھک کر کھڑا ہوا۔

بہت دیر تک اسی طرح جھکا کھڑا رہا۔ یہاں تک کہ کمر ٹوٹنے لگی۔ مگر یہ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ

کہے تو کیا کہے۔ اتنے میں ملکہ کی شیریں آواز یہ کہتے سنائی دی۔

''منوف کے حاکم! تم یہاں کیسے آئے۔ تم اس زندان سے کیوں باہر نکل آئے جس میں فرعون نے تمہیں قید کیا تھا۔ ہاں خوب یاد آیا۔ تم کو تو فرعون کی اس کفش بردار مرطیرہ نے قید سے پہلے ہی آزاد کر دیا تھا۔ وہی مرطیرہ جس کو دولت کی طمع دلا کر تم نے ہم پر جاسوس مقرر کیا تھا۔ تعجب ہے کہ وہ مردار اس بدذات نجومی کے ساتھ یہاں نہیں آئی۔ کیا یہ نجومی وہی مردود اشمون نہیں ہے جس نے جادو کا پتلا بنا کر فرعون کو ہلاک کیا ہے۔ مرطیرہ تو اس وقت اپنے زخموں کی مرہم پٹی کرتی ہوگی کل رات ہی کا واقعہ تو ہے جب تم اس اشمون کے پاس خواب کی تعبیر پوچھنے گئے تھے اور وہ ٹوٹے دانتوں اور زخمی ہونٹوں کو بیٹھی رو رہی تھی۔''

ثوران نے کہا۔ ''ملکہ......! آپ کو ان باتوں کی کیونکر خبر ہوئی۔ کیا آپ نے میرے محل میں جاسوس لگا رکھے ہیں۔''

ملکہ نے کہا...... ''ہاں چچا جان! میں نے آپ کے گھر میں جاسوس مقرر رکھے ہیں۔ آپ کا گھر تو کیا چیز ہے میرے مخبر تمام ملک میں دوڑے ہوئے ہیں۔ رب عمون جو کچھ دیکھتا ہے اس کا علم اس کی بیٹی کو بھی ہو جاتا ہے۔ آپ نے اس وقت اس لئے تکلیف کی ہے کہ مجھے اپنی دلہن بنا کر محل میں لے چلیں بہت اچھا...... میں چلنے کو تیار ہوں۔ اگر آپ میں ہمت ہے تو لے چلئے۔''

ثوران کو ملکہ کی بات کا یقین نہ آیا اور گھبرا کر پوچھنے لگا۔ ''ملکہ! آپ نے یہ کیا کہا کہ ہمت ہو تو لے چلئے۔ مجھے ہمت نہ ہونے کی کیا وجہ۔''

ملکہ نے کہا۔ ''اے منوف کے حاکم عالی مرتب! اس کا جواب تو آپ خود بھی دے سکتے ہیں۔ مجھ سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ میرا سوال تو یہ تھا جس کا جواب چاہتی ہوں کہ کل رات کو اشمون کے گھر میں وہ جادو کا گولا آپ سے آپ کیوں کر پھٹ گیا اور آپ نے یہ کیسے سمجھ لیا کہ اس نجومی نے آپ کے خواب کی تعبیر سچی بتائی ہے۔ یہ نجومی تو وہ ہے کہ جب تک اس کی پیٹھ پر کوڑے نہ پڑیں کبھی سچ بولنا جانتا ہی نہیں۔''

ثوران نے کہا۔ ''آپ کے سوال کا جواب اور جواب کی وجہ مجھے مطلق نہیں معلوم۔ اشمون نجومی سے تو میں بعد کو سمجھوں گا۔ اور سچ اس سے اسی طرح بلوالوں گا جس طرح آپ نے فرمایا ہے۔''

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

(یہ کہہ کر ثوران نے اشمون کو غصہ کی نظر سے دیکھا)

ملکہ نے کہا۔''تم سچ کہتے ہو۔ تم کو اور تمہارے اس نجومی کو اس وقت بجز اس کے کچھ نہیں معلوم کہ جب دیوار میں کوئی سوراخ نظر نہیں آتا تو سانپ سمجھ لیتا ہے کہ اب لکڑی سے سر کچل دیا جائے گا۔''

یہ کہہ کر ملکہ نے اشمون کی طرف نظر پھیری اور وہ فوراً جالے سے ہٹ کر کمرے میں ایسی جگہ چلا گیا جہاں بالکل اندھیرا تھا۔ ملکہ نے اب پھر کہنا شروع کیا۔

''سوائے میرے کسی کو کچھ حال نہیں معلوم۔ وجہ یہ ہے کہ رب عمون نے آئندہ کے حالات معلوم کرنے کے لئے مجھے عقل دی ہے۔ لیکن جو کچھ مجھے معلوم ہوتا ہے وہ میں اپنے ہی تک محدود رکھتی ہوں۔ اگر یہ بات نہ ہوتی تو ثوران میں تمہاری نسبت آئندہ کی ایسی خبریں سناتی کہ سن کر تمہارے سر کے بال سفید ہو جاتے اور اشمون اور مرطیرہ کو ایسی سزائیں دینے کا وعدہ کرتی جن کے سامنے اذیت کے تخت سے سخت آلے بھی پھولوں کی چھڑیاں معلوم ہوتے لیکن آئندہ کا کہنے کی مجھے اجازت نہیں اور نہ جو حالات مجھے معلوم ہیں وہ اس خوشی کے موقع پر کہنے کے قابل ہیں۔''

یہ باتیں سن کر اشمون کی تو ڈر کے مارے گھگی بندھ گئی۔ اندھیرے میں جہاں کھڑا تھا وہیں سے ہکلا ہکلا کر ملکہ کی منتیں کرنے لگا۔ ثوران اور اس کے مشیروں کا یہ حال تھا جیسے لڑکے پرندوں کے آشیانے اجاڑنے کے لئے جنگل میں نکلے ہوں اور وہاں دفعتاً شیران کو ملے اور بھاگنے سے پہلے آنکھیں پھاڑ کر اسے دیکھنے لگیں۔ یہی کیفیت ثوران کے ساتھیوں کی اس وقت تھی۔ ملکہ کو دیکھتے دیکھتے ان کے دیدے پھٹے جاتے تھے مگر ادھر دیکھنے کے سوا کوئی چارہ نہ تھا۔ دو مرتبہ ثوران نے گردن پھیر کر دروازے اور اس کے باہر کی روشنی کی طرف دیکھا کہ کاش وہ وہاں ہوتا کیونکہ اب جو راہ اختیار کی تھی وہ بالکل تنگ و تاریک تھی۔ بہت جرأت کر کے کہنے لگا۔

''ملکہ......! آپ کے الفاظ تو تلوار کی دھار سے بھی زیادہ تیز ہیں اور ہر زخم پر زہر کی بوندیں ٹپکاتے جاتے ہیں۔ اگر آپ آدم زاد ہیں تو یہ کیا بھید ہے کہ سات روز کے پیہم فاقوں کے بعد بھی نہ آپ کی توانائی میں کسی قسم کی کمی ہوئی اور نہ آپ کے حسن کو کسی طرح کا زوال آیا اور یہ بھی ارشاد ہو کہ یہ لباس طلاکار و جواہرات، جو آپ اس بت خانے میں جہاں کسی انسان کا گزر نہیں پہنے بیٹھی ہیں کون آپ کو دے گیا۔ اور یہ بھی فرمائیے کہ آپ کی دایہ آشتی کہاں ہیں۔''

ملکہ نے آہستگی سے جواب دیا۔

''رزق خدا نے پہنچایا اور یہ قیمتی لباس بھی اسی کا دیا ہوا ہے۔ تاکہ آپ جیسے بادشاہ کی شان اور مرتبہ کے لائق میں آپ کی عروس بن سکوں۔ آشتی کو جو آپ پوچھتے ہیں تو میں نے اسے قبرص کے جزیرہ کو بھیجا ہے تاکہ ایک مشہور عطر جو وہاں خاص طور پر بنتا ہے میرے لئے لے کر آئے لیکن نہیں، میں بھولی، وہ عطر تو اس وقت میں لگائے ہوئے ہوں۔ قبرص تو میں نے اسے کل بھیجا تھا۔ آج تو میں نے اسے طیبی ایک کام کے لئے روانہ کیا ہے۔ اس کام کو آپ سے پوشیدہ رکھنے کی بھی ضرورت نہیں۔ وہ یہ ہے کہ فرعون آنجہانی کے قتل کا واقعہ اور جس دغا اور فریب سے اس شہر میں بلا کر انہیں ہلاک کیا گیا ہے۔ اس کے جملہ حالات ان کے مقبرے کے سب سے پہلے کمرے کی سنگین دیواروں پر کندہ کر دیئے جائیں۔''

ملکہ کی زبان سے جب یہ کلمے نکلے جن میں ثوران کے لئے سوائے بدشگونی کے کوئی دوسری بات نہ تھی تو حاضرین کی رہی سہی عقل بھی کافور ہوئی اور اب وہ سب کے سب دروازے کی طرف چلے۔ ثوران بھی انہی کے ساتھ تھا۔

ملکہ نے یہ دیکھ کر لوگوں کو شرمندہ کرنے اور غیرت دلانے کے لئے ظاہری افسوس کے لہجہ میں کہا۔ ''کیا آپ لوگ مجھے یہاں اکیلا چھوڑ چلے۔ کیا میری دانائی اور قوت نے آپ کو ڈرا دیا۔ افسوس! اس میں میرا قصور نہیں۔ میں بالکل مجبور ہوں۔ جب ساغر میں شراب اوپر تک بھر جائے تو اس کو جھکانے سے شراب کا گرنا ضروری ہے۔ اسی طرح جب کسی شفاف چیز کے پیچھے روشنی رکھی جائے گی تو اس کا چمکنا بھی ضروری ہوگا۔ پھر بھی میں ہر طرح سے اس لائق ہوں کہ ثوران جیسے جلیل القدر حکمران کی ملکہ بن کر اس کے محل کی رونق بنوں۔ یہ وہ بادشاہ ہے جس سے موت کے خدا یعنی جزا و سزا کے دینے والے دیوتا اوسیرس کو ازحد الفت اور تعلق ہے۔ کچھ زمانہ ہوتا ہے کہ ولایت کوش کا شہزادہ ہمارے دارالحکومت یعنی شہر طیبی میں ہمارا مہمان ہوتا تھا۔ نواب رعمیس نے سر دربار اسے قتل کر دیا۔ لیکن اس قتل سے پہلے میں نے اسے اپنے نغمے اور سرور سے محظوظ کیا تھا۔ اس لئے اب ثوران کی خاطر و مدارات میں میں ان کو اپنا گانا اور ناچ دکھانا چاہتی ہوں تاکہ وہ انصاف سے کہیں کہ جتنی حسین عورتیں انہوں نے دیکھیں کوئی مجھ سے بھی بڑھ کر نظر آئی تھی۔''

ملکہ یہ جملے آہستہ سے کہتی ہوئی تخت سے اتری اور چپکے سے سب کے سامنے آ کر ناچنے اور گانے لگی۔ گانے کا مضمون کیا تھا یہ تو کسی کو یاد نہ رہا۔ مگر یہ معلوم ہوتا تھا کہ سب کے سینوں

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

میں باغ جوانی کے دروازے کھل گئے ہیں۔ اور سب عالم شباب کی سیر میں مصروف ہیں۔ ثوران کے سامنے یہ صورت جس پر وہ جان دیتا تھا ناچتی ہوئی آ کر نازک ہاتھوں سے عشق و الفت کے اشارے کرتی۔ گانے میں جو لفظ منہ سے ادا ہوتا وہ سخت بے چینی اور کرب کی ایک آہ سرد معلوم ہوتا اور آہ سرد بھی ایسی کہ گویا کسی مردے نے قبر سے اٹھ کر ثوران کے کانوں میں اسے پھونکا ہے۔ ثوران کی عمر گو زیادہ تھی، ڈیل ڈول کا بھی بہت بھدا تھا۔ دغا اور فریب بھی اس کی رگ رگ میں موجود تھا، لیکن اس وقت تو اسے یہ محسوس ہوتا تھا کہ ایک مطرب خوشنوا پر لگا کر ایک اونچے پہاڑ کی چوٹی پر لے گیا ہے۔ وہاں وہ یکا یک مطرب غائب اور اس کا نغمہ بند ہو گیا ہے۔ ثوران اسے تلاش کرنے میں چوٹی سے نیچے قصر تاریک میں کود کر بادلوں کے تیرہ و تار طبقے میں جھونکے کھاتا زمین پر گرتا ہے۔

ناچ بند ہوا اور گانے کی آخری صدائیں ربہ اسقط کے سامنے بت خانے کی دیواروں سے ٹکرا ٹکرا کر فنا ہو گئیں۔ دیبی اسقط کی شکل سے معلوم ہوتا تھا کہ انتقام لینے کا ظالمانہ تبسم اس کے لبوں پر ہے۔ ناچ ختم ہوتے ہی خوبصورت رقاصہ خاموش کھڑی تھی۔ نہ پیشانی پر پسینہ تھا اور نہ چہرے پر مشقت کی سرخی۔

ملکہ نے کہا: ''شہزادہ ثوران اب آپ اور آپ کے ہمراہی رخصت ہوں۔ اور مجھے بھی اس مکان میں اس وقت تنہا رہنے دیں جب تک کہ بادشاہ مصر عالم جاوداں میں جو نئی سلطنت انہوں نے حاصل کی ہے اس میں شرکت کے لئے مجھے طلب فرمائیں۔''

لوگ جس قدر موجود تھے ان میں سے کسی میں بھی اتنی طاقت نہ تھی کہ اپنی جگہ سے جنبش کر سکے۔ جہاں کھڑے تھے وہیں کھڑے رہ گئے۔ معلوم ہوتا تھا کہ ملکہ نے اپنی قوت سے ان کو سانپ کی طرح کچل دیا ہے۔ ثوران کا یہ حال تھا کہ ملکہ کے چہرے سے اپنی نظر نہ ہٹا سکتا تھا۔ عزت و آبرو خاک میں ملا کر ملکہ کے قدموں پر سر رکھے یہ مریض عشق اپنا حال زار بیان کر رہا تھا۔ ملکہ مسکراتی اور ہنستی تھی۔ یہ تبسم وہ تھا جس کی تلخی و تیزی بیان سے باہر تھی۔ انسان کے تبسم کی شیرنی اس میں مطلق نہ تھی۔ ثوران جب فریاد و فغاں کرتے کرتے تھک کر چپ ہوا تو ملکہ بولی۔

''پہلے تو تم خوف سے نیم جان تھے۔ اب کیا عشق نے اس سے بھی بدتر حال کر دیا۔ کیا تمہاری کیفیت بھی کوش کے شہزادے اماثل کی سی ہو چلی جو نیطر نیطر طیہ دخت عمون کا گانا سن کا جان دینے کو تیار ہو گیا تھا۔ اے شریف و نجیب ثوران! خدا ایسا کرے کہ آپ کی تقدیر اماثل کی

[illegible] سے بہتر ثابت ہو۔ قسمت کا لکھا تم کو خود معلوم ہونے والا ہے۔ گو میں اس کا حال تم کو نہیں [illegible] کیونکہ مجھے اس کی ممانعت ہے۔ مگر، ثوران! اب اس شہر میں ایک ایسی شادی رچے گی [illegible] کی مثل کبھی پہلے مصر میں نہ رہی تھی۔ اور جب تک تمہاری تقدیر میں زندہ رہنا ہے، تم ملکہ مصر کے پہلو میں بیٹھو گے اور اسی کی روشنی میں تاباں و درخشاں رہو گے۔ ثوران تم تو وہ ہو جس نے [فر]عون کو مغلوب کیا ہے اور کیا خواب میں خود فرعون نے اس شادی کی خبر تم کو نہیں سنائی۔ سنو......! اس یوم سعید کا آفتاب طلوع ہو گیا ہے۔ آؤ اسی کی روشنی میں چلیں پھریں۔ تاریکی اور سایہ کو خیر [با]د کہیں۔

منوف کے شہر میں ایک عجیب افواہ اڑی ہے۔ مشہور ہوا ہے کہ ملکہ نے آخر کار شہزادہ ثوران سے شادی کرنی منظور کر لی۔ اور وہ قصر سپید میں منتظر ہے کہ شہزادہ کب آئے اور اس کو بیاہ کر لے جائے۔ اس خبر سے مردوں میں بڑی بڑی بحثیں شروع ہو گئیں۔ قسمیں کھا کھا کر کہنے لگے کہ یہ خبر یقینی غلط ہے۔ ایسی معزز عورت جو سردربار مصر کی ملکہ اور مالک تسلیم کی گئی ہو کبھی اپنے باپ کے قاتل سے جو اس کا چچا بھی ہوتا ہے شادی نہ کرے گی۔ اس رسوائی سے تو قید میں مر جانا بہتر ہوگا۔ دیکھ لینا، اسی سامنے والے برج میں جہاں شام کو خدا کی تعریفیں گاتی ہوئی مہتابی پر آیا کرتی ہے۔ فاقے کرتے کرتے مر جائے گی مگر کبھی یہ حرکت نہ کرے گی۔ کہ اپنے باپ کے بھائی اور قاتل سے شادی کر لے۔ ایسی عفیف و پاکدامن کا جو عمون کی بیٹی ہو مگر تقدیر کے ہاتھوں لاچار ہو، عزت و آبرو سلامت لے کر مر جانا ہی بہتر ہے۔ چونکہ یہ سب مرد تھے۔ اس لئے دل سے چاہتے تھے کہ شاہی خاندان مصر کی یہ باعصمت بی بی اچھا ہو کہ مر کر دنیا میں اپنا قصہ ایسا چھوڑ جائے جسے مصر کے لوگ ہمیشہ فخر کے ساتھ دوہرایا کریں۔

لیکن ان مردوں کی بیویاں اور بیٹیاں ان کی ان باتوں پر ہنستی تھیں اور کہتی تھیں۔ ''مالک [ہو]ئی، ملکہ سہی مگر پھر بھی عورت ذات ہے۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ دولت اور حکومت اور ابھی [جس کو] دنیا میں شان و شوکت سے جینے کی امید پر خاک ڈال کر گمنامی میں زندہ رہنا قبول کر لے اور مر کر ایسی قبر میں دفن ہو جس کا نام و نشان بھی کسی کو یاد نہ رہے۔ اس اجڑے ویران بت خانے [می]ں فاقے کرتے کرتے ساری آن بان تو غارت ہو چکی۔ نہ غصہ رہا نہ غرور۔ مجبور ہو کر ثوران کو قبول کر لیا۔ ثوران کی بھی آرزو پوری کر دی کہ مصر پر حکومت کر لے۔ سب کچھ تو ہو لیا۔ کیا اب وہ [غری]ب جان سے بھی جاتی رہے۔''

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint
www.paksociety.com

یہ بحثیں تیز ہوتی گئیں۔ جو لوگ فرعون سے بغاوت اور سرکشی کر چکے تھے وہ بھی دل میں ملکہ کی عزت کرتے تھے۔ اور اس کو بڑی چیز سمجھتے تھے۔ ان کو بھی اس موقع پر افسوس ہونے لگا کہ ایسی عالی نسب عورت۔ عورت کیا بلکہ دیبی بے یار و مددگار ہو کر دنیا کے معمولی حالات اور واقعات کے سامنے گردن جھکا دے، جان کی خاطر اور اس لئے کہ تخت ہاتھ سے نہ جائے، بلا سے دوسرے ہی کے ساتھ بیٹھنا پڑے، اپنی آبرو بیچ رہی ہے۔ لیکن عورتیں اس خیال کی تردید کرتی تھیں اور کہتی تھیں کہ ہزار کچھ ہو مگر عورت ہے۔ عورتیں جیسی اور ہوتی ہیں ویسی ہی وہ بھی ہے۔

آخر کار ایک دن اس بحث کا فیصلہ ہو گیا۔ بادشاہی منادوں اور نقیبوں نے تمام شہر میں اعلان کیا کہ آج آفتاب غروب ہونے سے ایک گھنٹہ پہلے قصر سپید میں جو ربہ حاسر کے ہیکل کے قریب ہے ملکہ نیطرطیہ کا جشن شادی قرار پایا ہے۔ اس ڈھنڈورے کو سن کر عورتوں نے مردوں پر خوب قہقہے لگائے۔ مرد سن کر دم بخود ہوئے۔

شادی کا وقت آیا۔ قصر کا عظیم الشان ایوان مہمانوں سے بھر گیا۔ ایوان کے باہر برآمدوں اور سیڑھیوں پر، جن کے دونوں طرف دو مینار پرانے وقتوں کے قائم تھے، آدمیوں کے ٹھٹ لگ گئے۔ اسی طرح سیڑھیوں کے سامنے جو وسیع چوک تھا اور چوک میں آنے کی جتنی سڑکیں تھیں وہاں اس کثرت سے مخلوق جمع ہوئی کہ تل دھرنے کو جگہ نہ رہی۔ ایوان کے اندر جو کچھ ہونے والا تھا وہ یہاں سے نظر نہ آ سکتا تھا مگر اتنی بات پر کہ پاؤں رکھنے ہی کو جگہ مل جائے لڑائیاں ہونے لگیں۔ اور ان لڑائیوں میں جو گرا پھر نہ اٹھا۔ ایوان کے اندر جانب صدر دو تخت بچھائے گئے۔ ایک بڑا اور زیادہ مرصع، دوسرا چھوٹا اور سادہ۔ بڑا تخت شہزادہ ثوران کے لئے تھا اور چھوٹا ملکہ نیطرطیہ کے واسطے۔ ثوران نے یہ انتظام خاص غرض سے کیا تھا۔ اشمون نے یہ بات ذہن نشین کر دی تھی کہ شروع ہی سے رعایا کے دل میں یہ بات بٹھا دی جائے کہ حکومت کی باگ درحقیقت ثوران ہی کے ہاتھ میں ہے۔ فرعون کی بیٹی برائے نام بادشاہ ہے۔

شام ہوتے ہی ربہ حاسر کے ہیکل میں جو عشق کی ملکہ تھی شادی کی رسم ادا ہوئی۔ رسم کے ادا ہوتے ہی شہر کے تمام معبدوں سے قرنا کی صدائیں بلند ہوئیں۔ تین مرتبہ قرنا بجائے گئے اور ہر مرتبہ ان کی آواز گونجتی ہوئی فضا کی گرم و ساکت ہوا میں خاموش ہو گئی۔ یہ گویا اطلاع عام تھی کہ ربہ حاسر کے بت خانے میں ایان سلطنت اور افسران ہیکل اور کاہنوں کے سامنے ثوران اور

نیطرطیہ کا عقد کر دیا گیا۔

لوگوں میں اس وقت ایک اور افواہ بھی اڑی۔ یہ افواہ ایک زبان سے دوسری زبان پر آ کر اس طرح پھیلی جس طرح پانی کی سطح پر کسی چیز کے گرنے سے حلقہ پیدا ہو کر برابر پھیلتا چلا جاتا ہے۔

خبر یہ مشہور ہوئی کہ شادی کے وقت ربہ حاسر کے بت خانہ میں عجیب عجیب باتیں پیش آئیں۔ تفصیل بھی ان کی بیان کی جاتی تھی اور وہ یہ تھی کہ جب کاہنوں کے سردار نے حسب دستور دلہن کے ہاتھ میں نیلوفر کی کلی رکھی تو ہاتھ پر رکھتے ہی وہ کلی خود بخود کھل کر پھول بن گئی اور کلی کی شاخ سونے کا عصاء اور پھول سبزوں اور زمردوں کا کنول بن گیا۔ ان زمردوں میں وہ آب و تاب تھی کہ مصر کی کانوں سے کبھی ایسے جواہر نہیں نکلے تھے۔

قصہ یہیں ختم نہ ہوا۔ یہ بھی مشہور ہوا کہ جس وقت ثوران نے نوشہ بن کر ربہ حاسر کے بت کے سامنے ایک سپید قمری رسم کے مطابق پیش کی تو ایک شکرہ دروازے میں سے اڑتا آیا اور ایک ہی چنگل میں قمری غریب کی گردن توڑ دی چونچ اور پوٹے سے لہو بہنا شروع ہوا اور وہ بے جان ہو کر دیبی کی گود میں گری۔ شکرہ اتنے میں کمرے سے اڑتا ہوا نکل کر غائب ہو گیا۔

لوگوں نے یہ قصہ سن کر کہنا شروع کیا کہ یہ کسی معمولی شکرے کا کام نہ تھا، کسی پرندے میں اتنی مجال نہیں کہ دیبی کے مندر میں آ کر ایسا ظلم کرے۔ ہو نہ ہو یہ ہورس دیوتا کا کام ہے جس کا سر شکرے کی شکل کا ہے اور عمون رع کا وہ فرزند ہے۔

یہ گفتگو جلد بند ہو گئی کیونکہ اب یہ غل ہوا کہ نوشہ اور عروس ہیکل سے نکل کر قصر میں آ رہے ہیں۔ تاکہ ایوان میں کل رعایا کے سامنے دربار کریں اور وہیں تمام رؤسا ملک و امراء لشکر اور ملازمین شاہی تخت کے سامنے حلف اطاعت لیں۔ ہیکل سے قصر سپید کو جو مسقف راستہ آیا تھا اس پر شاہی جلوس چلا۔ پہلے بڑے بڑے کاہن اور بت خانوں کے خدام اپنا خاص لباس پہنے ردیف وار وہاں سے گزرے اس کے بعد امراء و رؤسا اور ملازمین خاص کے گروہ آئے۔ پھر شہزادہ ثوران اس طرح نظر آیا کہ چاروں طرف مشیران خاص دست بستہ حاضر ہیں۔ اور ان میں صدر اعظم اشمون بھی ہے۔ جس کی نسبت مشہور ہو چکا ہے کہ جادو کے زور سے اس نے فرعون کو ہلاک کیا ہے۔

لیکن تمام خلقت اس بات کو محسوس کر رہی تھی کہ ثوران خوش نہیں ہے۔ نہ تو رخت شاہی کی

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

آب وتاب جس کی سپید براق سی ردا پر لوگوں کو خون کی افشاں نظر آ رہی تھی اور نہ تاج ملوکی کا تفاخر جو پہلی مرتبہ اس کے سر پر رکھا گیا تھا لوگوں کی نگاہ سے اس بات کو پوشیدہ رکھ سکا کہ ثوران درحقیقت متردد اور پریشان ہے۔ سامنے آتے ہی جب لوگوں نے مبارکباد کے نعرے بلند کئے تو چلتے چلتے رکا اور شکریہ میں سر جھکائے دیر تک کھڑا رہا۔ لوگ دیکھتے تھے کہ عصائے سلطنت جس ہاتھ میں ہے اس پر رعشہ ہے۔ لال لال موٹے ہونٹوں پر خشکی سے پپڑیاں جمی ہیں اور سر سے پاؤں تک تمام جسم لرز رہا ہے۔ باوجود اس کیفیت کے ثوران رعایا کو خوش کرنے کے لئے مسکراتا اور سر جھکا جھکا کر ان کا شکریہ ادا کرتا رہا۔ حتیٰ کہ مبارک باد کے گونجتے نعرے خاموش ہو گئے اور جلوس آگے بڑھا۔

ملکہ کے انتظار میں لوگ ثوران کو بھول گئے۔ گو کسی نقیب نے ملکہ کی آمد کی آواز نہیں لگائی لیکن کوئی متنفس اس مجمع کثیر میں ایسا نہ تھا جس کا دل ملکہ میں نہ پڑا ہو۔ ایوان کے اندر جہاں جشن شادی میں شرکت کے لئے لوگ جمع تھے دفعتاً ایک شور ہوا۔ اور سب نے دیکھا کہ ملکہ نیطر نیطر طیہ دفعتاً سامنے کھڑی ہے۔ ملکہ کے انتظار میں سب کی آنکھیں دروازے کی طرف لگی تھیں۔ لیکن جب وہ اس طرح یکا یک نظر آئی تو کسی کی سمجھ میں نہ آیا کہ وہ کب آئی اور کدھر سے آئی۔ گو یہ سچ ہے کہ ایوان کے جو حصے سایہ میں تھے وہاں تاریکی زیادہ تھی۔ مگر ایسا بھی کیا تھا کہ کوئی اس کو آتے نہ دیکھتا۔ ملکہ شہ نشین کے بالکل کنارے دونوں تختوں کے سامنے کھڑی رہی۔ حاضرین جو کچھ صورت شکل اس کی اپنے دل میں سمجھ رہے تھے اس سے کہیں زیادہ فرق اس وقت نظر آیا۔ لباس میں مطلق تکلف نہ تھا۔ ایک سپید نیچی قبا پہنی تھی۔ سینہ کسی قدر کھلا تھا اور آفتاب کی شعاع روشندان سے اس طرح پڑ رہی تھی کہ ہر شخص ملکہ کے سینہ پر گلے سے کچھ نیچے وہ سیاہ خال دیکھ رہا تھا، جو ''نشان حیات'' سمجھا جاتا تھا اور پیدائش کے وقت سے موجود تھا۔ زیور صرف دو تھے جو پہنے تھی۔ ایک تو شاہی نشان والے وہ سونے کے سانپ تھے جن کی آنکھیں عقیق کی تھیں اور یہ سامنے کے رخ تاج میں پیوستہ تھے۔ یہ تاج دوہرا تھا یعنی جنوبی مصر اور شمالی مصر دو سلطنتوں کے تاج اس میں شامل تھے اور سوائے ملکہ کے کوئی دوسرا اسے نہ پہن سکتا تھا۔ دوسرا زیور جواہرات کا ایک عصا تھا۔ اس کی موٹھ پر نیلوفر کا پھول فیروزوں کا بنا ہوا تھا۔ یہ وہی عصا تھا جس کی نسبت مشہور تھا کہ کلی کی شاخ زمرد کا عصا بن گئی۔

ملکہ کی صورت شکل بھی جیسا کہ خیال کیا جاتا تھا اس سے مختلف نکلی۔ درباری سمجھتے تھے کہ

ـت کمزور و ناتواں ہوگی۔ رنگ زرد ہوگا۔ آنکھیں روتے روتے اب تک سرخ ہوں گی۔ ـساروں پر آنسو خشک ہو کر اپنے نشان چھوڑ گئے ہوں گے، صورت ہی سے ظاہر ہوگا کہ قسمت ـں تکلیفوں فاقوں اور جان کے خوف نے کیسا برا درجہ کر دیا ہے۔ یہی تکلیفیں تو تھیں جن سے بچنے ـے لئے اس نے ثوران سے شادی کرنی منظور کر لی۔ لیکن دیکھا تو وہاں کچھ بھی نہ تھا۔ عمون کا ـتارہ ایسا روشن تھا کہ یہ چمک اور دمک تو پہلے بھی اس کے چہرہ پر کسی نے نہ دیکھی تھی۔ آنکھیں ـں بلا کی تھیں کہ جدھر متوجہ ہوتیں معلوم ہوتا کہ قلب کے ایک ایک گوشے میں پہنچ کر دل کے ـلی راز پر قبضہ کر لیا۔ چہرہ کے حسن اور قامت بالا میں مطلق فرق نہ آیا تھا۔ رخساروں کی سرخی ـے معلوم ہوتا تھا کہ صحت جسمانی برابر قائم رہی ہے۔ ہر ادا سے خودداری اور شان حکومت پیدا ـتھی۔ ڈر یا خوف کچھ نہ تھا اور اگر تھا بھی تو اس کے قدموں میں پڑا ذلیل ہو رہا تھا۔

ملکہ جس وقت یکا یک شہ نشین پر آ کھڑی ہوئی تو حیرت سے لوگوں کی زبان بند ہو گئی۔ کسی ـکے منہ سے کچھ نہ نکلا۔ سب اس کی صورت دیکھنے لگے۔ ملکہ نے مسکرا کر اہل دربار کی طرف ـیکھنا شروع کیا۔ جدھر نظر جاتی تھی لوگ آنکھیں نیچی کر کے سر جھکا لیتے تھے۔ ہر طرف سکوت ـتھا۔ بولنے کی طاقت کسی میں نہ تھی اور ہر شخص منتظر تھا کہ دیکھئے اب کیا ہوتا ہے، کہ اتنے میں ملکہ ـتخت کی طرف چلی۔ فرش پر دامن قبا کے گھسٹنے کی آواز سب نے سنی۔

دربار کے وہ نقیب ہاتھوں میں سونے کے بلم لئے کسی قدر تامل کے بعد آگے بڑھے کہ ملکہ ـکو اس تخت تک لے جائیں جو اس کے لئے بچھایا گیا تھا۔ ملکہ نے فوراً ہاتھ کے اشارے سے ـانہیں منع کیا اور صاف آواز میں کہا۔

''میں یہاں تنہا ہوں۔ کسی کو نقیب بن کر میرے آگے چلنے یا استقبال کرنے کی ضرورت ـنہیں۔ میرے وفادار و جاں نثار ہزاروں تھے۔ ان میں ایک بھی زندہ نہ چھوڑا گیا کہ وہ فرعون کی ـبیٹی ملکہ مصر کو تخت تک لے جا کر اس جگہ پر، جس کی وہ مستحق ہے بٹھاتا۔ اس لئے میں اپنی جگہ خود ـاپنے اختیار اور اقتدار سے ہمیشہ کے لئے حاصل کرتی ہوں۔''

اس کے بعد نہایت اطمینان سے جب کہ کل دربار خاموش تھا، اس بڑے تخت پر جو ثوران ـکے لئے بچھایا گیا تھا جا کر بیٹھ گئی اور منتظر ہوئی کہ آگے کیا ہوتا ہے۔

ملکہ کے بیٹھتے ہی دربار میں ایک ہلکا سا شور ہوا۔ صدر اعظم اشمون نے ثوران کے کان ـمیں کچھ کہا۔ درباری دم بخود تھے۔ ثوران نے اپنا پاؤں زور سے زمین پر مارا اور فوراً ایک ایسا حکم

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

دیا جس پر عمل کرنے کی کسی کو جرأت نہ ہوئی۔ آخر کار وہ خود آگے بڑھا اور بھاری آواز سے کہنے لگا۔

''ملکہ! بلاشبہ آپ کو علم نہیں کہ جس تخت پر آپ تشریف رکھتی ہیں، وہ میرے بیٹھنے کے لئے ہے۔ آپ کی نشست کے لئے دوسرا تخت ہے، جو میرے بائیں طرف بچھا ہے۔ آپ وہاں تشریف رکھیں۔''

ملکہ نے پوچھا۔ ''کیوں......؟''

ثوران نے کہا۔ ''اس لئے کہ بیوی کے مقابلے میں شوہر کا درجہ بڑا ہے۔ آپ کو معلوم ہے کہ میں مفتوحوں کا فاتح ہوں۔''

ثوران کا یہ جملہ زہر کا بجھا ہوا تھا۔ ملکہ نے جواب دیا۔ ''مفتوحوں کے فاتح ہو یا مقتولوں اور ان کی اولاد کے قاتل ہو۔ شہزادہ ثوران تمہارا خیال بالکل غلط ہے۔ ملکۂ مصر اپنے ان حقوق کی بنا پر جو منجانب خدا اسے حاصل ہیں اپنے ہر ایک ملازم اور ماتحت سے بڑا درجہ رکھتی ہے۔ اگر خداؤں کو یہ منظور ہوا جن کی مرضی پر عمل کرنے کے لئے مجھے یہاں بھیجا گیا ہے کہ میں اپنے اُن ملازم و ماتحت کو اپنا شوہر اس وقت تک کہوں جب تک ان خداؤں کا پورا منشا مجھ پر ظاہر ہو۔ بلکہ ثوران سامنے حاضر ہو اور تاجدار مصر کے حضور میں اقرار اطاعت کرو۔ اور اس کے بعد تمہارے ساتھ کے غلام زادے جن کو مجھ پر تلوار اٹھانے کی ہمت ہوئی تھی، میرے تخت کے سامنے زمین بوس ہوں۔''

اس تقریر کو سنتے ہی دربار میں ایک حشر برپا ہو گیا۔ کیونکہ درباریوں میں تقریباً کل لوگ ایسے تھے جو حال کے تمام جرائم میں شریک رہے تھے۔ اور سمجھتے تھے کہ اگر نیطر نیطر طیہ نے ثوران پر قابو پالیا تو ان کے حق میں سوائے موت کے اور کچھ نہ ہوگا۔ ان لوگوں نے چیخ چیخ کر ثوران سے کہنا شروع کیا۔ ''ملکہ کی پروا نہ کرو۔ اسے گھسیٹ کر تخت سے اتار دو۔ جان سے مار ڈالو۔ تاج اس کے سر سے اتار لو۔''

بہت سے لوگوں نے تلواریں بلند کر لیں اور ایک طوفانی سمندر کی طرح شور و غوغا مچانے لگے۔ حاضرین میں جو لوگ خاندان فرعون کے خیر خواہ تھے یا ایسے لوگ جو فساد اور فتنے سے ڈرتے تھے، ایک ایک کر کے ایوان سے باہر نکلے اور اپنے گھروں کو چلے گئے۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ اب اس غدار مجمع میں ایک متنفس بھی ایسا نہ رہا جو ملکہ نیطر نیطر طیہ کا خیر اندیش اور وفا

...ہیں۔ جو لوگ دربار سے نکلے تھے ان کی جگہ ایسے لوگ اندر چلے آئے جو سخت مفسد اور فتنہ انگیز تھے۔ یہ ان باغیوں اور سرکشوں میں سے تھے جنہوں نے فرعون کی محافظ فوج کے لوگوں کو قتل کیا تھا۔

یہ سب صحرا نشین اور بدوی قبائل کے لوگ تھے جو ہزار ہا برس سے مصر کے جانی دشمن چلے آتے تھے۔ ان میں بہت سے ہکوس کی اولاد سے تھے، جن کے بزرگوں نے بارہ پشتوں تک مصر پر حکومت کی تھی۔ یہاں تک کہ مصر کے لوگوں نے ان کی حکومت کو غارت کر کے انہیں ملک سے نکال دیا۔ قوم ہکسوس کا خون ثوران میں موجود تھا اور اس قوم کے لوگ اس کو اپنا حاکم اور سرپرست جانتے تھے اور سمجھتے تھے کہ ہماری پا افتادہ قوم کو اسی کے ذریعہ سے پھر عروج ہوگا۔ بہت سے لوگ اس مجمع کے ان مجرموں اور مفسدوں میں سے تھے جو صرف لوٹ مار کے لئے ثوران کی فوجوں میں بھرتی ہو گئے تھے۔ ان میں لبنان کے رہنے والے بنی اسرائیل اور ساحل ...ن کے وحشی گروہ بھی شامل تھے۔

ان مفسدوں کی بہت سی امیدیں ثوران کی ذات سے وابستہ تھیں۔ مصر کو لوٹنے اور کھانے کے لئے وہ اس کے ساتھ ہو گئے تھے۔ اب انہوں نے اپنے مقاصد اور ثوران کی حکومت میں ایک ایسی عورت کو مزاحم پایا جو بزرگی اور قدامت خاندان کے زعم میں اپنے ہی شوہر کو اقبال اطاعت پر مجبور کر رہی ہے۔ وہ سمجھ گئے کہ اگر یہ ملکہ اپنے ارادہ میں کامیاب ہو گئی تو پھر ہم میں سے ایک کو بھی زندہ نہ چھوڑے گی۔ بس ان باغی مفسدوں نے غل مچا مچا کر کہنا شروع کیا۔

''اس عورت کے ٹکڑے اڑا دو۔ یہ ولد الحرام ہے۔ فرعون لاولد تھا۔ ملک کے لوگوں کو ...کا دینے کے لئے اس کو بیٹی کہہ کر ملکہ بنا گیا۔ یہ ساحرہ ہے اسے غذا کی بھی ضرورت نہیں، فقط ...ای پر جیتی ہے۔ یہ عورت نہیں ہے کوئی آسیب ہے۔ اسے دور کرو۔ ثوران اگر تم ڈرتے ہو تو ...ہمیں آنے دو۔''

یہ لوگ اتنا چیخے کہ آوازیں بیٹھ گئیں۔ آخر کار چپ ہوئے۔ ثوران بہت تذبذب کی حالت میں شہ نشین پر کھڑا تھا۔ کبھی کبھی اشمون کی طرف جھکتا تھا کہ جو کچھ وہ کان میں کہنا چاہتا ...ہے سنے۔ آخر کار ثوران نے ملکہ کی طرف دیکھا اور کہا۔

''ملکہ تم دیکھتی اور سنتی ہو کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ میری رعایا کو تم پر اعتبار نہیں یہ نہایت سخت ...ہیں۔ میں ان کو زیادہ روک نہیں سکتا۔ اگر ایک دفعہ بھی یہ آپ پر ٹوٹ پڑے تو آپ کے

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

اس اندام نازک کے اس طرح پرزے اڑا دیں گے جیسے دیوست نے اوسیرس دیوتا کے ٹکڑے اڑا دیئے تھے۔"

نیطرطیہ جواب تک نہایت بے پروائی اور اطمینان سے تخت پر خاموش بیٹھی تھی ہوشیار ہوئی اور ثوران سے کہنے لگی۔

"ثوران! تم نے یہ مثال اچھی نہیں دی کیونکہ اوسیرس کے ٹکڑے اڑا دیئے گئے تھے اور وہ زندہ ہو گیا تھا۔ کیوں کیا یہ سچ نہیں ہے۔"

اتنا کہہ کر پھر تخت سے پیٹھ لگا کر خاموش بیٹھ گئی۔

ثوران نے کہا۔ "ملکہ! کیا آپ نے ابھی یہ نہیں کہا کہ میں آپ کا شوہر ہو کر آپ کے سامنے اقرار اطاعت کروں۔"

ملکہ نے کہا۔ "بے شک! یہ تمہارا سب سے پہلا فرض ہے اور میرا یہی حکم ہے جو حکم ملکہ مصر کی زبان سے ایک مرتبہ نکلتا ہے پھر وہ نہیں بدل سکتا۔ گو میں عورت ہی ہوں لیکن اس وقت مصر کی بادشاہ ہوں۔"

ثوران یہ سن کر آگ ہو گیا۔ سپاہیوں کی طرف متوجہ ہو کر حکم دینے کو تھا کہ اس عورت کو تخت سے گھسیٹ کر نیچے اتار دو کہ ملکہ اس کے قصد کو سمجھ گئی اور فوراً عصائے شاہی بلند کر کے اتنی تیز آواز سے جو ایوان کے ہر گوشہ ہی نہیں بلکہ باہر کے برآمدوں اور سیڑھیوں تک سنائی دی، کہا۔

"مصر کی رعایا...... مجھ میں اور تم میں صرف یہ سوال پیدا ہوا ہے کہ میں جو تمہاری ملکہ ہوں اپنے آباؤ اجداد کی طرح اس ملک پر حکومت کروں یا یہ شخص جو تمہارے سامنے کھڑا ہے، جس کو رب عمون کے حکم سے میں نے اپنا شوہر بنایا ہے، اس ملک پر حکومت کرے۔ تم لوگ اکثر نسل ہکسوس سے ہو چاہتے ہو کہ یہی شخص حکومت کرے۔ تم نے میرے باپ فرعون کو ہلاک کیا اور اب ثوران کو تم بادشاہ بنانا چاہتے ہو اور یہ بھی چاہتے ہو کہ میں جو حقیقت میں اس ملک کی مالک اور بادشاہ ہوں ثوران کی لونڈی بن کر رہوں اور اپنے بطن سے شاہی نسل کے بچے اس کے لئے پیدا کرتی رہوں۔ اس کے سوا اور کچھ نہ ہو۔ دیکھو تم ایک گروہ کثیر ہو اور میری فوجیں یہاں سے بہت دور ہیں۔ میں یہاں اکیلی ہوں۔ گیدڑوں میں ایک اکیلی کمزور بھیڑ ہوں اور گیدڑ ہزاروں ہیں جو مدت سے بھوکے ہیں۔ بس میں تمہارا مقابلہ کس طرح کر سکتی ہوں۔"

اتنا سن کر ایک نہایت کریہہ منظر، وحشی و بدخو آدمی چلا کر بولا۔ "بے شک تو مقابلہ نہ

کر سکتی۔ اری کمزور جان! معصوم بھیڑ! بس اب تخت سے اتر آ اور اس شیر نیستان کے سامنے سر جھکا دے۔ یہ ہمارا سردار ہے ورنہ سمجھ لے کہ یہی گیدڑ تجھے پھاڑ کھائیں گے۔ ہم کبھی تیرا بادشاہ ہونا گوارا نہ کریں گے ہم ہکسوس کی نسل خونخوار سے ہیں۔ ان صنوبر کے دروازوں کو دیکھ لے۔ جب تک ان کے سامنے ہماری قوم کے وہ مینار قائم رہیں گے جن کو نسل ہکسوس کے فراعنہ نے بنایا تھا جو ہماری قوم سے ہے اور یہ مینار وہ ہیں جو ابدالاباد تک قائم رہیں گے۔ اس وقت تک ہم تیرا بادشاہ ہونا منظور نہ کریں گے۔ انہی ہکسوس نسل کے فراعنہ سے ثوران کی ماں تھی۔ بس تخت سے نیچے اتر اور ہمارے بادشاہ ثوران کی حرم بن۔ سنتی ہے او، فرعون کی ولدالحرام بیٹی۔"

نیطرطیہ نے یہ تقریر سن کر اس کے بعض فقروں کو دہرایا۔

"ہاں! جب تک اس ہکسوسی بادشاہ، بادشاہ کاہے کو، رہزن اور سارق کے بنائے ہوئے مینار قائم ہیں تم فرعون کی اس ولدالحرام بیٹی کو بادشاہ تسلیم نہ کرو گے۔" اتنا کہہ کر ملکہ چپ ہوئی اور صورت سے پریشانی ظاہر کی۔ آہ سرد بھری اور ہاتھ مل کر روتی ہوئی آواز میں کہنے لگی۔

"لوگو! میں عورت ہوں اور تم میں میرا کوئی حامی نہیں۔ میرا باپ فرعون گزر چکا ہے اور تم کہتے ہو کہ سلطنت سے دست بردار ہو جاؤں اور اس شخص کی ماتحتی میں برائے نام حکومت کروں جو میرے باپ کو دھوکا دے کر یہاں لایا اور آخر اس کا قاتل ثابت ہوا۔ ہائے سمجھ میں نہیں آتا کہ کیا کروں۔"

کسی نے منہ چڑھا کر کہا۔ "او فرعون کی ولدالزنا، اچھی جورو بن کر خاوند کی اطاعت کر۔"

یہ بولنے والا ثوران کی فوج کا ایک افسر تھا اور اسی نے فرعون کے سپاہیوں کو قتل کرنے میں بڑا حصہ لیا تھا۔ اس بیہودہ فقرہ پر سب نے ایک قہقہہ لگایا۔ نیطرطیہ نے اس آدمی کی طرف غور سے دیکھا۔

نیطرطیہ کی اس نگاہ میں عجیب قہر تھا۔ جو لوگ اس افسر کے قریب کھڑے تھے انہوں نے دیکھا کہ ملکہ کی نظر پڑتے ہی اس آدمی کا چہرہ بالکل زرد ہو گیا۔ چکر کھا کر گرنے کو ہوا لیکن چاروں طرف سے لوگوں میں دبا کھڑا تھا اس لئے زمین پر نہ گرا۔ تھوڑی دیر میں حواس کسی قدر درست ہوئے تو کاہنوں کی جماعت جو قریب تھی ان سے کہنے لگا۔ "ادھر گرمی زیادہ ہے اگر اجازت ہو تو میں آپ کی طرف چلا آؤں۔" ایک کاہن نے جگہ کر دی اور یہ اس کی جگہ چلا گیا۔ نیطرطیہ یہ کیفیت دیکھتی رہی اور کہنے لگی۔

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

"یہ کیسے بیہودہ اور ناشائستہ الفاظ ہیں جو تم مصر کی ملکہ کی نسبت کہتے ہو۔ ملکہ بھی وہ جس کو رب عمون نے خود اپنے پاک اور مقدس ہیکل میں بادشاہ تسلیم کیا تھا۔"

منہ سے یہ لفظ نکل رہے تھے اور نظر اسی آدمی کی طرف تھی جو کاہنوں کی جماعت میں جا کر کھڑا ہوا تھا۔ "لیکن لوگو...... تمہارا اس وقت قابو چل گیا ہے۔ جس کا کوئی معاون اور مددگار اس شہر میں نہ ہو اس کی حالت کیسی مجبوری کی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا اس حالت بے بسی میں کیا کروں۔" اتنا کہہ کر پھر ہاتھ مل مل کر افسوس ظاہر کرنے لگی اور کہا۔

"اچھے لوگو! مجھ سے تو قسمیں کھا کر یہ کہا گیا تھا کہ ابوالارباب عمون نے جس وقت میرے قالب میں اپنی روح پھونکی تھی تو اس بات کا وعدہ کیا تھا کہ مصیبت میں وہ میری مدد کرے گا۔ لوگو! مجھے مہلت دو کہ میں اس سے مدد مانگوں۔ دیکھو سامنے قرص آفتاب مغرب میں ڈوبنے کو ہے، بہت جلد وہ سب کی نظروں سے پوشیدہ ہو جائے گا۔ پس جب تک وہ پورا غروب ہو مجھے مہلت دو کہ میں عمون سے اپنے حق میں دعا کروں۔ اس کے بعد اگر کسی قسم کی مدد نہ پہنچے تو جو تم کہتے ہو وہی کروں گی۔ اس شریف و نجیب شہزادے کی اطاعت قبول کر لوں گی۔ جو ہکسوس کی نسل سے ہے اور جس نے اپنے بھائی فرعون کو دھوکے سے بلا کر مرطیرہ جاسوسنی اور ساحروں کی مدد سے ہلاک کیا ہے۔"

ثوران نے بہ آواز بلند کہا۔ "اے قوم کے لوگو! جو مہلت ملکہ مانگتی ہے وہ منظور کرو۔"

ثوران کو خدائے عمون کا کچھ خوف نہ تھا کیونکہ وہ قوم ہکسوس کا خدا نہ تھا۔ ڈر تھا تو اس کا کہ کہیں کوئی ہنگامہ ایسا برپا نہ ہو جائے جس میں اس خوبصورت نئی دلہن کو کوئی جان سے مار ڈالے یا کسی اور طرح کا گزند پہنچائے۔

غرض مہلت منظور ہوئی۔ نیطر طیہ تخت سے کھڑی ہوئی۔ دونوں ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر نظر اونچی کی اور اس طرح شیریں آواز سے دعا مانگنے لگی۔

"اے میرے باپ عمون! اپنے دارالامن میں بیٹھا میری فریاد کو سن۔ جس کے سننے کا تو نے وعدہ کیا تھا۔ اے عمون میرے باپ! تجھ پر میرا یہ حال زار روشن ہے۔ کیا تیری یہی خوشی ہے کہ میں تجھے اور اپنے تئیں ایسے آدمی کے سامنے ذلیل کروں جس نے اپنے بادشاہ اور بھائی کو جان سے مارا۔ کیا اسی قاتل کی نسبت تیرا حکم ہے کہ اسے اپنا شوہر بناؤں۔ اگر یہی مرضی ہے تیرا حکم بجالانا میرا فرض ہے لیکن اگر تیری یہ خوشی نہیں ہے تو پھر اپنی قوت اعجاز سے کوئی کلمہ

یہ کہ یہ ثوران اور اس کا خونی گروہ جو مجھے ولدالحرام کہہ کر تیری توہین کرتا ہے، میرے سامنے سر اطاعت جھکا دے۔ اے رب عمون! یہ لوگ تیرے منکر ہیں۔ جن خداؤں کو یہ پوجتے ہیں وہ ان کے باپ دادا کے خدا ہیں اور ان کے باپ دادا وہ تھے جنہوں نے اپنی حکومت کے زمانہ میں مصر کے بت خانوں کو مسمار کیا تھا۔ مجھے علم ہے کہ تو نے ہی مجھے یہاں بھیجا ہے۔ ہر حال میں مجھے تجھ پر بھروسا ہے، چاہے میری جان ہی اس میں کیوں نہ جاتی رہے۔ اے میرے باپ عمون! سامنے کرۂ آفتاب غروب ہونے کو ہے جس میں تو نے اپنی روح کو متمکن کر کے اس کو اپنا نشان بنایا ہے۔ پیشتر اس کے کہ وہ چھپے اور دنیا پر رات کا اندھیرا چھائے اپنے تئیں اس طرح ظاہر کر کہ سب لوگ اس بات کو مان لیں کہ ہاں میں تیری بیٹی ہوں۔ اور اگر مجھ سے اور اس ملک سے تیری نظر پھر چکی ہے اور اسی کو تو مصلحت سمجھتا ہے تو پھر مجھے میرے حال پر اسی ذلت و خواری میں چھوڑ دے۔"

نیطر طیہ یہ دعا ختم کر کے تخت پر بیٹھ گئی اور ہتھیلی پر ٹھوڑی رکھ کر غروب آفتاب کا منظر دیکھنے لگی۔ صرف اسی کی نظر ادھر نہ تھی۔ جتنے لوگ وہاں موجود تھے وہ بھی اسی کیفیت کو دیکھ رہے تھے۔ شفق کی روشنی پھیل چلی تھی اور چونکہ جگہ سامنے سے کھلی ہوئی تھی اس لئے باہر کے دونوں بلند میناروں کا سایہ دو تلواروں کے سائے کی طرح جن کی نوکیں نیطر طیہ کے تخت کے قریب ملتی تھیں لوگوں پر پڑ رہا تھا۔ کسی کو یہاں تک کہ بڑے بڑے کاہنوں کو بھی اس کا گمان نہ تھا کہ اس وقت غیب سے کوئی بات ظاہر ہونے والی ہے۔ کیونکہ عمون جس سے ملکہ نے دعا مانگی تھی اس شہر کا خدا نہ تھا طیبی کا خدا تھا۔ یہاں کا خدا طاح تھا۔ اس لئے حاضرین دربار کو ملکہ کی دعا ایک مذہب مردہ کی صدا معلوم ہوئی جو کسی مغرور اور مصیبت زدہ عورت کی زبان سے تکلیف کی حالت میں نکلی تھی۔ پھر بھی لوگ آفتاب کی طرف منتظر نگاہوں سے دیکھ رہے تھے۔ کیونکہ نیطر طیہ نے اپنے خدا سے اس درجہ ایمان و اعتقاد کے ساتھ دعا مانگی تھی کہ گویا اس خدا پر اس کو پورا بھروسا ہے اور بات بھی یہی تھی۔ کیونکہ نیطر طیہ نجم عمون کے نام سے مشہور تھی اور اس کی پیدائش کی نسبت عجیب و غریب واقعات لوگوں کی زبان پر رہا کرتے تھے۔ اور پھر اب شادی کے موقع پر نیلوفر کی کلی کا ہاتھ میں آتے ہی خود بخود جواہرات کا پھل بن جانا کیا عجیب بات نہ تھی۔ کیا اس کے سینہ پر وہ سیاہ تل جسے "نشان حیات" کہا جاتا تھا موجود نہ تھا۔ مگر لوگ یہی سمجھتے تھے کہ دعا کا اثر کچھ نہ ہوگا۔ گو سب کی نگاہیں غروب ہوتے ہوئے آفتاب کی طرف تھیں۔

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

آج کا غروب بھی ایک عجیب حیرت انگیز منظر تھا۔ کئی دن سے سخت گرمی پڑ رہی تھی اور اس وقت تو اس کی شدت کی انتہا نہ رہی تھی۔ تمام زمین و آسمان پر ایک سکوت کا عالم طاری تھا۔ شہر میں کہیں کسی آواز کا نام نہ تھا۔ نہ کوئی کتا بھونکتا تھا نہ کوئی بچہ روتا تھا۔ اور نہ کھجور کے درختوں کا کوئی پتا ہلتا تھا۔ سارا شہر، شہر خموشاں معلوم ہوتا تھا۔

آسمان پر بادلوں کے دل پر دل آنے شروع ہوئے ان میں حرکت تھی، گو ہوا بالکل بند تھی۔ جہاں جہاں ان کے کناروں پر سورج کی کرنیں پڑتی تھیں سونے اور چاندی کی سنجاف لگی معلوم ہوتی تھی لیکن باقی حصے ان بادلوں کے بالکل سیاہ تھے۔ بادلوں کی شکلیں بھی عجیب عجیب تھیں۔ کہیں معلوم ہوتا تھا کہ بڑے بڑے لشکر میدان کارزار میں اپنی صفیں درست کر رہے ہیں۔ لشکر کے افسر صفوں سے نکل کر ادھر ادھر دوڑتے پھرتے ہیں۔ کہیں لڑائی کے بڑے بڑے رتھ نظر آتے ہیں اور کہیں پیدلوں کے دستے ہاتھوں میں چمکتی برچھیاں لئے جمے ہیں۔ اب ایک بہت بڑا بادل سب بادلوں سے اونچا دفعتاً محراب فلک میں داخل ہوا۔ صورت اس کی ایک پری کی تھی جس کے سنہری بال دونوں شانوں سے بکھر کر دور تک اڑتے نظر آتے تھے۔ پاؤں اس کے کرۂ آفتاب پر ٹکے ہوئے تھے اور قد کو جھکا کر کل آسمان پر ایک سرے سے دوسرے سرے تک چھائی ہوئی نظر آتی تھی۔ دونوں بازو مشرق کی طرف پھیلے طلوع ہوتے مہتاب کے زرد کرے کو ہاتھوں میں تھامے تھے۔

اس بادل کو دیکھ کر دیکھنے والے ڈرے۔ کوئی کہنے لگا کہ یہ ربہ اسیس چاند کو ہتھیلی پر لئے کھڑی ہے۔ کوئی کہتا تھا کہ یہ بنی آدم کی ماں ربہ نوط ہے جو مامتا کی ماری آسمان سے دنیا کو جھک کر دیکھ رہی ہے۔ گو اس ہیبت ناک خاموشی میں یہ لوگ بہت آہستہ باتیں کرتے تھے لیکن تخت پر نیطر طیہ کے کان میں ان کی آواز پہنچ جاتی تھی۔ اور یہ پہلا موقع تھا کہ ملکہ کی صورت میں ایک تغیر پیدا ہوا۔ کسر نفسی اور عاجزی کی جگہ سختی اور سرد مہری کے ساتھ چہرے پر ایک قسم کا تبسم ظاہر ہونے لگا۔

اشمون اور ثوران کی صورتوں سے معلوم ہوتا تھا کہ دونوں خوفزدہ ہیں۔ نجومی نے جو اس وقت وزیر اعظم کا رتبہ رکھتا تھا۔ ثوران کے کان میں کچھ کہا اور انگلی اٹھا کر آسمان پر دو ستاروں کی طرف اشارہ کیا، جو ایک غبار نیلگوں میں مقام غروب سے کسی قدر بلندی پر دفعتاً چمکتے نظر آئے تھے۔ اشمون نے آسمان کی طرف سے نگاہ پھیر کر ملکہ کی طرف دیکھا اور اشاروں میں ثوران سے

کچھ کہا۔ ثوران کچھ تامل کے بعد بولا۔

"ملکہ! آفتاب غروب ہو گیا۔ بس اس حماقت کو ختم کیجئے۔" ملکہ نے بہت نرمی سے کہا۔ "نہیں ابھی نہیں! کچھ توقف اور فرمائیے۔"

ان لفظوں کا منہ سے نکلنا تھا کہ معلوم نہیں کیا بات ہوئی کہ دریا کے کنارے بڑے بڑے باغوں میں کھجوروں کے جتنے درخت کھڑے تھے وہ مشرق کی طرف جھک پڑے۔ یوں معلوم ہوتا تھا کہ ملکہ کو جو تخت پر بیٹھی تھی سلام کر رہے ہیں۔ تین بار یہ درخت جھکے اور جھک کر سیدھے ہوئے۔ اس کے بعد آسمان پر کالے کالے لھنورا سے بادل اس طرح پھیل گئے جیسے کسی نے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سیاہ فرش بچھا دیا ہو۔ ہر طرف ظلمت اور سیاہی تھی۔ صرف مغرب کی سمت میں کرۂ آفتاب آدھا چھپا، آدھا ظاہر دو سیاہ بادلوں کے بیچ میں دیدۂ پرخون کی طرح چمک رہا تھا۔ مگر اب وہ بھی رفتہ رفتہ غروب ہوتا گیا۔ حتیٰ کہ اس کے کنارے کی ایک خفیف روشن تحریری افق پر باقی رہ گئی۔ دربار کے کمرے میں بالکل اندھیرا ہو گیا اور اس اندھیرے میں ملکہ نیطر نیطر طیہ کی آواز سب سن رہے تھے وہ بار بار عمون کا نام لے رہی ہے۔

کسی نے پکار کر کہا۔ "رع (آفتاب) ڈوب گیا۔ اور ولد الحرام سنتی ہے رع ڈوب گیا۔"

ملکہ نے بہت ضبط سے کہا گو چہرہ بشاش ہو گیا تھا۔

"ہاں! مگر عمون زندہ ہے۔ باغیو! دیکھو ذرا اس کی برہنہ تلوار کو دیکھو۔" اس جملہ کا زبان سے نکلنا تھا کہ دفعتاً بجلی چمک کر اس زور سے کڑکی کہ زمین و آسمان دونوں شق ہوتے معلوم ہوئے۔ اس چمک میں سب نے دیکھا کہ کھجور کے درخت پھر جھکے ہیں اور اس مرتبہ انہوں نے اپنی چوٹیاں زمین سے لگا دی ہیں۔ اب ہوا چھوٹی اور اس بلا کی چھوٹی کہ کارکنان عرش کے ہاتھوں میں کرۂ ارض کھیلنے کی ایک گیند معلوم ہونے لگا۔ زمین کبھی اونچی ہوئی کبھی نیچی، تین مرتبہ یہی کیفیت ہوئی۔ تیسری مرتبہ اس ہولناک تاریکی سے خوف اور ہیبت کی آوازیں آنی شروع ہوئیں اور بڑے بڑے وزنی پتھروں کے گرنے اور ان میں دب کر مرنے والوں کی چیخوں سے تمام زمین لرز اٹھی۔

سارا آسمان ایسا ہو گیا جیسے آگ سے پگھلے ہوئے لوہے کی چادر ہو اور اس کی تیز سرخ روشنی میں ملکہ نیطر نیطر طیہ تخت پر بیٹھی اس فتح کی خوشی میں زور زور سے قہقہے لگاتی ہوئی سنائی دی۔ اور اس کے خوش ہونے کا موقع بھی تھا کیونکہ قصر کے باہر ہکسوسی فراعنہ کے قائم کئے

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint
www.paksociety.com

ہوئے مینار جن کی نسبت یہ زعم تھا کہ وہ ابد الا باد تک قائم رہیں گے۔ دفعتاً زمین پر گرے اور ان کے گرنے سے قصر کے برآمدے اور اس کے قریب کے کمرے بھی پاش پاش ہو کر پتھروں کا ڈھیر بن گئے۔ جو لوگ ان کے نیچے کھڑے تھے۔ پتھر ان کے سروں پر گر کر ہزاروں کا خون کر چکے ہیں اور ان ہی میناروں میں سے ایک برجی کا پتھر کمرے کے اندر وہاں آ کر گرا ہے جہاں کاہنوں کی جماعت میں وہ آدمی کھڑا تھا جس نے ملکہ کو ولدالحرام کہا تھا۔ پتھر نے اس پر گرتے ہی اس کی ہڈیاں چورا کر دیں۔

محل کے مغربی حصہ میں جو تقریباً کل مسمار ہو گیا تھا جو لوگ زندہ بچے تھے وہ باہر بھاگے۔ یہ ایک بدحواس گروہ خوف زدہ لوگوں کا تھا جو لڑتا بھڑتا گرتا پڑتا عمون اور عمون کی بیٹی کے خوف سے دیوانہ ہو کر صدہا آدمیوں کو کچلتا ہوا باہر بھاگا تھا۔ ایوان کے اندر بت خانوں کے بڑے بڑے کاہن فرش پر اوندھے پڑے اپنے اپنے خداؤں کو پکار رہے تھے۔ تخت کے سامنے ثوران سر سے تاج گرا ہوا نیطر طیہ کے قدموں پر پیشانی رگڑ کر کہتا تھا۔

"ملکہ......! قصور معاف کر۔ جان بچا دے۔" تخت پر ملکہ شعلۂ جوالہ بنی اپنی عصاء سے مسمار محل اور بھاگے ہوئے لوگوں کی طرف اشارہ کر کے زور زور سے ہنستی تھی۔

تھوڑی دیر میں قصر آدمیوں سے خالی ہو گیا۔ دربار کے کمرے میں سوائے گڑگڑاتے کاہنوں یا مردوں اور زخمیوں کے جو دم توڑ رہے تھے اور ثوران اور اس کے افسروں کے کوئی باقی نہ رہا۔ بادل آسمان سے گرجتے برستے دور نکل گئے۔ چاند نکلا، ستارے چمکے اور ان کی ہلکی روشنی فضا میں پھیل گئی۔ ثوران زمین پر پڑا آہ وزاری کرتا تھا۔ نیطر طیہ نے اس کی طرف دیکھ کر کہا۔

"شوہر! اب بتاؤ کہ مصر کا خدا کون ہے۔"

ثوران نے کہا۔ "رب عمون جو حضور کا باپ ہے۔"

نیطر طیہ نے کہا۔ "یہ بھی بتاؤ کہ مصر کا بادشاہ کون ہے۔"

ثوران نے کہا۔ "حضور ہیں۔ سوائے حضور کے مصر کا کوئی بادشاہ نہیں۔"

نیطر طیہ نے کہا۔ "اچھا، تو پھر اسی پر تو ہمارا سارا جھگڑا تھا۔ تم سمجھتے تھے کہ میرا کوئی معاون ومددگار نہیں۔ اس لئے میں نے بھی اپنے حمائتیوں کو بلا لیا۔ تم نے دیکھا کہ ان کے قدم کیسے بھاری تھے اور چال کیسی قیامت خیز تھی۔ چچا جان جو کچھ میں کہتی ہوں اسے جھوٹ نہ سمجھو۔"

یہ کہہ کر ملکہ نے ٹوٹے ہوئے میناروں کے بڑے بڑے ٹکڑوں کی طرف اشارہ کیا اور ہنس

کر کہا۔ "یہ ہیں نقش قدم ہمارے مددگاروں کے۔"

ثوران نے ٹوٹے ہوئے محل اور اس کے ملبے میں مردوں اور مرتے ہوئے زخمیوں کو دیکھا اور بدحواس ہو کر کہنے لگا۔ "مصر کا بادشاہ حضور کے سوا دوسرا کوئی نہیں۔ اپنے اس خادم کی جان بخشی فرمایئے اور اپنے سایۂ کرم میں اسے کچھ دن زندہ رہنے دیجئے۔"

نیطر طیہ نے اس کا بہت ہی خشک جواب دیا۔ "پہلی بات میرے اختیار کی نہیں، مگر ممکن ہے کہ رب عمون ابھی تھوڑے دن تک تمہیں وہاں نہ جانے دے جہاں تم کو بہت کچھ جواب دہی کرنی ہے۔ تمہیں اس کے سامنے جو مجھ سے پہلے جا چکا ہے اور ان کے سامنے جنہیں تمہارے ساتھیوں نے اس شہر میں قتل کیا ہے اپنا حساب دینا ہے۔ میں رب عمون سے یہی توقع رکھتی ہوں کیونکہ ابھی مجھے تم سے یہاں بہت سے کام لینے ہیں۔ رہی دوسری بات تو اے کاہنو اور درباریو! اٹھو اور دیکھو کہ یہ تمہارا سردار کس طرح ملکۂ مصر کے سامنے اس کی اطاعت کا اقرار کر رہا ہے۔"

یہ سن کر سب لوگ کانپتے لرزتے ایک دوسرے کو سہارا دیتے فرش سے اٹھے۔ کسی میں کسی قسم کی ہمت و جرأت باقی نہ تھی۔ چنانچہ جب ملکہ نے اپنے عصا سے اپنے قدموں کی طرف اشارہ کیا تو ان سب لوگوں کے سامنے ثوران نے جھک کر ملکہ کی پاپوش کو بوسہ دیا۔ ثوران کے بعد کاہنوں اور امراء فوج اور ملازمین خاص نے بھی یہی کیا۔ آخر میں اشمون آیا۔ سر سے پاؤں تک بید کی طرح کانپتا ملکہ کے قدموں پر گر پڑا۔ ملکہ کو اتنا بھی گوارا نہ ہوا کہ اشمون اپنے لب اس کی پاپوش تک لائے۔

پاؤں ہٹا کر کہا۔

"اشمون! تو تو ساحر ہے اور تمام مخفی حالات تجھ پر روشن ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ تو ابھی تک جیتا ہے حالانکہ صدہا لوگ جن کے جرائم تجھ سے بہت کم تھے لقمۂ اجل ہو چکے ہیں۔ تیرا دامن تو فرعون کے خون سے خوب رنگا ہوا ہے۔" یہ جملے سن کر اشمون اپنا سر زمین پر ٹکرانے لگا۔ جرم سے انکار بھی کرتا جاتا تھا اور جن جرموں سے انکار تھا ان کی معافی بھی مانگتا تھا۔

ملکہ نے کہا۔ "بس خاموش! تیری جان بچا دی گئی ہے۔ تیری بھی اور اس بدذات مرطیرہ کی بھی۔ وزارت جو تجھے ملی ہے ابھی کچھ مدت تک بحال رکھی جائے گی۔"

اشمون اتنا سن کر ملکہ کا شکریہ ادا کرنے لگا۔ ملکہ نے اسے روک کر کہا۔ "میرے شکریہ کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ تجھے اپنے انجام کی خبر نہیں ہے۔ وہ تجھ سے پوشیدہ رکھا گیا ہے۔ اس لئے

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

کہ اگر تجھ پر ظاہر کیا گیا تو تیرے ہوش و حواس سلامت نہ رہیں گے۔ نہ صرف تیرے بلکہ تیری مرطیرہ کا بھی یہی حال ہوگا، جو فرعون کی خواص تھی اور خواب گاہ میں رات کے وقت بادشاہ کو لوریاں دے کر سلایا کرتی تھی۔ میری طرف دیکھ اور بتا کہ میں کون ہوں۔''

اشمون نے ملکہ کی طرف دیکھا اور باوجود کوشش کے اب وہ اپنی نگاہ ملکہ کی طرف سے نہ ہٹا سکا۔

ملکہ نے کہا۔''ساحر اشمون! تم تو کل رات کو غیب کے حالات بہت کچھ دریافت کرتے رہے ہو۔ سنو! مجھے بھی ان باتوں کا علم ہوتا رہتا ہے جو مجھ سے پوشیدہ کی جاتی ہیں۔ اگر یہ نہ ہوتا تو آج زمین پر کیوں زلزلہ آتا اور بکسوس کے وہ مینار جو قیامت تک قائم رہنے کے لئے تعمیر ہوئے تھے کیوں گر کر پاش پاش ہو جاتے۔ ہم تم دونوں ایک ہی فن کے استاد ہیں۔ ہمارے تمہارے درمیان کوئی بات پوشیدہ نہیں ہے۔ اب میں تم سے ایک بات کہتی ہوں۔ غالباً تم نے پہلے ہی سے اسے معلوم کرلیا ہوگا۔ مجھے یقین ہے کہ تم اپنے آقا یا مرطیرہ اپنی بیوی سے یہ بات نہ کہو گے اور اگر کہی تو جس وقت وہ زبان سے نکلی وہی وقت تمہاری موت کا ہوگا اور جو سزا تمہارے لئے تجویز ہو چکی ہے اور جس کو میں نے ابھی تک ملتوی رکھا ہے اسی وقت سے شروع ہو جائے گی اور اب اے ساحر موم کے پتلے بنانے والے اس دیو کا نام لے کر جو انسان کی روح کو غارت کرتا ہے سن۔''

اتنا کہہ کر نیطرطیہ جھکی اور اشمون کو قریب بلا کر اس کے کان میں کچھ کہا۔ اشمون کا چہرہ بات سنتے ہی زرد پڑ گیا اور یہ لمبے قد کا نجومی کھڑے کھڑے اس طرح جھونکے کھانے لگا جیسے کوئی شرابی چلتے میں لڑکھڑاتا ہے۔ اگر ثوران پاس نہ کھڑا ہوتا تو شہ نشین سے گر کر نیچے آن رہتا۔ ملکہ اب دوسری طرف اس طرح دیکھ رہی تھی کہ گویا اشمون سے کچھ کہا ہی نہ تھا۔ یہ دیکھ کر کہ ملکہ کی نگاہ دوسری طرف ہے ثوران نے اشمون سے پوچھا۔

''ملکہ نے تم سے کیا بات کہی؟''

اشمون نے کچھ جواب نہ دیا اور ثوران سے ہاتھ چھڑا کر ایک دیوانے کی طرح وہاں سے بھاگا۔

☆......☆......☆

ان واقعات کو ایک مہینہ گزر کر دوسرے مہینے کی پہلی تاریخ ہے اور وزیر اعظم اشمون

دارالامارت منوف میں بیٹھا حساب کے کاغذات جانچ رہا ہے۔ یہ کام کچھ آسان نہ تھا، کیونکہ گزشتہ دس دن میں یہی کاغذات ملکہ نیطرطیہ کی پیشی سے اس اعتراض کے ساتھ دو مرتبہ واپس ہو چکے ہیں کہ بعض مدت کی ان میں تفصیل نہیں کی گئی۔ تفصیل مع کیفیت جلد پیش ہو۔ اس قسم کے اعتراضوں کے علاوہ اور بہت سے اعتراض تھے جن کے جواب دینے مشکل تھے۔ ثوران ملک کے حساب و کتاب میں بہت سی باتیں نظر انداز کیا کرتا تھا۔ اس کے نزدیک نوکر اگر خیر خواہ ہے تو کسی تنخواہ پر بھی ہو برا نہیں۔ بشرطیکہ سرکاری روپیہ سے خود ہی اپنا پیٹ بھرنا جانتا ہو مگر اب ملکہ کے وقت میں بات دوسری تھی۔ کاغذات سے صاف ظاہر تھا کہ جتنی رقم وصول کی ہے ٹھیک اتنی ہی، ایک حبہ کم نہ زیادہ بحق سرکار جمع کرنی ہے۔ جو رقم جمع نہیں ہوئی ہیں ظاہر ہے کہ وہ اس کے ذمہ نکلتی ہیں اور جس طرح ہو ان کو بھرنا ضروری ہے۔ اشمون کے ناجائز اندوختے سے بہتر، اس کی کو پورا کرنے کا کوئی ذریعہ نہ تھا مگر ثوران نے اشمون کی جیب تاک رکھی تھی۔

حساب دیکھتے دیکھتے اشمون پر کچھ ایسا غصہ چڑھا کہ دو تحصیلداروں کو بلوا کر خواہ مخواہ بہت سی رقوم کا مطالبہ کیا۔ جب انہوں نے کہا کہ ہمارے ذمہ کوئی رقم نہیں ہے تو حکم دیا کہ جب تک یہ دونوں روپیہ ادا کرنے کا وعدہ نہ کرلیں ان کے تلووں پر ڈنڈے مارے جائیں۔ واقعہ یہ تھا کہ اس رقم کا زیادہ تر حصہ خود اشمون کھا چکا تھا۔

جب ان لوگوں کو پٹتا دیکھ کر طبیعت کچھ ٹھنڈی ہوئی تو دارالامارت سے اٹھ کر اپنے دفتر کے کمرے میں آیا۔ یہاں ثوران اس کا انتظار کر رہا تھا۔ شہزادہ کا اب وہ پہلا سا تن و توش نہ رہا تھا۔ بہت دبلا اور حقیر ہو گیا تھا۔ کمرے میں روشنی کم ہونے کی وجہ سے اشمون نے اسے پہچانا نہیں بلکہ سائل سمجھ کر برا بھلا کہا اور حکم دیا۔

''فوراً کمرے سے نکل جاؤ۔''

ثوران اتنا سن کر آگے ہو گیا۔ دوڑ کر اشمون کی داڑھی پکڑ لی اور ایک طمانچہ اس کلے پر اور دوسرا دوسرے کلے پر لگا کر کہا۔

''کیوں بدمعاش! اپنے آقا سے بات کرنی بھی بھول گیا۔ مجھے اب بھی کچھ کم نہ سمجھنا۔ تیرے درست کرنے کو بہت ہوں۔''

اشمون نے بدحواس ہو کر کہا۔''آہا...... جہاں پناہ ہیں۔ تقصیر ہوئی معاف فرمائیے۔ روشنی کم تھی، مطلق نہیں پہچان سکا۔ حضور تو بہت بدل گئے ہیں۔''

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

ثوران نے نجومی کی داڑھی چھوڑ کر کہا۔ ''بدل گیا ہوں! ارے بد بخت جس مصیبت میں میں ہوں اس میں کون ہے جو نہ بدلے گا۔ جب سے تجھ نمک حرام سے صلاح کر کے فرعون کا تخت حاصل کرنے کے درپے ہوا مجھ سے زیادہ خواری و رسوائی کسی کو نہ ہوئی ہوگی۔ اس سے پہلے میں خوش تھا۔ جوان جوان بیٹے تھے۔ بہت سی بیویاں تھیں۔ ان پر جتنی اور چاہتا کر سکتا تھا۔ ملک کی واصلات گھر کی آمدنی تھی، لشکر تھا، فوج تھی، سب کچھ تھا، پر اب کچھ نہ رہا۔ میرے لخت جگر مارے گئے۔ بیویاں بھگا دی گئیں۔ آمدنی جس قدر تھی اس پر دوسروں کا قبضہ ہو گیا۔ فوج اور لشکر کی افسری کسی اور کو مل گئی۔''

اشمون نے عرض کیا۔ ''یہ جو کچھ بھی ہو مگر مصر کے بادشاہ تو حضور ہی ہیں اور آج دنیا میں جو سب سے زیادہ حسین اور عاقل عورت ہے وہ آپ ہی کی بیوی تو ہے۔''

ثوران نے ایک آہ بھر کر کہا۔ ''مصر کا بادشاہ۔ ایسا بادشاہ ہوں کہ مصر کے قبرستانوں میں ذلیل سے ذلیل آدمی کا خشک مردہ بھی مجھ سے بڑھ کر بادشاہی کر رہا ہے۔ رہی زن و شوہر کی بات۔'' اتنا کہہ کر ثوران سر کو پکڑ کر ہائے ہائے کرنے لگا۔

اشمون نے کہا۔ ''جہاں پناہ! حضور کو کیا ہوا؟''

ثوران نے کہا۔ ''ہوا کچھ نہیں۔ کسی نحس ستارے کے عمل میں آ گیا ہوں۔''

اشمون نے کہا۔ ''کہیں عمون کا ستارہ تو نہیں ہے۔''

ثوران نے کہا۔ ''ہاں ہاں وہی اختر عمون، نجم السحر۔ وہی حسن جہاں سوز، غارت گر دین و ایمان، جسے تو میری بیوی کہتا ہے۔ ارے بے ایمان اشمون! وہ میری بیوی نہیں ہے تجھے کچھ معلوم بھی ہے۔ پہلی ہی شب تو تھی۔ جب اس کے کمرے میں آیا تو دیکھتا ہوں آئینہ سامنے رکھے بیٹھی گا رہی ہے۔ کپڑے اتنے باریک پہنے ہیں کہ بدن کا رواں رواں نظر آتا ہے۔ بال کھلے ہیں اشمون ان بالوں کی کیا کیفیت بتاؤں۔ کمر تک پہنچنا کیسا، وہ تو زمین تک پہنچتے تھے۔ مجھے دیکھتے ہی ہنسی اور بڑے اخلاص سے باتیں کرنے لگی اور کچھ نگاہوں سے ایسے اشارے کئے کہ میں اور قریب ہوتا گیا۔ شوہر شوہر کہہ کر مجھ سے گفتگو کی۔ عشق و محبت کے قصے چھیڑ دیئے کچھ ایسا بیتاب ہوا کہ بے اختیار اس کے گلے میں بانہیں ڈال دیں۔''

اشمون نے کہا۔ ''جہاں پناہ! پھر کیا ہوا۔''

ثوران نے کہا۔ ''پھر یہ ہوا کہ جونہی گلے میں بانہیں ڈالیں وہ غائب ہو گئی اور جہاں اس کا

چہرہ ہونا چاہئے تھا وہاں مردہ فرعون کا سر کفن میں لپٹا سفید سفید دانت نکالے نظر آیا۔ میں فوراً ہٹا۔ جونہی گلے سے بانہیں نکالیں فرعون کا مردہ تو غائب ہو گیا اور وہی ملکۂ مصر ہنستی ہوئی برہم زلف عنبریں سے کمرے کو معطر کرتی اپنی جگہ بیٹھی ہے اور پوچھا...... ''یہ تمہاری رنگت کیوں زرد پڑ گئی۔ شوہروں کو یہ باتیں کب زیب دیتی ہیں۔

''اس واقعہ کو ایک مہینہ گزرا ہے جو بات شروع رات کو تھی وہی اب تک چلی آتی ہے۔ میں بیوی سے ہمکنار ہونا چاہتا ہوں مگر بیوی کی جگہ فرعون کا مردہ آن موجود ہوتا ہے اور پھر جب میرا برا حال ہوتا ہے تو ملکہ مجھ پر ہنستی ہے۔ میری تو اور بیویاں بھی نہ رہیں کہ انہی سے دل بہلاتا۔ ان غریبوں کو یہ جتا جتا کر سوائے ملکہ کے اب یہاں کسی اور کا اختیار نہیں چل سکتا ان کو ایسا ستایا کہ وہ سب شہر چھوڑ کر نکل گئیں۔ ان میں وہ بیویاں بھی تھیں جو برسوں سے میرا ساتھ دے رہی تھیں۔''

اشمون نے پوچھا۔ ''بس اتنی ہی بات ہے۔''

ثوران نے کہا۔ ''نہیں اتنی ہی نہیں ہے۔ جس طرح کی تکلیفیں اور اذیتیں مجھے دیتی ہے اسی طرح کی تکلیفیں غیر مردوں کو بھی پہنچاتی ہے۔ ناز و عشوے دکھا دکھا کر ان کو اپنے دام میں پھنسا لیتی ہے اور جب وہ اس کے عشق میں دیوانے ہو جاتے ہیں تو کہتی ہے کہ جاؤ اپنا کام کرو۔ میرے دو بڑے فوجی افسر جو فرعون کے برخلاف سازش میں میرے بڑے معاون رہے تھے، اسی ملکہ کے عشق میں پاگل ہو کر خودکشی کر چکے ہیں۔ ایک اور افسر اس وقت بالکل دیوانہ ہو رہا ہے، باقی جس قدر ہیں وہ ملکہ کے عشق میں میرے خون کے پیاسے ہو رہے ہیں۔ سمجھتے ہیں کہ میں شوہر ہوں۔ اس لئے ان کے ارادوں میں مزاحم ہوتا ہوں۔''

اشمون نے کہا۔ ''اچھا اس کے سوا اور کوئی بات۔''

ثوران نے کہا۔ ''اور بات یہ کہ میرے اختیارات بالکل سلب کر لئے گئے ہیں۔ پہلے اس ملک میں فرعون کے بعد میں ہی سب سے زیادہ با اختیار مانا جاتا تھا۔ اب میری حالت ایک ذلیل غلام سے بھی بدتر ہو گئی ہے، ایسے کام جن سے مجھے قلبی نفرت تھی صبح سے شام تک کرنے پڑتے ہیں۔ کبھی فرمان آتا ہے کہ عمون کے نام کے عالیشان بت خانے تیار کرائے جائیں۔ کبھی حکم ملتا ہے کہ فلاں ریگستان میں جا کر نہریں کھدواؤ۔ رعایا جنہیں میں پہلے بھیڑ بکری سمجھا کرتا تھا اب ان کی ناز برداری کرنی پڑتی ہے۔ ان کی شکائتیں سننی اور مجھے محصول معاف کرنے پڑتے

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

ہیں۔اس کے علاوہ صحرا کے قبیلوں کو جومدت سے میرے دوست اور خیر خواہ چلے آتے تھے بات بات پر مجھے سزائیں دینی ہوتی ہیں اور اب یہ حکم آیا ہے کہ آئندہ مہینے میں قیتا کے بادشاہ پر فوج کشی کرو در آں حالانکہ میں اس سے خفیہ طور پر صلح رکھنے کا معاہدہ کر چکا ہوں۔اسی کی لڑکی سے میں نے شادی کی تھی۔اس کو بھی اس کے باپ کے گھر روانہ کر دیا گیا۔وہ بھی محض اس وجہ سے کہ اس سے مجھے بہت محبت تھی۔''

اشمون نے کہا۔''اچھا اور کیا۔''

ثوران نے کہا۔''اور یہ کہ جب قیتا کا ایک ملک برباد کر کے اس کے بادشاہ کو مصر کا مطیع کر لیا جائے تو ملکہ تخت گاہ طیبی کو واپس جانے کا قصد رکھتی ہیں، تا کہ وہاں جا کر میری قبر تیار کرائے۔فرماتی ہیں کہ یہ کام ایسا ہے کہ اس میں مطلق دیر نہ ہونی چاہئے۔مقبرے کا نقشہ ابھی سے تیار کر رہی ہیں۔وہ کچھ ایسا پیچ در پیچ و تاریک ہے کہ دیکھنے ہی سے دم فنا ہوتا ہے۔میری تو وہ خاک سمجھ میں نہیں آتا، لیکن ملکہ نہایت شوق اور توجہ سے روز وہ نقشہ میرے معائنہ کے لئے خود میرے پاس لاتی ہیں اور آج صبح کو کچھ لوگ روانہ کئے گئے ہیں کہ صحرا میں جو پتھر کی کان بہت مشہور ہے وہاں سے تین ٹکڑے بڑے بڑے پتھروں کے لائے جائیں۔ایک کو تراش کر میری قبر کا تعویذ تیار کیا جائے۔باقی دو کے تعویذ تمہاری اور تمہاری بیوی مرطیرہ کی قبر کے لئے درست کئے جائیں۔فرمایا ہے کہ ہم بالکل قدیم طریقہ کے مطابق اشمون اور مرطیرہ کی عزت افزائی فرمانا چاہتے ہیں۔''

یہ خبر سنتے ہی اشمون کے ہوش و حواس فرار ہو گئے۔بہت پریشان اور بیقرار ہو کر کمرے میں ٹہلنے لگا۔ایک ہاتھ سے داڑھی پکڑ کر دوسرا ہاتھ اس پر بار بار پھیرتا تھا اور کچھ منہ ہی منہ میں بڑبڑاتا بھی جاتا تھا۔

آخر کار کہنے لگا۔''جہاں پناہ! یہ تکلیفیں حضور کیونکر گوارا کر لیتے ہیں۔آپ تو بڑے شیر دل اور جوانمرد تھے۔ایک عورت نے آپ کو کیونکر اپنا غلام بنا لیا اور اس کی خاک پا بن کر اپنی ہی رعایا کی نظروں میں ذلیل و خوار رہنا آپ کیونکر برداشت کر لیتے ہیں۔آپ کو طرح طرح کی ایذائیں پہنچائی جاتی ہیں۔خود آپ کی آنکھوں کے سامنے غیر مردوں سے لگاوٹ کی باتیں کر کے آپ کی عزت میں بٹا لگایا جاتا ہے۔اور پھر قبل از وقت موت کی دھمکیاں دی جاتی ہیں۔سمجھ میں نہیں آتا کہ یہ باتیں آپ کیونکر سہہ لیتے ہیں۔اس بدبخت کو جان سے مار کر کیوں اپنی

خلاصی نہیں کر لیتے۔''

ثوران نے کہا۔''گلو خلاصی اس وجہ سے نہیں کر سکتا کہ مجھے اس بات پر قدرت نہیں۔اگر میں ایسا خیال بھی لایا تو اسے فوراً معلوم ہو جائے گا اور وہ فوراً ہی مجھے مار ڈالے گی۔ارے اشمون! وہ میناروں کا گر کر پاش پاش ہونا اور ان میں میرے سرداروں کا دب کر مرنا بھول گیا۔اس آدمی کا حال یاد نہیں جس نے ملکہ کو ولد الحرام کہا تھا اور پھر ملکہ کے خوف سے وہ کاہنوں کے پاس چلا آیا تھا مگر وہ بھی کچھ نہ کر سکے اور مینار کا ایک ٹکڑا اڑتا ہوا اس پر ایسا گرا کہ ہڈیوں کا چورا ہو کر رہ گیا۔کیا یہ سب باتیں آنکھوں کی دیکھی ابھی سے بھول گیا۔جان سے مارنا تو کیسا میں تو اس پر انگلی تک نہیں اٹھا سکتا۔''

اشمون نے کہا۔''تو پھر حضور اگر یہی ہے تو اس جوئے کو کندھے ہی پر رہنے دیجئے۔جب تک چمڑے اور گوشت کو کاٹتا ہوا وہ ہڈی تک نہ پہنچے، اٹھائے رہئے اور یہی حال اس وقت رہے جب تک آپ کی قبر تیار ہو۔''

ثوران اس وقت سر سے پاؤں تک کانپ رہا تھا، کہنے لگا۔''نہیں یہ نہ ہوگا۔میں اس وقت تیرے پاس اسی کام کے لئے آیا تھا۔تو اس ملکہ کو جان سے مار ڈال۔جادو اور طلسم میں تیرا ثانی فلاں ہے۔جس سحر سے تو نے باپ کو مارا تھا وہی بیٹی پر بھی کارگر ہو سکتا ہے۔موم کا پتلا پھر بنا اور ان میں دوسرے کو جان سے مارنے کی طاقت رکھ۔جب تو اس بدذات کو مار ڈالے گا تو پھر سمجھ لے کہ اس خدمت کا صلہ کس قدر بڑا ہوگا۔''

اشمون نے طنز سے کہا۔''بجا ہے۔انعام کے بڑے ہونے میں کیا شک ہے۔میں بھی یہ سوچ رہا تھا مگر وہ انعام حضور کو معلوم ہے کیا ہوگا۔وہ میری موت ہوگی، موت بھی ایسی جو مدت کی مسلسل تکلیف اور اذیت کے بعد آئے گی۔علاوہ اس کے یہ بات ناممکن ہے۔حقیقت یہ ہے کہ اس ملکہ کو کوئی انسان جان سے نہیں مار سکتا۔''

ثوران نے کہا۔''احمق کیا بکتا ہے۔جس کو گوشت و پوست ملا ہے وہ ایک دن موت کے سامنے ضرور سر جھکانے والا ہے۔''

اشمون کے خشک اور زرد چہرے پر ایسا تبسم ظاہر ہوا جو رونے سے بھی بدتر تھا۔کہنے لگا۔''واقعی یہ مقولہ نہایت حکیمانہ ارشاد ہوا اور آپ ہی جیسے دانشمند کے فرمانے کی چیز تھا۔بیشک تاریخ انسان کا تجربہ یہی ہے کہ جس کسی کو جسم ملا ہے، اسے موت بھی ضرور آئے گی۔گوشت

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint
www.paksociety.com

و پوست اور خون......!''

ثوران بگڑ کر بولا۔''لنگورا! میرے سامنے دانت نکال کر ایسی الٹی سیدھی باتیں نہ کر نہیں تو ابھی گردن توڑ کر رکھ دوں گا۔'' یہ کہہ کر ثوران تلوار سونت کر اشمون کی طرف بڑھا اور کہا۔''اب صاف صاف بات کہہ ورنہ......!''

اشمون ڈر کے مارے قدموں میں گر پڑا اور کہنے لگا۔''میں صاف صاف بات نہیں بتا سکتا۔ اپنا مطلب آپ پر ظاہر نہیں کر سکتا۔ اس میں خداؤں کا ایک راز ہے جو میری زبان سے نہیں نکل سکتا۔ مجھ سے آپ کچھ نہ پوچھئے۔ میں مجبور ہوں۔''

ثوران نے تلوار اونچی کر کے کہا۔''اچھا تو میں بھی ان ہی خداؤں کے پاس تجھے روانہ کئے دیتا ہوں۔ یہ بحث وہیں ختم کرنا۔ تیرے قتل پر تو ملکہ مجھ کو خطاوار نہ سمجھے گی۔''

ثوران نجومی کے گنجے سر پر تلوار تولے کھڑا تھا۔ نجومی زمین پر ماتھا رگڑ کر کہنے لگا۔''آقا رحم کرو۔ رحم کرو۔''

ثوران سمجھ رہا تھا کہ اشمون تلوار سے ڈر کر اصل حقیقت کہہ دے گا مرنا قبول نہ کرے گا۔ اور یہی موقع تھا یعنی جس وقت اشمون کی جان خطرے میں تھی کہ کسی کی باتوں کی آواز کان میں آئی اور سروں کے اوپر کسی کا قہقہہ سنائی دیا۔ اس آواز کو دونوں فوراً پہچان گئے۔ ثوران دوڑ کر کھڑکی کے پاس آیا اور نیچے کی طرف دیکھنے لگا۔ اشمون کو بھی اشارہ کر کے بلایا اور کہا۔

''تو بھی دیکھ! تجھے جان سے مارنے کے لئے ابھی وقت بہت پڑا ہے۔'' اشمون دونوں گھٹنے اور ہاتھ ٹیکتا ہوا چپکے چپکے کھڑکی کے پاس پہنچا اور نیچے جھانکنے لگا۔

☆......☆......☆

جو کچھ دیکھا وہ یہ تھا کہ پاس باغ میں جو شاہی خلوت گاہ بھی تھا اور جس کے چاروں طرف دیوار کھڑی تھی میں ملکہ نیطر طیہ کھڑی ہے۔ ایک درخت کی شاخوں میں سے جس میں کثرت سے پھول کھلے ہیں دھوپ چھن کر ملکہ کے قامت حسین پر روشنی کی دھاریاں ڈال رہی ہے۔ باغ میں وہ تنہا نہیں ہے۔ سامنے فوج کا ایک بڑا سردار زریں لباس پہنے دونوں گھٹنے زمین پر ٹیکے کھڑا ہے۔ اشمون نے اسے فوراً پہچان لیا۔ یہ ایک نوجوان خوشرو فوجی افسر تھا جس کی ثوران بہت قدر کرتا تھا نہایت زیرک اور شجاع تھا۔ اسی بنا پر اس کو فوج میں ایک ممتاز عہدہ دے رکھا تھا۔ فرعون کے خلاف سازش میں ثوران کی اس نے بہت مدد کی تھی اور خاتون آشتی کے شوہر مریس پر اسی ک

لوار نے کاری زخم پہنچا کر اس کی جان لی تھی۔

یہ افسر جان پر کھیل کر پائیں باغ کی دیوار سے کود کر اندر آیا ہے۔ عشق میں دیوانہ ہو رہا ہے۔ ملکہ کے قدموں پر سر رکھ کر کہتا ہے۔''جان جہاں تیرے بغیر زندگی محال ہے۔ تیرے حکم کو بالانے کا وعدہ کرتا ہوں، یہاں تک کہ اگر اشارہ ہو تو چند لوگوں کو جمع کر کے ثوران کا کام تمام کر دوں۔''

ثوران کو قتل کرنا کچھ مشکل بات نہ تھی کیونکہ تمام امراء شہر ثوران کو رشک کی نظروں سے یکھتے تھے اور اس کو ہرگز اس لائق نہ سمجھتے تھے کہ وہ ملکہ کا شوہر رہے۔ اس وقت یہ افسر نہایت اجزی اور انکسار سے کہہ رہا ہے۔''ملکہ اپنے گوشہ دل میں مجھے جگہ دیجئے۔ میں اس بات کی بان و دل سے کوشش کروں گا کہ آپ کو بلاشرکت غیرے مصر کا مالک اور بادشاہ بنا دوں اور خود لوق غلامی گردن میں ڈالے ہمیشہ آپ کی خدمت میں رہوں۔ اگر میری یہ درخواست قابل نظوری نہیں ہے تو رحم فرما کر کوئی مہربانی و محبت کا لفظ ہی میرے حق فرمائیے کہ مجھے تسکین ہو۔''

سردار کی زبان سے یہ الفاظ نہایت اضطراب میں بڑی لجاجت اور خوشامد کے ساتھ ادا ئے تھے۔ عشق میں ایسا بدحواس تھا کہ منہ سے جو کچھ نکل رہا تھا اس کی بھی خبر نہ تھی۔ ملکہ اس کی یں سنتی تھی اور کبھی کبھی زور سے ہنستی بھی تھی۔ اس ہنسی کی آواز کو سننے والے پہچان جاتے تھے کہ ں میں کس بلا کا زہر ملا ہے۔

آخر کار یہ سردار اٹھا اور چاہا کہ بڑھ کر ملکہ کا ہاتھ پکڑے لیکن ملکہ نے اشارہ سے دور رہنے حکم دیا اور کہا۔

''تم نے مریس کو جو میری دودھ ماں کا شوہر تھا اس وقت قتل کیا تھا، جب کہ وہ زخموں سے حال ہو رہا تھا۔ کیوں یہ سچ ہے یا نہیں۔ مگر خیر یہ جو کچھ ہوا لڑائی میں ہوا۔ اور تمہاری جوانمردی دری اور خوش ادائی میں کلام نہیں۔ اگر تم ایسے نہ ہوتے تو اس جگہ قدم رکھنے کی جرأت نہ سکتے کیونکہ یہاں میری زبان کی ذرا سی جنبش تمہاری موت کا پیغام ہو جاتی۔ اچھا قدر دان! جاؤ، اپنے آقا ثوران کی بیٹی کے پاس جو تمہاری بیوی ہے۔ تم تو بڑے دلیر اور بے باک ہو اپنی بیوی سے بھی کہہ دینا کہ آج کہاں گئے تھے اور کیوں گئے تھے۔''

اتنا کہہ کر ملکہ زور سے ہنسی۔ سردار نے پھر نہایت عاجزی سے ملکہ کے عشق میں اپنا حال بیان کرنا شروع کیا اور کہا۔''اور کچھ نہیں تو اپنے ہاتھ کی کوئی نشانی ہی اس کو دی جائے۔''

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint
www.paksociety.com

اس فقرہ پر ایسا معلوم ہوا کہ ملکہ کو اس عاشق بدحال پر رحم آ گیا۔ قریب ہی بہت سے
درختوں میں پھول کھل رہے تھے۔ ملکہ نے ایک خاص درخت کو ڈھونڈ کر اس کا پھول توڑا اور اس
عاشق کو پھول دے کر ان درختوں کی طرف جنہوں نے باغ کی دیوار کو اپنی شاخوں اور پتوں سے
چھپا رکھا تھا اشارہ کیا۔ عاشق نشان لیتے ہی ایسا خوش ہوا کہ شرابیوں کی طرح جھومتا ہوا درختوں
کے جھرمٹ کی طرف گیا اور پھر نظر نہ آیا۔

ملکہ یہ تماشا ہنس ہنس کر دیکھتی رہی۔ پھر اس نے اس درخت کی طرف دیکھا جس میں سے
پھول توڑ کر عاشق کو دیا تھا۔ اشمون نے بھی کھڑکی سے دیکھ کر درخت کو پہچان لیا۔ یہ درخت وہ
جس کے پھولوں کا تاج کفن دیتے وقت مردے کے سر پر رکھا جاتا تھا۔ ثوران کو ان باتوں کی خبر
مطلق نہیں ہوئی۔ غصہ سے بری کیفیت ہوگئی۔ اشمون سے جس بات پر لڑ رہا تھا وہ بھی ذہن سے
نکل گئی۔ یہ بھی یاد نہ رہا کہ یہاں کیوں آیا تھا۔ دانت پیس کر کہنے لگا۔

"میں اس سردار کو اور اس بدکار ملکہ کو، جس نے اس کے عشق کا حال سن کر نشانی میں پھول
دیا ہے، جان سے مار ڈالوں گا۔ ایک نہیں ہزار ملکہ اور مصر کی بادشاہ ہو، اب تو میں اسے ہرگز زندہ
نہ چھوڑوں گا۔ اس کا قتل کر دینا اب میرا فرض ہے۔" یہ کہتا ہوا ننگی تلوار ہاتھ میں لئے کمرے سے
نکلنے کو ہوا۔

اشمون نے کہا۔ "اگر حضور کا یہی مقصد ہے تو پھر اس کام کے لئے اس کمرے سے بہتر
نہیں ہے۔ باہر نہ جائیے یہیں توقف کیجئے۔"

ثوران نے پوچھا۔ "کیوں......؟"

اشمون بولا۔ "اس لئے کہ ملکہ خود یہاں تشریف لا رہی ہیں۔ یہاں تنہائی بھی ہے
سوائے میرے کوئی دوسرا یہاں آ بھی نہیں سکتا۔ اس سے بہتر کیا موقع ہو سکتا ہے۔"

اشمون نے یہ کہا ہی تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور کھل کر فوراً بند ہو گیا۔ ملکہ نیطر نیطر طیہ
عمون دونوں کے سامنے کھڑی نظر آئی۔ کمرے کی دھندلی روشنی میں جس چیز پر ملکہ کی نگاہ
سے پہلے پڑی وہ ثوران کی ننگی تلوار تھی، ملکہ نے کبھی اس تلوار کو دیکھا اور کبھی ثوران کو اور پھر اشمون
کی طرف نگاہ اٹھائی۔ نجومی کمرے کے ایک گوشے میں چھپا کھڑا تھا۔ ملکہ نے یہ کیفیت دیکھ کر
بہت نرمی سے پوچھا۔

"شوہر! آپ کی تلوار کیوں برہنہ ہے۔"

ثوران نے کہا۔ "یوی تیری گردن اڑانے کو۔"

ثوران اس وقت غصہ سے اپنے آپے میں نہ تھا اور یہ جملہ سخت طیش کی حالت میں زبان
سے نکلا تھا۔ ملکہ نے پھر کچھ دیر تک ثوران کی طرف دیکھا اور ہنس کر کہا۔ "یہ تو درست ہے، میرا
قتل تو آپ ہمیشہ سے چاہتے ہیں لیکن آج اس کی ضرورت خاص طور پر کیوں محسوس ہوئی۔ کیا
اشمون نے کچھ ہمت افزائی فرمائی۔"

ثوران نے کہا۔ "ارے او بے شرم عورت۔ کیا اب بھی تجھے کچھ پوچھنے کی ضرورت ہے۔
یہ کھڑکی تجھے نظر نہیں آتی۔ نیچے باغ کا سارا حال یہاں نظر آتا ہے۔"

ملکہ نے کہا۔ "اچھا...... یہ بات ہے۔ اب یاد آیا۔ آپ کا مطلب اس فوجی سردار سے
ہوگا جس نے مرئیس کو قتل کیا تھا۔ وہ آپ کا داماد بھی تو ہے۔ آج تو کچھ اس طرح اپنا عشق ظاہر
کر کے رویا کہ میں نے خوش ہو کر اسے انعام میں ایک پھول دیا جس کا تاج بنا کر مردے کے سر
پر رکھا کرتے ہیں۔ مجھے یہ بھی معلوم تھا کہ آپ یہ کل کیفیت اوپر سے دیکھ رہے ہیں۔ یہ معاملہ
اس قسم کا ہے جس میں آپ اور آپ کی بیٹی میرے عاشق سے جواب طلب کر سکتے ہیں۔ مجھے
سے کچھ سروکار نہیں۔ لیکن اتنا یاد رہے کہ اس طرح ذرا ذرا سی بات پر لوگوں کی گردن اڑاتے
پھرو گے تو پھر کون تمہاری خیر خواہی کا دم بھر کر تمہاری ملازمت میں رہنا قبول کرے گا۔ کیونکہ
ایک نہیں سب کے سب اسی آزار میں مبتلا ہیں اور چاہتے ہیں کہ تمہاری جگہ میرے شوہر بن
جائیں۔"

اتنا سن کر ثوران کی حالت غصہ سے اور بھی بدتر ہوگئی۔ ملکہ کو کوسنے اور گالیاں دینے لگا اور
قسمیں کھا کر کہنے لگا۔ "میں اب ہرگز تجھے زندہ نہ چھوڑوں گا۔ تو نے سب پر جادو کر رکھا ہے
سب تیرے عشق میں جاں بلب ہیں مگر تو کسی کی بھی نہیں۔ تیرا اصلی منشا فقط اتنا ہے کہ مجھ کو تمام
ملک کی نظر میں ذلیل کرے۔ میں اب تجھے کیونکر جیتا چھوڑ سکتا ہوں۔"

نیطر طیہ یہ باتیں سنتی رہی۔ یہاں تک کہ ثوران بکتے بکتے اور چیختے چیختے چپ ہو گیا۔ آخر
کار ملکہ نے کہا۔ "تم زبان تو بہت چلاتے ہو مگر ہوتا کچھ بھی نہیں۔ میں موجود ہوں، ننگی تلوار
تمہارے ہاتھ میں ہے پھر کیوں اس سے کام نہیں لیتے۔"

ثوران کا غصہ سے اور برا حال ہوا۔ تلوار چمکا کر ملکہ کی طرف جھپٹا کہ ایک ہی وار میں کام
تمام کر دے مگر دفعتاً کسی نے اس کے ہاتھ کو روک کر اس زور سے پیچھے دھکا دیا کہ الٹے قدم

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

لڑکھڑاتا ہوا دیوار سے جا لگا۔ ایک دفعہ پھر دوڑ کر آیا مگر پھر اسی طرح پیچھے ہٹنا پڑا۔

اب ملکہ نے کہا۔ ’’ارے قصائی! اتنی مدت کے عشق کے بعد بھی چھری چلانی نہ آئی۔ تجھ سے نہیں بن پڑتا تو اشمون کو تلوار دے دے۔ وہ آدمیوں کا خون کرنے میں تجھ سے زیادہ مشاق ہے۔‘‘

’’نہیں حضور نہیں! ایسی بات زبان سے نہ نکالئے۔ آپ پر ہاتھ اٹھانا تو ایسا ہے کہ ایک مرتبہ نہیں ہزار مرتبہ جان سے مارا جاؤں گا۔‘‘

ملکہ نے کہا۔ ’’ارے جھوٹے! تو نے ہی تو ثوراؔن سے کہا تھا کہ ملکہ کو مار ڈالو۔ اس نے الٹا تجھ سے کہا کہ تو یہ کام کر۔ تو نے انکار کیا۔ انکار کی وجہ تو جانتا ہی تھا۔‘‘ یہ جملہ سن کر ثوران کے ہاتھ سے تلوار چھوٹ پڑی اور کمرے میں سناٹا ہو گیا۔ ملکہ نے پوچھا۔

’’ثوران، اس کھڑکی سے جھانکنے اور اس فوجی سردار کو مجھ سے باتیں کرتے ہوئے دیکھنے سے تم اس بد بخت نجومی کو کیوں جان سے مارنا چاہتے تھے۔ اس کا جواب دو اور تم نہ بتا سکو تو میں جواب دوں۔ تم دونوں اس فکر میں تھے کہ مجھ سے پیچھا چھڑانے کی کوئی ترکیب نکالنی چاہئے۔ چنانچہ تم نے اس نجومی سے کہا کہ وہ مجھے مار ڈالے۔ چونکہ مجھے جان سے مارنا اس کی قدرت میں نہیں ہے اور نہ اس کی اصلی وجہ وہ تم سے بیان کر سکتا تھا اس وجہ سے اس نے انکار کیا۔ تم نے انکار کی وجہ پوچھی۔ جب وہ نہ بتا سکا تو تم تلوار سونت کر اس کا گلا کاٹنے کو تیار ہو گئے لیکن اگر تم کو اس بات کے معلوم کرنے کا شوق ہے کہ یہ نجومی کیوں مجھے جان سے نہیں مار سکتا تو اس کا حال تم کو ابھی معلوم ہو جاتا ہے۔ ارے او بد بخت ثوران! جسے لوگ میرا شوہر سمجھتے ہیں، ذرا میری طرف دیکھ اور اے ملعون نجومی جسے سزا دینے کے لئے رب عمون نے مجھے یہاں بھیجا ہے تو بھی ادھر دیکھ!‘‘

ثوران اور اشمون نے ملکہ کی طرف دیکھا۔ دیکھتے ہی چاہا کہ نظر ادھر سے ہٹا لیں۔ مگر یہ اس کے بس کی بات نہ تھی۔ جو کچھ دیکھ رہے تھے اسے زبان سے نہ کہہ سکتے تھے۔ خوف اتنا بڑھا کہ دیکھتے ہی دیکھتے دفعتاً گر پڑے اور رو رو کر سر زمین سے ٹکرانے لگے۔ آخر کار ان کا خوف کسی قدر کم ہوا۔ اب جو انہوں نے ملکہ کی طرف دیکھا تو اس کی شکل وہی ہو گئی جو پہلے تھی یعنی وہ حسین و نوجوان، شاہی خاندان کی ملکہ نیطر طیہ سامنے کھڑی تھی۔ ثوان نے اٹک اٹک کر پوچھا۔

’’ملکہ! تم کون ہو؟ کیا ربہ استقط ہو انسان کے قالب میں ظاہر ہوئی ہو یا موت کی ملکہ

بس ہو یا نیطر طیہ جو مر گئی ہے اس کی روح ہو کہ ہم سے اس کی موت کا انتقام لینے آئی ہو۔‘‘

ملکہ نے کہا۔ ’’میں سب کچھ ہوں اور کچھ بھی نہیں ہوں۔ جو چاہے سمجھ لو۔ مگر یہ سچ ہے کہ یہاں انتقام لینے بھیجی گئی ہوں۔ میں حقیقت میں کون ہوں تو یہ اس نجومی و ساحر سے پوچھو، سے سارا حال معلوم ہے اور میں اجازت دیتی ہوں کہ جو بات میں نے کچھ عرصہ ہوا۔ اس کے کان میں کہی تھی اب وہ تم پر ظاہر کر دے۔‘‘

اشمون نے ثوران کی طرف دیکھ کر کہا۔ ’’شہزادے! جو صورت اس وقت تمہارے سامنے ہے، عمون کی بیٹی نیطر طیہ کی ہمزاد ہے۔ اور نیطر طیہ کے قالب کو اس غرض سے چھوڑ کر باہر آئی ہے کہ جن لوگوں نے ملکہ نیطر طیہ پر ظلم کئے تھے ان کو سزا دے۔ یہ ایک روح ہے جس میں آسمان کے کل خداؤں نے اپنی طاقت بھر دی ہے اور ہم سب لوگ جنہوں نے فرعون کو جان سے مارا ہے اور اس کی بیٹی پر ظلم کئے ہیں اور رب عمون کی بے ادبی کی ہے، اس روح کے حوالے کر دیئے گئے ہیں تاکہ وہ ہم کو طرح طرح کی ایذائیں پہنچا کر آخر کار ہلاک کر دے۔‘‘

ثوران نے ششدر ہو کر پوچھا۔ ’’تو پھر وہ اصلی نیطر طیہ جو فرعون کی بیٹی اور مصر کی ملکہ تھی کہاں ہے۔ کیا وہ زندہ نہیں ہے۔ مر کر دوسرے عالم میں پہنچ چکی ہے۔‘‘

اس پر شاہانہ صورت ہمزاد نے کہا۔ ’’میں ابھی بتائے دیتی ہوں کہ وہ کہاں ہے۔ وہ مری نہیں ہے زندہ ہے اور اپنے عاشق کی تلاش میں گئی ہوئی ہے۔ جب وہ اپنے عاشق اور ایک فقیر کو ساتھ لے کر واپس آئے گی تو میں جہاں سے آئی ہوں وہاں چلی جاؤں گی اور تم کو موت آ جائے گی۔ یہی سزا تمہارے لئے تجویز ہوئی ہے اور جب تک اس کا وقت آئے جو حکم میں تم کو دوں گی وہی تم کو کرنا ہو گا۔‘‘

☆......☆......☆

نیطر طیہ نے آنکھیں کھولیں۔ بڑی دیر سے کچھ سوتی کچھ جاگتی بچھونے پر پڑی تھی۔ کانوں میں آواز ایسی آ رہی تھی جیسے کسی کشتی کے چپو چلائے جاتے ہوں اور پانی کی لہریں کشتی کے پہلو سے ہلکے ہلکے ٹکراتی ہوں۔ دل میں کہنے لگی کہ خواب دیکھ رہی ہوں۔ شاید طیبی کا شہر ہے اور وہاں کے شاہی محل میں اپنی ہی خواب گاہ میں آرام کرتی ہوں۔ جب صبح ہو گی تو خواصیں حاضر ہو کر جگائیں گی۔

پھر یکایک خیال آیا کہ طیبی کہاں اور کہاں بادشاہی محل۔ وہاں سے نکلے ہوئے تو مہینوں

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

ہوئے۔ وہاں ہی سے نکل کر تو منوف کے شہر میں آنا ہوا تھا۔ وہی کم بخت سفید فصیلوں والا شہر جہاں رہ کر دنیا بھر کی آفتیں اٹھانی پڑیں۔ اب نیطر نیطر طیبہ کو اس شہر کی ایک ایک مصیبت یاد آنی شروع ہوئی۔ شہزادہ ثوران حاکم منوف کا، سب کو دھوکا دے کر اپنے شہر میں بلانا اور وہاں فرعون کو جادو کے زور سے ہلاک کرنا، فرعون کے جنازے پر کشت وخون کا برپا ہونا جس میں شاہی فوج بالکل غارت ہوگئی۔ خود اپنا اور آشتی کا مجبور ہو کر بت خانہ کے برج میں مقید ہو جانا اور وہاں فاقے کرنے۔ ایک طرف موت کا نظر آنا، دوسری طرف ثوران کا پیغام کہ اس سے شادی کرے۔ پھر عین حالت اضطراب میں اس نور کی صورت کا نمودار ہونا جو ہو بہو اس کی شکل رکھتی تھی۔ پھر اس کا یہ کہنا کہ وہ نیطر طیبہ کی قرین یعنی ہمزاد ہے جو نیطر طیبہ کی پیدائش کے وقت سے اس کو ہر قسم کی آفات سے محفوظ رکھنے کے لئے ساتھ کر دی گئی ہے۔ اس کے بعد اس صورت کا یہ مصمم قصد کہ جس جس نے اس کو آزار پہنچائے ہیں اس سے سخت انتقام لیا جائے اور آخر میں نیطر طیبہ اور آشتی کا برج کے دریچے میں آ کر کھڑا ہونا، سامنے سے ایک شعلہ کے گزرتے ہی دونوں کا نیچے گرنا۔ کانوں میں ہوا بھرنا اور پھر کچھ خبر نہ رہنی۔ یہ باتیں ایک ایک کر کے نیطر طیبہ کو یاد آنے لگیں۔

پھر سوچنے لگی۔ یہ باتیں تو بے شک سب گزری ہیں لیکن اب میں زندہ نہیں ہوں حقیقت میں مر چکی ہوں اور جو صورتیں یا پرانی باتیں اس وقت یاد آ رہی ہیں، ایسی ہیں جنہیں مرنے والے دنیا سے گزر کر عدم میں بیٹھے یاد کیا کرتے ہیں۔ مگر پھر یہ چپوؤں کے چلانے اور پانی کے ہلکوروں کی آواز کیوں آ رہی ہے۔

نیطر طیبہ نے بہت آہستہ آہستہ آنکھیں کھولیں کیونکہ اب کسی چیز کو دیکھتے ہوئے وہ ڈرتی تھی۔ اس وقت چاند تاریک آسمان کی چھت سے سونے کی قندیل کی طرح لٹکا نظر آ رہا تھا۔ نیطر طیبہ پر چاندنی پڑ رہی تھی۔ اس روشنی میں اپنے تئیں دیکھا تو معلوم ہوا کہ سر سے پاؤں تک نہایت پاکیزہ سپید لباس پہنے ایک نہایت پر تکلف کوچ پر لیٹی ہے۔ سر پر ایک شامیانے کا سایہ جو سونے کے ستونوں پر قائم ہے۔ سامنے کے رخ ریشمی پردے رنگ برنگ کے لٹکے ہیں اور ان کے پلو چنٹ دے کر سونے کے سوتوں میں بندھے ہیں۔ کوچ کے قریب ہی کوئی اور بھورے رنگ کا لباس پہنے لیٹا ہے۔ دیکھتے ہی سمجھی کہ آشتی ہوگی مگر وہ بالکل بے حس وحرکت پڑی تھی نیطر طیبہ کو یقین ہوگیا کہ آشتی تو ہے مگر زندہ نہیں ہے اس کا مردہ پڑا ہے۔ ممکن ہے کہ یہ مردہ

بھی اس وقت ایسے ہی خواب دیکھ رہا ہو جیسے میں دیکھ رہی ہوں۔ بہرکیف دیکھنا تو چاہئے۔ اگر زندہ ہے تو اس بلا سے کچھ باتیں ہی کر کے دل بہلایا جائے۔

نیطر طیبہ نے آہستہ سے آواز دی۔ ''آشتی، آشتی! سنتی ہو!''

آشتی نے کروٹ بدل کر اپنا چہرہ نیطر طیبہ کی طرف کیا اور کہا۔ ''ملکہ! میں سنتی بھی ہوں اور دیکھتی بھی ہوں مگر یہ بتایئے کہ ہم اس وقت ہیں کہاں۔''

نیطر طیبہ نے کہا۔ ''میں تو سمجھتی ہوں کہ ملک عدم میں ہیں۔ کھڑکی سے دریا میں کودنے کے وقت جو شعلہ چمکا تھا وہ درحقیقت ملک الموت تھا اور اب مر کر ہم عالم ارواح میں وارد ہو گئے ہیں۔''

آشتی نے کہا۔ ''اگر ایسا ہے تو تعجب ہے کہ یہ جسم، آنکھیں، آواز اور سب چیزیں ویسی ہی کیوں ہیں جیسے زندوں کی ہوتی ہیں۔ اٹھ کر اصلی حال معلوم کرنا چاہئے۔''

دونوں اٹھیں اور گلے میں باہیں ڈال کر پاس پاس ہو بیٹھیں۔ پردے جدھر سے کھلے تھے جب ادھر نظر کی تو معلوم ہوا کہ دونوں ایک جہاز پر سوار ہیں اور جہاز ایسا خوبصورت اور پر تکلف ہے کہ ایسا جہاز کبھی کسی کی نظر سے گزرا ہی نہ تھا۔ تمام در و دیوار پر چاندی اور سونے کی چادریں چڑھی ہیں اور نیچے کے درجے سے پھولوں کی مہک آ رہی ہے۔ شامیانہ جس کے نیچے یہ دونوں بیٹھی تھیں عرشے کے بالکل بیچ میں تھا۔ جہاز کے ایک سرے کی طرف بہت سے ملاح سفید وردیاں پہنے چپو چلا رہے تھے اور معلم جہاز بھی سفید کپڑے پہنے ان کے قریب کھڑا تھا۔ جہاز سے آگے چاندنی میں نظر آیا کہ ایک بہت چوڑے پاٹ کا چمکتا ہوا دریا بہہ رہا ہے اور اس کے کناروں پر جو بہت دور ہیں کھجوروں کی سر درختیاں اور عالیشان بت خانوں کے گنبد اور مینار نظر آ رہے ہیں۔

نیطر طیبہ نے کہا۔ ''آشتی یہ تو رب الشمس کا جہاز معلوم ہوتا ہے اور جس دریا میں وہ چل رہا ہے وہ موت کا دریا ہے تا کہ یہاں سے نکل کر ہم کو اس عالم میں پہنچا دے جو کرہ آفتاب سے بھی ماورا ہے۔''

اتنا کہہ کر نیطر طیبہ نے تکیہ پر سر رکھ دیا تو غافل سی ہوگئی یا واقعی اسے نیند آ گئی۔ جب پھر آنکھ کھلی تو دھوپ خوب نکل آئی تھی۔ پاس ہی آشتی بیٹھی اس کی صورت دیکھ رہی تھی۔ قریب ہی ایک میز پر طرح طرح کے کھانے چنے تھے۔

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

نیطر طیبہ آشتی سے پوچھنے لگی۔ ’’اچھی آشتی! بتاؤ تو یہ کیا ہو رہا ہے۔ سخت حیرت میں ہوں۔ معلوم نہیں یہ کون سا عالم ہے۔ جس میں ہم اس وقت سفر کر رہے ہیں۔‘‘

آشتی نے کہا۔ ’’گھبراؤ نہیں! کوئی نیا عالم نہیں ہے۔ اپنی ہی دنیا ہے مگر جن کے قبضے اور قابو میں ہم اس وقت ہیں وہ اس دنیا کے نہیں ہیں۔ نہ یہ جہاز کسی آدم زاد کا بنایا ہوا ہے اور نہ اس جہاز کے چلانے والے آدم زاد ہیں۔ مگر اب اٹھو، ان باتوں کو چھوڑو، خاصہ حاضر ہے کچھ کھالو۔‘‘

دونوں اٹھیں اور میز کے گرد بیٹھ کر خوب سیر ہو کر لذیذ کھانے کھائے اور پھر شامیانے سے باہر نکلیں تو معلوم ہوا کہ ایک بہت ہی بڑے جہاز کے عرشے پر کھڑی ہیں اور تمام جہاز کے گرد چاندی کے تاروں کا ایک ماہی جال کھچا ہے۔ اس جال سے باہر نکلنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ جال کے سوراخوں میں سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ملاحوں نے چپو چلانے کی جگہ جہاز پر سرخ رنگ کے بادبان چڑھا دیئے ہیں اور خود نیچے کے درجے میں چلے گئے ہیں اور مستول کی چھتری پر ناخدا ایک سپید براق سی نیچی قبا پہنے کھڑا ہے۔ چہرہ اس کا نقاب سے ڈھکا ہے۔ نیچے اپنی جگہ پر معلم جہاز بدستور موجود ہے مگر چہرہ اس کا بھی نظر نہیں آتا۔ اب ان دونوں عورتوں کو ایسا معلوم ہوا کہ جہاز دریا سے نکل کر ایک بڑی نہر میں سے گزر رہا ہے اور اس نہر کے دونوں کناروں پر اونچے اونچے ریت کے ٹیلے دور تک چلے گئے ہیں اور ان کی پشت پر دونوں طرف ایک صحرائے لق ودق کوسوں تک پھیلا ہے۔ آشتی اس ریگستان کو غور سے دیکھ کر کہنے لگی۔

’’نیطر طیبہ میں نے اس نہر کو دیکھ کر پہچان لیا۔ برسوں کا ذکر ہے جب میں بچہ سی تھی تو اس نہر میں سے ہمارا جہاز گزرا تھا۔ یہ وہی نہر ہے جسے مصر کے بہت پرانے بادشاہوں نے کھدوایا تھا۔ بیچ میں یہاں ہکسوس بادشاہوں کی حکومت ہو گئی تھی۔ جب مصر کے لوگوں نے ان کی سلطنت اٹھا دی تو اس نہر کی مرمت کی گئی۔ یہ بوباتیس کے شہر سے شروع ہوئی ہے اور ان جھیلوں تک گئی ہے جہاں مشرق کے جانے والے قافلے اپنی کشتیاں لے جایا کرتے ہیں۔‘‘

نیطر طیبہ نے کہا۔ ’’یہ جو کچھ ہو، غنیمت تو یہ ہے کہ یہ عالم وہی ہے جس میں ہم پیدا ہوئے تھے اور خدائے عمون کے فضل اور اپنے ارادے اور امید کی قوت سے ہم ابھی تک زندہ ہیں مرے نہیں۔ جیسا کہ میں اب تک سمجھ رہی تھی۔ اچھا، اس ناخدا کو تو پاس بلا کر پوچھو، شاید وہ بتائے کہ اس طلسم کے جہاز میں وہ ہمیں کہاں لئے جاتا ہے۔‘‘

آشتی نے ناخدا کو آواز دی لیکن نہ تو ناخدا نے اس کی طرف دیکھا اور نہ اس کی آواز سنی۔ اس کے بعد آشتی نے معلم جہاز کو پکارا۔ اس کے نقاب سے معلوم ہوتا تھا کہ چہرے کا رخ آشتی کی طرف ہے مگر اس نے بھی کچھ جواب نہ دیا اور نہ آشتی کی طرف متوجہ ہوا۔ یہ حالت دیکھ کر آشتی اور نیطر طیبہ کو یقین ہو گیا کہ اس جہاز کے لوگ یا تو محض بے جسم روحیں ہیں یا اگر انسان ہیں تو سب گونگے اور بہرے ہیں۔ آخر کار جب جہاز کی خوشنمائی اور نہر کے دونوں طرف صحرا کی کیفیت دیکھتے دیکھتے آنکھیں تھک گئیں اور اس بات کو سوچتے سوچتے کہ ہم کہاں ہیں اور کیوں کر یہاں پہنچے، طبیعت اکتا گئی تو دونوں شامیانے کے نیچے چلی آئیں۔ یہاں آ کر کیا دیکھتی ہیں کہ کسی نے رات کا الٹا پلٹا بچھونا پھر درست کر دیا ہے۔ کھانے کی میز بھی صاف کر کے اس پر دوسرے کھانے چن دیئے ہیں۔

نیطر طیبہ نرم گدوں کی ایک کوچ پر جیسے کوئی تھک کر گرے، بیٹھ گئی اور ادھر ادھر دیکھ کر کہنے لگی۔ ’’یہاں ضرور کسی طلسم یا سحر کا اثر ہے۔‘‘

آشتی بولی۔ ’’اس میں کیا شبہ ہے۔ سحر ہی نے تو ہمارے جہاں پناہ فرعون کو ختم کیا اور اسی نے ہماری جانیں بھی بچائیں۔ گو یہ نہیں معلوم کہ کیا انجام سوچ کر ہم کو زندہ رکھا اور سچ پوچھو تو سحر یا جس چیز کو لوگ سحر سمجھتے ہیں اسی کی بدولت یہ دنیا چل رہی ہے۔ وہ ہمارے ساتھ لگا ہوا ہے مگر اتنا قریب ہے کہ ہم اسے دیکھ نہیں سکتے۔‘‘

نیطر طیبہ تھوڑی دیر تک چپ رہی پھر کہنے لگی۔ ’’خیر جو کچھ بھی ہو۔ یہ سونے اور چاندی کا جہاز اس نابکار ثوران کے ڈربے سے تو بہتر ہے۔ اور ہمارا یہ سفر بھی بغیر کسی حکمت اور مقصد کے نہیں ہے۔ معلوم نہیں آج کل مصر میں وہ میری ہمزاد مسند حکومت پر بیٹھی کیا کر رہی ہوگی اور ہمیں اس جہاز میں کس نے سوار کرایا اور اب ہم کہاں جا رہے ہیں۔‘‘

آشتی بولی۔ ’’گھبرایئے نہیں! اپنے اپنے وقت پر ہر ایک بات معلوم ہوتی جائے گی۔ مجھ سے پوچھیے تو اس ثوران کم بخت سے گو مجھے دلی نفرت ہے۔ مگر اس کے حال پر افسوس بھی ہوتا ہے۔‘‘

اس طرح کی باتیں کرتی اور ریگستان کو دیکھتی یہ دونوں عورتیں جا رہی تھیں۔ نہر تنگ ہو کر اس کے کنارے اتنے قریب ہو گئے تھے کہ جہاز پر سے نظر نہ آتے تھے۔ اور جہاز ریت پر چلتا معلوم ہوتا تھا۔ یہاں تک کہ آفتاب مغرب کی طرف ڈھلنا شروع ہوا۔ دونوں عورتیں باتیں

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

کرتی ہوئی جہاز کے عرشے پر ٹہلنے لگیں۔ جب بالکل شام ہوگئی تو شامیانے میں آ کر کھانا کھایا اور جب رات ہوئی تو اپنے اپنے بستروں پر لیٹیں اور لیٹتے ہی بے خبر سو گئیں۔

جب جاگیں تو خاصا دن نکل آیا تھا مگر سورج بادلوں میں چھپا ہوا تھا۔ جہاز اب ایک وسیع سمندر کی طوفانی سطح پر آ گیا تھا۔ زمین کہیں نظر نہ آتی تھی۔ وہ خوبصورت شامیانہ جس میں ریشمی پردے لٹکے ہوئے تھے، اب موجود نہ تھا۔ اس کی جگہ صنوبر کی مضبوط اور بھاری لکڑی کی ایک سہ دری سی تھی۔ آشتی اور نیطر طیہ نے اس کا کچھ خیال بھی نہ کیا۔ ان کے لئے تو سب ہی چیزیں حیرت میں ڈالنے والی تھیں۔ کس کس بات کا خیال کرتیں۔ چونکہ اب تک کسی بڑے سمندر پر جہازی سفر کا اتفاق نہ ہوا تھا اس لئے ان کو چکر آنے لگے اور تین شبانہ روز یہ حالت رہی کہ ہر وقت نیند کا خمار سا رہتا تھا۔ دماغ میں خیالات کم آتے تھے۔

آخر کار ایک دن شام کو آفتاب غروب ہونے کو تھا کہ ان کو جہاز کی حرکت اور ہوا کی تیزی میں، جس نے جہاز کی رفتار بہت بڑھا رکھی تھی، کمی معلوم ہوئی۔ اٹھ کر باہر آئیں تو دیکھا کہ سمندر پیچھے رہ گیا ہے اور جہاز ایک بڑے چوڑے دریا میں آہستہ آہستہ چل رہا ہے۔ اس دریا کے کنارے اونچے اونچے پرانے درخت ہیں جن کی موٹی موٹی جڑیں اوپر کو اٹھ کر پیچ و خم کھاتی دریا میں دور تک پھیلی نظر آتی ہیں اور ان جڑوں میں مگر مچھ، گھڑیالی اور پانی کے اور خونخوار جانور بیٹھے ہیں۔ سفید وردیوں والے ملاح جو غائب ہو گئے تھے پھر آن موجود ہوئے ہیں ہوا چونکہ بند ہوگئی ہے بادبان بیکار ہیں۔ اس لیے چپو چلا کر دریا کے چڑھاؤ کے رخ جہاز کو کھے رہے ہیں۔ چلتے چلتے دریا میں ریتلی زمین کا ایک ٹکڑا دور تک پانی میں آگے کو بڑھا ہوا نظر آیا۔ یہاں پہنچتے ہی ملاحوں نے جہاز کا لنگر گرا دیا۔

نیطر طیہ اور آشتی کو اشتہا غالب ہوئی تو وہ میز کے گرد کھانے بیٹھیں۔ جب کھانے سے فارغ ہوئیں تو دو آدمی منہ پر نقابیں ڈالے قریب آئے۔ ہر ایک کے ہاتھ میں بانس کے ریشوں کی بنی ہوئی ایک ایک زنبیل تھی۔ آشتی نے ان سے بات کی، مگر یہ دونوں بھی جہاز کے ناخدا اور معلم کی طرح بہرے اور گونگے تھے۔ جو کچھ ان سے سوال کیا اس کا جواب نہ ملا۔ مگر سامنے آتے ہی دونوں نے نہایت ادب سے جھک کر سلام کیا اور دریا کے کنارے کی طرف اشارہ کیا۔ نیطر طیہ نے اس طرف دیکھا تو کنارے سے کچھ دور ایک ٹیلے پر آگ روشن تھی۔ یہ معلوم نہ ہوا کہ اسے کس نے روشن کیا ہے۔

اب آشتی نے نیطر طیہ سے کہا۔ ''ان لوگوں کا مطلب یہ ہے کہ ہم جہاز سے اتر جائیں۔ ملکہ پیاری، اٹھو! تاکہ تقدیر میں جتنی باتیں اور لکھی ہیں وہ بھی پوری ہوں۔ شکر ہے کہ قسمت اب تک بری نہیں رہی۔''

نیطر طیہ نے جواب دیا۔ ''کیسی مرضی ہو۔ یہ تو ظاہر ہے اس میں خدا کی کوئی حکمت ضرور ہے، جو اس صحرائے لق و دق میں ہم لائے گئے ہیں۔''

آشتی اور نیطر طیہ اپنی جگہ سے اٹھیں اور ان دونوں آدمیوں کے ساتھ عرشے کے سرے پر آئیں۔ یہاں اب وہ چاندی کے تاروں کا جال، جو جہاز کے گرد تنا ہوا تھا کہ کوئی باہر نہ نکل سکے موجود نہ تھا۔ عرشے سے اتر کر جب جہاز کے کنارے پر پہنچیں تو فوراً زینہ لگا دیا گیا۔ زینے سے اتریں تو ان آدمیوں نے ایک زنبیل آشتی کو دی اور جھک کر سلام کیا۔ سلام کرتے ہی جہاز کی طرف گئے اور اس پر چڑھتے ہی لنگر اٹھایا۔ ملاحوں نے چپو چلانے شروع کر دیئے۔

جہاز نے پورا چکر کاٹ کر اپنا رخ ادھر کر لیا جدھر سے آیا تھا اور کچھ دیر تک بالکل بے حرکت منجدھار میں کھڑا رہا۔ مستول کی اونچی چھتری پر ناخدا اور اس کے قریب معلم جہاز کھڑا تھا۔ ڈوبتے سورج کی سرخ روشنی میں دونوں سونے کے چمکتے ہوئے بت معلوم ہوتے تھے۔ اس حالت میں یکایک انہوں نے اپنے منہ کے نقاب اتار پھینکے۔ نیطر طیہ اور آشتی کو ان کی صورتوں کی ایک جھلک سی نظر آئی۔ ناخدا کی شکل وہی تھی جو نیطر طیہ کے باپ فرعون کی تھی اور معلم جہاز کی صورت آشتی کے خاوند مریس کی سی تھی۔

دونوں عورتوں کو یہ شکلیں یونہی سی نظر آئی تھیں کہ بادل کا ایک سیاہ ٹکڑا چھپتے سورج پر آ گیا اور جب تک وہ ہٹے جہاز چلا اور یہ نہ معلوم ہوا کہ کدھر گیا...... نیطر طیہ اور آشتی ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگیں اور یہ پہلا موقع تھا کہ اس سفر میں ان کو خوف محسوس ہوا۔

نیطر طیہ نے کہا۔ ''آشتی! ہم ضرور کسی سحر کے عمل میں ہیں۔ اس میں ذرا شبہ نہیں کہ اس جہاز پر جتنی صورتیں تھیں انسان نہ تھیں مردوں کی روحیں تھیں۔''

آشتی نے جواب دیا۔ ''ملکۂ عالم بجا فرماتی ہیں۔ میں تو شروع ہی سے یہ سمجھ رہی تھی۔ مگر کچھ خوف نہ کیجئے کیونکہ اگر یہ روحیں تھیں تو ایسے لوگوں کی تھیں جو جیتے جی ہم کو دل سے عزیز رکھتے تھے اور اب مرنے پر بھی ان کی محبت کم نہیں ہوئی۔ ثوران کے پنجۂ غضب سے چھڑا کر ہم کو کسی بھلائی کے لئے یہاں لایا گیا ہے اور آپ کے والد فرعون اور میرا شوہر مریس اس سفر میں

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

ہماری رہبری کر رہے ہیں۔ دیکھو سامنے آگ جل رہی ہے۔ چلو وہیں چلیں اور جو کچھ ہونا اور گزرنے والا ہے ہمت کر کے اس کے بھی منتظر ہو جائیں اور دل میں اس کا یقین رکھیں کہ جو کچھ بھی ہوگا، وہ صرف بھلائی کے لئے ہوگا۔"

غرض یہ دونوں عورتیں اس ٹیلے کی طرف چلیں جہاں آگ روشن تھی۔ تاریکی چاروں طرف پھیل چکی تھی۔ اس لئے یہ وہیں روشنی کے پاس ہو بیٹھیں۔ قریب ہی لکڑیوں کا ایک ڈھیر تھا کہ اگر کوئی وہاں بیٹھے تو آگ برابر جلاتا رہے۔ لکڑیوں کے ڈھیر کے پاس ہی اونٹ کے بالوں کے دو لبادے رکھے تھے کہ اگر کسی کو سردی معلوم ہو تو انہیں پہن لے۔ نیطرطیہ اور آشتی نے یہ لبادے جلدی سے پہن لئے اور آگ میں لکڑیاں ڈالنی شروع کیں۔ اب خیال آیا کہ بانس کی بنی زنبیلیں جو جہاز والوں نے چلتے وقت ساتھ کر دی ہیں ذرا انہیں کھول کر تو دیکھیں کہ ان میں کیا ہے۔ کھولیں تو معلوم ہوا کہ جو زنبیل آشتی کو ملی تھی اس میں کھانے کی چیزیں، خشک میوے، بھنا ہوا گوشت، کلچے اور کھجوریں بھری ہیں۔ نیطرطیہ کو جو زنبیل ملی تھی اسے کھول کر دیکھا تو اس میں سب سے اوپر ایک ہاتھی دانت اور سونے کی تاروں کا چنگ رکھا تھا۔ نیطرطیہ نے اسے جلدی سے نکالا اور بہت غور سے دیکھ کر کہنے لگی۔

"ہائیں! یہ تو میرا چنگ ہے جو کوش کے شہزادے نے مجھے تحفے میں دیا تھا۔ وہی شہزادہ جسے رعمیس نے مار ڈالا۔ اس چنگ پر تو وہ عاشقوں والا گیت شہزادے کے قتل ہونے سے پہلے میں نے دربار میں سنایا تھا۔ یقینی طور پر یہ میرا ہی چنگ ہے جسے میں طیبی میں چھوڑ آئی تھی۔ آشتی اب کہو کہ یہ یہاں کیسے آیا؟"

آشتی بولی۔ "پہلے آپ یہ بتائیں کہ ہم دونوں یہاں کیسے آئے۔ اس بات کا جواب آپ دے دیں تو میں آپ کی بات کا جواب دوں۔"

نیطرطیہ نے چنگ ایک طرف رکھ کر زنبیل میں دیکھنا شروع کیا کہ اور کیا ہے۔ اور اس خشک پتوں کی ایک تہہ ہٹانے پر معلوم ہوا کہ ہزار ہا آبدار موتی ریشم کی لڑیوں میں پروئے ہوئے زنبیل میں بھرے ہیں۔ نیطرطیہ نے ایسی آب و تاب والے موتی کبھی پہلے نہ دیکھے تھے۔ ہر لڑی میں موتی برابر برابر کے تھے۔ بہت سی لڑیاں بڑے موتیوں کی تھیں، بہت سی چھوٹے موتیوں کی۔ مگر دو چار موتی جو بہت بڑے انگور کے دانے کے برابر تھے وہ کپڑے میں لپٹے ہوئے ایک طرف رکھے تھے۔

نیطرطیہ نے حیرت سے کہا۔ "ایسے در شاہوار تو دنیا میں کسی بڑی سے بڑی ملکہ کو جہیز میں بھی نہ دیئے گئے ہوں گے لیکن یہ چنگ اور یہ موتی اس بیابان میں کس کام آ سکتے ہیں۔"

آشتی نے کہا۔ "اس کا حال تو آگے چل کر کھلے گا۔ اس وقت تو جس خدا نے یہ دولت بخشی ہے اس کا منت گزار ہونا چاہئے اور جو نعمتیں کھانے کے لئے دی ہیں انہیں کھانا چاہئے۔" اب دونوں نے جس زنبیل میں کھانے کی چیزیں تھیں انہیں نکال کر کھانا شروع کیا۔ اور کوئی کام تو اب کرنے کا تھا نہیں، دونوں آگ کے پاس لیٹ کر سو گئیں۔

ذرا آنکھ لگی تھی کہ معلوم ہوا سارا جنگل جاگ پڑا ہے۔ پہلے تو دریا کی سمت سے بڑی ڈراؤنی آوازیں آنی شروع ہوئیں۔ دونوں سمجھ گئیں کہ یہ شیروں کے دھاڑنے کی آواز ہے۔ کیونکہ اس قسم کے جانور طیبی کے ایک باغ میں پلے ہوئے دیکھ چکی تھیں۔ پھر بھیڑیوں اور گیدڑوں کے چیخنے اور غرانے کی آوازیں آئیں اور کبھی کبھی دریائی گھوڑے اور گینڈوں کے پھنکارے بھی کان میں آنے شروع ہوئے۔

درندوں کی یہ خوفناک آوازیں رفتہ رفتہ قریب سنائی دینے لگیں۔ اتنی قریب کہ صحرا کے کنارے کسی کسی کے زرد اور روشن دیدے بھی اندھیرے میں چمکتے ہوئے نظر آئے اور ٹیلے کے نیچے جو ریتلی زمین تھی اس میں سے دوڑتے ہوئے بعض جانور ان کی طرف آنے لگے۔ اور دریا کی طرف سے بھی خنزیر کی صورت کے درندے تیز چمکتی ہوئی کچلیاں نکالے جنگل کی اونچی گھاس اور جھاڑیوں کو روندتے اور کچلتے ٹیلے کی طرف آنے لگے۔ ان میں ایک بہت بڑا جانور بھی تھا جس کی ناک پر ایک سینگ تھا......!

نیطرطیہ نے خوف سے لرز کر کہا۔ "لو آشتی! اب ہمارا وقت آ گیا۔ یہ جانور اب ہمیں کھا جائیں گے۔"

آشتی نے اس کا کچھ جواب نہیں دیا۔ اور اس خیال سے کہ جنگل کے جانور آگ سے ڈرتے ہیں کچھ لکڑیاں آگ میں اور جھونک دیں۔ ان میں درندے بالخصوص شیر یا تو اس شوق میں کہ آدمی کبھی دیکھا نہ تھا، اب دیکھیں کہ کیسا ہوتا ہے یا بھوک کی تیزی میں دموں کو اپنی پیٹھ پر کوڑوں کی طرح پٹخارتے اتنے قریب چلے آئے کہ دونوں عورتوں تک پہنچنے کے لئے صرف ایک جست کافی تھی۔ شیروں کے پیچھے پیچھے جیسے بادشاہ کے ساتھ درباری ہوں، بہت سے چیتے، تیندوے اور چرخ بھی حاضر تھے۔

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

نیطر طیہ نے بالکل سہی ہوئی آواز میں کہا۔" بس اب کوئی دم میں یہ جست لگانے کو ہیں۔"

اتنا سنتے ہی آشتی نے آہستہ سے کہا۔" کیا آپ کے والد فرعون اور میرے شوہر مریم سورج دیوتا کی کشتی میں بٹھا کر ہم کو اس لئے لائے تھے کہ جنگل کے جانوروں کا پیٹ بھرا جائے اور بھولی بھٹکی بھیڑوں کی طرح ہم کو بھیڑیوں کا لقمہ بنایا جائے۔"

اتنا کہہ کر آشتی نے اس طرح بے اختیار ہو کر جیسے غیب سے کوئی ہدایت ہوئی ہو کہا۔"نیطر طیہ، اپنا چنگ اٹھاؤ اور اسے بجا کر گانا شروع کرو۔"

نیطر طیہ نے فوراً چنگ اٹھا کر اس کے تاروں پر انگلیاں دوڑائیں اور نہایت شیریں آواز سے گانا شروع کیا۔ پہلے آواز میں خوف کی وجہ سے کسی قدر کمزوری اور رعشہ تھا لیکن جب گانے کی دھن میں اور سب چیزیں خیال سے نکل گئیں تو نیطر طیہ کی آواز نے زمین و آسمان میں جان ڈال دی۔ صحرا کے جانوروں پر بھی اس کا اثر ہوا۔ اور ایسی چپ لگی کہ معلوم ہوتا تھا گانا سن کر فی الواقع محظوظ ہو رہے ہیں۔ پتھروں میں سے ایک سانپ رینگتا ہوا نکلا اور پھن کو پھیلا کر لہرا لہرا کر گانا سننے لگا۔

آخر کار جب نیطر طیہ نے گانا بند کیا تو جتنے جانور وہاں جمع تھے ان میں کوئی جنگل کی طرف اور کوئی دریا کی طرف غائب ہو گیا۔ سوائے سانپ کے جہاں وہ تھا، وہیں کنڈلی مارے سوتا رہا۔

اب نیطر طیہ اور آشتی اپنی جگہ سے اٹھیں اور ٹیلے سے نیچے اتر کر سامنے کی ریتلی زمین پر آئیں جہاں جانوروں کے نقش قدم دریا کے کنارے تک بکثرت نظر آتے رہے۔ دریا پر پہنچ کر دونوں نے منہ ہاتھ دھویا۔ چاروں طرف غبار سا چھایا تھا۔ بہت کوشش کی کہ اس غبار میں سے سونے چاندی کا جہاز اور اس کے نقابوں والے ملاح جو منوف کے شہر سے انہیں یہاں لائے تھے دریا پر نظر آئیں۔ مگر کچھ نہ دکھائی دیا۔ خیال تھا کہ ممکن ہے ہمارے انتظار میں وہ اب تک موجود ہوں۔

مگر دریا پر کوئی کشتی یا جہاز نہ تھا۔ سوائے دریائی جانوروں کے جو کبھی سطح سے ابھرتے اور کبھی غوطہ لگاتے تھے اور کچھ نظر نہ آتا تھا یا کنارے پر کیچڑ اور پانی میں بڑے بڑے مگرمچھ اور گھڑیال کروٹیں بدل رہے تھے یا بحری پرندے سمندر سے دریا کی طرف چارے کی تلاش میں اڑتے ہوئے آتے تھے۔ ہاتھ منہ دھو کر نیطر طیہ اور آشتی ٹیلے پر پھر وہیں آ بیٹھیں جہاں اب

...کا ایک ڈھیر لگا تھا جس زنبیل میں کھانا تھا اسے کھول کر دونوں نے کچھ کھایا۔ کھانے سے فارغ ہو کر یہ اس کا منہ دیکھتی تھی وہ اس کا۔ مگر سمجھ میں کسی کے نہ آتا تھا کہ اب کیا کرے۔

نیطر طیہ کہنے لگی۔" اٹھو آشتی! یہاں سے کہیں آگے چلیں، دریا کی طرف تو جانا فضول ہے۔ وہاں گھاس اس قدر اونچی ہے کہ چلنا دشوار ہوگا البتہ اس جنگل سے کسی طرف باہر نکلنا اچھا ہوگا۔ اٹھو خدا کو جدھر لے جانا منظور ہوگا ادھر ہی جائیں گے۔"

آشتی اٹھی، اور اب یہ دونوں عورتیں آگے بڑھیں۔ زنبیلیں دونوں نے اپنے سروں پر اس طرح رکھ لیں جیسے مصری کسانوں کی عورتیں بوجھ سر پر رکھ کر چلتی ہیں۔ سونے اور ہاتھی دانت کا چنگ نیطر طیہ نے اپنی پشت پر لٹکا لیا۔

گھنٹوں تک جنگل کے درختوں میں سے رستہ نکالتی جنوب کی سمت میں چلتی رہیں۔ کیونکہ جنگل کی گھاٹیاں اسی سمت میں پھیلی تھیں اور ان سے آگے نیچی نیچی جھاڑیوں کی ہموار زمین تھی۔ درختوں کی چوٹیوں پر لنگور قلابازیوں میں مصروف بے حد شور مچا رہے تھے۔ کبھی کبھی جنگل کو کائی درندہ سامنے سے گزر کر درختوں میں غائب ہو جاتا۔ سوائے ان چیزوں کے اور کوئی چیز ان عورتوں نے نہ دیکھی۔ آخر کار دوپہر کے قریب پہاڑ کی سی چڑھائی شروع ہوئی۔ درخت یہاں زیادہ اونچے نہ تھے اور جتنے تھے وہ بھی دور دور تھے۔ غرض چلتے چلتے جنگل اور جھاڑیوں کی زمین طے کر کے ریگستان کے کنارے پہنچیں اور یہاں سے گزرتی ہوئی ایک مقام پر آئیں جہاں کھجوروں کے درخت تھے اور کچھ سبزہ بھی تھا۔ سبزہ دیکھ کر خیال ہوا کہ پانی بھی ہوگا۔ جب قریب پہنچیں تو معلوم ہوا کہ ایک چشمہ جاری ہے۔ چشمہ کے پاس آ کر دونوں نے پانی پیا اور زنبیل کھول کر کچھ کھانا کھایا اور پھر دونوں لیٹ کر غافل سو گئیں۔

نیطر طیہ کو نیند میں دفعتاً ایک آواز سی سنائی دی۔ فوراً جاگی۔" دیکھتی کیا ہے کہ ایک آدمی ...ل کی ایک موٹی اور لمبی سی لکڑی کا سہارا لئے اس کے پاس کھڑا غور سے اسے دیکھتا ہے۔ یہ عجیب و غریب صورت کا آدمی تھا۔ بڈھا اس قدر تھا کہ سر کے سفید بال شانوں سے نیچے تک گرے تھے اور سفید بگلا سی داڑھی ناف تک پہنچی تھی۔ کسی زمانہ میں بہت دراز قد ہوگا مگر اب بڑھاپے سے کبڑا ہو گیا تھا اور پرانے ڈھچر میں ہڈیوں کے موٹے موٹے جوڑ پھٹے کپڑوں میں سے باہر کو نکلے ہوئے تھے۔ آنکھوں کی پتلیاں سیاہ تھیں مگر کچھ ایسی بے رونق اور پتھرائی ہوئی کہ گل نابینا معلوم ہوتا تھا۔

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

جب نیطر طیبہ اور آشتی جاگ اٹھیں تو اس بڈھے نے پاس آ کر ان عورتوں کو جھک کر بہت غور سے دیکھا۔ اس کے چہرے پر سینکڑوں جھریاں پڑی ہوئی تھیں اور رنگ صحرا کی دھوپ اور لوؤں سے بالکل کالا ہو گیا تھا، مگر چہرہ کا نقشہ ستواں تھا نیطر طیبہ کو خیال ہوا کہ بڑھاپے نے جو چاہے سو درجہ کیا ہو مگر صورت پر ایک شان ضرور ہے۔ ملکہ کو اس بڈھے کی صورت اپنے باپ فرعون کی شکل سے، جب اس کا دم نکلنے کو تھا، بہت مشابہ معلوم ہوئی۔

نیطر طیبہ اٹھی اور بے اختیار زبان سے نکلا۔ ''بابا...... آپ کہاں سے آئے ہیں اور ہم غریب مسافروں سے آپ کو کیا کام ہے۔''

بڈھے نے بڑی محبت کے لہجہ میں کہا۔ ''میری بیٹی! میں صحرا سے آیا ہوں اور صحرا ہی میرا وطن ہے۔ میرے زمانے کے جتنے لوگ تھے بلکہ ان کی اولاد تک اب زندہ نہیں ہے۔ عمر میری بہت ہے سب چیزیں بدل گئیں۔ نہیں بدلا تو یہ صحرا، اور صحرا، ہی اب میرا ایسا دوست رہ گیا ہے جو کہہ سکتا ہے کہ میں نے تمہاری جوانی دیکھی ہے۔ بیٹی، مجھ پر رحم کرو۔ میں بہت مسکین ہوں۔ تین دن سے ایک دانہ منہ میں نہیں گیا ہے۔ تمہارے کھانے کی بو ناک میں آئی تو ادھر چلا آیا۔ کچھ کھانے کو دو۔ میں بہت بھوکا ہوں۔''

نیطر طیبہ نے کہا۔ ''بابا یہ کھانے کی زنبیل حاضر ہے۔ آپ کا نام کیا ہے؟''

بڈھا کہنے لگا۔ ''مجھے کیفر کہتے ہیں۔''

نیطر طیبہ نے کیفر کیفر دو تین دفعہ زبان سے کہا اور سوچنے لگی کہ کیفر تو اس پروانے یا کیڑے کا نام ہے جس کی تصویر کو مصر کے لوگ تسکین قلب کے لئے اکثر گلے میں ڈالے رکھتے ہیں۔ پھر کہنے لگی۔

''بابا کیفر...... آپ اس زنبیل سے کھانا نکال کر کھائیں۔'' اور یہ کہہ کر اس نے بانس کی پٹاری بڈھے کے سامنے رکھ دی۔ جو کچھ اس میں تھا اس کے سوا کھانے کو ان عورتوں کے پاس کچھ نہ تھا۔ بڈھے نے زنبیل نیطر طیبہ کے ہاتھ سے لے لی اور اس میں کھانے کی چیزیں دیکھ پہلے آسمان کی طرف منہ اٹھا کر خدا کا شکر ادا کیا اور پھر ریت پر بیٹھ کر بڑے بڑے نوالے لگانے شروع کئے۔

آشتی نے نیطر طیبہ سے چپکے سے کہا۔ ''یہ بڈھا تو سارا کھانا ختم کر دے گا۔ پھر کیا ہم اس جنگل میں بھوکے مریں گے یہ انسان نہیں ہے۔ خدا جانے کون ہے۔''

آشتی نے اتنی بات کی تھی کہ بڈھے نے دو چار روٹیاں اور صاف کر دیں۔ نیطر طیبہ نے ہا۔ ''آشتی! یہ ہمارا مہمان ہے۔ جو کچھ ہمارے پاس ہے وہ اسے کھانے دو۔''

تھوڑی دیر تک آشتی اور چپ رہی۔ پھر گھبرا کر کہنے لگی۔ ''نیطر طیبہ کھانا تو سب ختم ہوا جاتا ہے۔''

نیطر طیبہ نے کہا۔ ''دوا...... ! چپکی بھی رہو۔ جب وہ مہمان ٹھہرا تو مہمان نوازی کے مدے کیوں توڑے جائیں۔''

آشتی نے جواب دیا۔ ''مگر آپ کی مہمان نوازی کے یہ قاعدے آخر میں ہماری جان ےکو تیار ہو جائیں گے۔''

نیطر طیبہ نے کہا۔ ''جان جانی ہے تو یوں ہی سہی۔ کم سے کم ایک بھوکے کا پیٹ تو بھر جائے اپنے باپ رب عمون کا بھی تو مجھ کو بھروسا ہے۔''

نیطر طیبہ کہنے کو تو یہ کہہ رہی تھی مگر آنکھوں میں آنسو آ گئے تھے۔ آشتی کے کہنے کو وہ دل میں ک سمجھ رہی تھی اور جانتی تھی کہ جتنا کھانا اس بڈھے نے اس وقت ختم کیا ہے وہ ان کے زارے کے لئے ابھی دو دن اور چلتا۔ مگر اب کچھ باقی نہیں رہا اور کچھ دیر میں بھوک سے ان پر ں کی نوبت آنے والی ہے۔ اگر کہیں سے کوئی سبیل کھانے کی نہ ہوئی تو فاقوں سے مرجانے سوا اب کوئی صورت نہیں ہے۔ اس جنگل میں کون مدد دینے والا ہے۔ ابھی کتنے دن گزرے ا کہ فاقوں سے مرنے کی نوبت پہنچ گئی تھی۔ اس وقت کی تکلیف یاد کر کے نیطر طیبہ کی آنکھوں ں آنسو بھر آئے۔

اس عرصے میں کیفر نے کھانے کی زنبیل خالی کر دی۔ ایک کھجور کی گٹھلی تک اس میں نہ ڑی۔ خالی ٹوکری نیطر طیبہ کے حوالے کر کے بڈھے نے سلام کیا اور کہا۔

''بیٹی! میں تمہارا بہت شکر گزار ہوں۔ مصر کی ملکہ بھی ہوتی تو میری ایسی خاطر و مدارت نہ ی جیسی تو نے کی۔''

اتنا کہہ کر بڈھے نے پھر نیطر طیبہ کو غور سے دیکھ کر کہا۔

''میں کئی دن کا بھوکا تھا۔ اب میرا پیٹ خوب بھر گیا ہے اور بجز اس کے کہ خداؤں سے ے حق میں بھلائی کی دعا کروں اور کسی طرح میں تیرے احسان کا بدلہ نہیں ادا کر سکتا۔ پیاری خدا ایسا نہ کرے کہ کبھی تجھے بھوک کی تکلیف اٹھانی پڑے۔''

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

یہ فقرہ سن کر نیطر طیبہ سے نہ رہا گیا۔ دونوں آنکھوں سے آنسو ٹپک کر کیفر کے ہاتھ پر گرے اور زبان سے یہ جملے نکلے۔ ''اس کی تو مجھے خوشی ہے کہ آپ نے سیر ہو کر کھا لیا لیکن اس کے سوا اور کچھ نہ پوچھئے، کیونکہ ہم غریب عورتیں اس صحرا میں گم کردہ راہ ہیں اور دونوں عنقریب فاقوں سے مر جائیں گی۔ کیونکہ اب ہمارے پاس کھانے کو کچھ نہیں ہے۔''

بڈھے کیفر نے نہایت حیرت زدہ ہو کر کہا۔ ''بیٹی یہ تو نے کیا کیا۔ کیا جس قدر کھانا تیرے پاس تھا وہ سب تو نے جنگل کے اس فقیر کو کھلا دیا۔ وہ نگلتا رہا اور تو چپ بیٹھی دیکھتی رہی۔ کیا اس لئے تیری آنکھوں میں آنسو ہیں۔''

نیطر طیبہ نے کہا۔ ''بابا...... مجھے معاف کیجئے گا۔ جو کچھ میں نے کہا وہ سچ ہے۔ ان آنسوؤں پر البتہ مجھے شرم آتی ہے۔ تھوڑے دن ہوئے کہ ہم دونوں کو فاقہ کشی کی سخت تکلیف پہنچ چکی ہے اور اس خیال سے کہ پھر وہی نوبت آئے گی میری آنکھوں میں آنسو آ گئے۔ آشتی اٹھو! جب تک ہاتھ پاؤں میں کچھ دم باقی ہے تھوڑا سا رستہ اور طے کر لیں۔''

آشتی کا نام سن کر کیفر نے اس کی طرف دیکھا اور پھر نیطر طیبہ سے مخاطب ہو کر کہا۔ ''بیٹی! تیری صورت پیاری اور تیری طینت پاک ہے۔ ورنہ میرے ساتھ ایسا اچھا سلوک نہ کرتی۔ لیکن ایک چیز کی تجھ میں اب بھی کمی معلوم ہوتی ہے یعنی خداؤں کی رحمت و برکت پر جیسا بھروسا ہونا چاہئے نہیں رکھتی۔''

اس کے ساتھ ہی کیفر نے دبی زبان سے کہا۔ ''گو یہ سچ ہے کہ اگر ان کی رحمت پر بھروسا نہ ہوتا تو اس سامنے کے شیروں والے پہاڑ سے زندہ بچ کر آنا ممکن نہ تھا...... اچھا اب یہ بتاؤ کہ اس بیابان لق و دق میں تمہارا آنا کیونکر ہوا۔''

آشتی نے جواب دیا۔ ''ہم مصر کی شریف زادیاں ہیں۔ کم سے کم یہ لڑکی تو مصر کے ایک بہت بڑے گھرانے کی ہے۔ میں اس کی انا اور کھلائی ہوں۔ رود نیل کے کنارے ہم رستہ بھول کر پریشان حال تھے کہ قبیقیہ کے بردہ فروش قزاقوں نے ہم کو گرفتار کر لیا اور اپنے جہاز میں بٹھا کر یہاں تک لائے۔ یہ نہیں معلوم کہ کون سے رستوں سے وہ یہاں پہنچے۔ آخر کار میٹھا پانی جہاز میں بھرنے کے لئے وہ سامنے والے دریا میں ٹھہرے۔ جب رات ہوئی تو ہم دونوں جہاز سے نکل کر بھاگیں۔ غرض اب یہ سمجھئے کہ ہم دریا کے قزاقوں کی باندیاں ہیں جو ان کی حراست سے بھاگ نکلی ہیں۔ اس سے زیادہ اب ہماری عزت اور وقعت کچھ نہیں ہے۔''

کیفر نے کہا۔ ''واقعی اتنے بڑے نقصان پر تو قزاق اب تک ہاتھ ملتے ہوں گے۔ میں سمجھتا تھا کہ تم کوئی اور ہی لوگ ہو۔ کیونکہ کل رات جو ریت پر پڑا سوتا تھا کہ تحت الثریٰ سے ایک مرد کی روح اٹھ کر میرے پاس آئی اور کہا کہ ایک عورت آشتی ہے اس کو تلاش کرو۔ اس کے ساتھ ہی ایک جوان لڑکی ہے اس کو بھی ڈھونڈھو۔ لڑکی کا نام جو اس روح نے لیا تھا وہ مجھے یاد نہیں رہا مگر خود اس روح کا نام جب کہ اس دنیا میں وہ انسان کے قالب میں تھی مرئیس تھا۔''

آشتی نے یہ نام سنتے ہی ایک آہ سرد بھری اور کیفر کے قریب آ کر اس کی صورت کو بغور دیکھنے لگی۔ آشتی کی اس حرکت کا کیفر کے چہرے پر کچھ اثر نہ ہوا۔ آشتی نے کہا۔ ''معلوم ہوتا ہے کہ آپ بھوکے فقیر ہی نہیں ہیں بلکہ غیب کی باتوں کا علم بھی رکھتے ہیں۔''

کیفر نے جواب دیا۔

''یہ ممکن ہے، کیونکہ میری عمر بہت ہے اور میں نے یہ بھی دیکھا ہے کہ بعض لوگ جتنے معلوم ہوتے ہیں اس سے بڑھ کر نکلتے ہیں۔ یہی حال عورتوں کا بھی ہے۔ غالباً تمہارا تجربہ بھی یہی بتاتا ہوگا۔ کیونکہ بڑے بڑے گھرانوں میں جو انائیں اور بچوں کے پالنے والیاں ہوتی ہیں، اگر ان کو توجہ ہو تو وہ زمین آسمان تک کی باتیں معلوم کر لیں۔ مگر اس قصے کو جانے دو۔ یہ لڑکی جو تمہارے ساتھ ہے اس کا نام کیا ہے؟''

آشتی نے جواب دیا۔ ''نفرطی......!''

کیفر نے کہا۔ ''یہ نام تو اس روح نے نہیں لیا تھا مگر اسی کے لگ بھگ کچھ کہا تھا۔ اچھا تو تم اور یہ لڑکی ان قزاقوں کی قید سے نکل بھاگیں اور جہاز سے کچھ چیزیں بھی اپنے ساتھ لے کر نکلیں۔ مثلاً یہ خوبصورت سونے اور ہاتھی دانت کا چنگ جس پر فرعون کا طغرہ بنا ہے اور معلوم نہیں اس دوسری زنبیل میں کیا ہے۔''

نیطر طیبہ نے جلدی سے کہا۔ ''اس میں موتی ہیں۔''

کیفر نے کہا۔ ''زنبیل تو بہت بڑی ہے۔ کیا اس میں موتی ہی موتی بھرے ہیں۔ ذرا میں بھی تو دیکھوں۔ مجھ سے ڈرو نہیں۔ میں ایسے لوگوں کی کوئی چیز نہیں لوں گا جنہوں نے مجھے پیٹ بھر کے کھانا کھلایا ہے۔ صحرائیوں کا یہ قاعدہ نہیں ہے۔''

نیطر طیبہ نے جواب دیا۔ ''بابا...... آپ شوق سے دیکھئے۔ مجھے تو اس کا گمان بھی نہ تھا کہ آپ دوسرے کی چیز بے پوچھے لے لیں گے۔ اگر چور ہوتے تو اتنے محتاج مفلس نہ ہوتے اور

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

نہ اتنے بھوکے ہوتے۔ لیکن بابا کیفر میں تو سمجھتی تھی کہ آپ نابینا ہیں۔ آپ کی نظر میں موتی اور سنگ ریزے برابر ہوں گے۔''

کیفر نے کسی قدر ہنس کر کہا۔ ''بیٹی نفرطی! سوجھتا نہیں ہے تو کیا، موتی کی پہچان مجھے اور طرح بھی آتی ہے۔'' اتنا سن کر نیطر طیبہ نے موتیوں کی زنبیل کیفر کے سامنے رکھ دی۔ کیفر نے موتیوں کی لڑیاں نکالنی شروع کیں۔ کبھی ان کو انگلیوں سے ٹٹولا کبھی سونگھا کبھی ان کو زبان لگا کر چکھا۔ خاص کر ان بڑے موتیوں کو جو کپڑے میں علیحدہ لپٹے ہوئے تھے۔ جب یہ موتی دیکھ لئے تو جہاں سے انہیں نکالا تھا پھر وہیں رکھ دیا اور کہنے لگا۔

''خاتون آشتی! تعجب ہے کہ ان شامی قزاقوں اور بردہ فروشوں نے تمہارا پیچھا نہیں کیا کیونکہ یہ موتی چاہے ان کے ہوں یا تمہارے، اتنی قیمت کے ہیں کہ ایک سلطنت ان سے مول لی جا سکتی ہے۔''

آشتی بولی۔ ''مگر ان کو کھا کر بھوک تو نہیں مٹے گی۔''

کیفر نے کہا۔ ''یہ ٹھیک ہے لیکن ان کو بیچ کر اتنی چیزیں خرید سکتی ہو کہ کھائی بھی نہ جائیں گی۔''

آشتی نے کہا۔ ''جنگل میں موتیوں کا خریدنے والا کون بیٹھا ہے۔''

کیفر بولا۔ ''یہ سچ ہے۔ مگر اتفاق سے اس صحرا میں ایک شہر ہے جو یہاں سے کچھ زیادہ دور نہیں ہے۔''

نیطر طیبہ نے بیقرار ہو کر پوچھا۔ ''شہر کا نام نباطہ تو نہیں ہے۔''

کیفر نے کہا۔ ''نباطہ......! نہیں یہ نام نہیں ہے۔ نباطہ کا نام تو میں نے بھی سنا ہے اسے زریں شہر بھی کہتے ہیں۔ کبھی جوانی میں جسے اب سو برس ہونے کو آئے ہیں، وہاں ایک مرتبہ جانا ہوا تھا۔''

نیطر طیبہ نے کہا۔ ''سو برس! اب تو آپ وہاں کا رستہ بھی بھول گئے ہوں گے۔''

کیفر نے کہا۔ ''نہیں کچھ کچھ یاد ہے۔ اگر کوئی پیدل جائے تو سال بھر کا سفر ہے۔ رستے میں بڑے بڑے دشوار صحرا اور گھنے جنگل آتے ہیں۔ بیچ میں بڑی بڑی وحشی اور ظالم قومیں آباد ہیں۔ بہت کم مسافر ان میں سے زندہ بچ کر اس شہر تک پہنچتے ہیں۔''

نیطر طیبہ نے کہا۔ ''لیکن بابا کیفر جو کچھ بھی ہو میں تو ضرور اس شہر کو جاؤں گی۔ چاہے رستے

میں مر ہی کیوں نہ جاؤں۔''

کیفر نے کہا۔ ''بیٹی مجھے یقین ہے کہ تو ضرور اس شہر تک پہنچے گی۔ ضرور پہنچے گی مگر ابھی اس کا وقت نہیں آیا ہے۔ تیرے پاس یہ چنگ موجود ہے۔ تجھے اس کا بجانا اور گانا بھی ضرور آتا ہوگا۔ پھر تیرے پاس موتی بھی ہیں۔ اچھا یہ شہر جس کا میں نے ذکر کیا جو یہاں سے قریب ہے وہاں کے لوگ گانے بجانے پر جان دیتے ہیں اور موتیوں کے بھی بڑے شوقین ہیں۔ مگر نباطہ کا سفر ابھی تین مہینے تک ممکن نہیں۔ جب تک پہاڑوں پر بارش نہ ہو جائے، رستے میں کنویں بالکل خشک ملیں گے اور سفر کرنا ممکن نہ ہوگا۔ اس سے پہلے یہ بہتر ہوگا کہ تم آس پاس کے شہر میں کچھ دنوں کو آباد ہو جاؤ۔ آشتی موتیوں کی تجارت کرے اور تم اس کی بیٹی بن کر چنگ بجانے والی بن جاؤ۔ اب بتاؤ کہ یہ صلاح کیسی ہے؟''

نیطر طیبہ نے کہا۔ ''بابا کیفر! اس صحرا سے باہر تو جہاں آپ کہیں گے وہیں میں آباد ہو جاؤں گی اگر آپ کو رستہ معلوم ہو تو آگے چلئے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔''

کیفر نے کہا۔ ''رستہ مجھے خوب معلوم ہے اور پیٹ بھر کر کھانا جو تم نے کھلایا ہے اس کے بدلے رستہ بتانے کو تیار ہوں۔ اچھا چلو! میرے پیچھے پیچھے چلی آؤ۔'' یہ کہہ کر بڈھے نے اپنی ببول کی لکڑی سنبھالی اور ایسی لمبی لمبی ڈگیں مار کر چلا کہ دونوں عورتوں کو حیرت ہو گئی۔ مگر پیچھے پیچھے برابر چلتی رہیں۔

نیطر طیبہ نے کہا۔ ''آشتی! دیکھو تو اتنی بڑی عمر کے آدمی ہیں اور کیسے تیز چلتے ہیں۔ جب شروع میں آئے تھے تو کیسی مری چال تھی۔''

آشتی نے کہا۔ ''آدمی! یہ آدمی کہاں ہیں۔ یہ تو کسی کی روح ہیں بھلی یا بری۔ فقیر کے بھیس میں ہم تک آئے۔ کھانے کی زنبیل پوری بھری کی بھری نوش جان کر گئے۔ کہیں آدمی کی خوراک اتنی ہوتی ہے اور پھر کہیں آدمی کا یہ کام ہے کہ آج سے سو برس پہلے جوانی کے دیکھے ہوئے شہروں کا حال کہنے بیٹھ جائے اور یہ بھی کہے کہ میرے مردہ شوہر کی روح خواب میں اس کے پاس باتیں کرنے آئی تھی۔ بیٹی بات یہ ہے کہ جس طرح جہاز کے وہ ملاح تھے اسی طرح کے یہ بھی کوئی ہیں۔''

نیطر طیبہ نے کہا۔ ''اگر یہ کسی کی روح ہیں تو اور بھی اچھا ہے کیونکہ ہم کو تو روحوں ہی نے ہر طرح کے خطروں سے اب تک بچایا ہے۔ اگر وہ مہربان نہ ہوتیں تو میں تو اب تک کبھی کی مر چکی

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

ہوتی یا بے عزتی اور بے شرمی کی زندگی کاٹنی ہوتی۔"

آشتی اس وقت تھک گئی تھی۔ کچھ دھوپ سے پریشان تھی گھبرا کر بولی۔

"بیٹی! یہ حال تو آخر میں کھلے گا۔ کیا معلوم آگے کیا ہونے والا ہے۔ اس وقت تو کسی طرح یہ رستہ کٹ جائے اس کے سوا اور کوئی آرزو نہیں۔"

گھنٹوں تک یہ عورتیں رستہ چلتی رہیں۔ یہاں تک کہ شام ہوگئی۔ اب راستہ ریت اور پتھروں کے ایک اونچے ٹیلے پر سے گزرتا تھا۔ تھکی ہاری عورتیں بڑی مشکل سے ٹیلے کی چوٹی پر پہنچیں۔ دم لینے کو ٹھہریں تو دیکھا کہ نیچے ایک نہایت سرسبز اور شاداب وادی ہے اور اس میں ایک بڑا شہر آباد ہے جس کے چاروں طرف شہر پناہ ہے اور جہاں یہ کھڑی ہیں وہاں سے کچھ بہت دور بھی نہیں ہے۔ کیفر جو آگے چل رہا تھا درختوں کے ایک جھنڈ میں پہنچ کر ٹھہر گیا۔ جب یہ عورتیں بھی اس کے قریب پہنچیں تو ان کو ایسی جگہ لے گیا جہاں درخت بہت گھنے اور پاس پاس تھے اور کہنے لگا۔

"بیٹی! اب تم اور آشتی منہ سے نقابیں اٹھا کر یہاں آرام کرو۔ اگر کوئی تم سے پوچھے تو کہہ دینا کہ ہم لوگ غریب ہیں۔ گانا بجانا ہمارا پیشہ ہے۔ سفر سے تھک کر یہاں کچھ دیر دم لینے کو بیٹھ گئے ہیں۔ اور گر مرضی ہو تو موتیوں کی کسی لڑی میں سے ایک چھوٹا سا موتی مجھے نکال کر دو تا کہ شہر میں جا کر میں اسے بیچوں، کچھ کھانے پینے کا سامان لاؤں اور شہر میں تمہارے رہنے کے لئے کسی مکان کا بندوبست بھی کرتا آؤں اس شہر کا نام تات ہے۔"

نیطر طیہ نے بڑی نقاہت سے کہا۔ "پوری ہی لڑی لے جایئے۔"

کیفر نے کہا۔ "نہیں! پوری لڑی درکار نہیں ہے۔ ایک موتی بالکل کافی ہوگا۔ کیونکہ اس شہر میں موتی بڑی قیمت میں بکتا ہے۔"

نیطر طیہ نے ایک لڑی نکالی اور ایک موتی اس میں سے نکال کر کیفر کو دیا یا خود کیفر نے لڑی سے موتی نکال کر ڈورے کے دونوں سرے اس طرح باندھ دیئے کہ سب کو تعجب ہوا کہ اتنی بڑی عمر کا بڈھا۔ پھر نظر میں اتنی قوت کہاں سے آئی۔ موتی لیتے ہی کیفر ڈگیں مارتا ہوا شہر کی طرف چل پڑا۔

آشتی نے کہا۔ "کس کو خبر ہے کہ یہ بڈھا خواہ آدمی ہو یا جن پھر بھی اپنی صورت دکھائے گا یا نہیں۔"

نیطر طیہ نے کچھ جواب نہ دیا۔ وہ بہت ہی تھک گئی تھی۔ ایک درخت کے تنے سے سہارا لے کر اونگھنے لگی۔ آنکھ کھلی تو معلوم ہوا آفتاب غروب ہو چکا ہے۔ اور سامنے کیفر کھڑا ہے اور پاس ہی دو حبشی سائیس زین کسے کسائے دو گدھوں کی لگامیں پکڑے کھڑے ہیں۔

کیفر نے بآواز بلند کہا۔ "مسافر بیویو! سوار ہو جاؤ۔ آپ کے لئے مکان کا بندوبست بھی میں نے کر دیا ہے۔" دونوں عورتیں سوار ہو کر چلتے چلتے شہر کے دروازے پر پہنچیں۔ کیفر کی آواز سنتے ہی دربانوں نے شہر کا دروازہ کھول دیا اور اب ایک لمبے تنگ سے بازار میں سے ہوتے ہوئے ایک مکان کے دروازے پر پہنچے۔ مکان ایک باغ کی چار دیواری کے اندر واقع تھا۔ گدھوں کی پیٹھ سے دونوں عورتوں اتریں اور حبشی گدھوں کو ایک طرف کو لے گئے۔ جب مکان کے اندر آئیں تو معلوم ہوا کہ آرام و آسائش کا سامان جس قدر ہو سکتا ہے سب مہیا ہے اور ایک طرف کمرے میں میز پر طرح طرح کے کھانے چنے ہیں۔ سب سے پہلے دونوں عورتیں کھانے کی میز کے قریب گئیں اور وہاں بیٹھ کر خوب کھانا کھایا اور جب فارغ ہوئیں تو کیفر نے ایک عورت سے جو یہاں کی خادمہ تھی کہا۔

"ان دونوں بیویوں کو ان کی خواب گاہ بتا دو تا کہ وہ آرام کریں۔ میں خود باغ میں سو رہوں گا۔" نیطر طیہ اور آشتی خواب گاہ میں پہنچیں۔ اتنی تھکی ہوئی تھیں کہ کچھ بات چیت نہیں کی۔ پلنگ پر لیٹتے ہی غافل سو گئیں۔

صبح ہوتے ہی نیطر طیہ اور آشتی جاگیں۔ جس کمرے میں سوئی تھیں وہاں سے اٹھ کر دوسرے کمرے میں آئیں اور تھوڑی دیر میں اجلے اجلے کپڑے پہن کر ناشتہ کرنے بیٹھی ہی تھیں کہ جنگل کا بڈھا فقیر کیفر دفعتاً کمرے کے اندر نظر آیا۔ دونوں کو حیرت ہوئی۔ کیونکہ کمرے کے دروازے سے کوئی داخل ہوتا نظر نہ آیا تھا۔

آشتی نے بڈھے کی طرف تعجب سے دیکھ کر کہا۔ "بابا کیفر! آپ تو ایسے چپکے سے چلے آئے کہ کسی کا ہمزاد بھی اتنے چپکے سے کسی کے پاس نہیں آتا۔" اتنا کہہ کر آشتی نے دھوپ کی طرف دیکھا جو دروازے سے کمرے میں آ رہی تھی اور دیکھتے ہی کہنے لگی۔ "اور بابا کیفر آپ کی پرچھائیں کدھر ہے۔"

بڈھے نے بڑی بھاری آواز میں کہا۔ "ساتھ لانا بھول گیا۔ میری تنگ دستی کا حال کیا پوچھتی ہو، پرچھائیں تک نہیں رکھتا مگر دیکھو وہ موجود تو ہے۔ رہا ہمزاد کا مضمون تو یہ ایک راز سر

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

بستہ ہے۔ جب تک خاص علم نہ ہو کسی کو اس کا حال معلوم نہیں ہو سکتا۔ تعجب ہے کہ تمہاری زبان پر یہ نام کیسے آیا۔ سنا ہے کہ مصر میں ایک شہزادی ہے جس کا نام تمہاری اس لڑکی کے نام سے بہت ملتا جلتا ہے۔ اس میں یہ قدرت ہے کہ اپنی ہمزاد کو دیکھ ہی نہیں لیتی بلکہ اپنے قالب سے اسے جدا کر کے انسان کی صورت بنا دیتی ہے۔ مصر کی ملکہ کی نسبت بھی کہ وہ ایک ہمزاد رکھتی ہے اور جب خود مصر سے باہر چلی جاتی ہے تو یہ ہمزاد اس کی جگہ حکومت کرتی ہے اور کسی کو کسی طرح کا فرق ملکہ اور اس کی ہمزاد میں مطلق محسوس نہیں ہوتا اور ملکہ کی ہمزاد کو بھی لوگ ملکہ ہی سمجھتے ہیں۔ مشہور ہے کہ خدائے عمون نے ملکہ کے ساتھ ساتھ اس کی ہمزاد کو بھی پیدا کیا تھا اور ہمزاد جس وقت ملکہ بن کر حکومت کرتی ہے تو ظالموں کے ظلموں کا بدلہ نہایت سنگدلی سے لیتی ہے۔ آشتی بتاؤ کہ جب تم مصر میں کسی کی زرخرید لونڈی تھیں تو کبھی یہ ذکر تم نے بھی سنا تھا۔"

یہ کہہ کر کیفر نے آشتی کی طرف اور آشتی نے کیفر کی طرف دیکھا اور کیفر نے کچھ ہاتھ کا اشارہ ایسا کیا کہ آشتی سر جھکا کر خاموش رہی۔ اس گفتگو سے نیطر طیہ کچھ ڈر سی گئی کہ معلوم نہیں اپنا اور زیادہ حال کھلنے پر کیا آفت آئے اور بات کو ٹالنے کے لئے جلدی سے کہنے لگی۔ "بابا کیفر......! آپ چاہے پرچھائیں سمیت آئیں یا بے پرچھائیں آئیں۔ آپ کا آنا ہمارے حق میں سب طرح سے مبارک ہے۔ ہم آپ کے بے حد شکر گزار ہیں کہ آپ نے یہ نفیس مکان، نوکر چاکر، ہر قسم کے کھانے پینے کا سامان ہمارے لئے مہیا کر دیا۔ کھانا حاضر ہے۔ بھوک ہو تو کھائیے۔"

کیفر نے کہا۔ "نہیں! اب نہیں۔ تم نے خیال کیا ہو گا کہ میں نے کل بھی کچھ نہیں کھایا تھا تین دن میں صرف ایک بار کھاتا ہوں اور جب کھانے بیٹھتا ہوں، تو خوب سیر ہو کر کھاتا ہوں۔ انسان کی زندگی اتنی کم ہے کہ بار بار کھانے میں وقت ضائع کر کے زندگی کو کم کرنا اچھا نہیں۔"

نیطر طیہ نے کہا۔ "افوہ! جب آپ کا یہ خیال ہے جن کی جوانی کو گزرے ہوئے سو برس ہوئے تو پھر ہم کو تو وقت ضائع ہونے کے ڈر سے کھانا ہی چھوڑ دینا چاہئے۔ لیکن بابا کیفر یہ تو بتائیے کہ اس شہر میں رہ کر ہم کریں کیا۔"

کیفر نے کہا۔ "بیٹی! یہ تو میں پہلے ہی تم دونوں کو بتا چکا ہوں۔ آشتی موتی اور قیمتی چیزوں کی دکان کھولے اور تم گانے کا شغل رکھو۔ مگر ہمیشہ سامنے کوئی اوٹ کھڑی کر کے یا پردہ ڈال کر گانا۔ اپنی اچھی صورت کسی کو نہ دکھانا۔ خاص کر یہاں کے بادشاہ کو۔ اچھا، اب مجھ کو دو موتی اور

نکال کر دو تاکہ چند اور ضروری چیزیں بھی تمہارے لئے خرید لاؤں۔ اس کے بعد پھر بہت دنوں تک میری صورت دیکھنے کی تمہیں ضرورت نہ ہو گی۔ لیکن اگر کسی قسم کی تکلیف پہنچے تو جس کمرے میں اس وقت موجود ہو اس کی کھڑکی کے پاس جا کر اپنا یہ چنگ بجانا اور تین مرتبہ کیفر کیفر کہہ کر پکارنا۔ وہاں کوئی نہ کوئی تمہاری آواز سنتا ہو گا اور وہ فوراً مجھ کو صحرا میں اطلاع کر دے گا۔ میں کسی شہر یا بستی میں نہیں رہتا۔ صحرا میرا مسکن ہے۔ خبر پہنچتے ہی تمہاری مدد کو آ جاؤں گا۔"

نیطر طیہ نے کہا۔ "بابا...... میں آپ کی بہت احسان مند ہوں اور جو کچھ آپ نے فرمایا ہے اسے نہ بھولوں گی۔ مگر معاف کیجئے گا۔ ایسا شخص جو اتنا......!"

آگے کچھ کہنے کو تھی مگر رک گئی۔

کیفر نے کہا۔ "ہاں بیٹی نفرطی تم یہی کہنے کو تھیں کہ ایسا آدمی جو اتنا بڈھا اور مفلس ہو، وہ کسی عورت یا مرد کی کیا مدد کر سکتا ہے مگر کسی بات کی ظاہری حالت سے اس کا اندازہ نہ کیا کرو۔ عمدہ شراب اکثر مٹی کے مٹکوں میں سے نکلا کرتی ہے۔ چقماق دیکھنے کو ایک ٹھنڈا پتھر ہے، مگر جو چنگاریاں اس میں پوشیدہ ہیں۔ وہ ایک شہر کو پھونک سکتی ہیں۔"

اس پر نیطر طیہ نے کہا۔ "اسی طرح ایک بادیہ گرد جو بھوک میں اپنا سایہ تک کھا جائے دوسرے آوارہ گردوں کی مدد کر سکتا ہے۔ بابا کیفر......! گو میں کم سن ہوں مگر ایسی ایسی مصیبتیں اٹھا چکی ہوں اور تھوڑے دنوں کی بات ہے کہ پردۂ غیب سے ایک ہاتھ نے مجھ ڈوبتی کو اس طرح کنارے لگایا کہ جو کچھ آپ فرما رہے ہیں میں اس کا حرف حرف خوب سمجھتی ہوں۔"

کیفر نے کہا۔ "شام والے سمندر کے قزاقوں نے تم ڈوبتی کو ترایا ہو گا۔ اچھا، خدا حافظ! اب ان موتیوں کو بیچ کر میں تمہارے لئے ضروری چیزیں خریدنے جاتا ہوں اور پھر اپنے جنگل کو کچھ دنوں کے لئے چلا جاؤں گا۔ جو کچھ میں نے کہا ہے اسے یاد رکھنا اور جب تک پہاڑوں پر مینہ نہ بولنے لگے اور کنوؤں میں پانی نہ ہو جائے، اس شہر سے باہر قدم نہ نکالنا۔ خدا حافظ خاتون آشتی! جب میں یہاں پھر آؤں گا، تو ہمزاد کی باتیں تم سے ہوں گی اور جب تک عمون (تمہارے خدا کا یہی نام ہے نا) تم کو اپنی حفظ و امان میں رکھے۔"

اتنا کہہ کر جنگل کا یہ بڈھا چلتا ہوا۔ جب وہ گھر سے نکل کر دروازہ کو بھیڑتا ہوا چلا گیا تو نیطر طیہ نے کہا۔ "آشتی! آخر یہ کون بشر ہے۔"

آشتی نے جواب دیا۔ "بشر......! میں تو تم سے پہلے ہی کہہ چکی ہوں کہ یہ آدمی نہیں ہے

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

www.paksociety.com

کہیں آدمیوں میں اتنی قدرت ہوتی ہے کہ اپنی پرچھائیں کو جب چاہیں چادر کی طرح کھول کر بچھا دیں اور جب چاہیں اسے اٹھا کر چل دیں۔ یہ کوئی دیو یا جن ہے۔ جس نے فقیر کا بھیس اختیار کیا ہے۔"

نیطر طیبہ نے کہا۔" دیو ہو یا جن۔ ہمارے ساتھ تو اس نے اس مصیبت میں احسان ہی کیا ہے۔ اور میں اس کی بے حد شکر گزار ہوں۔"

آشتی نے کہا۔" یہ سب حال آخر میں کھلے گا۔"

یہ دونوں عورتیں اسی بڈھے فقیر اور ان عجیب وغریب باتوں کا جو پیش آ رہی تھیں بڑی دیر تک ذکر کرتی رہیں۔ جب کوئی ایک گھنٹہ گزر گیا تو بہت سے مزدور سروں پر صندوق اور گٹھڑیاں رکھے ہوئے مکان میں آئے۔ جب ان صندوقوں اور گٹھڑیوں کو کھولا تو کسی میں دیبا وحریر، زربفت اور کمخواب کے تھان، کسی میں رنگین سنہری اور روپہلی چمڑوں کے ٹکڑے، کسی میں عطر کی شیشیاں، کسی میں ملک شام کے برنجی ظروف بھرے تھے۔ دو تین مزدور تانبے کے نقشیں بڑے بڑے خم سروں پر رکھے آئے۔ ان چیزوں کے علاوہ اور بہت سامان اتنا تھا کہ بڑے سے بڑے سوداگر کی دکان میں بھی نہ نکلے۔

مکان میں جو بڑا کمرہ بازار کی طرف تھا وہاں یہ کل سامان مزدوروں نے فرش پر یا الماریوں میں سجا دیا۔ اس کے بعد یہ لوگ چلے گئے۔ مزدوری کسی نے بھی نہ مانگی۔ تھوڑی دیر گزری تھی کہ ایک آدمی گھوڑے پر سوار جدھر جعفری کے پیچھے آشتی اور نیطر طیبہ بیٹھی تھیں آیا اور گھوڑے سے اتر کر بہت جھک کر سلام کیا اور جیب سے ایک بڑا سا کاغذ نکال کر ایک میز پر جو قریب بچھی تھی رکھ کر جدھر سے آیا تھا اسی طرف چلا گیا۔ اس کے جانے پر آشتی نے جعفری کا دروازہ کھول کر وہ کاغذ اٹھا لیا۔ کاغذ میں جو کچھ لکھا تھا اس کو آشتی نے آسانی سے پڑھ لیا۔ کیونکہ یہ تحریر مصری زبان میں تھی۔ عبارت یہ تھی۔

" مکان محولہ بالا اور اس کی زمین اور جس قدر سامان اس میں ہے ان سب کی قیمت کیفر بادیہ گرد کو تین موتی اور ایک وقت کا پیٹ بھر کھانا جس میں روٹی، گوشت اور کھجوریں تھیں وصول ہوا۔"

اس عبارت کے نیچے ایک بہت بڑی مہر سرخ لاکھ کی لگی تھی۔ مہر کے نقش نقش میں ایک چھوٹے سے جانور کی شکل تھی جو اگلے دونوں پنجوں میں ایک گیند کو پکڑے تھا۔ یہ گیند یا گولا رب

ع یعنی خدائے شمس کا نشان تھا۔

نیطر طیبہ نے مہر کو غور سے دیکھ کر کہا۔" یہ مہر تو کسی بھیک مانگنے والے فقیر کی نہیں ہو سکتی گو م کیفر ہی لکھا ہوا ہے۔"

آشتی بولی۔" اگر اس شہر میں چھوٹے چھوٹے موتیوں کی اتنی قیمت اٹھ سکتی ہے تو بڑے وتیوں کا تو کیا پوچھنا ہے۔ اچھا بس، جو کام کیفر نے بتایا ہے وہ شروع کرنا چاہئے۔ وقت نازک ہے۔ موتیوں اور اس قیمتی مال پر زندگی بسر نہیں ہو سکتی۔"

غرض نیطر طیبہ دختر عمون مصر کی ملکہ اور اس کی دوا آشتی مصر کی مشہور ساحرہ تات کے شہر میں سوداگری کا پیشہ کرنے لگیں۔

☆......☆......☆

دکانداری کا طریقہ یہ تھا کہ روز صبح کو اور سہ پہر کو آشتی منہ پر نقاب ڈالے اور ایک خادمہ جو پہلے سے اس مکان میں رہتی تھی باری باری ایک ایک گھنٹے کے لئے دکان کی آراستہ چیزوں میں ایک طرف بیٹھ جایا کرتیں۔ اگر کوئی گاہک آیا اور اس نے کوئی چیز مانگی تو اس کے ہاتھ فروخت کر دی۔ قیمت میں لوگ یا تو سونے کے ذرے جو مثل ریت کے باریک ہوتے تھے مٹھیاں بھر بھر کر دیتے تھے۔ یا جیسا مال ہوا اسی قیمت کی کوئی چیز قیمت میں پیش کرتے تھے مال بیچنے کے علاوہ اگر سامنے سے کوئی بیچنے والا گزرا تو اس سے مال خرید بھی لیا کرتی تھیں۔ جب دکان بند کرنے کا وقت قریب آتا تو جعفری کے پیچھے بیٹھ کر نیطر طیبہ اپنا چنگ بجانا شروع کرتی اور اس کے ساتھ گاتی بھی جاتی۔ جالیوں میں سے باہر کا کوئی آدمی اس کی صورت نہ دیکھ سکتا۔ جس وقت گانا شروع کرتی تو تمام بازار میں سناٹا ہو جاتا۔ دکان کے سامنے جتنے لوگ جمع ہوتے وہ بالکل بت بن کر گانا سنتے۔ ایسی شیریں آواز ان کے فرشتوں نے بھی کبھی نہ سنی تھی۔ صبح شام آدمیوں کے ٹھٹ لگ جاتے۔ سارے شہر میں بلکہ شہر سے باہر دور دور نیطر طیبہ کے گانے کی دھوم ہوگئی۔ گانا ختم ہوتے ہی دکان بند کر دی جاتی تھی۔ کل مال واسباب نوکروں کو سپرد کر کے آشتی اور نیطر طیبہ دکان کے پیچھے کے کمروں میں چلی جاتیں۔ یہاں آ کر کھانا کھاتیں اور کھانے سے فارغ ہو کر گھر کی چار دیواری کے اندر جو پر فضا باغ تھا اس کی سیر میں مصروف ہوتیں۔

اسی طرح دن پر دن گزرنے لگے۔ موتی بہت کم بکے۔ جو بکے بھی وہ چھوٹی قسم کے تھے۔ بڑے موتی یونہی رہے۔ ان کا خریدار کوئی پیدا نہ ہوا۔ مگر قیمت چھوٹے چھوٹے موتیوں کی بھی

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

سونے کے ذروں اور سونے کی اینٹوں میں اتنی ملتی تھی کہ تھوڑے ہی دنوں میں نیطر طیبہ اور آشتی نے اتنی دولت جمع کر لی کہ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ وہ کس کام آئے گی۔ یہ شہر بھی بہت امن و عافیت کا مقام تھا۔ ان عورتوں کو ٹھگنے اور ستانے کی فکر کسی کو نہ تھی۔ شاید اس کی ایک وجہ یہ بھی ہو کہ لوگ ان سے ڈرتے تھے اور کہتے تھے کہ خدا جانے یہ پردیسیں کس ملک سے ادھر آ نکلی ہیں۔ ایک خبر یہ بھی اڑ گئی تھی کہ مصر کے خداؤں میں سے کوئی بڑا خدا ان کا خاص طور پر محافظ و نگہبان ہے۔

شہر میں یہ خبریں لوگوں کو کیونکر معلوم ہوئیں اس کا حال کسی پر روشن نہ تھا۔ مگر نتیجہ ان کا اتنا ضرور ہوا کہ ان عورتوں کو کسی طرح کا نقصان یا گزند نہ پہنچا۔ شہر میں اب یہ موتی والیوں کے نام سے مشہور ہو گئیں۔ ظاہر میں گو ان کا کوئی محافظ نہ تھا مگر ایسے گاہک بھی جو چیز ادھار لے جاتے تھے بہت جلد آ کر قیمت ادا کر دیتے تھے۔ نوکر بھی ان موتی والیوں کے جتنے تھے وہ ایماندار اور وفادار نکلے۔ غرض اس طرح آشتی اور نیطر طیبہ اس شہر میں آباد ہو کر تجارت کرتی رہیں۔ اپنے دلی راز کسی پر انہوں نے ظاہر نہ کئے اور اس امید میں زندہ رہیں کہ ایک وقت اس شہر سے نکلنے کا بھی آنے والا ہے لیکن گھر کی چار دیواری سے باہر کسی نے قدم نہ نکالا۔

حقیقت یہ تھی کہ جس زمانہ میں آشتی اور نیطر طیبہ اس شہر میں وارد ہوئی ہیں۔ تو یہاں کا بادشاہ ایک دوسرے بادشاہ سے جس کی علمداری سمندر کے کنارے تھی لڑنے گیا ہوا تھا۔ جب ان عورتوں کو یہاں آئے ہوئے کئی مہینے گزر لئے تو یہ بادشاہ جس کا نام جانیس تھا دشمن پر فتح پا کر اپنے شہر کو واپس آیا اور آتے ہی اس فتح کی خوشی میں اس نے ایک دن جشن کا مقرر کیا۔

جانیس جشن فتح کی تیاریوں میں مصروف تھا کہ درباریوں میں سے کسی نے پردیس کی ان موتی والیوں کا ذکر کیا۔ بادشاہ نے اس خیال سے کہ جشن کا موقع ہے عمدہ قسم کے موتی بھی خریدنے مناسب ہوں گے۔ ایک دن بھیس بدل کر وہ ان عورتوں کی دکان پر گیا اور آشتی سے کہا۔

''ہم موتی دیکھنے آئے ہیں۔ عمدہ موتی ہوں تو دکھاؤ۔''

یہ وقت وہ تھا کہ آشتی دکان بند کر چکی تھی اور نیطر طیبہ نے چنگ بجانا شروع کر دیا تھا اور اس کے ساتھ گانے بھی لگی تھی۔ بادشاہ نیطر طیبہ کی شیریں آواز سنتے ہی ایسا بے خود ہوا کہ موتی خریدنے بھول گیا۔ جب نیطر طیبہ گا چکی تو آشتی منہ پر نقاب ڈالے اٹھی۔ اور ان سب لوگوں کی طرف جو دکان کے سامنے جمع ہو گئے تھے شکریہ کی نظر سے سر جھکایا اور پھر نوکروں کو حکم دیا کہ

مال کے صندوقچے بند کر کے مکان کے اندر پہنچا دیئے جائیں۔ یہ سن کر جانیس نے آشتی سے کہا۔

''مگر میں موتی خریدنے آیا ہوں۔ اگر تمہارے پاس عمدہ موتی ہیں تو دکھاتی کیوں نہیں۔''

آشتی نے جانیس کی زرد اور منحوس سی صورت اور گفتگو کا ناشائستہ انداز دیکھ کر کہا۔

''موتی دیکھنے ہوں تو تیسرے پہر تشریف لائیں۔ اب وقت نہیں رہا۔ بے وقت تو اس شہر کا بادشاہ بھی آئے تو مال نہیں بیچوں گی۔''

جانیس نے بگڑ کر کہا۔ ''عورت تو بہت بڑھ چڑھ کر بات کرتی ہے۔''

آشتی نے کہا۔ ''یونہی سہی۔ مگر جو کہتی ہوں اس میں فرق نہیں ہو سکتا۔'' اتنا کہہ کر آشتی مکان کے اندر چلی گئی۔

خلاصہ یہ کہ تیسرے پہر بادشاہ پھر موتی والیوں کی دکان پر آیا۔ اب موتی خریدنے کی نیت نہ تھی جتنا اس بات کا شوق تھا کہ جو اچھی آواز صبح سنی تھی وہی پھر سننے میں آئے۔ مگر آتے ہی آشتی سے پھر یہی کہا۔

''موتی دکھاؤ۔'' آشتی نے دو تین لڑیاں سامنے رکھ دیں۔ جانیس نے دیکھ کر کہا۔ ''یہ موتی چھوٹے بہت ہیں۔''

آشتی نے بڑے موتیوں کی لڑیاں دکھائیں۔ مگر جانیس کو یہ موتی بھی پسند نہ ہوئے۔ کچھ دیر تک یہی ہوتا رہا۔ آخر کار آشتی نے اپنی جیب سے کپڑے میں لپٹے ہوئے بڑے بڑے موتی نکالے۔ بادشاہ ان موتیوں کو دیکھ کر خوش ہو گیا۔ ایسے موتی اس نے کبھی پہلے نہ دیکھے تھے۔ قیمت پوچھی۔ آشتی نے بہت بے پروائی سے کہا۔

''ان کی قیمت اتنی ہے کہ شاید آپ سننا گوارا نہ کریں گے۔ کیونکہ ان کی مثل موتی شاید ہی دنیا میں کہیں نکلیں۔''

غرض جب آشتی نے ان کی قیمت بتائی تو جانیس حیرت سے دو قدم پیچھے ہٹ گیا اور حقیقت میں آشتی نے جو قیمت مانگی تھی وہ بہت تھی۔ تقریباً اس ملک کی آمدنی کا چوتھائی حصہ ہوتی تھی، جو حال ہی میں جانیس نے فتح کیا تھا۔

جانیس نے کہا۔ ''تم قیمت بتاتی ہو یا مذاق کرتی ہو۔ کچھ کمی بھی تو کرو۔''

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

آشتی نے کہا۔ ''نہ میں مذاق کرتی ہوں اور نہ قیمت کم ہو سکتی ہے۔'' اتنا کہہ کر آشتی نے موتی اپنی جیب میں رکھ لئے۔

جانیس کو اس پر بہت غصہ آیا اور کہنے لگا۔ ''تم کو معلوم بھی ہے کہ میں اس ملک کا بادشاہ ہوں۔ جس وقت چاہوں بلا قیمت یہ موتی تم سے لے سکتا ہوں۔''

آشتی کے چہرے پر کوئی علامت تعجب کی ظاہر نہیں ہوئی اور اس نے جانیس کی طرف دیکھ کر کہا۔

''اچھا...... آپ یہاں کے بادشاہ ہیں۔ مجھے اس کا گمان بھی نہ گزرا تھا۔ اگر آپ میرا مال اس طرح خریدنا چاہتے ہیں جیسا کہ آپ نے ابھی فرمایا تو پھر آپ رعایا کے بادشاہ نہیں چوروں کے بادشاہ سمجھے جائیں گے۔''

یہ فقرہ جن لوگوں نے سنا بے اختیار ہنس پڑے۔ جانیس نے اس وقت مناسب سمجھا کہ خود بھی بات کو مذاق میں اڑا دے۔ چنانچہ سب کے ساتھ وہ بھی ہنسنے لگا اور اب پھر موتیوں کا مول تول شروع ہوا۔ کوئی بات طے نہ ہوئی تھی کہ مقررہ وقت پر نیطر طیبہ نے اوٹ کے پیچھے بیٹھ کر حسب معمول چنگ پر گانا شروع کیا۔

بادشاہ نے گانے کی آواز سنتے ہی آشتی سے کہا۔

''اچھا بس! کل ان موتیوں کی قیمت تمہیں پہنچ جائے گی۔ اب تو میں یہ گانا سنتا ہوں جو انمول ہے۔''

جانیس گانا سننے میں بالکل محو ہو گیا۔ نیطر طیبہ بھی اتفاق سے آج بہت ہی جوش کے ساتھ گا رہی تھی۔ جانیس چپکے چپکے کھسک کر اوٹ کے قریب پہنچ گیا اور اوٹ کی جالیوں میں انگلیاں ڈال کر اس کے سہارے اس طرح کھڑا ہوا کہ گویا گانے کے اثر سے کسی بات کا ہوش نہیں رہا ہے۔ پھر قصداً یا اتفاق سے کچھ اس طرح بیتاب ہو کر پیچھے کو ہٹا کہ خود بھی اور وہ جالی کی اوٹ بھی دونوں دھم سے فرش پر آ رہے۔ جانیس فوراً سنبھل کر اٹھا مگر دیکھتا کیا ہے کہ نیطر طیبہ بے نقاب زرق برق لباس پہنے سونے اور ہاتھی دانت کا چنگ ہاتھ میں لیے اس کی تاروں پر انگلیاں دوڑا رہی ہے۔ جس قدر لوگ وہاں موجود تھے ان کو ایسا معلوم ہوا کہ بادل ہٹ گیا اور نیطر طیبہ کے حسن نے شعاع آفتاب کی طرح چمک کر سب کی نظروں کو خیرہ کر دیا۔ تھوڑی دیر تک سب چپ رہے۔ پھر مجمع سے ایک آدمی نے کہا۔

''لوگو! یہ گانے والی نہیں۔ یہ تو کسی ملک کی ملکہ ہے۔''

دوسرے آدمی نے کہا۔ ''یہ انسان ہی نہیں، آسمان کی دیبی ہے۔'' جب تک یہ فقرے ؤں کی زبان سے نکلیں نیطر طیبہ غائب ہو چکی تھی۔ جانیس کا یہ حال تھا کہ منہ کھلا تھا اور پھٹی نکھوں سے نیطر طیبہ کی طرف ٹکٹکی باندھے شرابی کی طرح جھوم رہا تھا۔ جب نیطر طیبہ چلی گئی تو تی سے پوچھنے لگا۔

''کیا یہ حسین لڑکی تمہاری لونڈی ہے۔''

آشتی نے کہا۔ نہیں میری بیٹی ہے۔ آپ نے بہت برا کیا کہ اوٹ گرا کر اس کی صورت کھی، آپ کو یہ حق نہ تھا۔''

جانیس نے کہا۔ ''مجھے سب حق ہے۔ تمہاری اس بیٹی کو میں اپنی ملکہ بنانا چاہتا ہوں۔ بس بات اچھی طرح سمجھ لو۔ اس میں فرق نہ ہوگا اور تمہیں اس کے انعام میں اتنا ہی سونا چاندی وں گا جتنا ان موتیوں کی قیمت میں دینے کا وعدہ کیا ہے۔''

''آشتی نے جانیس کی طرف گھور کر دیکھا اور کہا۔

اور بادشاہوں کے دل میں بھی یہی ارمان پیدا ہوا تھا۔ حالانکہ وہ آپ سے کہیں زیادہ نعام و اکرام کا وعدہ کرتے تھے۔''

جانیس کو اس فقرہ پر ایسا طیش آیا کہ قدم بڑھا کر آشتی پر ہاتھ چلانا چاہا مگر فوراً ہی اس قصد ے باز آیا اور کہنے لگا۔ ''تم نے ایک معقول سوال کا نہایت گستاخی سے جواب دیا ہے۔ اس کا یال تو کیا ہوتا کہ تم کو یہاں کوئی اتنا بھی نہیں جانتا کہ کون ہو اور کہاں سے آئی ہو۔ اور پھر دماغ یں اتنی نخوت سمائی ہے۔ خیر اس وقت بہت لوگوں کی نظریں اس طرف پڑ رہی ہیں زیادہ بات رنی نہیں چاہتا۔ کل اس معاملہ میں گفتگو کروں گا۔ اس وقت تک کوئی تمہارا مزاحم نہ ہوگا۔''

آشتی نے جواب دیا۔ ''آپ کی گفتگو فضول ہوگی۔'' مگر جب تک آشتی اتنا کہے جانیس وانہ ہو گیا تھا۔

آشتی اٹھ کر گھر میں گئی۔ نیطر طیبہ اس وقت باغ میں جا بیٹھی تھی۔ آشتی نے پاس جا کر کل ل بیان کیا۔

نیطر طیبہ ڈر کر کہنے لگی۔ ''کیا اچھا ہوتا جو جنگل کا وہ فقیر کیفر اس وقت موجود ہوتا۔ معلوم ہوتا ہے کہ میں پھر کسی بلا میں گرفتار ہوا چاہتی ہوں۔ اس جانیس بدبخت سے بھی مجھے ایسی ہی نفرت

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

معلوم ہوتی ہے۔ جیسے ثوران اور اماثل شہزادہ کوش سے تھی۔ اس جانیس کا اتنا مقدور کہ مجھے اپنی ملکہ بنائے۔''

آشتی نے کہا۔ ''تو بہتر یہی ہے کہ آج ہی رات کو یہاں سے نکل کر صحرا کا راستہ پکڑیں۔ یہ تو تم جانتی ہو کہ جو مرد تمہاری صورت دیکھ لیتا ہے اس کا کیا درجہ ہوتا ہے۔''

نیطر طیبہ نے کہا۔ ''کوش کے شہزادہ کا جو درجہ ہوا وہ جانتی ہوں اور ثوران پر میری ہمزاد کے ہاتھوں جو کچھ گزر رہا ہے اسے بھی سمجھتی ہوں اور اب یہ جانیس پیدا ہوا ہے اس کا حال بھی ان دونوں سے بہتر نہ ہوگا۔''

آشتی بولی۔ ''سچ کہتی ہو۔'' اتنا کہہ کر کچھ خیال آیا۔ گھر میں جا کر نوکروں سے کچھ پوچھنے لگی۔ پھر نیطر طیبہ کے پاس آ کر کہا۔ ''یہاں سے نکلنا ممکن نہیں۔ چاروں طرف فوج کا پہرا بیٹھا ہے گھر سے کچھ ملازمائیں باہر نکل جانا چاہتی تھیں۔ سب کو واپس آنا پڑا۔ کہتی ہیں کہ بادشاہ کا حکم ہو گیا ہے اس گھر کے دروازے سے کوئی باہر نہ نکلنے پائے۔''

نیطر طیبہ نے کہا۔ ''آشتی! کہو تو چنگ بجا کر کیفر کا نام لوں۔ مصیبت کے وقت بلانے کی یہی ترکیب تو وہ بتا گیا ہے۔''

آشتی نے کہا۔ ''ابھی نہیں۔ ممکن ہے اس وقت کا خطرہ آپ سے آپ دور ہو جائے۔ رات کو بادشاہ کے دل میں کوئی بات پیدا ہو اور وہ اپنا ارادہ بدل دے۔ اس صورت میں کیفر کو طلب کرنا بے سود ہوگا اور ممکن ہے کہ بیکار بلانے پر وہ ناراض ہو۔ اب چلو، کھانا تیار ہے۔''

نیطر طیبہ اور آشتی باغ سے اٹھ کر کمرے میں جا کر کھانے بیٹھی ہی تھیں کہ ایک غل سنائی دیا۔ کمرے کے باہر روشنی تھی۔ اس روشنی میں دیکھا کہ دو خواجہ سرا اور ان کے ساتھ بہت سی خواصیں کمرے کے اندر گھسی چلی آتی ہیں۔

نیطر طیبہ فوراً کمرے سے خنجر نکال کر ایک خواجہ سرا کی طرف جو سب کا سردار معلوم ہوتا تھا بڑھی، یہ خواجہ سرا جو بہت بڈھا تھا اور اس کے سر کے بال بالکل سپید ہو گئے تھے۔ نیطر طیبہ کو دیکھ کر ڈرا نہیں بلکہ بہت ادب سے سلام کر کے اور گردن جھکا کر کہنے لگا۔

''حضور! یہ سر حاضر ہے۔ مقابلہ کی مجھے مجال نہیں۔ نہ تلوار رکھتا ہوں نہ سپر، جب چاہے تن سے سر جدا کر دیں۔ لیکن بادشاہ کے حکم سے سرتابی کیونکر ممکن ہے، آپ کو اور نہ آپ کے متعلقین کو کسی قسم کا ضرر پہنچانا مقصود ہے۔ بادشاہ سلامت کی صرف یہ خواہش ہے کہ اس مکان کو چھوڑ کر

آپ محل شاہی میں تشریف لے چلیں۔ حضور کا حسن و جمال اور یہ شاہانہ وجاہت اس امر کی مقتضی نہیں ہے کہ بازار میں سکونت رکھیں۔ اسی بنا پر ارشاد ہوا ہے کہ حضور کو اور حضور کے جس قدر ہمراہی ہیں ان کو مع ان کے مال و اسباب کے قصر شاہی میں جگہ دی جائے۔ اگر اس امر میں کوئی اعتراض ہو تو حضور خود بادشاہ سلامت سے گفتگو کر سکتی ہیں۔''

آشتی نے نیطر طیبہ سے کہا۔ ''بیٹی! خنجر تو نیام میں رکھ لو۔ ان غلاموں سے بات کرنا بیکار ہے۔ حالت مجبوری کی ہے اور بادشاہ کے محل کو چلنے کے سوا اب کوئی چارہ نہیں۔''

چنانچہ جب نیطر طیبہ اور آشتی اپنے برقعے اوڑھے، منہ پر نقابیں ڈال کر گھر سے نکلیں، تو دروازے پر دو پالکیاں تیار کھڑی تھیں۔ دونوں مع اپنے مال و متاع و جواہرات کے پالکیوں میں سوار ہوئیں۔ خواجہ سراؤں کے ساتھ جو خواصیں تھیں انہوں نے گھر کا باقی اسباب سنبھالا اور گھر کو خالی کر نیطر طیبہ کے نوکروں کے ساتھ محل کی طرف روانہ ہوئیں۔ راستوں میں دونوں طرف سپاہیوں کی صفیں کھڑی تھیں۔ ان راستوں کو طے کر کے آخر کار سب محل کے دروازہ میں داخل ہوئے۔ داخل ہوتے ہی دروازے بند کر دیئے گئے۔ بہت سی سیڑھیاں چڑھنے کے بعد پالکیاں ایک بڑے عالیشان کمرے کے سامنے رکھی گئیں۔ اندر چاندی کے شمع دان اور فتیل سوز روشن تھے۔ ان میں خوشبودار تیل جل رہا تھا۔ بادشاہ کے ملازم اور نیطر طیبہ کے نوکر کمرے میں سامان رکھنے اور آراستہ کرنے میں مصروف ہوئے۔

کل سامان بہت جلد قرینے سے لگا دیا گیا۔ اور اب آشتی اور نیطر طیبہ کے لئے خاصہ مع شراب کے حاضر کیا گیا۔ اس وقت یہ دونوں اس کمرے میں تنہا تھیں اور دونوں کھڑی ایک دوسرے کا منہ تکتی تھیں۔ نیطر طیبہ نے اپنا چنگ جسے وہ اپنی ساتھ ہی لائی تھی اٹھا کر آشتی سے کہا۔

''کہو تو اسے بجا کر کیفر کا نام لوں۔ دیکھو اس کمرے میں ایک کھڑکی بھی اسی وضع کی ہے جس کا کیفر نے ذکر کیا تھا۔''

آشتی نے کہا۔ ''نہیں ابھی نہیں! سب باتیں پوری معلوم ہو جانے دو۔ پھر کیفر کو بلانا۔'' آشتی کی زبان سے یہ جملہ نکلا ہی تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور جانیس رخت شاہی سے آراستہ کمرے میں داخل ہوا۔

کمرے کے وسط میں ایک حوض سنگ مرمر کا تھا جس میں نہایت صاف وشفاف پانی بھرا تھا۔ یہ حوض یا تو ان شہزادیوں اور بیگمات کے نہانے کا تھا جو یہاں کبھی رہا کرتی تھیں یا محض

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

کمرے کو سرد رکھنے کے لیے تعمیر ہوا تھا۔ نیطرطیہ اور آشتی اس حوض کے ایک کنارے کھڑی تھیں۔ بادشاہ جانیس دوسری طرف آ کر کھڑا ہوا۔ بیچ میں پانی حائل تھا۔ بادشاہ نے آتے ہی تین مرتبہ نیطرطیہ کے سامنے سر جھکایا اور پھر سر اونچا کر کے کہنے لگا۔

”اے شعلہ حسن! میں کس نام سے آپ کو خطاب کروں۔ آپ کے ملازموں سے معلوم ہوا ہے کہ آپ کا نام نفرطی ہے۔ مصر کی آپ رہنے والی ہیں۔ معلوم نہیں یہ نام انہوں نے درست بتلایا ہے یا غلط۔ بہرکیف میں معافی کا خواستگار ہوں۔ اس میں مطلق کلام نہیں کہ میرا آپ کو یہاں طلب کرنا سخت ناگوار خاطر ہوگا۔ لیکن عذر گناہ صرف یہی ہے کہ دل پر قابو نہ تھا۔ اسے خوش قسمتی سمجھئے یا بدقسمتی، لیکن جب سے آپ کی صورت دیکھی ہے دل یہی چاہتا ہے کہ پھر اس صورت کو دیکھوں اور عمر بھر دیکھے جاؤں۔ اے نازنین جب سے تیرا دیدار ہوا ہے عشق کی دیوی نے جسے مصر کے لوگ ربہ حاسر کہتے ہیں میری گردن میں طوق غلامی ڈال دیا ہے۔ اب دولت، حکومت یا کسی دوسری عورت کی خواہش مجھے مطلق نہیں رہی۔ اب اس دل میں تم ہی تم ہو۔ میں تمہیں کسی طرح کی تکلیف یا نقصان نہیں پہنچاؤں گا۔ اپنی نصف سلطنت کا میں آپ کو مالک کرتا ہوں اور آپ کو اور صرف آپ کو میری ملکہ بننا ہوگا۔ اب جو کچھ کہنا ہو وہ کہیں۔“

نیطرطیہ نے جواب دیا۔ ”بادشاہ جانیس! یہ کیسا خیال باطل آپ کے ذہن میں پیدا ہوا ہے کہ ایک معمولی گانے بجانے والی کو آپ اپنی ملکہ بنائیں، جو ایک موتی بیچنے والی عورت کی لڑکی پھرتی پھراتی آپ کے شہر میں آ نکلی ہے۔ اس خیال سے درگزر کیجئے اور اپنی ملکہ کسی معزز اور شاہی گھرانے کی لڑکی کو بنائیے۔ بادشاہوں اور تاجداروں سے خط کتابت کیجئے۔ مثلاً ثوران بادشاہ مصر ہے۔ اس کی کئی بیٹیاں ہیں۔ کسی لڑکی سے عقد کا پیغام بھیجئے۔ یا شام کے والیان ملک یا ولایت لبنان میں بیلوس کے بادشاہ یا بلاد کوش میں وہاں کے رؤساء عظام کو یا صحرا کے دوسری طرف مملکت بنت کے شہنشاہ سے بیٹی مانگئے اور اس غریب گانے والی کو اس کے حال پر چھوڑیئے۔“

جانیس نے نیطرطیہ کے آخر جملے کی تکرار کی۔

”غریب گانے والی۔ غریب بھی کیسی جس کے پاس یا جس کی ماں کے پاس ایک درگراں بہا ایسا ہو جس کی قیمت میں ایک ملک کا مالیہ بھی کوئی حقیقت نہ رکھے۔ جس کے چنگ پر سونے کی پری بنی ہو اور پری کے تاج میں مار فرعون کا نقش ہو۔ غریب گانے والی، جس کے خدوخال

اور چہرہ کا نقشہ صاف کہہ رہا ہے کہ شاہان قدیم کی نشانیوں میں کسی بادشاہ کا جگر پارہ ہے۔ جس کی خوشنوائی انسان اور حیوان دونوں کو اپنا متوالا بنا دے۔ بجا ہے، آپ کے مشورے کا بہت منت گزار ہوں۔ لیکن اب تو ایک غریب گانے والی ہی میری قسمت میں اتری ہے۔ اور مجھے امید ہے کہ میری اولاد کو اس بات کی شکایت نہ ہوگی اور نہ اس پر ان کو شرمندہ ہونا پڑے گا کہ ان میں آپ جیسی غریب گانے والی کا خون موجود ہے۔ اور جس نے اپنے سینے پر وہ نقش بنا رکھا ہے جس کی پرستش مصر کے لوگ ہمیشہ سے کرتے آئے ہیں۔ اوٹ کے گرنے کے وقت یہ نقش مجھے بھی نظر آ گیا تھا۔“

یہ گفتگو سن کر نیطرطیہ نے بہت خشک منہ سے جواب دیا۔ ”آپ کی اس قدردانی کی بے حد ممنون ہوں لیکن جو کچھ آپ چاہتے ہیں۔ وہ ناممکن ہے۔ مجھ کو اپنی ہی قوم کے ایک مرد سے الفت ہے اور میں سوائے اس کے کسی دوسرے سے شادی نہیں کر سکتی۔“

جانیس نے کہا۔ ”اچھا، آپ کا چاہنے والا کوئی اور بھی ہے۔ اس کا نام میرے سامنے نہ لیجئے گا ورنہ ملک الموت بن کر اس کی روح قبض کر لوں گا اور دنیا سے اس کا نام و نشان مٹا دوں گا۔ ہائیں......! آپ نے تو اس طرح سر ہلا دیا کہ گویا وہ آپ کا چاہنے والا کوئی بڑا آدمی ہے، مگر اتنا یاد رہے کہ اس کا سب سے بڑا جرم یہ ہے کہ آپ اس سے الفت رکھتی ہیں اور اس جرم کی پاداش میں اسے نیست و نابود کر دوں گا۔ اب پھر سنو! میں تم کو اپنے عقد میں لا کر اپنی ملکہ بنانا چاہتا ہوں۔ چاہے ملکہ بناؤں چاہے نہ بناؤں مگر ہر حال میں تم کو میرا ہو کر رہنا پڑے گا۔ اس وقت تم میرے قابو میں ہو۔ مگر میں مجبور نہیں کرتا۔ غور کرنے کے لئے مہلت دیتا ہوں۔ اگر آج کے تیسرے دن آپ نے میرے تاج و تخت میں شرکت سے انکار کیا تو پھر میرے ساتھ تخت پر جلوس کرنا تو درکنار میری جوتیوں میں بیٹھنا پڑے گا۔“

نیطرطیہ کو اس گفتگو پر اس قدر غصہ آیا کہ منہ سے نقاب اٹھائی اور جانیس کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہنے لگی۔

”تم مجھے بڑے گھرانے کی عورت سمجھتے ہو۔ ہاں بے شک میں ایسی ہی ہوں مگر میرا رتبہ رتبہ کچھ ہی ہو میرا خدا ہر وقت میرے ساتھ ہے اور اسی کے بھروسے پر میں اپنی عصمت پر دل قوی رکھتی ہوں۔ پس اے ذلیل اور کمینے بادشاہ! مجھے میرے حال پر رہنے دے کہیں ایسا نہ ہو کہ میں اپنے خداؤں سے فریاد کروں اور تجھ پر ان کا قہر نازل ہو۔“

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

جانیس نے کہا۔ ''ملکہ......! عشق کا قہر تو نازل کرا ہی چکی ہو۔ باقی جس قدر خدا ہیں ان کا غضب بھی اٹھانے کو تیار ہوں۔ نہ میں آپ کے خداؤں کو مانتا ہوں اور نہ ان کا مجھے ڈر ہے۔ برائی بھلائی جو کچھ ان کو کرنی ہے کریں۔ مجھے اس کی مطلق پروا نہیں۔ لیکن قسم کھا کر کہتا ہوں کہ آج کی رات سے جو تیسری رات آئے گی خواہ ملکہ بن کر اور خواہ باندی بن کر تم کو میرے ساتھ رہنا پڑے گا اور یہ عورت جسے تم اپنی ماں کہتی ہو یہ میری اس قسم کی اور قسم سے جو نتیجہ ہونے والا ہے اس کی شاہد رہے گی۔''

آشتی نے کہا۔ ''بادشاہ سلامت! آپ کی قسم کی تو میں شاہد رہوں گی لیکن آپ کی قسم کا جو نتیجہ ہونے والا ہے اس کا مجھے کیا علم ہو سکتا ہے کہ وہ کیا ہوگا۔ جس ملک کی میں رہنے والی ہوں وہاں کے لوگ مجھے بڑا ساحر مانتے ہیں۔ مجھے علم نہیں کہ سحر مجھ کو کیونکر آیا اور وہ کچھ یقینی چیز بھی نہیں ہے۔ بعض وقت یہ علم میرا تابع ہوتا ہے اور بعض وقت وہ مجھے پوچھتا بھی نہیں۔ لیکن آپ کی خاطر میں اس سے ضرور کام لوں گی۔ کیا آپ اس نتیجہ کو جس کا آپ نے ابھی ذکر کیا پہلے سے معلوم کرنا چاہتے ہیں یعنی یہ جاننا چاہتے ہیں کہ ایک جوان لڑکی کو آپ جبراً ملکہ یا داشتہ عورت بنا سکیں گے یا نہیں۔''

جانیس نے جواب دیا۔ ''اگر اس قسم کے شعبدے تمہیں دکھانے آتے ہیں تو دکھاؤ۔ مجھے دیکھنے میں کیا عذر ہے۔ ضرور دکھاؤ میں دیکھوں گا۔''

آشتی نے کہا۔ ''بہت بہتر ہے لیکن آپ کے اس فرمانے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر اتفاق سے وہ شعبدہ پسند خاطر نہ ہوا تو مجھ کو آپ کوئی الزام نہ دیں گے یہ قول آپ کا ہو چکا۔ اس سے آپ نہیں پھر سکتے۔ اچھا اب حضور اس حوض کے پانی کو غور سے دیکھیں اور میں تمام خداؤں سے اور بالخصوص ان خداؤں سے جو میرے ملک اور وطن کے ہیں التجا کرتی ہوں کہ وہ مجھ پر مہربان ہوں اور آپ کو دکھا دیں کہ آج سے تیسری شب کو جسے آپ شب وصل سمجھ رہے ہیں آپ کس حال میں ہوں گے۔ بیٹی، ذرا چنگ اٹھا کر وہ راگ تو چھیڑ جسے میں نے بڑی محنت سے تجھے سکھایا تھا تاکہ جب تک خداؤں سے میری التجا کا جواب ملے یہ انتظار کا وقت آسانی سے گزر جائے۔''

آشتی حوض کے کنارے گھٹنے زمین پر ٹیک کر کھڑی ہوئی۔ سر جھکا کر دونوں ہاتھ پانی کی طرف پھیلائے۔ نیطر طیبہ نے چنگ بجایا اور ایک غیر زبان کا گیت نہایت شیریں آواز سے گانا

شروع کیا۔ اس نغمے کے الفاظ نہایت دل گداز تھے۔ جانیس کو معلوم ہو رہا تھا کہ اس کے گرم خون میں جو اب تک اس کے جسم میں کھول رہا تھا یہ الفاظ برف کی طرح اپنا اثر پہنچا رہے ہیں اور اس کا خون رگوں میں جمتا چلا جاتا ہے پہلے تو اس کی نظر نیطر طیبہ کی طرف تھی لیکن پھر خود بخود حوض کے پانی پر جم گئی۔

اور دیکھو، پانی کی سیاہ سطح پر ایک دھواں سا اٹھا اور جب وہ دھواں جاتا رہا تو آئینہ کی طرح اس پر ایک تصویر نظر آئی۔ تصویر میں دیکھا کہ وہ خود ایک طرف بالکل برہنہ زخموں سے چور ایک مفلس کی بے گور و کفن لاش کی طرح پڑا ہے۔ آنکھیں پتھرائی ہوئی آسمان کی طرف کھلی ہیں۔ گلا کٹا ہوا ہے اور سینہ دونوں پہلوؤں کی طرف گھائل ہے۔ زخموں سے خون کے فوارے نکل کر اسی کے محل میں سنگ مرمر کے فرش پر بہہ رہے ہیں۔ محل کو کسی نے آگ لگا کر بالکل غارت کر دیا ہے اور جلتے ہوئے ستون ایک سیاہ فام دیو کی انگلیوں کی طرح چاند کی طرف اشارہ کر رہے ہیں۔ بالکل تنہا زمین پر پڑا ہے اور ایک بڑا کتا جو خود اس کا پرانا رفیق ہے اس کی لاش پر کھڑا منہ اوپر کو اٹھائے ایک لمبی دردناک ہوک کے ساتھ رو رہا ہے۔

نیطر طیبہ نے گانا بند کیا۔ گانے کے بند ہوتے ہی وہ تصویر بھی غائب ہو گئی۔ جانیس حوض کے کنارے سے فوراً اٹھ کر کھڑا ہوا اور آشتی کی طرف گھور کر کہنے لگا۔

''اری جادوگرنی، بدذات! اگر تو میری مہمان اور اس مہوش کی ماں نہ ہوتی، جسے میں اب بھی اپنی ملکہ بناؤں گا تو اس شعبدے بازی کی سزا میں، نہایت اذیت سے تیری جان نکالتا۔''

آشتی نے کہا۔ ''میں اس طرح مرنے والی نہیں۔ جو لوگ خداؤں کا حکم سننا چاہتے ہیں وہ حکم سن کر خداؤں سے لڑائی نہیں باندھتے۔ مجھے مطلق نہیں معلوم کہ آپ نے پانی میں کیا دیکھا۔ ممکن ہے جو کچھ دیکھا ہو وہ آپ کے یا میرے دماغ کی ایک خیالی تصویر کے سوا کچھ نہ ہو۔ بادشاہ سلامت اب ہم لوگوں کو آرام کرنے دیجئے۔ ہم بہت تھکے ہوئے ہیں۔ اور جو باتیں پردۂ غیب سے ظہور میں آنے والی ہیں ان کو آئندہ پر چھوڑ دیجئے۔ تین دن کے بعد خود ہی معلوم ہو جائے گا کہ وہ کیا باتیں ہیں۔''

جانیس اتنا سن کر چپ چاپ اٹھا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔ نیطر طیبہ نے آشتی سے پوچھا۔

''آشتی اس حوض میں بادشاہ کو کیا تصویر دکھائی دی تھی۔ میں نے تو کوئی چیز پانی میں دیکھی

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

نہیں۔"

آشتی نے مسکرا کر کہا۔ "کسی مردہ کی تصویر دیکھی ہوگی۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ کسی دیوتا نے جو تمہارے چاہنے والوں سے رشک رکھتا ہے اس غریب بادشاہ کو قہر کی نگاہ سے دیکھ لیا ہے۔ جرم یہ ہے کہ تمہاری تمنا رکھتا ہے اور یہ کافی ہے کہ اس کی جان جاتی رہے۔ پیاری نیطر طیہ، عمون کے چمکتے تارے، تمہارے عاشقوں کو تو ہمیشہ مصیبتوں ہی میں مبتلا دیکھا۔ مجھے تو یہ ڈر ہے کہ کہیں آپ کی یہ فتنہ زا نگاہیں آپ کے اور عاشقوں کی طرح میرے لخت جگر کا بھی یہی درجہ نہ کر دیں۔ اگر اس پر کوئی آفت آئی تو پھر ڈرتی ہوں کہ کہیں اس سے دل نہ پھر جائے۔ جسے اپنا دودھ پلا کر جان سے زیادہ عزیز رکھا ہے۔"

یہ خیال کر کے کہ کہیں رعمیس کو بھی میری وجہ سے موت نہ آ جائے نیطر طیہ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ حلق سے آواز نکلنی مشکل ہوگئی۔ رو کر کہنے لگی۔

"دوا آشتی! ایسی بدشگونی کی باتیں کیوں منہ سے نکالتی ہو۔ جب وہی نہ رہے گا جس کی وجہ سے یہ سب دکھ اٹھا رہی ہوں تو پھر میں جی کر کیا کروں گی۔ اسی کے ساتھ میں بھی مر جاؤں گی۔ مگر آشتی! تم بڑی بے انصاف نکلیں۔ کوش کے شہزادے کی قاتل کیا میں تھی۔"

آشتی نے کہا۔ "ملکہ پیاری! قاتل تو بے شک دوسرا تھا مگر تمہاری وجہ سے اس نے یہ جرم کیا تھا۔"

نیطر طیہ۔ "پھر اچھا، کیا تم گوارا کر لیتیں کہ میں اس پلید ثوران سے جو میرے باپ اور تمہارے شوہر کا قاتل ہے بیاہ کر لیتی۔ پھر تم ہی منصفی کرو، کیا اس ملک کے بادشاہ جانیس کو ابھی ابھی پانی میں تصویر میں نے دکھائی تھی یا کسی جادوگرنی جس کا نام آشتی ہے اور جو عمون کی بڑی عزیز کاہنہ ہے۔ پھر اگر یہ سچ ہے کہ یہ جانیس مارا جائے گا اور اس کا مارا جانا اس تصویر پر ہوگا کہ مجھ سے محبت رکھتا تھا تو میں عورت ذات ہوں۔ اس کا قصور معاف کئے دیتی ہوں۔ اور اگر وہ اس لئے واجب القتل ٹھہرا کہ میری عصمت پر حرف لانے کے لئے مجھ پر دراز دستی کرنا چاہتا تھا تو میں اسے معاف نہیں کرتی۔ اس میں ہرگز شبہ نہیں کہ مجھ میں تھوڑا سا خون ضرور ایسا ہے جسے انسان کا خون نہیں کہہ سکتے یا یہ سمجھو کہ پیدا ہونے سے پہلے جو مقدر میں لکھ دیا گیا تھا اسے پورا کر رہی ہوں۔ اس میں چاہے دوسروں کو تکلیف پہنچے چاہے راحت۔ جو رستہ خدا دکھاتا ہے اسی پر قدم اٹھا کرتا ہے۔ پھر پیاری دوا، تم مجھے برا بھلا کیوں کہتی ہو۔"

نیطر طیہ اتنا کہہ کر رونے لگی۔ آشتی نے گلے۔ لگا کر پیار کیا اور کہا۔

"صدقے جاؤں، میں تمہیں برا نہیں کہتی۔ میں کون بلا ہوتی ہوں جو عمون کے اس چاند تارے اور اپنی ملکہ کو برا کہوں۔ پیاری! میں جانتی ہوں کہ تمہاری تقدیر کا قصر تیار ہو چکا ہے۔ کشتی عمر کو چاہے دریا کے چڑھاؤ کے رخ لے جاؤ چاہے اتار کے رخ۔ لیکن اس قصہ کے دروازے سے گزر کر اندر داخل ہونا ہے۔ مجھے صرف اپنے نور بصر رعمیس کی جان کا خوف رہتا ہے۔ اسی وجہ سے کبھی کبھی کوئی بات زبان پر ایسی آ جاتی ہے جس سے تمہارا دل دکھتا ہے۔ رعمیس میرا ایک ہی بچہ ہے۔ اپنی جان سے جیتا رہے، سوائے اس کے اب میرا کون ہے۔ دنیا بھر کے قصے قضیے جادو کے زور سے معلوم کر لیتی ہوں لیکن اپنے بچے کا حال مجھ پر کچھ نہیں کھلتا معلوم نہیں یہ پردہ مجھ پر اور اس پر کیسا پڑ گیا ہے۔ خداؤں سے بروقت ڈرتی رہتی ہوں کیونکہ پیاری تم سے کسی کا محبت کرنا خداؤں کی نظروں میں بہت بڑی چیز ہے۔ کہیں یہ دیکھ کر کہ اتنی بڑی نعمت رعمیس کو کیوں نصیب ہوگئی، ان کو رشک ہو اور رعمیس کو قبل از وقت دنیا سے اٹھا لیں۔ یہ خیال جب آتا ہے تو کلیجہ لرزنے لگتا ہے۔"

اب نیطر طیہ کی باری آئی کہ وہ آشتی کی غمگساری کرے۔ کہنے لگی۔ "نہیں آشتی ڈرو نہیں۔ ایسا نہیں ہو سکتا۔ تم کو رب عمون کا وہ قول یاد نہیں رہا جب میں پیدا بھی نہیں ہوئی تھی تو رب عمون نے فرمایا تھا کہ ملکہ کے بطن سے جب یہ لڑکی پیدا ہوگی تو شاہی خاندان کا ایک لڑکا اس پر عاشق ہوگا اور اس لڑکی کو بھی اس سے عشق ہوگا اور ان دونوں کی نسل سے مصر کے بادشاہوں کا ایک سلسلہ چلے گا۔ جب رب عمون جو سب دیوتاؤں کا باپ ہے یہ کہہ چکا ہے تو پھر کیوں دل میں کسی طرح کا خوف لاتی ہو۔ رعمیس زندہ ہے اور زندہ رہے گا۔"

آشتی نے کہا۔ "بیٹی، یہ سب سچ ہے مگر شاہی خاندان اور شاہی خاندانوں کے لڑکے اور بہتیرے ہیں۔ یہ کیا ضروری ہے کہ عمون کی مراد رعمیس ہی سے ہو۔"

نیطر طیہ نے آشتی کی گود میں سر رکھ کر کہا۔ "نہیں پیاری دوا۔ نہیں! میرے لئے سوائے رعمیس کے دوسرا کوئی نہیں ہے اور نہ میرے ہاں کوئی بچہ ایسا ہوگا جس کا باپ رعمیس نہ ہو۔ رعمیس جیتا ہے اور جیتا رہے گا۔ اور سب باتوں میں چاہے شبہ کر لو مگر اس میں ذرا شبہ نہ کرنا۔ اگر یہ نہیں تو پھر رب عمون کا قول سچ نہیں۔"

آشتی نے کہا۔ "بیٹی! خدا تمہارے منہ کا کہنا کرے۔" یہ کہہ کر اس نے نیطر طیہ کو پیار کیا

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

اور پھر کچھ سوچ کر کہنے لگی۔

''اچھا اب جو یہاں پیش آ رہا ہے اس کا بھی خیال کرنا چاہئے۔ وقت آ گیا ہے کہ چنگ لے کر کھڑکی کے پاس جاؤ اور جس طرح جنگل والے فقیر نے بتایا تھا اس مصیبت کے وقت میں اسے بلاؤ۔''

نیطرطیہ اٹھی۔ کھڑکی کے پاس جا کر نیچے صحن کی طرف دیکھا۔ چاندنی خوب کھلی تھی اور اب نیطرطیہ نے چنگ بجا کر تین دفعہ پکارا۔

''کیفر......کیفر......کیفر......!''

تیسری دفعہ نام لیتے ہی یہ نام ایسا گونجا کہ تمام زمین و آسمان میں کیفر ہی کیفر کی صدا سمائی معلوم ہوئی۔

☆......☆......☆

بادشاہ جانیس نے جو مہلت تین دن کی دی تھی آج اس کا آخری دن ہے اور تیسرا پہر ہے۔ نیطرطیہ اور آشتی کھڑکی کے پاس بیٹھی جھلملیوں میں سے نیچے اس کی طرف دیکھ رہی ہیں۔ صحن میں ایک شامیانہ کے نیچے بادشاہ حسب معمول اجلاس کر رہا ہے۔ سائلوں کی عرضیاں پڑھ کر ان پر حکم سناتا ہے۔ نیطرطیہ اور آشتی کی حالت اس وقت نہایت تشویش اور پریشانی کی ہے کیونکہ مہلت جس قدر دی گئی تھی اس کی مدت ختم ہونے کو ہے۔

نیطرطیہ بولی۔ ''شام ہونے کو ہے اور رات ہوتے ہی جانیس یہاں آئے گا۔ ذرا دیکھو تو اس کھڑکی کی طرف کس طرح بار بار دیکھتا ہے۔ بھوکا شیر بھی گوشت کو ایسی بدنیتی سے نہ دیکھتا ہوگا۔ کیفر کا ابھی تک پتہ نہیں۔ فقیر ہے خدا جانے کس خیال میں کہاں پڑا پھرتا ہوگا۔ ممکن ہے زندہ نہ ہو۔ بالکل بڈھا پھونس تو تھا ہی کہیں وقت نہ آ گیا ہو یا جو کچھ بھی ہو، ابھی تک تو اس کے آنے کی کوئی علامت نہیں پائی جاتی اور نہ رب عمون کو ہمارے حال زار پر اب کوئی توجہ ہے۔ دعائیں بہت مانگ چکی ہوں مگر اب تک ایک بھی قبول نہیں ہوئی۔ افسوس سب ہی نے ہاتھ کھینچ لیا۔ آشتی تم میں تو دنیا بھر کی عقل ہے۔ تم ہی بتاؤ اب کیا کیا جائے۔''

آشتی نے کہا۔ ''خداؤں پر بھروسا رکھو۔ ابھی سورج ڈوبنے میں تین گھنٹے باقی ہیں۔ خدا وقت کی قید سے آزاد ہیں۔ ان تین گھنٹوں میں چاہیں تو ساری دنیا کو مٹا کر دوسری پیدا کر دیں۔ یاد کرو کہ جب منوف کے شہر میں اس بلند دروازے کے برج میں ہم دونوں فاقوں کی مصیبت

میں مبتلا تھیں تو اس بری حالت سے ہم کو کس نے نجات دی تھی۔ وہ اونچے دریچے سے دریا میں کودنا۔ پھر رب رع کے جہاز میں سفر کرنا جس کی ناخدائی خود اسی رب نے اختیار کی تھی۔ کیوں بھولی جاتی ہو۔ سب باتیں یاد کرو اور خدا پر بھروسا رکھو۔''

نیطرطیہ نے کہا۔ ''مجھ کو خدا پر بھروسا ہے لیکن کیا کروں دل بیٹھا سا جاتا ہے۔ اچھا، اس گفتگو ہی کو جانے دو۔ کچھ اور باتیں کرو۔ معلوم نہیں جب ہم منوف سے نکلے اور نکلے بھی عجیب کیفیت سے تو پھر وہاں کیا گزری۔ آشتی تمہارا کیا خیال ہے۔ کیا وہ میری آتشیں مزاج ہمزاد اب تک وہاں ملکہ بنی حکومت کر رہی ہے اور بظاہر ثوران اس کا شوہر ہے۔ اگر یہ صحیح ہے تو ثوران کے حال پر افسوس کرنا چاہئے۔ اس ہمزاد کی آنکھوں میں خدا جانے کیا چیز تھی کہ جب وہ میری طرف دیکھتی تھی تو معلوم ہوتا تھا کہ رگوں میں خون بہتے بہتے تھم گیا ہے۔ مگر آشتی تم ہی تو کہا کرتی ہو کہ یہ ہمزاد میری ہستی کا ایک جزو ہے اور وہ کوئی ایسی روح ہے جو فنا نہیں ہو سکتی۔ اور رہنے کے لئے اس کو میرا ہی قالب ملا ہے اور یہی نہیں بلکہ میری پیدائش کے وقت سے اسے میرے ساتھ کر دیا گیا ہے۔ آشتی! جی تو چاہتا ہے کہ ایک ہمزاد اور بھی ہوتی جس کو تم اس وقت طلب کر کے اس بدبخت جانیس کے پنجۂ غضب سے مجھے رہا کروا دیتیں۔ ذرا صحن کی طرف تو دیکھو۔ مقدمہ کی پیشی ختم ہو چکی ہے۔ وزیر بار بار بادشاہ کے کان میں کچھ کہتا ہے اور بادشاہ اب مقدمہ میں حکم سنانے کو ہے۔ وزیر آہستہ بات کرتا ہے مگر اس کی آواز کچھ کچھ یہاں تک آ رہی ہے۔ جانیس کا دل یہاں پڑا ہے۔ کھڑکی کی طرف بار بار نظر ڈالتا ہے۔ کم بخت کی نظر ہے یا برق اجل کہ جھلملیوں کے پار ہو کر تن بدن پھونکے ڈالتی ہے۔ آشتی دیکھو اب وہ اٹھنے کو ہے۔ ہیں! یہ کون ہے۔ آشتی ذرا غور سے دیکھو تو صحن میں یہ عجیب صورت کس کی ہے؟''

آشتی نے اٹھ کر جھانکا تو دیکھا کہ صحن کے دروازے سے اندر داخل ہو کر ایک بڑے لمبے قد کا آدمی، سفید داڑھی، زرد چہرہ، آنکھیں کچھ اندھی سی، عمر بہت زیادہ، پھٹے پرانے کپڑے پہنے۔ ایک موٹی سی لکڑی ہاتھ میں لئے ادھر ادھر دیکھ رہا ہے۔ دھوپ سے آنکھیں کچھ چندھیا سی گئی ہیں۔ پہرے کے سپاہی دوڑے کہ اسے مار کر باہر نکالیں۔ بڈھے نے اتنا دیکھتے ہی اپنا عصا ان کی طرف اٹھایا اور وہ سب کے سب دفعتاً رک کر اس طرح پیچھے ہٹے کہ گویا اس عصا میں کوئی برقی قوت بھری تھی۔ اب بڈھے نے کچھوے کی طرح دیدے نکالے اور ادھر ادھر دیکھنا شروع کیا۔ یہاں تک کہ بادشاہ کے چمکتے تخت اور خود بادشاہ پر اس کی نظر پڑی۔ جھٹ دو چار لمبی ڈگیں

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

مار کر بادشاہ کے قریب پہنچا اور اپنے عصا کے سہارے کھڑا ہو گیا۔

جانیس نے برہم ہو کر کہا۔ "یہ کون آدمی ہے۔ بڑا بدتمیز ہے۔ ہمارے حضور میں آداب تک نہیں بجا لایا۔"

اتنا سن کر کیفر نے کہا۔ "ارے بولنے والے کیا تو بادشاہ ہے؟ مجھے سوجھتا کم ہے۔ میں سمجھتا تھا کہ تو بھی میری ہی طرح انسان ہے۔ فرق اتنا ہے کہ تو بہت چمکتے ہوئے کپڑے پہنے ہے اور میں پھٹے پرانے پہنے ہوں۔ ذرا بتا تو بادشاہ ہونے میں اور بادشاہ ہو کر خدا کی مخلوق کو پامال کرنے میں کیا بات نکلتی ہے۔ کیا بادشاہ ہو کر تو ایک معمولی انسان کی طرح دنیا کے رنج والم، امید وبیم کے خرخشوں اور موت کے ڈر سے آزاد ہو گیا کیا اس دیبا وحریر کے لباس میں تیرا گوشت پوست ویسا نہیں رہا جیسا میرا ان چیتھڑوں میں ہے۔ کیا دنیا کے سانحات جو گزر چکے ہیں، عزیزوں کی یاد جو مر کر پھر نظر نہ آئے، تجھے تکلیف نہیں دیتی۔ کیا مایوسی اور نا امیدی کی سوزش تیرے دل کو محسوس نہیں ہوتی۔"

جانیس بگڑ کر بولا۔ "ارے بڈھے احمق، کیا میں یہاں تیری پہیلیاں بوجھنے کو بیٹھا ہوں۔ سپاہیو! اس پاگل کو باہر نکال دو۔ ہمیں اور کام بھی ہیں۔"

سپاہی بادشاہ کا حکم سنتے ہی بڈھے پر جھپٹے۔ لیکن کیفر نے پھر اپنا عصا ان کی طرف اٹھایا اور وہ سب جہاں کے تہاں رہ گئے۔ انہیں ایسا معلوم ہوا کہ یہ فقیر کا عصا نہیں ہے بلکہ ایک نہایت قوی ہاتھ ہے جو ان کو فوراً روک دیتا ہے۔

کیفر نے کہا۔ "بادشاہ تو کہتا ہے کہ تجھے اور بھی کام ہیں۔ سلطنت کے کام تو وہ ہوں گے نہیں۔ شاید ان لوگوں سے کام ہو جو اوپر رہتے ہیں۔" یہ کہہ کر کیفر نے بالا خانہ کی کھڑکی اور اس کی جھلملیوں کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

"سورج ڈوبنے میں ابھی تین گھنٹے باقی ہیں اور یہ اتنا وقت ہے کہ جو کچھ مجھے تجھ سے کہنا ہے وہ کہہ دوں۔ سننا تجھے ضرور پڑے گا۔ کیونکہ کام جو کچھ ہے وہ تجھے اسی نوجوان اور حسین عورت سے ہے جو اوپر رہتی ہے۔"

جانیس نے چلا کر کہا۔ "ارے بڈھے بدمعاش! تجھے اس سے کیا کہ اوپر کون رہتا ہے اور مجھے اس سے کیا کام ہے۔"

کیفر بولا۔ "مجھے دونوں باتوں سے بہت تعلق ہے۔ کیونکہ میں اس لڑکی کا باپ ہوں۔ تو

پہلے تو سارا حال سناؤں۔"

جانیس نے کہا۔ "تو لڑکی کا باپ ہے۔ ارے واہ رے بڈھے۔ تو تو کوئی بڑا پکا شیطان معلوم ہوتا ہے۔"

کیفر نے کہا۔ "ہاں! میں اس کا باپ ہوں اور تجھ سے یہ کہنے کو آیا ہوں کہ ہمارا خاندان شرافت نسب میں تیرے گھرانے سے زیادہ بزرگ اور افضل ہے۔ میں تجھے دامادی میں قبول کرنا نہیں چاہتا۔ اور نہ میری بیٹی تجھے اپنا شوہر بنانا پسند کرتی ہے۔"

بادشاہ کے قریب جس قدر درباری حاضر تھے وہ یہ گفتگو سن کر بے اختیار ہنس پڑے لیکن جانیس نہ ہنسا۔ اس کا سیاہ چہرہ غصہ سے نیلا پڑ گیا اور دم چڑھ گیا۔ بہت زور سے چیخ کر بولا۔ "اس گستاخ اور بدتمیز دیوانے کو یہاں سے گھسیٹ کر باہر کیوں نہیں نکالا جاتا۔ اسے نکالو اور فوراً تالو سے اس کی زبان کھینچ لو کہ پھر کوئی حرف گستاخی کا اس کی زبان سے نہ نکلے۔"

سپاہی پھر لپکے۔ بڈھے تک پہنچے نہ تھے کہ اس نے ڈانٹا۔ آواز میں ڈپٹ اس بلا کی تھی کہ کوئی سپاہی ایک قدم آگے نہ بڑھ سکا۔ ہاتھ لگانا تو درکنار۔

کیفر نے حاضرین کی طرف رخ کر کے کہا۔

"تاتار کے لوگو! خبردار جو تم نے مجھ پر انگلی تک اٹھائی۔ تم نہیں جانتے کہ ان پھٹے پرانے کپڑوں میں کون تمہارے سامنے کھڑا ہے۔ جانیس تو اپنے تئیں بادشاہ کہتا ہے۔ اب ایک اور بادشاہ کا حکم سن جو تجھ سے بھی بڑا ہے اور جس کا تخت اس چمکتے سورج سے بھی اوپر فلک الافلاک پر قائم ہے۔ سن لے وہ حکم یہ ہے کہ رات ہونے سے پہلے اس جوان لڑکی کو جس سے تو زبردستی شادی کرنا چاہتا ہے اور اس ضعیفہ کو جو اس لڑکی کے ساتھ ہے۔ مع ان کے تمام مال واسباب کے اس شہر کے جنوبی دروازے سے باہر پہنچا دے اور وہاں بغیر کسی قسم کا گزند یا نقصان پہنچائے ان کو چھوڑ دے۔ یہ حکم ہے اس بادشاہ کا جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے اور جس کا تخت آسمانوں میں سب سے اونچے آسمان پہ ہے۔"

جانیس نے کہا۔ "اور جو میں نے اس بادشاہ کے حکم کو کچھ نہ سمجھا، تو پھر کیا۔"

کیفر نے کہا۔ "نہیں! اس کے حکم کو ہیچ نہ سمجھ اور اس تصویر کا مضمون یاد کر جو آتشی نے حوض کے پانی میں تجھے دکھائی تھی۔"

جانیس نے کہا۔ "وہ تصویر تو مصر کی ایک کٹنی کا محض شعبدہ تھا۔ اور معلوم ہوتا ہے کہ بڈھے

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

تو بھی اس فریب میں شریک تھا۔ بس دور ہو یہاں سے۔ تیرے جادو اور طلسم سے اور جس بادشاہ کا تو نے ابھی ذکر کیا نہیں ڈرتا ہوں۔ اور تیری جوان لڑکی آج رات کو میری جورو بنے گی۔"

کیفر نے کہا۔ "اگر یہی ہے تو پھر جانیس، تات کے بادشاہ، وہ حال بھی سن لے جو تجھ پر گزرنے والا ہے اور جس کی خبر دینے کے لئے میں تیرے پاس بھیجا گیا ہوں۔ آج رات کو تیرے پہلو میں ایک دوسری دلہن ہو گی۔ اس دلہن کا نام موت ہے۔ تیری رعایا میں سے بھی بہت لوگ موت کی ظلمت میں تیرے ہمرکاب ہوں گے۔ کیونکہ ان کے گناہ حد سے گزر گئے ہیں اور خداؤں کی پرستش انہوں نے ترک کر دی ہے۔ اور کل صبح ہوتے ہوتے کوئی دوسرا آدمی جو تیرے خاندان کا نہ ہو گا اس شہر پر حکومت کرتا ہو گا۔"

اتنا کہہ کر کیفر خاموش ہوا اور بادشاہ کی طرف سے پیٹھ پھیر کر صحن سے گزرتا ہوا دروازے سے باہر آیا۔ کسی کی جرأت نہ ہوئی کہ اس کی طرف بڑھتا یا اس پر ہاتھ ڈالتا۔ اس وقت کیفر کے چہرے پر ایسی ملوکانہ شان برس رہی تھی کہ اس کے رعب سے سب لوگوں کے تن بدن کی طاقت سلب ہو گئی۔ جب کیفر دروازے سے باہر آیا تو یہ سحری کیفیت لوگوں پر سے دور ہو گئی اور بادشاہ جانیس نے للکار کر کہا۔

"اس جادوگر کو دوڑ کر پکڑ لو اور میرے سامنے لا کر اسے قتل کرو۔" بادشاہ کا حکم سنتے ہی کیفر کو پکڑنے کے لئے سپاہی اس طرح دوڑے جیسے گردن سے زنجیر کے نکلتے ہی شکاری کتے شکار پر جھپٹتے ہوں۔

لیکن جب محل سے باہر نکلے تو کیفر کا پتہ نہ تھا۔ کہیں کسی عورت نے کہا کہ میں نے یہاں دیکھا تھا۔ کہیں کسی بچے نے کہا میں نے وہاں دیکھا تھا۔ چند غلام رستے میں ملے انہوں نے بتایا۔ "فلاں مقام سے گزرتا ہوا ہمیں نظر آیا تھا۔ دھوپ نکلی ہوئی تھی، مگر اس کی پرچھائیں نہ پڑتی تھی۔"

پوچھتے پوچھتے آخرکار اتنا معلوم ہوا کہ شہر کے جنوبی دروازے کی طرف ایک بڈھا جاتا دکھائی دیا تھا۔ سپاہی سب ادھر دوڑے۔ دروازے پر پہرے والوں سے دریافت کیا۔ انہوں نے کہا، ہاں جب ہم دروازہ بند کرتے تھے تو ایک لمبا سا فقیر نکل کر باہر گیا تھا مگر اس وقت ایک بگولا اٹھا اور اس کے غبار میں وہ غائب ہو گیا۔ سپاہی اتنا پتہ سن کر شہر کے دروازے سے باہر تلاش کرنے لگے۔ لیکن آندھی سے ریت اتنی اڑی کہ فقیر کا پتہ چلنا تو درکنار ڈھونڈنے والوں کو

خود اپنا حال معلوم نہ ہوا کہ کہاں ہیں۔ غرض اس طرح بڑی دیر تک سرگرداں رہنے کے بعد سورج ڈوبنے سے کچھ پہلے یہ سپاہی مایوس ہو کر ایک ایک کر کے محل کو واپس آئے۔ بادشاہ کو خبر ہوئی تو حکم ہوا کہ ان نابکاروں کو ڈنڈوں سے خوب پیٹا جائے۔

اب اندھیرا ہو چلا۔ وقت معین پر جانیس پر آمادہ نیطر طیبہ اور آشتی کے کمرے میں داخل ہوا۔ خواجہ سرا جو ساتھ تھے۔ دروازے کے باہر کھڑے رہے۔ کمرے میں خوب روشنی تھی۔ کھڑکیاں بند کر دی گئی تھیں۔ باہر آندھی بڑی بڑی مہیب آوازوں کے ساتھ تیزی سے چلنے لگی۔ ریت کے ذروں نے ہوا کو بالکل تاریک کر دیا۔ کمرے کے بیچ میں حوض کے ایک کنارے پہلے کی طرح نیطر طیبہ اور آشتی خاموش کھڑی تھیں کہ دیکھئے کیا پیش آتا ہے۔ جانیس نے نیطر طیبہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

"اب فرمائیے! مہلت ختم ہوئی جو کچھ جواب دینا ہے دیجئے۔"

نیطر طیبہ نے کہا۔ "بادشاہ! جو کچھ میں کہتی ہوں اسے سن لیجئے۔ اپنی بہتری مقصود نہیں ہے۔ آپ کے فائدہ کے لئے کہتی ہوں۔ جتنا آپ مجھے دیکھتے ہیں اس سے میں کہیں زیادہ ہوں۔ میرے مربی اور سرپرست اس روئے زمین پر ہی نہیں بلکہ طبقہ ہوا میں بھی موجود ہیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک نیچے آپ سے ملاقات کر چکا ہے۔ آپ اپنے اس جنون کو دور کیجئے اور مجھ کو میرے حال پر چھوڑ دیئے۔ میں آپ کی بھلائی چاہتی ہوں برائی نہیں چاہتی۔ لیکن اگر میرے قریب آئے اور مجھے انگلی بھی لگائی تو سمجھ لیجئے کہ مصائب و آفات کا ایک طوفان آپ کے سر پر ٹوٹ پڑے گا اور ممکن ہے کہ میں اپنے ہی ہاتھ سے آپ کو ہلاک کر دوں۔"

جانیس نے نہایت بے دردی سے کہا۔ "بس دھمکیاں ہو چکیں۔ ہاں یا نہ! جو کچھ جواب دینا ہے صاف کہو۔"

نیطر طیبہ نے کہا۔ "بادشاہ! آخری بار آپ کو سمجھاتی ہوں کہ آپ میرے قصد سے باز رہیں۔ آپ کا خیال ہو گا کہ میں اپنی بلا چھڑانے کو جھوٹ بول رہی ہوں لیکن ایسا نہیں ہے۔ میرا مقصود آپ کی سلامتی ہے۔ دیکھئے......!"

اور یہ کہہ کر نیطر طیبہ نے چہرہ سے نقاب ہٹا دی اور گلو بند کھول کر گلے کے نیچے جو پیدائشی نشان تھا دکھا کر کہا۔ "دیکھئے! میری جلد پر یہ نقش خدا کی طرف سے ہے۔ کیا آپ کی غیرت قبول کرتی ہے کہ جس عورت کے سینے پر یہ متبرک نقش ہو، اس کی عصمت میں خلل ڈالیں۔"

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

جانیس نیطر طیہ کے گلے اور سینہ کو کھلا دیکھ کر اور بھی دیوانہ ہو گیا اور کہنے لگا۔ "ہاں! میں نے بھی سنا تھا کہ طیبی میں ایک لڑکی پیدا ہوئی تھی جس کے سینہ پر اب تک ایک ایسا ہی نشان موجود ہے اور اس لڑکی کا باپ بھی کوئی عجیب انسان ہے۔ مگر طیبی کی اس عورت کا یہاں آنا کیونکر ممکن ہے کیونکہ ایک افواہ یہ بھی ہے کہ یہی عورت اس وقت مصر میں بادشاہی کرتی ہے۔"

نیطر طیہ نے کہا۔ "اے بادشاہ! آپ کے ملک میں جو لوگ غیب کے حالات معلوم کر سکتے ہیں ان سے اس معمے کو حل کرائیے اور یہ بھی جان لیجئے کہ افواہ ہمیشہ غلط نہیں ہوتی اور اس عجیب انسان کی بیٹی سے درگزر کیجئے۔"

جانیس نے کہا۔ "لیکن ایک اور آدمی بھی تو ہے جس کو تمہارے باپ ہونے کا دعویٰ ہے۔ یہ ایک بہت ہی بڈھا فقیر ہے۔ اگر میرے سپاہیوں نے اسے پکڑ لیا ہے تو اب تک اسے مار مار کر ختم بھی کر دیا ہو گا۔"

اس پر آشتی نے بڑے جوش سے کہا۔ "وہ فقیر نہ آپ کے سپاہیوں کو مل سکتا ہے اور نہ کوئی اسے ہاتھ لگا سکتا ہے۔"

جانیس نے آشتی کی بات کی طرف توجہ نہیں کی اور طیہ سے کہنے لگا۔ "خیر یہ جو کچھ ہو، چاہے تمہارا باپ فقیر ہو یا کسی عجیب انسان کے بھیس میں کوئی خدا ہو اور خواہ عشق کی دیبی ہاسربہ نفس نفیس آسمان سے اتر کر دنیا میں قتل و غارت شروع کر دے مگر میں اپنے ارادہ میں اٹل ہوں۔ آپ کو اپنا بنا کر رہوں گا چاہے آپ خوشی اور رضامندی سے میری ملکہ بنیں اور چاہے یہ گوارا کریں کہ میری خواصیں یہاں آئیں اور اس بڑھیا چڑیل کو تو اس حوض میں ڈبو دیں اور آپ کو گھسیٹتی ہوئی میرے محل میں پہنچا دیں۔"

نیطر طیہ نے جانیس کی اس گفتگو کا کچھ جواب نہیں دیا۔ نقاب منہ پر ڈال لی اور دونوں ہاتھ سینے پر رکھ کر خاموش کھڑی رہی۔ لیکن آشتی نے نہایت حقارت سے اس قدر بلند آواز میں کہ آندھی اور طوفان کے شور میں بھی وہ صاف سنائی دیتی تھی کہا۔ "بے شک اپنی خواصوں کو ضرور بلوائیے۔ گرد اس قدر اڑ رہی ہے کہ میرا حلق خشک ہے اور جس حوض میں ڈبونے کا آپ نے وعدہ فرمایا ہے، بے حد تمنا ہے کہ اس کے پانی سے اپنا حلق تر کروں۔"

جانیس یہ جملہ سن کر آگ ہو گیا اور مڑ کر آواز دی۔ "غلامو! ادھر آؤ اور جو حکم دے چکا ہوں اسے بجا لاؤ۔" جونہی زبان سے یہ الفاظ نکلے دروازہ بڑے زور سے کھلا اور کیفر صحرا کا آوارہ

گرد فقیر پھٹے پرانے کپڑے نہیں بلکہ ایک سپید نیچی عبا پہنے، سر پر عمامہ رکھے آیا۔ اس کے پیچھے پیچھے نہایت وحشی صورت کے سیاہ فام حبشی سردار، لمبی داڑھیاں، گول گول آنکھیں، گلے میں سونے کی موٹی موٹی زنجیریں پہنے جو فولاد کی زرہ سے ٹکرا کر چھنکتی تھیں، خون میں رنگی ہوئی تلواریں علم کئے کمرے میں داخل ہوئے۔ یہ صحرا کے زبردست جنگ جو تھے جن کے دل میں نہ خوف تھا نہ رحم۔

جانیس نے ان لوگوں کو دیکھا اور سمجھ گیا۔ تلوار سونت لی اور کچھ دیر تک اس تذبذب میں رہا کہ وار کرے یا نہ کرے۔ اتنے عرصے میں ان حبشی سرداروں نے اس کے گرد حلقہ باندھ لیا اور کیفر کی طرف دیکھنے لگے کہ کیا حکم ہے۔

نیطر طیہ نے کیفر سے کہا۔ "بابا اگر ممکن ہو تو جانیس کی جان بچا دیجئے۔ عشق نے اس کے دماغ میں خلل پیدا کر دیا ہے۔"

کیفر نے جواب دیا۔ "وقت نکل چکا ہے۔ اب کچھ نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ خداؤں کے حکموں اور اشاروں کو ہیچ سمجھتے ہیں ان پر خداؤں کا قہر نازل ہوتا ہے۔ جانیس تو ایک کمزور اور ناتواں عورت کی آبروریزی کرنا چاہتا تھا۔ دیکھ تیرا شاہی محل کیسے دھڑا دھڑ جل رہا ہے۔ تیرا شہر میرے قبضہ میں ہے اور جو چند آدمی تیرے مددگار تھے، وہ سب قتل ہو چکے ہیں۔ جانیس کل صبح دوسرا بادشاہ تیرے تخت پر بیٹھا ہو گا۔ خداؤں کے سرتاج عمون نے تیری قسمت کا یونہی فیصلہ کیا ہے۔"

کیفر نے نیطر طیہ اور آشتی کی طرف اشارہ کیا۔ یہ دونوں اس کے پیچھے پیچھے چلیں اور جانیس کو اس حال میں چھوڑا کہ سیاہ فام صورت کے حبشی تلواریں علم کئے اس کے گرد کھڑے ہیں۔ جانیس نے نیطر طیہ کو جاتے ہوئے دیکھ کر کہا۔

"اے حسینہ! جاتی تو ہو مگر اس بات کو کبھی نہ بھولنا۔ بادشاہ تات اگر چاہتا تو اپنی جان بچا لیتا مگر تمہارے عشق میں اس نے مرنا ہی گوارا کیا۔"

نیطر طیہ اور آشتی سنتی ہوئی آگے بڑھیں اور پھر انہوں نے جانیس کی طرف نہ دیکھا۔ سنگ رخام والے عالیشان کمرے کے دروازے سے نکل کر جہاں جانیس کے سپاہی اور خواجہ سرا قتل ہوئے پڑے تھے وہ زینہ سے نیچے اتریں اور محل کے بلند دروازوں سے نکل کر باہر آئیں۔ یہاں بھی بادشاہ کے بہت سے فوجی سرداروں کی لاشیں نظر آئیں۔ محل کی طرف مڑ کر دیکھا تو اس

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

میں آگ لگی ہوئی تھی۔ محل کے دروازے کے سامنے ایک بڑا سنگین چوک تھا۔ یہاں کیفر نے دونوں عورتوں کو پالکیوں میں سوار کرایا اور اب کہاروں نے پالکیاں اٹھا کر چلنا شروع کیا۔ یہ کسی کو معلوم نہ تھا کہ کہاں جا رہے ہیں۔

پالکیاں تمام رات چلتی رہیں۔ نیطر طیہ اور آشتی کبھی سوتی رہیں کبھی جاگتی۔ یہاں تک کہ صبح ہوگئی۔ کہار ٹھہرے۔ دونوں عورتیں پالکیوں سے اتریں۔ اس وقت معلوم ہوا کہ صحرا کے ایک نخلستان میں قیام ہوا ہے اور جہاں پالکیاں رکھی گئی ہیں ان کے گرد صحرائیوں کی ایک بڑی فوج کھڑی ہے۔ تات کی اب کوئی چیز ان عورتوں کو نظر نہ آئی اور یہ شہر ایک خواب پریشان کی طرح ان کے حافظہ سے محو ہو گیا اور کسی اور کی زبان سے پھر کبھی انہوں نے اس شہر کا یا اس کے بادشاہ کا ذکر نہ سنا۔

نخلستان میں ایک طرف کو ایک خیمہ لگا ہوا تھا۔ اس میں نیطر طیہ اور آشتی اتریں اور چونکہ بے حد خستہ تھیں اس لئے دونوں ایسی پڑ کر سوئیں کہ دوسرے دن صبح کو اٹھیں۔ اٹھتے ہی منہ ہاتھ دھویا اور کچھ ناشتہ کر کے خیمہ کے باہر آئیں۔ یہاں دیکھا کہ کھجوروں کی چھاؤں میں کیفران کا منتظر کھڑا ہے اور اس کے قریب صحرا کے چند بدصورت، مگر ارادے کے مضبوط قوی ہیکل سردار موجود ہیں اور آشتی کو ان سرداروں نے جھک کر سلام کیا۔

کیفر نے اب دونوں عورتوں سے خطاب کیا۔ ''خاتون نفرطی اور خاتون آشتی اب مجھے تم سے رخصت ہونا ضروری ہے میرا کام جو کچھ تھا وہ ختم ہوا۔ مجھے یہاں سے کہیں بہت دور ٹکڑا مانگ کر پیٹ بھرنا ہے۔ لیکن تم دل میں کچھ خوف نہ رکھو۔ یہ سردار صحرا کے بڑے بڑے نامی رئیس ہیں مگر تمہارے خادم ہیں اور دنیا میں پیدا ہی اسی لئے ہوئے تھے کہ اس سفر دور و دراز میں تمہاری مدد کریں۔''

اتنا کہہ کر کیفر نے ان سرداروں سے کہا۔ ''جو کچھ حکم تمہیں ملا ہے اسے بیان کرو۔''

سرداروں کے افسر نے کہا۔ ''اے دشت و صحرا کے پرانے آوارہ گرد۔ تو وہ ذات اقدس ہے جس کو ہم اور ہمارے باپ دادا دیکھتے چلے آئے ہیں۔ بلکہ ہمارے باپ دادا کے بھی باپ دادا تجھے بچشم خود ان بیابانوں میں سرگشتہ دیکھ چکے ہیں۔ تو ہماری قوموں اور نسلوں کا محافظ اور نگہبان ہے۔ تیرے ہی پرتے پر ہم جیتے ہیں اور تیری ہی بدولت ہم لڑائیوں میں فتح پاتے ہیں۔ اب تیرا حکم یہ ہے کہ ہم سب لوگ اس خاتون عالی نسب اور اس کی رفیقہ کے اس سفر میں جو چھ ماہ

میں ختم ہوگا اور جس میں بڑے بڑے پہاڑ اور جنگل طے کرنے ہوں گے، خدمت گزار رہیں گے، یہاں تک کہ ان کو شہر زریں کے دروازے تک پہنچا دیں۔ وہاں پہنچتے ہی ہماری خدمت ختم ہو جائے گی۔ پس جب تک ایک تنفس بھی ہم میں زندہ رہے گا ان مستورات عفت مآب کی اطاعت اور فرمانبرداری ہمارا سب سے بڑا فرض ہوگا۔''

کیفر نے نیطر طیہ سے کہا۔ ''تم نے سن لیا۔ بس ان لوگوں پر پورا اعتماد رکھو۔ دن میں امن و عافیت سے چلتی رہو اور رات کو خیر و سلامتی سے آرام کرو۔ اور اس کا یقین رکھو کہ یہ لوگ کبھی تمہارے حکم سے باہر نہ ہوں گے۔ لیکن اتفاق سے اگر ایسا ہوا یا کسی اور وجہ سے تمہیں تکلیف پہنچی تو پھر جس طرح جانیس کے محل میں چنگ بجا کر میرا نام لیا تھا اسی طرح پھر میرا نام لینا اور مجھے یقین ہے کہ کوئی نہ کوئی تمہاری مدد کو فوراً حاضر ہو جائے گا۔ اور اے صحرا کے سردارو! جن کے باپ دادا بلکہ ان کے بھی باپ دادا مجھے جانتے پہچانتے دنیا سے رخصت ہوئے ہیں اور اے قوموں اور نسلوں کے رئیسو! جو ہمیشہ میری نصیحتوں کے پابند رہے ہو! یہ بڑے عزت اور حشمت والی خاتون ہے جو تمہارے سپرد کی گئی ہے۔ اس کی حفاظت اور خدمت اس طرح کرنا جس طرح حفاظت اور خدمت کرنا تم پر فرض کیا گیا ہے۔ اور جب یہ سفر ختم ہو جائے تو واپسی پر مجھے اطلاع دینا اچھا سب کو خدا کے سپرد کیا۔''

یہ کہہ کر بڈھے نے اپنا عصا سنبھالا۔ نیطر طیہ اور آشتی سے پھر بات نہیں کی۔ لمبے لمبے قدم چل کر شتر سواروں کی صفوں میں پہنچا۔ سواروں نے اپنے اونٹوں کو للکارا جس قدر اونٹ تھے گلے دونوں گھٹنے زمین پر ٹیک کیفر کو سلامی دینے لگے۔ اس کے بعد یہ پیر جہاں گرد ایک پہاڑی کی چوٹی پر اس طرح نظر آیا کہ اس قافلہ کی طرف بغور دیکھ رہا ہے۔ پھر ایسا غائب ہوا کہ کسی نے نہ دیکھا۔

صحرائیوں کے سردار سے آشتی نے پوچھا۔ ''یہ مرد پیرانہ سال کون ہیں، جن کا حکم سنتے ہی تمام دشت و جبل سے قومیں کی قومیں حاضر ہو جاتی ہیں اور جن کی جنبش لب پر بادشاہ اور شاہوں کے تخت و دیہیم چشم زدن میں غارت ہو جاتے ہیں۔''

سردار نے جواب دیا۔ ''یہ میں نہیں بتا سکتا کہ یہ کون ہیں لیکن جب سے دنیا شروع ہوئی ہے یہ ان صحراؤں کے اور جس قدر قومیں ان میں آباد ہیں ان کے مالک ہیں۔ انہی کے حکم پر باد سموم کے طوفان جیسے کہ کل ایک آیا تھا اٹھتے ہیں۔ اور ان ہی کے ایک اشارے پر ریگ خشک

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

www.paksociety.com

سے آب شیریں کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں۔ انہی کے حکم سے قومیں پھولتی پھلتی ہیں اور انہی کے حکم سے ایسی غارت ہو جاتی ہیں کہ نام و نشان تک نہیں رہتا۔ ہم لوگ سمجھتے ہیں کہ وہ انسان نہیں بلکہ کوئی روح ہیں جس کی قدرت میں ہے کہ جہاں چاہے پہنچ جائے اور جس کو یہ خدمت ملی ہے کہ آسمان سے خداؤں کے جس قدر احکام صادر ہوں انہیں اس دنیا میں بجالائے۔ گو ہم اس مرد سال خوردہ کو شاذ و نادر دیکھتے ہیں لیکن ان صحراؤں اور بیابانوں کے جس قدر رہنے والے ہیں وہ اطاعت و فرمانبرداری اسی طرح کرتے ہیں جیسے کہ ہم کرتے ہیں۔ لیکن غضب آجاتا ہے ان شہروں اور شہروں کے لوگوں پر جو اس کی قوت اور اختیارات سے ناواقف ہوتے ہیں جیسا کہ ابھی پیش آچکا ہے اور نہیں جانتے کہ ان پھٹے پرانے کپڑوں میں جو تن زار پوشیدہ ہے اس میں کس بلا کی طاقت ہے۔''

آشتی نے جواب دیا۔ ''سردار میں آپ کی شکر گزار ہوئی۔ واقعی میرا خیال بھی یہی ہے کہ یہ پیر مرد صحرا گرد کوئی انسان نہیں ہیں بلکہ کسی کی روح ہیں اور روح بھی ایک ایسے صاحب جاہ و جلال کی ہیں جن کا نام نہیں لے سکتی۔''

اس کے بعد آشتی نے تمام سرداروں کو متوجہ کر کے کہا۔ ''میری آقائے نامدار خاتون نفرطی شہر زریں کی طرف کوچ کرنے کو تیار ہیں۔ جس سمت اور راستے سے آپ مناسب سمجھیں سفر شروع کریں۔''

اب دن پر دن، ہفتوں پر ہفتے، مہینوں پر مہینے گزرتے چلے جاتے ہیں اور یہ قافلہ کبھی جنوب کی سمت اور کبھی مغرب کی سمت میں صحرا کو طے کرتا ہوا جا رہا ہے۔ وسط کارواں میں نیطر طیہ اور آشتی منہ پر نقابیں ڈالے اونٹوں پر سوار ہیں۔ ایک موقع پر پہاڑوں کی ایک گھاٹی سے گزرے۔ یہاں راستہ نہایت دشوار تھا۔ پہاڑی لوگوں نے قافلے پر حملہ کیا مگر وہ سب مار کر بھگا دیئے گئے۔ اسی طرح ایک مقام پر صحرا کے بعض قبیلوں سے پوری معرکہ آرائی ہوئی۔ ان لوگوں نے کہیں سن لیا تھا کہ اس قافلہ میں ایک دیبی جا رہی ہے۔ پس اس شوق میں کہ اس کو گرفتار کر کے کسی طرح اپنی قوم میں اس کی پرستش جاری کریں۔ انہوں نے قافلے پر شدید حملہ کیا۔ جس وقت لڑائی میں گھمسان ہوا تو نیطر طیہ خود گھوڑے پر سوار ہوئی اور سواروں سے آگے ہو کر دشمن سے لڑنے لگی۔ دشمن یہ دیکھ کر کہ ایک عورت سپید لباس پہنے اس کے مقابلہ پر آئی ہے راہ فرار اختیار کی اور میدان میں اپنے بہت سے مقتول چھوڑ کر وہ پسپا ہوا۔ ایک مرتبہ پورے دو

مہینے تک ایک نخلستان میں قیام کرنا پڑا۔ انتظار یہ تھا کہ بارش ہو جائے تو آگے بڑھیں کیونکہ آگے جس ملک میں سے گزرنا تھا۔ وہاں پانی مطلق نہ تھا۔ آخر کار بارش ہوئی اور قافلہ ایسی زمینوں کو طے کر کے جن کا سلسلہ کہیں ختم ہوتا معلوم نہ ہوتا تھا بہ دشواری تمام ایک رات ایک پہاڑی کی چوٹی پر پہنچا اور یہاں سب نے ڈیرے ڈال دیئے۔

رات گزرنے پر جب سپیدۂ سحر ظاہر ہوا تو نیطر طیہ اور آشتی اپنے خیمے سے باہر آئیں اور دیکھا کہ ایک بڑے دریا کے کنارے جسے انہوں نے فوراً پہچان لیا کہ رودِ نیل ہے۔ شہر نباطہ یعنی زریں شہر کے اہرام اور عالیشان بت خانے حدِ نظر پر پیدا ہیں۔ فوراً دونوں نے خدا کا شکر کیا کہ اس نے آخر کار بخیر و سلامتی انہیں منزل مقصود تک پہنچا دیا۔ آفتاب طلوع ہوتے ہوئے صبح کی سرخ روشنی میں شہر کی شان و شوکت دیکھنے میں مصروف تھیں کہ قافلہ سالار حاضر ہوا اور آداب بجالا کر عرض کرنے لگا۔

''اے خاتون والا نسب! خواہ آپ انسان ہوں یا آسمان کی دیبی، میرا معروضہ گوش گزار ہو۔ صحرا کے بادشاہ کیفر جہاں گرد نے جو حکم ہم کو دیا تھا۔ اس کی تعمیل ختم ہوئی۔ اس پہاڑ کے نیچے نباطہ کا شہر آباد ہے۔ مہینوں کے سخت سفر کے بعد یہ منزل طے ہوئی ہے۔ لیکن ہم لوگ اس شہر کی دیواروں کے قریب نہیں جا سکتے۔ کیونکہ ہماری قوم میں پشت ہا پشت سے یہ قسم چلی آتی ہے کہ سوائے لڑائی کے موقع کے ہم کسی شہر کی چار دیواری میں داخل نہ ہوں گے۔ پس اے خاتون ہمارا کام ختم ہوا، ہماری فوج کے جوان اب اپنے اپنے گھروں کو واپس جانا چاہتے ہیں۔ وہاں ان کے بال بچے سب ان کی راہ دیکھتے ہیں۔ اب واپسی کی اجازت ہو کیونکہ اس وقت یہ خوف ہے کہ نباطہ کے لوگ ہم کو دشمن سمجھ کر شہر سے نکلیں اور ہم پر حملہ کر دیں۔''

نیطر طیہ نے جواب دیا۔ ''تمہارا کہنا بالکل درست ہے۔ تم نے ہم پر بڑا احسان کیا۔ خدا تم کو اس خدمت کا صلہ دے۔ اب ہمیں چھوڑ کر تم سب اپنے اپنے وطن کو واپس جاؤ لیکن جانے سے پہلے میں تم کو کچھ انعام دینا چاہتی ہوں، اسے قبول کرو۔''

یہ کہہ کر نیطر طیہ نے جس قدر سیم و زر تات کے شہر میں موتیوں کی تجارت سے جمع کیا تھا اور یہ ایک کثیر رقم تھی قافلہ سالار کو دیا کہ اس کو اپنے لوگوں میں تقسیم کر دے۔ تھوڑا سا سونا اور موتی البتہ رکھ لئے، باقی تمام دولت ان صحرائیوں کو انعام میں دے دی۔ صحرا کے کل رئیس جو قافلہ کے ساتھ تھے نیطر طیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر انعام کے شکریہ میں آداب بجالائے۔ اس کے بعد

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

صبح کے سہانے وقت میں کہ شبنم کا غبار ابھی زمین پر چھایا تھا۔ سیاہ فام لوگوں کا یہ گروہ جدھر سے آیا تھا ادھر ہی روانہ ہوا اور روانہ ہوتے ہی تھوڑی دیر میں کچھ دور گرد کا ایک بادل ایسا اٹھا کہ اس میں چھپ کر یہ لوگ پھر کسی کو نظر نہ آئے۔

نیطر طیبہ اور آشتی نے اپنے محمول پر سے ان لوگوں کو جاتے اس طرح دیکھا، جیسے نیند میں کوئی خواب دیکھے۔ دونوں بالکل خاموش تھیں۔ امید و حیرت کے لبوں پر مہریں لگا رکھی تھیں۔

آخر کار سر سے پاؤں تک سیاہ چادریں لپیٹ کر اونٹوں پر سوار پہاڑی سے اتر کر اس سڑک پر آئیں جو دریائے نیل کے کنارے کنارے شہر پناہ تک گئی تھی۔ راہ گیروں کے ساتھ یہ بھی شہر کی طرف اس میدان میں سے گزرتی ہوئی چلیں جہاں اہرام کے نہایت قدیم آثار قائم تھے۔ چلتے چلتے جب شہر کے شمالی دروازے کے قریب پہنچیں جس پر نیچے سے لے کر اوپر تک سونے کی چادریں جڑی تھیں تو ٹھہر گئیں۔ دروازہ ابھی تک کھلا نہ تھا۔ راہ گیروں میں ایک عورت تھی جو تین گدھوں پر سبز ترکاریاں اور جو کی ہری ہری بالیں رکھے شہر میں بیچنے آئی تھی۔ یہ بھی دروازہ کھلنے کے انتظار میں کھڑی ہو گئی۔ کھڑے کھڑے دفع الوقتی کے خیال سے نیطر طیبہ اور آشتی سے باتیں کرنے لگی اور پوچھا۔

"بیویو! تم کہاں سے آئی ہو۔"

آشتی نے جواب دیا۔ "ہم میرو کے شہر سے آئے ہیں۔ گانا بجانا، موتی بیچنا ہمارا پیشہ ہے۔"

ترکاری والی نے کہا۔ "اچھا کیا جو یہاں آ گئیں۔ یہ شہر سمندر سے دور ہے۔ موتی یہاں کم ملتے ہیں۔ اور یہاں کا بادشاہ آج کل ایک بڑا رسیلا جوان ہے۔ گانا سننے پر دم دیتا ہے۔"

آشتی نے کہا۔ "بادشاہ جوان ہے۔ یہ کیا کہتی ہو۔ بھلا اس کا نام تو بتاؤ۔ ہم نے تو یہی سنا ہے کہ یہاں کا بادشاہ بڑا بڈھا ہے۔ آخر وہ بڈھا بادشاہ کیا ہوا۔"

ترکاری والی نے کسی قدر شبہ کی نظر سے دیکھ کر کہا۔

"بیوی تم تو کہتی تھیں کہ ہم میرو سے آئے ہیں۔ شاید وہاں تمہارا رہنا زیادہ نہیں ہوا۔ ورنہ ضرور سن لیتیں کہ وہ بڈھا بادشاہ تو مدت ہوئی مارا گیا۔ سامنے والے مقبرے ہی میں تو اسے رکھا ہے۔ اب سے دور پہلا عذر جب یہاں پڑا ہے تو فرعون کے سپہ سالار نے جواب یہاں کا بادشاہ ہے اس بڈھے کو اسی مقبرے میں دفن کیا تھا۔ بیویو! اس عذر کا حال کیا پوچھتی ہو۔ جھوٹ سچ کون

جانے۔ میں تو گاؤں سے ترکاری لائی بازار میں بیچی گھر چلی گئی۔ سچا حال میں کیا جانوں، جو سنتی ہوں وہ یہ ہے کہ دریا کے دو دفعہ چڑھاؤ سے یا یوں سمجھو کہ دو برس ہوئے ہیں یہ جوان سپہ سالار مصر کے تین ہزار سپاہی اور اس بڈھے بادشاہ کے بیٹے کا جنازہ لے کر یہاں آیا۔ اس بادشاہ کے بیٹے کو اسی سپہ سالار نے کہیں مار ڈالا تھا۔ کہتے ہیں کہ مصر کی ملکہ کو دونوں چاہنے لگے تھے۔ اسی پر آپس میں جھگڑا ہوا۔ جب بادشاہ کا بیٹا سپہ سالار کے ہاتھ سے مارا گیا تو مصر کی ملکہ نے اسے حکم دیا کہ جس بادشاہ کے بیٹے کو تو نے مارا ہے اسی کے پاس جا۔ وہی تیرے اس قصور کی سزا جو کچھ دینی ہوگی دے گا۔ ملکہ کا حکم سنتے ہی وہ جوان حاکم یہاں آیا۔ بڈھے بادشاہ کو جب یہ خبر لگی کہ اس کے جوان بیٹے کو اسی حاکم نے مارا ہے تو وہ آگ بگولا ہو گیا اور حکم دیا کہ اس قاتل کے گلے میں رسی کا پھندا ڈال کر عمون کے سب سے اونچے مستول میں لٹکا دو۔ اس جوان حاکم نے جب یہ سنا تو کہلا بھجوایا کہ مجھے پھانسی دینا اگر آپ کے بس کی بات ہے تو پھانسی دینے میں تیار ہوں۔ اس پر مصر کے تین ہزار سپاہیوں میں اور نباطہ کی فوج میں لڑائی شروع ہو گئی۔ شہر کے بہت سے فوج والے بادشاہ سے بگڑ کر مصر والوں سے جا ملے۔ یہ بڈھا بادشاہ رعیت پر بڑے ظلم کرتا تھا۔ رعیت نے بھی آخر وقت میں دغا دی۔ غرض لڑائی میں بڈھا بادشاہ مارا گیا اور شہر والوں نے اس کی جگہ مصر سے جو فوج آئی تھی۔ اس کے سپہ سالار کو تاج پہنا کر اپنا بادشاہ بنا لیا۔ اس کا نام کچھ ایسا ہی سا ہے یاد نہیں آتا۔ بہت سے نام ہیں۔ پر صورت شکل کا دیکھنے میں بہت اچھا ہے۔ سب اس کو بہت چاہتے ہیں۔ بڑا سیدھا ہے۔ پر کچھ باؤلا سا بھی ہے...... لو دروازہ کھل گیا۔"

اتنا کہہ کر وہ عورت اپنے گدھوں کی گردنیں گھسیٹتی ہوئی اس بھیڑ میں مل جل گئی جو دروازہ کھلنے کے انتظار میں کھڑی تھی۔ نیطر طیبہ اور آشتی بھی آگے بڑھ کر اسی انبوہ میں پہنچیں۔ دروازے سے شہر میں داخل ہو کر ایک چوڑی سی سڑک پر کچھ دور چل کر ایک بڑے چوک میں آئیں جس کے چاروں طرف درخت لگے تھے اور ایک طرف کو ایک عالیشان محل تھا۔ یہاں انہوں نے اپنے اونٹوں کو ٹھہرایا۔ مگر یہ سمجھ میں نہ آتا تھا کہ کہاں جا ۔ دونوں اسی فکر میں کھڑی تھیں کہ محل کا دروازہ کھلا اور اس میں سے سواروں کا ایک دستہ زرہ پہنے ہتھیار لگائے باہر نکلا۔

نیطر طیبہ نے اس سواروں کو غور سے دیکھا اور اس کی حیرت ہوئی کہ ان کی ڈھالوں پر جو طغرا ہے اس میں طیبہ کا نام موجود ہے اور نام کے بعد یہ عبارت تھی۔ "ملکہ مصر شمال و جنوب، فاتح

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

کوش، خاتون ربانی، تاجدار طہ بہ طفیل عمون، ابوالارباب۔"

نیطر طیبہ نے دبی زبان سے کہا۔ "اور کہیں کے نہ سہی یہاں کے لوگ تو میری وفادار رعایا معلوم ہوتے ہیں۔"

اس کے بعد نیطر طیبہ دفعتاً خاموش ہوگئی۔ وجہ یہ تھی کہ اب محل کے دروازے سے ایک شخص نکلا جو نہایت ہی عمدہ گھوڑے پر سوار تھا۔ گو وہ بہت دور تھا مگر کچھ ایسا معلوم ہوا جیسے کہ پہلے اسے بہت دیکھا ہے۔

نیطر طیبہ نے آشتی سے پوچھا۔ "یہ کون ہے؟"

آشتی کی زبان سے بے اختیار نکلا۔

"دل تو کہتا ہے کہ یہ میرا رعمیس ہے۔"

☆......☆......☆

آشتی کے دل نے سچ کہا تھا۔ یہ واقعی رعمیس تھا۔ صورت دو برس میں کچھ بدل سی گئی تھی۔ چہرہ پر شکن اور افسردگی کی علامتیں پائی جاتی تھیں مگر تھا وہی رعمیس۔ نیطر طیبہ اور آشتی کی آنکھوں میں آنسو ڈبڈبا آئے اور دل دھڑکنے لگا۔

آشتی نے کہا۔ "نیطر طیبہ! کہو تو اس سے کہہ دیں کہ ہم کون ہیں۔"

نیطر طیبہ بولی۔ " !اس کا نہ ابھی وقت ہے اور نہ موقع۔ کہو گی بھی تو یقین آئے گا غیر مرد بھی بہت سے موجود ہیں۔ ان کے سامنے نقاب اٹھا کر اپنی صورت بھی نہ دکھا سکو گی۔ پھر کچھ اور باتیں بھی ہیں جو پہلے معلوم ہو جانی چاہئیں۔ چپکی ہی رہو۔ اس وقت موقع ہے۔"

رعمیس گھوڑے پر سوار چلتے چلتے ایسے مقام پر آیا جہاں سے یہ عورتیں درختوں کی چھاؤں میں سپید او ں پر بیٹھی بالکل سامنے نظر آ ۔ معلوم کیا بات ہوئی کہ رعمیس کی نظر بے اختیار ان پر پڑی۔ پہلی مرتبہ تو بے پروائی سے دیکھ کر ادھر سے منہ موڑ لیا۔ دوسری مرتبہ پھر نگاہ ادھر گئی۔ اس مرتبہ بھی منہ پھیر لیا مگر رکتے رکتے۔ تیسری مرتبہ پھر ادھر ہی دیکھا اور اب ان نقاب والیوں پر جو درختوں کے نیچے او ں پر بیٹھی تھیں، اس کی نظر ایسی جمی کہ کسی طرح ہٹتی ہی نہ تھی۔ آخر کار یہ حال ہوا کہ دفعتاً جیسے کسی نے مجبور کر دیا ہو۔ گھوڑے کی باگ ادھر کو پھیر کر بہت آہستہ قدم ان کے قریب پہنچا اور پوچھنے لگا۔

"پردیسن بیویو! آپ کون ہیں۔ یہ آپ کے اونٹ تو بہت ہی خوش رنگ ہیں۔"

نیطر طیبہ نے اپنا سر اس طرح جھکا لیا کہ نقاب کے شکن سینے کی وضع کو چھپا لیں۔ لیکن آشتی نے آواز بدل کر کہا۔

"صاحب ہم سوداگر ہیں۔ دریا کے راستے موتی بیچنے یہاں آئے ہیں۔ ہمارے پاس بہت اچھا مال دیکھنے کے قابل ہے۔ یہ میری ساتھ والی چنگ بہت اچھا بجاتی ہے اور گلا بھی بہت اچھا پایا ہے۔ سنا ہے یہاں کا بادشاہ گانا سننے کا بڑا شوقین ہے۔ مصر کی راجدھانی طیبی میں اس نے گانے کا فن سیکھا تھا۔ لیکن صاحب آپ اپنا حال تو فرمائیں کہ آپ کون اور کیوں ہمارا حال پوچھتے ہیں۔"

رعمیس نے کہا۔ "میں مصر کا رہنے والا ہوں اور مصر کی ملکہ کی طرف سے جس کی ملازمت کا شرف مجھ کو ایک زمانہ سے حاصل ہے اس شہر کا انتظام کرتا ہوں۔ بلکہ اب تو یہ کہنا چاہئے کہ مصر کے بادشاہ کی طرف سے یہاں کا حاکم ہوں۔ کیونکہ مخبروں سے معلوم ہوا ہے کہ مصر کی ملکہ نے جن کا لقب نجم عمون ہے حاکم منوف یعنی شہزادہ ثوران سے عقد کر لیا ہے اور یہ بھی مشہور ہے کہ جب سے بیاہ ہوا ہے بیوی نے میاں کا ناک میں دم کر دیا ہے۔"

یہ کہہ کر رعمیس کچھ اوپری دل سے ہنسا۔ آشتی نے کہا۔ "صاحب ہمیں طیبی سے نکلے ہوئے بہت دن ہوئے ہیں۔ ان باتوں کی ہمیں کچھ خبر نہیں۔ ہم تو پھیری والے ہیں۔ کبھی اس شہر میں مال بیچتے ہیں کبھی اس شہر میں۔ لیکن اگر آپ مصر کے رہنے والے اور اس شہر کے حاکم ہیں، تو اپنی دیس والیوں کے ساتھ اتنا سلوک کیجئے کہ کوئی جگہ ہمارے ٹھہرنے کو بتا دیجئے، جہاں ہم حفاظت سے رہ سکیں۔ اور آج شام اگر آپ کو فرصت ہو تو ہمارا مال بھی دیکھئے۔ خریدنا نہ خریدنا حضور کے اختیار ہے۔ پہلے موتی دیکھئے۔ پھر اس ساتھی والی سے مصر کے گانے خوب خوب سنیئے۔"

رعمیس نے کہا۔ "میں تو سپاہی ہوں۔ موتی میرے کس کام کے ہیں۔ ہاں تلواریں آپ لاتیں تو خرید بھی لیتا۔ دوسرے میں تنہا آدمی ہوں۔ میرے گھر میں کوئی عورت نہیں کہ میں وہاں آپ کے قیام کا بندوبست کروں۔ مگر چونکہ آپ میری ہم وطن ہیں۔ معلوم نہیں کیوں مجھے اس قدر خیال پیدا ہو چلا ہے...... آپ کے آرام کا بندوبست کئے دیتا ہوں۔ اس وقت تو میں ان سواروں کو فوجی قواعد کی غرض سے باہر لے جا رہا ہوں لیکن شام کو آپ میرے محل میں آئیں۔ وہیں میں آپ کے موتی بھی دیکھوں گا اور گانا بھی سنوں گا۔ اس وقت تک کے لئے رخصت ہوتا

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

ہوں۔''

اتنا کہہ کر ایک فوجی افسر کو آواز دی۔ جب وہ قریب آیا تو کہا۔ ''مصر کی ان مستورات کو سرکاری مہمان خانے میں ٹھہرادو اور دیکھو انہیں کسی بات کی تکلیف نہ ہو۔ آفتاب غروب ہونے پر دونوں کو میرے محل میں لے آنا۔''

اور اب رعمیس ان دونوں کی طرف دیکھتا ہوا، گویا ان کے دلوں نے اس کی نظر کو گرفتار کرلیا تھا، جس کام کے لئے نکلا تھا اس کے لئے روانہ ہوا اور فوجی افسر جسے حکم دیا تھا دونوں عورتوں کو سرکاری مہمان خانے میں لے گیا اور وہاں ان کے قیام کا اچھی طرح بندوبست کردیا۔

شام ہوئی تو نیطر طیہ نے ایک نہایت خوبصورت سپید جوڑا جس کی گوٹ ارغوانی رنگ کی تھی پہنا۔ یہ لباس اس کے ساتھ محمل پر موجود تھا۔ بالوں میں کنگھی کی اور عطر لگایا اور بڑے بڑے موتیوں کی ایک مالا گلے میں ڈالی۔ نقاب کچھ کھلی، کچھ ہٹی منہ پر ڈال کر ہاتھ میں سونے اور ہاتھی دانت کا چنگ لیے اس انتظار میں ہوئی کہ کوئی آئے تو رعمیس کے محل کو روانہ ہو۔ آشتی بھی تیار ہوئی لیکن اس کا لباس سر سے پاؤں تک بالکل سیاہ تھا۔ نقاب بھی اسی رنگ کی تھی۔ تھوڑی دیر میں وہی فوجی افسر پھر آیا اور دریافت کرنے لگا۔

''آپ لوگ صوبیدار نباطہ کی خدمت میں حاضر ہونے کے لئے تیار ہیں۔''

آشتی نے کہا۔ ''صوبیدار! میں تو سمجھتی تھی کہ وہ یہاں کے بادشاہ ہیں۔''

افسر نے جواب دیا۔ ''بادشاہ ہونے میں ان کے کیا کلام ہے، مگر ان کو اسی پر اصرار ہے کہ ملکہ نیطر طیہ کے جن کا لقب نجم عمون ہے صوبیدار کہلائیں۔ یہ نیطر طیہ وہی ہیں جو اس وقت شہزادہ ثوران غاصب سلطنت مصر کی بیوی ہیں۔ یہ بھی ان کا ایک جنون ہے کہ وہ اپنے تئیں محض حاکم یا صوبیدار کہلوانا چاہتے ہیں حالانکہ وہ خود بادشاہ مصر یعنی فرعون کا درجہ حاصل کرسکتے ہیں۔''

آشتی نے کہا۔ ''حضرت یہ بڑی باتیں ہیں۔ ہم تاجر لوگ ان باتوں کو کیا سمجھیں گے۔ ہم کو تو آپ، چاہے وہ حاکم ہوں یا صوبیدار، سپہ سالار ہوں یا بادشاہ، ان کی خدمت میں لے چلئے تاکہ اپنا مال ان کو ملاحظہ کرائیں۔''

غرض یہ فوجی افسر ان عورتوں کو ساتھ لئے پہلو کے ایک دروازے سے رعمیس کے محل میں داخل ہوا اور بہت سے راستوں اور کمروں میں سے نکلتا ہوا جہاں نیطر طیہ کو بعض وہ افسر بھی بیٹھے نظر آئے جن کو خود اس نے رعمیس کے ساتھ روانہ کیا تھا، یہ سب اس کمرے میں پہنچے جو خاص

رعمیس کے رہنے کا تھا۔ افسر نے ان دونوں سے کہا۔

''آپ یہاں بیٹھیں۔''

تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور رعمیس بہت سادہ فوجی لباس پہنے کمرے میں داخل ہوا۔ لباس پر کوئی نشان مثلاً سانپ کی تصویر جس سے معلوم ہو کہ وہ بادشاہ مصر ہے، نہیں تھا۔ صرف داہنے ہاتھ میں جس کی چھوٹی انگلی کٹی ہوئی تھی، بیچ کی انگلی میں ایک الماس کی انگوٹھی تھی جس پر شاہی طغرہ کندہ تھا نیطر طیہ نے انگوٹھی فوراً پہچان لی۔ رعمیس نے دونوں مہمانوں کو دیکھتے ہی تعظیم دی اور کہا۔

''مجھے معاف کیجئے گا دیر ہوگئی۔ آپ کو انتظار کرنا پڑا۔'' پھر کہا۔ ''ہاں وہ کیا چیزیں ہیں جو آپ دکھانے لائی ہیں۔ غالباً جواہرات یا مروارید ہوں۔ مگر ان کا خریدار ملنا تو یہاں مشکل ہی معلوم ہوتا ہے۔ کہنے کو تو اس شہر کو زریں شہر کہتے ہیں مگر جتنا زروسیم اس ملک کا مالیہ ہے وہ سب اسی پر صرف ہوجاتا ہے۔ مجھے تو صرف ایک امیر لشکر کی تنخواہ اس سے مل جاتی ہے اور ایک قلیل رقم اوپر کے اخراجات کی ہوتی ہے۔ جب آپ ایسی نادر چیزیں لائی ہیں تو ضرور دیکھوں گا۔ اگر خود نہیں خرید سکتا تو ممکن ہے کوئی اور خریدار پیدا کردوں۔''

جس وقت آشتی اور نیطر طیہ نے اس خوشرو جوان رعمیس کی صورت پر شرافت اور گفتگو میں سادگی اور سچائی دیکھی تو سینے میں دل کچھ اس طرح تڑپنے لگا کہ تھوڑی دیر تک منہ سے بات نہ نکل سکی۔ اور اسی کو غنیمت سمجھا کہ چہرے کی نقابیں دل کی پریشانی اور اضطراب کو رعمیس کی نظر سے چھپائے رہیں۔ خود رعمیس کی یہی کیفیت تھی۔ صبح کی طرح اس وقت بھی اس کی آنکھیں ان دونوں عورتوں کی طرف دیکھنے سے کسی طرح تھکتی ہی نہ تھیں۔

آخر کار نہایت ضبط کے بعد آشتی نے جواب دیا۔

''ممکن ہے حضور کوئی چیز خریدنی نہ چاہیں مگر حضور کی بیگم صاحبہ یا محل کی دوسری بیگمات کوئی چیز پسند کریں۔''

اس پر رعمیس بولا۔ ''میں آپ سے پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ میرے گھر میں صرف مرد ہیں عورت کا نام نہیں۔''

آشتی نے بہت ادب سے مگر اسی بدلی ہوئی آواز میں کہا۔ ''بے شک، آپ نے بھی فرمایا تھا، مگر ہم شہروں شہروں پھیری پھرنے والیاں ہیں۔ میں نے اور میری اس لڑکی نے بڑے

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

بڑے رئیس اور امیر، ملکوں کے حاکم اور بادشاہ دیکھے مگر کبھی یہ نہ دیکھا کہ ان کے محل میں بیگمات نہ ہوں۔ حضور یہ موتی ملاحظہ فرمائیں۔ شہر میں سب ہی مرد تو آپ کی طرح کنوارے نہ ہوں گے۔"

آشتی نے فوراً صندل کا ایک معطر صندوقچہ کھولا اور ایک تاج جس پر مصر کا سانپ موتی پرو پرو کر بنایا تھا نکالا۔ یہ تاج آشتی اور نیطر طیہ نے مل کر جب وہ تات کے شہر میں رہتی تھیں تیار کیا تھا۔ اس کے علاوہ اور بڑے بڑے گوہر آبدار رعمیس کو دکھائے۔ رعمیس نے موتیوں کو دیکھ کر کہا۔

"واقعی یہ بڑی قیمتی چیزیں ہیں مگر دنیا میں صرف ایک ہی انسان ہے جو اس تاج کو پہننے کا حق رکھتا ہے اور وہ ارض جنوب و شمال کی ملکہ ہے۔" یہ کہہ کر رعمیس نے ایک آہ سرد کھینچی۔

آشتی نے کہا۔ "حضور! ملکہ بھی پہن سکتی ہے اور ملکہ کا شوہر بھی۔"

رعمیس نے ہنس کر جواب دیا۔ "کیا خوب! ثوران کے چیٹے چوکھونٹے سر پر یہ تاج کیا پھبے گا۔"

آشتی نے رعمیس کے جواب کا کچھ خیال نہ کیا اور کہنے لگی۔ "شوہر کے سر پر نہیں تو کوئی سپہ سالار جس نے بڑا ملک فتح کیا ہو اس تاج کو زیب سر کر سکتا ہے اور اگر شاہی خاندان کی یادگار ہوا تو پھر کوئی اس کا بال بیکا نہیں کر سکتا۔"

رعمیس یہ فقرہ سن کر موتی والی کی طرف بغور دیکھ کر کہنے لگا۔

"یہ بات تو آپ نے کچھ عجیب کہی۔ یہ کہئے کہ بے سمجھے بوجھے منہ سے نکل گئی۔ اچھا! یہ موتی آپ کے تو مجھ سے کہیں زیادہ دولت مندوں کے خریدنے کی چیزیں ہیں۔ ان کو تو آپ مہربانی فرما کر جہاں سے نکالا ہے وہیں رکھ دیں اور ذرا اپنی صاحب زادی کو اجازت دیں کہ مصر کی کوئی پرانی چیز سنائیں۔ وطن کا گانا سننے کو برسوں سے جی ترس رہا ہے۔"

آشتی نے کہا۔ "بہتر ہے لیکن یہ موتیوں کا تاج ہماری ناچیز پیش کش ہے، اس کو ضرور قبول فرمائیں۔ کیونکہ یہ صرف آپ ہی کے لئے تیار کیا گیا ہے اور یہ آپ کے کام بھی آئے گا۔ حضور کا اقبال سلامت رہے۔ حضور نے ہم کو اس شہر میں اپنا مال فروخت کرنے کی اجازت دی ہے۔ اسی کے شکریہ میں یہ ناچیز ہدیہ قبول ہو۔ ورنہ میری لڑکی آپ کو گانا نہ سنائے گی۔"

رعمیس نے کہا۔ "تاجروں میں آپ بڑی فیاض و سخی ہیں۔ بہتر ہے، تاج کو میز پر رکھ

دیجئے اس کا تصفیہ بعد کو ہوگا۔ اس وقت تو گانا سنوا دیجئے۔"

اب نیطر طیہ کی باری آئی۔ کرسی سے اٹھی اور چنگ کو لمبی نقاب میں چھپائے ہوئے اس کے تاروں کو چھیڑا اور جس طرح آشتی نے آواز بدل کر باتیں کی تھیں نیطر طیہ نے بھی آواز بدل کر ایک عشقیہ نظم جو بہت مختصر تھی دھیمی سروں میں گانی شروع کی۔ یہ نظم بہت جلد ختم ہوگئی۔

رعمیس نے سن کر کہا۔ "سبحان اللہ......! کیا شیریں لحن ہے۔ آپ کی اس خوشنوائی پر تو خدا جانے کب کی بھولی بسری باتیں یاد آنے لگیں، لیکن کوئی بڑی سی چیز شروع کیجئے اس کے بعد تکلیف نہ دوں گا۔"

نیطر طیہ نے سر جھکا کر آہستہ سے کہا۔ "اگر اجازت ہو تو اس عاشق کا قصہ سناؤں جس نے ایک ایسی حسین کاہنہ کو دل دیا تھا جو درجہ اور رتبہ میں عاشق سے کہیں زیادہ تھی۔ اس قصور پر ایک غضبناک دیبی کا قہر اس عاشق پر نازل ہوا۔"

رعمیس نے کہا۔ "ہاں ضرور سنائیے۔ یاد آتا ہے کہ یہی یا ایسا ہی کوئی اور قصہ پہلے بھی کہیں سنا تھا۔ یہ یاد نہیں کہ کہاں۔"

اب نیطر طیہ نے چنگ بجا کر وہ قصہ گانا شروع کیا۔ مگر اس مرتبہ گانے میں پوری جان کھپا دی۔ جونہی اس نور کے گلے سے نغمہ کی لہریں فضا میں دوڑیں، رعمیس بیتاب ہو کر کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور پتھر کی مورت بن کر نیطر طیہ کو دیکھنے لگا۔ عاشق کی داستان آگے بڑھی جس طرح طبی کے شہر اور فرعون کے محل میں یہ قصہ ایک مرتبہ پہلے گا کر سنایا تھا اسی شیریں آواز میں آج ناطہ کے شہر میں رعمیس کو سنانا شروع کیا۔ عاشق دیگر چپکے سے بت خانہ کے حرم میں پہنچتا ہے۔ دیبی جس کا وہ مندر ہے غضب ناک ہو کر اسے فوراً ہلاک کر دیتی ہے۔ وہ حسین کاہنہ جس پر یہ نامراد عاشق ہوا تھا آہ وزاری کرتی آتی ہے۔ عشق کی دیبی کو اس کے حال پر رحم آتا ہے۔ عاشق کو پھر زندہ کر دیتی ہے۔ اور اب عاشق و معشوق دنیا کی آلائشوں سے پاک اپنی فتح و ظفر کے گیت گاتے قبر سے اٹھ کر جس وقت عرش کے دروازوں تک پہنچتے ہیں تو نغمۂ جانفزا کی گھٹائیں امنڈ آتی ہیں اور ایسی جھوم کر برستی ہیں کہ سب جل تھل کر دیتی ہیں۔ رفتہ رفتہ اس زور میں کمی ہو کر موسیقی کی دلکش صدائیں فضائے خاموش میں دل کی حرکت کی طرح کم ہوتے ہوتے بالکل محو ہو جاتی ہیں۔

رعمیس کو دیکھو۔ ایک ستون کے سہارے کھڑا ہے۔ چہرہ بالکل سپید ہو گیا ہے۔ سر سے

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

پاؤں تک کانپ رہا ہے۔ نیطر طیبہ نڈھال ہو کر کرسی پر بیٹھ جاتی ہے۔ چنگ جسے اب تک کچھ نقاب اور کچھ برقع کے دامن پر چھپائے تھی ہاتھ سے چھوٹ کر فرش پر گرتا ہے۔

رعمیس نے چنگ کو گرتے دیکھا اور دیکھتے ہی بدحواس ہو کر بولا۔ "یہ چنگ یہاں کیونکر آیا۔ ایسا چنگ تو اس جہان میں ایک ہی ہے دوسرا نہیں ہے۔ کیا کہیں سے آپ اسے چرا لائی ہیں۔ مگر میری زبان سے یہ کیا نکلا۔ چنگ چرایا تو چرایا تھا، گانا اور یہ آواز کیوں کر چرا لائیں۔ خاتون آپ مجھے معاف کریں، میرا کوئی برا خیال آپ کی نسبت نہیں ہے۔ لیکن ایک عنایت میرے حال پر کیجئے۔ مگر یہ بات اس وقت کہنے کی نہیں ہے۔ اچھا اتنی ہی مہربانی فرمائیں کہ اپنی صورت مجھے دکھا دیں۔"

نیطر طیبہ نے سر سے نقاب کے بند کھولے۔ بند کھلتے ہی نقاب اور برقع زمین پر گرا۔ اور نیطر طیبہ لباس شاہانہ پہنے پوری ملکہ کی شان میں ظاہر ہوئی۔ رعمیس کی نگاہیں نیطر طیبہ کی حسین آنکھوں سے دوچار ہوئیں اور تھوڑی دیر تک دونوں ایک دوسرے کی صورت اس طرح دیکھتے رہے جیسے خواب میں کوئی کسی کو دیکھتا ہو۔

رعمیس نے سخت حیرت کے عالم میں کہا۔ "یہ بات کیا ہے۔ نجم عمون، ملکہ مصر جس کو ان آنکھوں نے فرعون آنجہانی کے ساتھ تخت نشین دیکھا تھا اس وقت میرے سامنے کھڑی ہیں۔ یہ چنگ شہزادہ کوش کا دیا ہوا تحفہ ہے جو اس رات کو میرے ہاتھ سے قتل ہوا تھا۔ آواز ملکہ مصر کی ہے۔ قصہ جو گایا ہے وہ بھی ملکہ مصر کا سنایا اور گایا ہوا ہے۔ مگر یہ کس طرح ممکن ہے۔ میں کہیں دیوانہ تو نہیں ہو گیا ہوں۔ اور آپ دونوں بیویاں ساحرہ بن کر میرا تماشا بنانے تو نہیں آئی ہیں۔ نجم السحر، عمون کی بیٹی تو یہاں سے ایک ہزار میل دور اپنے چچا ثوران کے ساتھ جس سے اس نے عقد کر لیا ہے مصر پر حکومت کر رہی ہے۔ ثوران بھی وہی جس کی نسبت مشہور ہے کہ اس نے ملکہ مصر کے باپ فرعون کو ہلاک کیا تھا۔ مجھے تو آپ دونوں جادوگرنیاں معلوم ہوتی ہیں۔ بہتر ہے کہ آپ یہاں سے چلی جائیں کہیں ایسا نہ ہو کہ عمون کے کاہنوں کو خبر لگے اور وہ عمون کی جناب میں آپ پر کوئی الزام لگا کر دونوں کو سپرد آتش کر دیں۔"

نیطر طیبہ نے آہستہ سے اپنا گلوبند کھولا اور گلے کے نیچے سینے سے کچھ اوپر وہ نقش دکھایا جو اس کا پیدائشی نشان تھا اور کہنے لگی۔ "کیا عمون کے کاہن اس مقدس نقش کو دیکھ کر بھی ہمیں آگ میں ڈال دیں گے، اے شاہان مصر قدیم کی یادگار، مرنیس کے فرزند! اب بھی آپ کسی دھوکے

میں ہیں۔"

رعمیس نے کہا۔ "کیوں اگر ایک بات میں آپ دھوکا دے چکی ہیں تو اور سب باتوں میں بھی دھوکا دے سکتی ہیں۔ جو ملکہ مصر کا حسن چرا لائے وہ خداؤں کا بنایا ہوا نشان بھی اپنے سینے پر بنا سکتا ہے۔"

نیطر طیبہ نے کہا۔ "تو شاید رعمیس نے بھی وہ دوسرا نشان جو اس کے ہاتھ کی انگوٹھی پر ہے کہیں سے چرایا ہے کیونکہ یہ انگوٹھی وہی ہے جو کبھی فرعون کے ہاتھ میں تھی۔ اور یہ بھی پوچھنا ہے کہ آپ کے ہاتھ کی انگلی کس طرح کٹی تھی۔ کیا عجب ہے کہ طیبی کے متبرک تالاب میں جو مقدس مگرمچھ رہتا ہے، اس نے کتر لی ہو۔"

نیطر طیبہ یہ کہہ کر جواب کی منتظر ہوئی مگر رعمیس کچھ نہ بولا۔ کچھ کہنا چاہا تھا لیکن حیرت نے لبوں پر مہر لگا دی۔ نیطر طیبہ نے آشتی سے کہا۔ "دوا پیاری! میں اس حاکم شہر کو یقین نہیں دلا سکتی کہ میں ملکہ مصر ہوں۔ کچھ تم کہو تو اس کی سمجھ میں آئے۔"

یہ سن کر آشتی نے سیاہ برقع اتار دیا۔ رعمیس نے اس کی شریف صورت اور سفید بالوں کو دیکھتے ہی ایک چیخ ماری اور "اماں میری اماں!" کہہ کر ماں کے سینے پر سر رکھ کر بچوں کی طرح رونے لگا۔ روتا تھا اور کہتا تھا۔

"اماں مجھے کیا خبر تھی کہ تم جیتی ہو۔ مجھ سے تو یہی کہا گیا تھا کہ منوف میں گزر گئیں۔"

آشتی نے کہا۔ "پیارے رعمی! ہاں میں تیری ماں ہوں، کوئی اور نہیں ہوں۔ میں ہی تجھے اس دنیا میں لائی تھی۔ رو نہیں! میرے ساتھ یہ نجم السحر ملکہ مصر ہیں جن کے دل میں تیری محبت اب تک وہی ہے جو شروع میں تھی۔ مسلسل دو برس تک ظالموں کے ظلم اور صحرا کے خطرے اٹھاتی رہیں حتیٰ کہ ان کے باپ عمون نے زندہ و سلامت انہیں یہاں تک پہنچا دیا۔ میری آنکھوں کی روشنی، یہ تیری وہی نجمہ ہے جس کے ساتھ تو بچپن میں کھیلا ہے۔ اب تو تجھے یقین آیا۔"

رعمیس نے کہا۔ "ہاں اماں! اب یقین آ گیا۔"

ملکہ نیطر طیبہ نے فوراً شاہانہ انداز اختیار کر کے کہا۔

"اے نمک حلال و وفا کیش سپہ دار مصر! ملکہ مصر کی طرف سے یہ نذر قبول کرو جسے تھوڑی دیر ہوئی تم نے بے پروائی سے دور رکھ دیا تھا۔ اب اس موتیوں کے تاج کے اور میرے مالک بنو۔"

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

یہ کہہ کر تاج مروارید جس پر مار مصر کی شکل بنی تھی رعمیس کے سر پر رکھ دیا۔ بالکل اسی طرح جیسے طیبی کے شہر میں ایک دن پچھلے پہرے سونے کا حلقہ اپنے سر سے اتار کر اس کے سر پر رکھا تھا اور رعمیس کے عشق میں ہمیشہ وفادار رہنے کی قسم کھائی تھی۔

اب رات زیادہ ہوگئی ہے۔ آشتی اور نیطر طیہ دونوں اپنا پورا قصہ رعمیس کو سنا چکی ہیں۔

آشتی نے کہا۔ ''بیٹا یہ ہے ہماری پوری داستان اور ایسی داستان ہے کہ پھر عمر بھر ایسی نہ سنو گے۔ اب اپنا حال سناؤ کہ تم پر کیا گزری۔''

اس وقت یہ سب میز کے گرد بیٹھے کھانا کھا رہے تھے۔ رعمیس نے کہا۔ ''اماں! میرا قصہ بہت مختصر ہے۔ ملکہ مصر جو سامنے تشریف رکھتی ہیں۔'' (اتنا کہہ کر رعمیس کھڑا ہوا اور نہایت ادب سے ملکہ کے سامنے تعظیماً سر جھکایا) پھر بیٹھ کر کہا۔

''آپ کے حکم سے میں دریائے نیل کے راستے اس شہر میں پہنچا۔ جب معلوم ہوا کہ شہزادہ کوش کے باپ یعنی نباطہ کے سن رسیدہ بادشاہ نے میرے قتل کا مصمم ارادہ کر لیا ہے تو میں مصر کی فوج کو جو میرے ہمراہ تھی لے کر اس بادشاہ سے لڑا۔ اس کی رعایا بھی اس اثنا میں مجھ سے آملی۔ قصہ کوتاہ یہ بڈھا بادشاہ لڑائی میں مارا گیا۔ کسی نے اس کی موت پر افسوس نہیں کیا کیونکہ وہ ایک ظالم بادشاہ تھا۔ اس کے مرنے پر ملک کا انتظام اپنے ذمہ لیا اور اس وقت سے اس وقت تک جس قدر اصلاحیں نظم حکومت میں ضروری تھیں انہیں انجام دیتا رہا ہوں۔ میں تو مدت کا مصر واپس چلا آتا اور اپنے آنے کی اطلاع بادشاہ مصر کو کرتا لیکن مخبروں سے وہاں کی خبریں عجیب و غریب معلوم ہوئیں۔ مثلاً انہوں نے کہا کہ ثوران اور اس کے ہواخواہوں نے بادشاہ مصر کو جادو کے زور سے مار ڈالا ہے اور اس کی بیٹی نجم عمون نے اپنے چچا سے عقد کر لیا ہے تا کہ اپنی جان اور اپنا تخت غارت ہونے سے بچا لے۔ میں نے اپنے دل میں افسوس کیا کہ ملکہ وہ سب باتیں بھول گئیں، جو مجھ سے کہی تھیں اور وہ قسم بھی جو میرے سامنے کھائی تھی توڑ دی۔''

نیطر طیہ نے بگڑ کر کہا۔ ''رعمیس! تم نے یہ کیونکر سمجھ لیا کہ میں سب کچھ بھول گئی اور اپنی قسم بھی میں نے توڑ دی۔ تم نے کیوں دوسروں کی واہی تباہی باتوں کا یقین کر لیا۔''

رعمیس نے جواب دیا۔ ''حضور یقین نہ کرتا تو کیا کرتا۔ مخبروں کا بیان بحلف یہ تھا کہ بچشم خود حضور کو منوف کے شہر اور دوسرے مقامات پر تخت شاہی پر بیٹھے دیکھا اور یہ بھی دیکھا کہ ثوران آپ کے حکموں کی بجا آوری میں کتے کی طرح ادھر سے ادھر دوڑتا پھرتا ہے۔ میں ان مخبروں

کے بیان کو کیونکر جان لیتا کہ وہ غلط ہے اور جس کو انہوں نے تخت پر بیٹھا دیکھا تھا اور ثوران نے جس سے عقد کیا تھا وہ آپ نہ تھیں۔''

نیطر طیہ نے کہا۔ ''میں سمجھتی ہوں کہ ثوران کو اب تو معلوم ہوگیا ہوگا کہ اس کی بیوی درحقیقت کون ہے۔ کسی عورت کی ہمزاد جب کسی مرد سے شادی کرتی ہے تو اس کی زیست مشکل کر دیتی ہے۔ مگر اب سوال یہ ہے کہ کیا کرنا چاہئے۔''

رعمیس بولا۔ ''مناسب تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ اب حضور مجھے قبول فرمائیں۔ پھر غور کیا جا سکتا ہے کہ کیا کرنا چاہئے۔''

نیطر طیہ نے جواب دیا۔ ''میں اپنے قول پر مضبوط ہوں۔ تمہی سے عقد کروں گی، لیکن یہ تقریب صرف بت خانہ عمون میں ممکن ہوگی۔ جو حدود مصر کے باہر مگر اس کی سرحد کے قریب ہے دوسری جگہ ممکن نہیں۔ پہلے میرا تخت مجھے دلوا دو۔ پھر شادی کی جرأت کرنا۔''

رعمیس نے کہا۔ ''تخت حضور کا ہے اور حضور ہی اس کی مالک ہوں گی۔ گو یہ بات سمجھ میں آنی مشکل ہے کہ جب دوسری ملکہ تخت پر بیٹھی ہے اور وہ ہٹنے پر راضی نہ ہوئی تو حضور کس طرح مالک سلطنت ہو سکیں گی۔''

آشتی نے کہا۔ ''میں ابھی اس ہمزاد ملکہ کو سب باتوں کی اطلاع کئے دیتی ہوں۔ رعمی، اب جاؤ آرام کرو۔ ہم بھی آرام کرتے ہیں۔''

رعمیس نے کہا۔ ''اماں......! جس کے ہاتھ آپ ہمزاد ملکہ کو اطلاع بھیجیں گی وہ قاصد کہاں ہے؟''

آشتی نے کہا۔ ''بیٹا! تم بڑے نادان ہو۔ اتنے دن سے مجھے دیکھ رہے ہو اور پھر تمہیں اتنی بھی خبر نہیں کہ میرے بہت سے نوکر اور مؤکل ایسے ہیں جو کسی کو نظر نہیں آتے۔''

آدھی رات کا وقت ہے۔ رعمیس کے محل کے ایک کمرے میں آشتی اور نیطر طیہ زمین پر گھٹنے ٹیکے سر جھکائے، ہاتھ پھیلائے خدائے عمون کی جناب میں اس کی اور اس کے فضل و کرم کی منت گزاری کرتی ہیں۔ اس حالت سے فارغ ہونے پر آشتی کھڑی ہوئی اور اب اس نے وہ خوفناک الفاظ اپنی زبان سے ادا کرنے شروع کئے جو منوف کے برج میں جہاں دونوں ثوران کی قید میں رہ چکی تھیں، آخری حالت تکلیف میں ادا کئے تھے۔ یہ وہی الفاظ تھے جو برسوں ہوئے ملکہ احورہ کی روح نے آشتی کو سکھائے تھے۔

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

پہلے کچھ ہلکی ہلکی آوازیں آئیں۔ پھر بڑے بڑے پروں کی سائیں سائیں سنائی دی اور فوراً فانوس کی روشنی سے ہٹے ہوئے گوشے میں جہاں تاریکی تھی ایک سپید غبار سا نظر آیا جس نے رفتہ رفتہ زیادہ روشن ہو کر ایک صورت اختیار کی اور یہ صورت ایک ملکہ کی تھی، جو رخت شاہی، زیور و جواہرات سے آراستہ بالکل نیطرطیہ معلوم ہوتی تھی۔ چہرے پر کسی قدر غرور زیادہ تھا اور حسن میں کوئی چیز ایسی تھی جس سے ڈر معلوم ہوتا تھا۔ یہ شکل بالکل خاموش آشتی اور نیطرطیہ کے سامنے آئی اور نہایت روشن اور چمکتی ہوئی آنکھوں سے ان دونوں کو دیکھنے لگی۔

آشتی نے پوچھا۔ ”ہمزاد تم کہاں سے آئی ہو؟“

ہمزاد نے نہایت سرد لہجے میں کہا۔

”اے عالم غیب کی راز دار! میں وہیں سے آئی ہوں جہاں تیرا حکم میں نے سنا تھا۔ طیبی میں ثوران کے محل سے جہاں وہ بادشاہی کرتا ہے آ رہی ہوں۔“

آشتی نے دوسرا سوال کیا۔ ”کہو ثوران اور ملک مصر کا کیا حال ہے۔“

ہمزاد بولی۔ ”ثوران کا حال خراب ہے۔ رات دن کی محنت، خوف اور مایوسی نے بڑی چڑا ایک کر دیا ہے۔ کوئی وقت خوشی اور آرام کا اسے میسر نہیں لیکن مصر کا حال بہت اچھا ہے۔ اے خاتون والا نسب! مصر کبھی ایسا خوش حال نہ تھا جیسا کہ آج کل ہے۔ انتظام سلطنت کے لئے جس قدر احکام مجھے دیئے گئے تھے ان کی تعمیل کر چکی ہوں۔“

اتنا کہہ کر نیطرطیہ کی طرف اشارہ کیا اور کہا۔ ”اور اب میں پھر اس قلب میں پہنچ کر جس سے جدا ہوئی تھی آرام کرنا چاہتی ہوں۔“

آشتی نے کہا۔ ”ابھی نہیں! تھوڑا سا کام تمہارے کرنے کا اور باقی ہے۔ اسے ختم کر لو تو پھر قیامت کے دن تک تمہارے لئے آرام ہی آرام ہے۔ اچھا سنو! پایہ تخت طیبی کو واپس جاؤ اور ثوران اور اس کے مشیروں کے کان میں یہ غلط خبر پھونک دو کہ رعمیس مصری نے جو کوش کی حکومت پر قابض ہو گیا ہے اعلان کیا ہے کہ ملک مصر کا مالک اور ملکۂ مصر کا شوہر بھی وہی ہے اور یہ اس بنا پر کہ بادشاہ مصر جس کو ثوران نے ہلاک کیا تھا اپنی زندگی ہی میں ان باتوں کو ظہور میں لانے کا وعدہ کر چکا تھا۔ یہ خبر ثوران اور اس کے مشیروں کو پہنچا کر کوئی تدبیر ایسی کر دو کہ یہ ثوران ایک لشکر جرار فراہم کر کے رعمیس سے لڑنے کے لئے حدود مصر سے ملک جنوب کا قصد کرے اور جب لشکر درست کر لے تو تم فوراً افسران فوج کو اس امر کا یقین کرا دو کہ بادشاہ مصر نے تمہاری

خوشی حاصل کر کے اور خدائے عمون سے حکم پا کر اس بات کا وعدہ کر لیا تھا کہ تمہاری شادی رعمیس سے کر دی جائے گی۔ ان افسروں کو یہ بھی باور کرا دو کہ ثوران کے اس جرم سے کہ اس نے بادشاہ کو ہلاک کر کے اس کی بیٹی سے شادی کی اب رب عمون نہایت برہم ہے اور اس کا عتاب اور غضب چند روز میں سب پر ظاہر ہونے والا ہے۔ اور افسروں میں سے جو لوگ ثوران سے علیحدگی اختیار کریں گے خدا ان سے خوش ہوگا۔ اور ان کو اس کا بڑا صلہ دے گا۔ جب ثوران لشکر تیار کر لے گا تو ملک جنوب میں مصر کی سرحد پر جہاں دریائے نیل دو طرفہ بلند پہاڑوں کے درمیان بہت زور و شور سے بہتا ہے رعمیس ثوران کی فوج کا مقابلہ کرے گا۔ اور رعمیس کے ساتھ نیطرطیہ ہوگی۔ جس کے قالب سے اے ہمزاد تم برآمد ہوئی اور میں بھی ساتھ ہوں گی جس کے حکموں کو ماننا تمہارا فرض ہے اور تمہارے ساتھ شاید کوئی اور بھی ہو جو ہم سب سے زیادہ طاقت اور عظمت والا ہے۔ پھر اے ہمزاد! جب ہم لوگ ارض جنوب میں سرحد مصر کو پہنچ لیں گے تمہارا کام ختم ہو جائے گا اور جس آرام کی تم خواستگار ہو وہ تم کو مل جائے گا۔ بس یہی میرا حکم ہے۔ اور اس کو بہت توجہ اور خوبی سے انجام دو۔“

ہمزاد نے سرد لہجہ میں کہا۔ ”حکم میں نے سنا اور جس طرح سنا ہے اسی طرح بجا لاؤں گی۔“

اب یہ شکل جس طرح ظاہر ہوئی تھی اسی طرح غائب ہو گئی۔ یعنی پہلے اس کا نقش ہلکا ہوا۔ پھر جس تاریکی سے وہ ظاہر ہوا تھا اسی میں وہ معدوم ہو گیا۔

☆......☆......☆

طیبی کے شہر میں اس وقت صبح ہے۔ فرعون کے بڑے ایوان میں ثوران بیٹھا کار سلطنت میں مصروف ہے۔ پہلو میں اشمون وزیر حاضر ہے۔ ثوران کی شکل بدل گئی ہے جس دن سے بادشاہ مصر کو اپنے شہر میں مہمان کر کے اس کے قتل کی سازش کی تھی اس دن سے صورت مسخ ہی ہوتی چلی گئی اور اب تو حالت بہت ہی زار تھی۔ کام کی کثرت، طرح طرح کے خوف، پریشانیاں اور دقتیں ایسی اٹھانی پڑیں کہ سوکھ کر کانٹا ہو گیا۔ کپڑے اتنے ڈھیلے ہو گئے تھے کہ کسی جسم پر نہیں بلکہ کھونٹی پر لٹکے ہوئے معلوم ہوتے تھے۔ اب رہا اشمون نجومی تو اس کا یہ حال تھا کہ اپنی عمر سے کہیں زیادہ بڑھا معلوم ہوتا تھا۔ کمزوری کا یہ عالم تھا کہ چلنے میں ٹانگیں لرزتی تھیں۔ ثوران نے اشمون سے گھبرا کر پوچھا۔ ”کہو آج کا کام تو ختم ہوا؟“

اشمون نے جواب دیا۔ ”حضور نہیں! ابھی اتنا کام باقی ہے کہ جہاں پناہ کو دوپہر تک

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

اجلاس فرماتا ہوگا اور اس کے بعد مجلس خاص کے ارکان اور چند سفیر جو غیر ملکوں سے آئے ہوئے ہیں ملاقات کے لئے حاضر ہوں گے۔''

ثوران بولا۔''آج میں کسی سے ملاقات نہیں کر سکتا۔ وہ لوگ کل تک انتظار کریں۔ سنا، یا نہیں! ارے حرام خور اشمون تو نے مجھے سمجھا کیا ہے۔ کام نہ ہوا میری موت ہوگئی۔ ہائے وہ دن یاد آتے ہیں کہ میں منوف کا فقط حاکم تھا۔ جس دن سے کل ملک کی سلطنت کا عذاب میرے سر پڑا ایک دن بھی چین اور آرام نصیب نہ ہوا۔''

اشمون نے کہا۔''حضور چاہے آرام سے ہوں چاہے تکلیف سے مگر سفیران دول جو باہر سے آئے ہوئے ہیں ان سے ملاقات کرنی ضروری ہے۔ ملکہ کا اس بارے میں سخت حکم ہو چکا ہے۔ حکم سے انکار کرنا ممکن نہیں۔''

ثوران یہ سن کر ڈرا۔ گول گول دیدے حلقوں میں پھرا کر ادھر ادھر دیکھنے لگا کہ کوئی سنتا تو نہیں ہے۔ پھر دبی آواز میں اشمون سے کہنے لگا۔''کاش ایسا ہوتا کہ اس ملکہ کم بخت کی صورت ہی کبھی نہ دیکھی ہوتی۔ تم تو خود ہی جانتے ہو۔ یہ عورت نہیں ہے ہرگز نہیں ہے۔ یہ تو کوئی آسمانی بلا ہے۔ بلا بھی ایسی جس کا دل پتھر سے زیادہ سخت وسرد ہے۔ اور جس کے مکر وفریب میں سانپ کے زہر سے بھی زیادہ سمیت ہے۔ دنیا تو یہ سمجھ رہی ہے کہ میں مصر کا بادشاہ ہوں، فرعون دوراں ہوں۔ مگر حقیقت میں اس بلائے بے درماں کے ہاتھ کی کٹھ پتلی ہوں۔ سوائے احکام برداری کے دوسری خدمت نہیں۔ ایک عالم سمجھ رہا ہے کہ میں اس کا شوہر ہوں۔ لیکن وہ اب تک میری بیوی نہیں ہے۔ میں کیا کسی کی بھی نہیں ہے۔ رات دن لوگ اس پر عاشق ہوتے ہیں اور اس جرم میں قتل کئے جاتے ہیں۔ کل رات ہی کا ذکر ہے کہ اس کے قریب بیٹھا تھا۔ حکم دے رہی تھی کہ فلاں بات یوں ہو فلاں بات یوں ہو کہ بیٹھے بیٹھے غائب ہوگئی۔ تھوڑی دیر میں پھر وہاں بیٹھی ہوئی وہیں نظر آنے لگی۔ میں نے پوچھا کہ آپ کہاں چلی گئی تھیں۔ کہنے لگی کہ اتنی دور گئی تھی کہ تم ایک سال کے سفر میں وہاں تک نہ پہنچتے۔ اور ایک ایسے مرد سے ملنے گئی تھی جس سے مجھے اتنی ہی الفت ہے جتنی تم سے نفرت ہے۔ میری سمجھ میں مطلق نہیں آیا کہ وہ کون شخص ہے جس سے اس اتنی الفت ہے۔ اشمون تم ہی کچھ ذہن دوڑاؤ اور بتاؤ کہ وہ کون بشر ہو سکتا ہے۔''

اشمون نے ڈرتے ڈرتے چپکے سے کہا۔''حضور ہو نہ ہو رعمیس سے ملنے گئی ہوگی۔ زمانہ سے یہ رعمیس جو کوش کا بادشاہ بن بیٹھا ہے اور اس میں تو ذرا کلام نہیں کہ یہ بلائے بد ج

کبھی عورت تھی تو رعمیس پر جان فدا کرتی تھی۔ لیکن آج کل اس کو کس سے الفت ہے اس کا حال سوائے شیطان کے اور کس کو معلوم ہو سکتا ہے۔ رہے ہم لوگ تو ہم اس کے پنجہ غضب میں ہیں۔ جو کچھ وہ کہتی ہے وہی ہم کو کرنا ہوتا ہے۔ اگر نہ کریں تو جان سے ہاتھ دھوئیں۔ جان کھونا نہ آپ کو گوارا ہے نہ مجھ کو۔ مجھ پر یہ مصیبت اور ہے کہ مر کر قبر میں قدم بھی نہ رکھنے پاؤں گا کہ چوکھٹ پر فرعون منتظر ہوں گے کہ میری گت بنائیں۔''

یہ باتیں ثوران نے سن کر ایک ایسی آہ بھری جیسے کسی کے تخت درد اٹھتا ہو اور قبا کے دامن سے پیشانی کا پسینہ پونچھ کر کہا۔''اشمون تم جو کچھ کہتے ہو سچ کہتے ہو۔ اچھا جاؤ، اہلکاران کو بلالو تا کہ ملکہ نے جو کام دیا ہے وہ ختم کیا جائے۔''

اشمون جانے ہی کو تھا کہ دفعتاً ایوان کے دروازے سے نقیبوں کی آواز آئی......!''ملکہ دوراں مع ملازمین خاص کے دروازے پر کھڑی تاجدار مصر شمال جنوب سے اندر تشریف لانے کی اجازت طلب فرمائے ہیں۔''

ثوران نے آہستہ سے کہا۔''زہے نصیب تشریف لائیں۔'' نقیب پیچھے ہٹے اور صنوبر والے دروازے سے ملکہ مع اپنے ہمراہیوں کے اندر آئی۔ اس وقت صورت پر جو شان تھی وہ دیکھنے کے قابل تھی۔ غرور حسن چہرے کی ہر ادا سے ظاہر، لباس اور زیور میں تکلف حد سے گزرا ہوا۔ قبائے زرتار کے دامن فرش پر لوٹتے ہوئے تیز قدم دروازے سے تخت کے قریب پہنچی۔ ساتھ ساتھ مرطیرہ تھی۔ اس کے ہاتھ میں دیبا کا ایک تکیہ اور الماس کی ایک پنکھیا تھی۔ ملکہ کا خاص حکم تھا کہ مرطیرہ ہر وقت قریب حاضر رہے۔ کسی وقت جدا نہ ہو۔ یہ وہی مرطیرہ تھی جو ایک زمانہ میں بڑی حسین گنی جاتی تھی۔ مگر اب رات دن کی محنت ہر وقت کے سہم سے سوکھ کر اچور ہوگئی تھی۔ مرطیرہ کے بعد اراکین مجلس خاص اور سب سے آخر میں بڑے بڑے فوجی سردار اور امیر تھے۔

تخت پر ثوران بیٹھا تھا۔ ملکہ قریب آئی۔ مرطیرہ کو اشارہ کیا کہ تخت کی سیڑھی پر دیبا کا تکیہ رکھ دے۔ مرطیرہ حکم بجالائی۔ ملکہ نے تکیہ پر گھٹنے ٹیک کر نہایت ادب سے بادشاہ کی خدمت میں عرض کیا۔

''یہ ناچیز بندی جہاں پناہ کی وفادار ملکہ ایک عرض لے کر آئی ہے، جو پورے دربار کے سامنے گزارش کرنا چاہتی ہے۔''

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

بادشاہ نے جواب دیا۔ ''ملکہ عالم! اٹھئے، یہ آپ کی شان کے خلاف ہے کہ میری اس طرح تعظیم کریں۔''

ملکہ نے کہا۔ ''نہیں! ملکہ مصر کا فرض ہے کہ جب مکارم شاہانہ مستفیض ہونے کی تمنا ہو تو وہ خود بارگاہ فرعون میں حاضر ہو کر اور آداب شاہی بجالا کر اپنا معروضہ پیش کرے۔'' اتنا کہہ کر ملکہ اٹھی اور تخت کے قریب ایک کرسی پر جو ابھی لاکر رکھی گئی ہو بیٹھی اور باآواز بلند کہا۔ ''داور مصر شمال وجنوب متوجہ ہوں۔ کل شب کو میں نے ایک خواب دیکھا ہے۔ اس خواب میں نواب رعمیس پسر مرئیس نظر آیا۔ یہ شخص اس دودمان شاہی کی آخری یادگار ہے جو ہمارے خاندان سے قبل مصر میں بادشاہی کرتا تھا۔ میری مراد اسی رعمیس سے ہے جس نے کوش کے شہزادے اماثل کو اسی ایوان میں قتل کیا تھا۔ چونکہ اس قتل کے وقت میرے والد آنجہانی حالت غشی میں تھے اسی لئے میں نے بہ اختیار خود رعمیس کو بادشاہ کوش کی خدمت میں نباطہ روانہ کیا لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ رعمیس نے کوش پہنچ کر وہاں کے بادشاہ کو شکست دی اا اور اس کی سلطنت پر دولت مصر کی جانب سے قبضہ کرلیا۔''

''میرا خواب اتنا ہی نہ تھا۔ یہ بھی نظر آیا کہ اس دلیر و جانثار امیر لشکر نے کوش کے مقبول ملک پر قبضہ کرنا ہی کافی نہیں سمجھا، بلکہ اب مصر کی سلطنت پر حملہ کرنے کا بھی قصد کیا ہے تاکہ حضور کو قتل کر کے اپنے فرعون ہونے کا اعلان اس بنا پر کرے کہ وہ مصر کے ایک پرانے شاہی خاندان کی اولاد ہے۔ اس کے ساتھ ہی یہ قصد بھی ظاہر کیا ہے کہ مجھ کو جواب تک عالم پناہ ہی کی وفادار بیوی رہی ہے اپنی بیوی بنائے اور اس طریقے سے تخت مصر کا وارث و مالک بہ اختیارات کامل ہو جائے۔''

ثوران نے ملکہ کی یہ گفتگو سن کر کہا۔ ''ملکہ جہاں! کچھ عجیب نہیں کہ اس مفسد وسرکش نے جس کا نام رعمیس ہے ان ارادوں کا اعلان کیا ہو اور اس حد تک آپ کا خواب سچا ہے لیکن یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ اس وقت رعمیس نباطہ کے شہر میں ہے جو یہاں سے بہت دور ہے اور اس کے پاس فوج بھی غالباً تھوڑی ہے۔ پس ابھی وقت نہیں آیا کہ اس بارے میں کسی قسم کا اہتمام کیا جائے۔''

ملکہ نے کہا۔ ''جہاں پناہ! میرا خواب اتنا ہی نہیں ہے جو حضور نے سنا۔ اس خواب میں مجھے دو تصویریں بھی نظر آئیں۔ ایک یہ تھی کہ رعمیس نے پائے تخت طیبی پر حملہ کر کے اسے فتح

کرلیا ہے اور اسی ایوان شاہی میں میرا ہاتھ پکڑ کر آپ کی لاش پر سے گھسیٹتا ہوا مجھے اپنے محل کو لئے جاتا ہے کہ وہاں مجھے اپنی بیوی بنائے۔ دوسری تصویر کا مضمون یہ تھا کہ مصر کی سرحد پر جہاں سے ملک جنوب شروع ہوتا ہے ایک مقام ہے جسے باب جنوب کہتے ہیں۔ وہاں حضور مع لاؤ لشکر کے موجود ہیں۔ رعمیس سے حضور معرکہ آراء ہوتے ہیں اور اسے قتل کر کے کوش کی سلطنت اور شہر زریں کے کل مال ومتاع پر قابض ہو کر سلطنت مصر کی جانب سے وہاں کے بادشاہ ہو جاتے ہیں۔''

ثوران نے کہا۔ ''ملکۂ عالم......! آپ نے دو خواب بیان کئے ہیں۔ ان میں آپ کس کو سچا اور کس کو جھوٹا سمجھتی ہیں کیونکہ دونوں سچ نہیں ہو سکتے۔''

ملکہ نے کہا۔ ''شاہ گیتی پناہ! اس کا علم نہ حضور کو ہو سکا ہے اور نہ مجھ کو۔ آپ کے پہلو میں البتہ ایک شخص اس وقت ایسا موجود ہے جو اس عقدے کو حل کر سکتا ہے، کیونکہ غیب دانی میں وہ عدیم المثال ہے اور خداؤں کی منشاء و مقصود کی ترجمانی اس سے بہتر دوسرا نہیں کر سکتا۔ اسے حکم ہو کہ میرے دونوں خوابوں میں جو سچا ہو، اسے بتائے اور اس کی تعبیر کرے۔''

ملکہ نے یہ جملے کہہ کر اشمون کی طرف اشارہ کیا جو ثوران کے قریب کھڑا تھا۔ یہ دیکھتے ہی اشمون کے اوسان خطا ہوئے۔ بہت لجاجت سے کہنے لگا۔

''ملکہ جہاں! یہ چیز میرے فہم وادراک سے بالاتر ہے۔ میں نہیں بتا سکتا کہ کون سا خواب سچا ہے اور کون سا غلط میں نہیں عرض کر سکتا کہ......!''

ملکہ نے کہا۔ ''اشمون! تم میں کسر نفسی کی ہمیشہ زیادتی رہی ہے۔ جہاں پناہ! ان کو فوراً حکم دیا جائے کہ وہ اپنی دانائی وفراست سے اس مشکل مسئلہ پر جلد روشنی ڈالیں کیونکہ مجھے ذرا شبہ نہیں کہ وہ اس معاملہ کی حقیقت سے بخوبی آگاہ ہیں۔''

ثوران بولا۔ ''ملکہ آپ نے بجا فرمایا۔ بے شک اشمون اس امر سے آگاہ ہو گا کہ کون سا خواب سچا ہے۔''

یہ کہہ کر اشمون سے مخاطب ہوا اور کہا۔ ''اشمون! تامل کی ضرورت نہیں۔ جو بات دریافت کی جاتی ہے، اپنے علم سے اس کا جواب دو۔''

بڈھا نجومی سخت پریشان ہوا اور عرض کرنے لگا۔

''اس خواب کی تعبیر کرنی میری قدرت سے باہر ہے۔ میری بیوی مرطیرہ سے دریافت کیا

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

جائے۔ وہ تعبیر خواب کے فن میں مجھ سے کہیں زیادہ مشاق ہے۔“

ملکہ نے کہا۔ ”اے وزیر دانا! مرطیرہ کو ہمارے خواب کی نسبت جو کچھ معلوم ہوا ہے ہم پر ظاہر کر چکی ہے۔ ہم کو تو اس وقت تم سے اس کا حال پوچھنا ہے۔ جب تم غیب دانی میں اور خدائی حکموں کی ترجمانی میں ید طولیٰ رکھتے ہو تو پھر ان خوابوں کی نسبت رائے ظاہر کرنے میں تم کو کیا عذر ہو سکتا ہے۔“

اس کے بعد ملکہ نے آہستہ سے کہا۔

”مگر غیب دانی کا درجہ اسے حاصل نہیں ہو سکتا جو خداؤں کے اصلی منشاء کو مخفی رکھ کر اسے کسی اور طرح پر بیان کرے اور اس طرح خداؤں کو فریب دے۔“

اب اشمون کے پاس کوئی چارہ نہ تھا۔ رعمیس کے نام سے اس کی روح فنا ہوتی تھی۔ اس لئے ارادہ کر لیا کہ خواب کی تعبیر ایسی شکل سے بیان کرے گا کہ بادشاہ مصر ثوران اس رعمیس کے حملہ کا انتظار طیبی میں کرے۔ دارالحکومت سے باہر جا کر لڑنے کا قصد نہ کرے۔ اس وقت تمام حاضرین دربار اشمون کا منہ تک رہے تھے کہ دیکھئے اس کی زبان سے کیا نکلتا ہے۔ لیکن جب اشمون بولنے کو ہوا تو اسے محسوس ہوا کہ اس ملکہ میں جو روح یا دیو چھپا ہوا تھا اس کی چمکتی ہوئی آنکھیں نہایت غیظ و غضب سے اسے دیکھ رہی ہیں اور اشمون کی زبان انہی آنکھوں کے قبضے اور قابو میں ہے اور جو کچھ کہنے کا ارادہ کرتا ہے اس کے بالکل برخلاف زبان سے نکلتا ہے۔

اشمون نے کہا۔ ”ایک روشنی مجھے نظر آتی ہے اور اس میں دیکھتا ہوں کہ ملکہ مصر نے جو خواب دیکھے ہیں ان میں دوسرا خواب سچا ہے۔ جہاں پناہ اپنا لشکر لے کر باب جنوب کا قصد کریں اور وہاں ...... اس غاصب سلطنت رعمیس کا مقابلہ کریں تاکہ تقدیر میں جو کچھ اترا ہے وہ ظاہر ہو۔“

ثوران نے برہم ہو کر کہا۔ ”تقدیر میں جو کچھ اترا ہے! مگر سوال تو یہی ہے کہ تقدیر میں کیا اترا ہے۔“

اشمون نے جواب دیا۔ ”مشیت وہی ہے جو ملکہ مصر نے خواب میں دیکھی ہے۔ بہرکیف میں اس امر کے کہنے پر مجبور ہوں کہ بادشاہ سلامت باب جنوب کے مقام پر لشکر لا کر رعمیس کا مقابلہ کریں۔“

اس پر ثوران کو تاب نہ رہی اور جھلا کر کہا۔ ”لعنت ہے تیری اس غیب دانی پر اور خوب ہو کہ

باب جنوب تیرے ہی سر پر ٹوٹ پڑے۔ ارے خبیث! مصر پر حکومت کرتے ہوئے مجھے ابھی دو برس ہوئے ہیں۔ اس زمانے میں تین لڑائیاں لڑنی پڑی ہیں۔ ایک لڑائی ملک شام کے لوگوں سے۔ دوسری بادیہ نشینوں سے۔ تیسری نوکمان والے وحشیوں سے، جنہوں نے سمندر کے قریب کی زمینوں پر قبضہ کر لیا تھا اور اب ضعیفی میں ایک چوتھی لڑائی باشندگان کوش سے لڑنی تجویز کی جاتی ہے۔ اس رعمیس کتے کو ہم پر لشکر کشی کرنی ہے تو کرے اور دیکھ لے کہ اگر اسی شہر طیبی کے دروازے پر اس کو پھانسی نہ چڑھایا تو ثوران نام نہیں۔“

اشمون نے کہا۔ ”جہاں پناہ! میں اس بات کے کہنے پر مجبور ہوں کہ رعمیس کو پھانسی ضرور دی جائے لیکن اس شہر کے دروازے پر نہیں بلکہ صحرا میں، یہاں سے صدہا میل دور کسی مقام پر اسے لٹکایا جائے۔ یہی ملکہ کے خواب کی تعبیر ہے اور یہی خداؤں کا حکم ہے۔“

ملکہ نے بہت خوش ہو کر با آواز بلند کہا۔ ”بے شک یہی خداؤں کا منشا ہے جو انہوں نے اپنے اس پرانے راز دار اشمون کی زبان سے ظاہر کیا ہے۔ پس اے مصر کے بادشاہ اور معابد مصر کے خادمو اور سلطنت کے مشیرو! اب باب جنوب کی طرف کوچ کرنا لازمی ہے، تاکہ صحرا میں پہنچ کر اس سگ ذلیل رعمیس کو پھانسی دے کر مصر کے بادشاہ اور مصر کی ملکہ کو تمام آفات سے محفوظ کر دیا جائے۔ رعایا امن و امان سے رہے اور شہر زریں کی جس قدر دولت ہے اسے لوٹ کر آپس میں تقسیم کر لے۔“

حاضرین دربار جن میں سلطنت کے مشیر اور ہیکلوں کے خدام اور بڑے بڑے فوجی سردار شامل تھے پکار پکار کر کہنے لگے۔ ”بے شک کوچ کرنا لازمی ہے اور ملکہ مصر بھی ہمارے ہمراہ ہوں۔“ اس شور میں اشمون کی زبان سے بھی یہی جملے بلا قصد نکلے۔

ملکہ نے کہا۔ ”یقینی میں تمہارے ساتھ چلوں گی۔ گو میں عورت ہوں۔ لیکن جب میرے شوہر اور مالک کا ارادہ وہاں جانے کا ہے تو میں کس طرح پیچھے رہ سکتی ہوں۔ پس ماہ نو کے نمودار ہوتے ہی ہم دریائے نیل کے رستے کشتیوں اور جہازوں میں سوار ہو کر باب جنوب کو روانہ ہوں گے۔“

اسی رات کو ثوران اور اشمون آمنے سامنے کھڑے نظر آتے ہیں۔ ثوران پوچھتا ہے۔ ”اشمون! تو نے دوسرے خواب کو سچ کیسے کہہ دیا۔ ارے بدبخت تو میرا خواب بھول گیا جو منوف میں رات کے وقت دیکھتے ہی تجھ سے کہنے گیا تھا۔ وہی خواب جس میں فرعون نے

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

مرنے کے بعد آ کر کہا تھا کہ شاہی خاندان کی جس حسین لڑکی سے عقد کرنا چاہتے ہو کر لو اور مصر پر حکومت بھی کرو مگر اس وقت تک کہ ایک شخص رعمیس جو مرئیس کا بیٹا ہے ایک فقیر کے ساتھ وارد ہو۔ کیونکہ یہ دونوں تمہارے پاس ایک پیغام لائیں گے۔ یہ کل باتیں تو میں نے تجھ سے جب ہی کہہ دی تھیں۔ کیا ایک بھی یاد نہیں رہی۔“

اشمون بولا۔”آپ کے فرمانے سے اب کچھ یاد آتا ہے۔“

ثوران نے کہا۔”تو پھر کم بخت اور کچھ نہیں تو اپنے علم کے زور سے اتنا ہی بتا دے کہ یہ رعمیس اور وہ فقیر میرے پاس کس بات کا پیغام لائیں گے۔ کہیں میری موت کا پیغام تو نہ ہو گا۔ کل تو ہم دونوں کے مقبرے بھی تیار ہو گئے ہیں۔“

اشمون نے جواب دیا۔”جہاں پناہ! ممکن ہے پیغام اجل لائے ہوں۔“

ثوران بولا۔”جب یہی تھا تو بدذات تو نے ملکہ کے خواب کی تعبیر اس طرح کیوں کی کہ جنوب کی سمت میں اس رعمیس کے مقابلے کے لئے میرا جانا ضروری ہے گویا تو نے جان بوجھ کر ہم کو موت کا لقمہ بنوانا چاہا۔“

اشمون نے ایک آہ بھری اور کہا۔”کیا کروں میں مجبور تھا۔ مجھے اپنی زبان پر قابو نہ تھا۔ وہی کم بخت روح یا آسیب جس کا نام ملکہ ہے مجھے مجبور کر رہی تھی کہ خواب کی تعبیر اس طرح کروں جس طرح آپ نے میرے منہ سے سنی۔ اے بادشاہ ثوران! اب ہمارے بچنے کی کوئی صورت نہیں۔ تقدیر اپنی کمند پھینک چکی ہے اور اس کا پھندا ہماری گردن میں پڑ چکا ہے۔ ہاں ایک صورت ہے۔“

یہ کہہ کر اشمون نے ثوران کی تلوار کی طرف دیکھا جو اس کی کمر میں لٹکی تھی۔ ثوران نے جواب دیا۔”نہیں اشمون! یہ نہیں ہو سکتا کہ ہم خود اپنے ہاتھ سے اپنی جان لیں۔ جب تک زندگی ہے زندہ رہنا ضروری ہے۔ یہ معلوم ہی ہے کہ عالم جاوداں کے دروازے پر جب پہنچیں گے تو ہمارا کیا درجہ ہو گا۔“

اشمون نے سینہ کوٹ کر کہا۔”ہائے ہائے ایک دروازے کا یعنی صحرا والے باب جنوب کا حال تو مجھے معلوم ہے کہ وہاں کیا گزرے گی۔ رعمیس انتقام کا لینے والا اور وہ فقیر جو خداؤں کا حکم لے کر آ رہا ہے یہ دونوں وہاں موجود ہوں گے۔“

☆......☆......☆

تین مہینے گزر چکے ہیں اور اب بادشاہ مصر کا لشکر جرار باب جنوب کے مقام سے کچھ آگے پڑاؤ ڈالے پڑا ہے۔ دریائے نیل کے دونوں کناروں سے ملے جنگلی جہاز دور تک صف بستہ لڑائی کے لئے بالکل تیار کھڑے ہیں۔ کیونکہ جاسوسوں نے خبر دی ہے کہ ولایت کوش کا حاکم بڑی تیزی سے شمال کی سمت میں آ رہا ہے مگر فوج اس کی اتنی کم ہے کہ آسانی سے شکست کھا جائے گا۔ غرض ثوران باب جنوب پر منتظر ہے کہ رعمیس کی فوج آئے اور آتے ہی اس کا قلع قمع کر دے۔ پھر کوئی خطرہ نہ رہے۔ ملکہ جو ہمراہ ہے بادشاہ کے اس خیال کی مطلق تردید نہیں کرتی۔ واقعات آئندہ کی وہ بھی منتظر ہے مگر نہایت اطمینان کے ساتھ۔

ایک دن شام کو آفتاب غروب ہوتے ہی خبر اڑی کہ رعمیس کا لشکر نظر آ گیا ہے۔ دریائے نیل کے دائیں کنارے کی طرف چند پہاڑوں پر قبضہ کر کے بت خانہ عمون کے گرد جو وسیع میدان ہے، اس میں یہ لشکر اترا ہے اور یہ بت خانہ وہ ہے جو ہزار ہا برس سے اس سرزمین پر قائم چلا آتا ہے۔

”بہت اچھا ہوا کہ رعمیس نظر آ گیا۔ اب کل بادشاہ سلامت مقابلہ کو اٹھ کر اس قصہ ہی کو پاک کر دیں گے۔ جہاں پناہ! میرے اس خیال میں آپ کو کوئی شبہ تو نہیں ہے۔“

ثوران بولا۔”نہیں! آپ بالکل صحیح فرماتی ہیں۔ جتنی جلد یہ قصہ تمام ہو اتنا ہی اچھا۔ کیونکہ یہاں صحرا میں بیکار پڑے پڑے طبیعت پریشان ہو گئی ہے اور دارالحکومت کو جلد واپس جانے کا بار بار خیال آتا ہے۔“ اتنا کہہ کر پھر کچھ اشتباہ سا پیدا ہوا اور ملکہ سے کہنے لگا۔”مگر معلوم نہیں کیا بات ہے۔ اس لڑائی میں اپنی خیر نظر نہیں آتی۔ اشمون! تم آسمان کی طرف اس طرح کیوں گھورتے ہو۔“

سلطنت کے امراء اور شہر کے رئیس جو وہاں موجود تھے بادشاہ ثوران کے منہ سے یہ کلمہ سنتے ہی اشمون کی طرف دیکھنے لگے اور اس بڈھے نجومی کی صورت سے معلوم ہوا کہ اس کا رنگ بالکل فق ہے۔ اب اشمون نے ایک دفعہ ہی آسمان کی طرف اشارہ کر کے کہا۔

”دیکھو......!“ سب لوگوں کی نظر فوراً آسمان کی طرف گئی تو کیا دیکھا کہ غروب آفتاب کی سرخ روشنی سے کچھ اوپر کو ایک روشن ستارہ بڑی آب و تاب سے چمک رہا ہے اور اس کے قریب ہی ایک اور ستارہ ہے جس کی روشنی بہت ہلکی ہے مگر وہ تیز روشنی والا ستارہ اس مدھم ستارے کی طرف اس طرح بڑھ رہا ہے کہ کوئی دم اس پر چھا جائے گا۔

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

اشمون نے چلا کر کہا۔ ''ان میں ایک ستارہ عمون کا ہے اور دوسرا بادشاہ مصر یعنی فرعون کا۔ عمون کا ستارہ دم بھر میں فرعون کے ستارے کو مجوب کرنے والا ہے۔ بادشاہ سلامت! آپ کا ستارہ اب مٹنے کو ہے اور اب کا مٹا پھر کسی زندہ انسان کو نہ نظر آئے گا۔ جہاں پناہ! یاد کریں جس بات کی برسوں ہوئے میں نے خبر دی تھی آج وہ پیش آ رہی ہے۔ افسوس آپ کے طالع روشن کی شب ظلمت آ گئی۔''

یہ فقرے سن کر ثوران کو طیش آیا اور کہنے لگا۔ ''او سگ پلید کیا بکتا ہے۔ اگر یہی ہے تو پھر تو بھی میرے ہی ساتھ غارت ہوگا۔'' یہ بات منہ سے نکلی ہی تھی کہ ایک طرف سے چیخنے اور رونے کی آوازیں آئیں۔ تھوڑی دیر میں دیکھا کہ مرطیرہ یعنی اشمون کی بیوی روتی پیٹتی بھاگی چلی آتی ہے۔ سامنے آتے ہی سینہ پیٹ پیٹ کر کہنے لگی۔

''ارے لوگو! خداؤں کے انتقام کا وقت آن پہنچا۔ اب تو وہ بدر نکالنے پر تلے ہیں۔ بادشاہ سلامت، سنئے! آج شام کو میں اپنے ڈیرے میں سوتی تھی۔ رات کی نیند تو برسوں سے حرام ہوگئی ہے۔ شام کو یونہی سی آنکھ لگ گئی تھی کہ خواب میں کیا دیکھتی ہوں فرعون آنجہانی کی روح سامنے کھڑی ہے۔ وہی فرعون جنہیں ہم نے جادو کے زور سے ہلاک کیا تھا۔ یہ روح حکم دے رہی ہے کہ۔ ''جا اور اس قاتل ثوران سے اور اس خبیث جادوگر اشمون یعنی اپنے شوہر سے کہہ دے کہ تم دونوں کو کل سورج چھپنے سے پہلے ہم نے اپنی ملاقات کے لئے طلب کیا ہے۔ اور اے نابکار عورت مرطیرہ تجھے بھی ان کے ساتھ حاضر ہونا چاہئے۔'' ہائے ہائے ثوران، جہاں پناہ! اب موت ہمارے دروازے آ لگی ہے۔ موت اور خدا کا عذاب اور انتقام......!''

یہ کہہ کر مرطیرہ غش کھا کر زمین پر گری اور اس کے منہ سے جھاگ نکلنے لگے۔ ثوران اس خبر کو سن کر بہت ڈرا اور کہنے لگا۔ ''ارے شیطانو! تم سب کے سب بڑے شعبدہ باز اور جادوگر ہو۔ میرا ناک میں دم کر دیا ہے، زیست مشکل کر دی ہے۔ سپاہیو! ان کو فوراً گرفتار کر لو اور اس اشمون نابہجار کے اتنے درے لگاؤ کہ اس کی عقل ٹھکانے آ جائے۔ کل جس وقت رعمیس کا کام تمام کر چکوں گا تو پہلا کام اس مردود نجومی کو اپنے جہاز کے مستول میں پھانسی دے کر لٹکانے کا ہوگا۔''

ملکہ سن کر ہنسنے لگی اور بولی۔

''ضرور ضرور! جب رعمیس کا کام تمام کر چکیں تو اس جادوگر کو ضرور پھانسی چڑھائیں اور

اگر کوئی اور صورت پیش آئی اور اب اسے پھانسی دینے کے لئے زندہ نہ بچے تو خاطر جمع رکھئے اشمون کو میں پھانسی چڑھا دوں گی۔ تعمیل ارشاد میں فرق نہ ہونے پائے گا۔''

مرطیرہ کو جب ہوش آیا تو اٹھ کر اپنے ڈیرے میں آئی۔ پلنگ پر آنکھیں بند کئے پڑی تھی کہ دفعتاً معلوم ہوا کوئی عورت اس پر جھکی کھڑی ہے۔ آنکھیں کھولیں تو دیکھا ملکہ ہے اور حسب عادت نہایت بے درد اور بے رحم لہجہ میں کہہ رہی ہے۔

''مرطیرہ اٹھ اور فوراً ثوران سے کہہ دے کہ اب سب کام ختم ہو لئے ہیں ملکہ تمہارے پاس سے جاتی ہیں۔ اگر تم کو ملکہ مصر نیطر طیہ، نجم عمون کی صورت دیکھنی ہو تو رعمیس کے لشکر گاہ میں وہ نظر آ سکتی ہے۔ رب عمون کے بت خانے میں جو پہاڑ کی چوٹی پر لشکر گاہ کے بیچ میں واقع ہے اسے ڈھونڈو گے تو مل جائے گی۔'' یہ کہہ کر ملکہ غائب ہوگئی۔

مرطیرہ پلنگ پر سے اٹھی اور پہرے والوں سے کہا۔

''مجھے ثوران کے پاس پہنچاؤ۔ میں بادشاہ کے سنانے کو ایک خبر لائی ہوں۔ فوراً بادشاہ کو اطلاع ہونی چاہئے۔'' مرطیرہ نے یہ جملے کہہ کر وہ شور برپا کیا کہ پہرے کا ایک سپاہی ثوران کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ایک عورت اس طرح سے دروازے پر کھڑی چیخ رہی ہے۔ ثوران اٹھا اور دروازے کے قریب آ کر پوچھا۔

''کیوں مردار! شیطان کی جنی!! کیا کوئی اور منحوس خواب دیکھ کر سنانے آئی ہے۔''

مرطیرہ بولی۔ ''نہیں جہاں پناہ! خواب نہیں ہے۔ صرف اتنی خبر سنانے آئی ہوں کہ ملکہ عالم آپ کو چھوڑ کر رعمیس کے پاس چلی گئی ہیں۔'' اتنا کہہ کر اس نے ایک ایک لفظ جو ملکہ نے کہا تھا ثوران کے سامنے دوہرایا۔

ثوران نے سن کر کہا۔ ''یہ سب جھوٹ ہے۔ لشکر گاہ کے چاروں طرف تین تین صفوں کا پہرا بیٹھا ہے۔ یہ کیونکر ممکن ہے کہ ایسے سخت پہرے سے کوئی قدم باہر نکال سکے۔''

مرطیرہ بولی۔ ''تو پھر ڈھونڈ لیجئے کہ ملکہ یہاں ہیں یا کہیں نکل گئیں۔''

ثوران نے ملکہ کی تلاش شروع کی مگر ملکہ کا کہیں پتہ نہ چلا۔ حالانکہ نہ کسی نے اسے وہاں سے جاتے دیکھا تھا اور نہ کوئی اس کے ساتھ گیا تھا۔ جب ڈھونڈتے ڈھونڈتے آدھی رات ہوگئی تو چاندنی رات میں ایک عجیب صورت کا آدمی نظر آیا۔ قد بہت لمبا، پھٹے پرانے کپڑے، بدن پر ببول کی ایک موٹی سی لکڑی ہاتھ میں۔ داڑھی بالکل سپید اور نیچی۔ غرض اس شکل سے یہ بڈھا

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

ثوران کے لشکر میں پھرتا ہے۔

ثوران نے دیکھتے ہی پوچھا۔ ''یہ کون ہے؟''

جونہی یہ سوال کیا، اس بڈھے نے بڑی بھاری اور تیز آواز میں جو لشکر کے ایک سرے سے دوسرے سرے تک سنائی دی کہنا شروع کیا۔

''وزیرو مشیرو، لشکر کے جوانو اور سردارو...... ! رب عمون کا حکم اس کے قاصد کیفر جہاں گرد کی زبانی سنو! وہ حکم یہ ہے کہ خبردار ہرگز ہرگز حاکم کوش رعمیس کے مقابلہ پر تلوار نہ اٹھانا۔ کیونکہ رعمیس ہمارا نیک بندہ ہے اور اب وہ تمہارا بادشاہ اور تمہاری ملکہ کا شوہر ہونے والا ہے اور ان دونوں کی نسل سے مصر کے بہت سے بادشاہ پیدا ہوں گے۔ مگر اس غاصب حکومت ثوران کو جو اپنے بھائی فرعون کو جان سے مار چکا ہے اور اس بدکردار نجومی اشمون اور نمک حرام مرطیرہ کو فوراً گرفتار کرلو اور صبح ہوتے ہی ہمارے بت خانہ میں حاضر کرو اور یہی طریقہ ہے جس پر عمل کرنے سے تم کو اور تمہارے ملک کو امن و امان نصیب ہوگا اور چین سے زندگی بسر کرسکو گے۔''

جس وقت اس بڈھے کی زبان سے ثوران نے یہ الفاظ سنے تو فوراً فرعون کی روح کا خواب میں آ کر یہ کہنا یاد آ گیا کہ آخر میں ایک فقیر آ کر تجھے ایک پیغام سنائے گا۔ ثوران فوراً تلوار کھینچ کر کیفر پر لپکا لیکن اس تک پہنچا بھی نہ تھا کہ کیفر نظر سے غائب ہوگیا۔ اور پھر دیکھو کہ وہی حکم جو ابھی اس کی زبان سے نکلا تھا دور دور سنائی دینے لگا۔ کیفر کی آواز جدھر سے آتی تھی لوگ اسی طرف دوڑتے تھے۔ اور اب جہازوں اور کشتیوں پر بھی اسی کی آواز سنائی دی اور لوگوں نے دیکھا کہ کبھی اس جہاز کے مستول پر اور کبھی اس جہاز کی چھتری پر کیفر دراز قامت کھڑا لوگوں کو حکم سنا رہا ہے۔

بت خانہ عمون کے کاہنوں اور خادموں نے جب یہ کیفیت دیکھی تو سب نے کہا۔ ''یہ پیرانہ سال مرد انسان نہیں ہے کوئی دیوتا ہے جو حکم سنا رہا ہے اور دیوتاؤں کا حکم بجا لانا ہمارا فرض ہے۔''

اتنا کہہ کر یہ سب لوگ ثوران پر پل پڑے اور اس کو پکڑ کر فوراً اس کی مشکیں کس لیں۔ اشمون اور مرطیرہ کا بھی یہی درجہ کیا۔ رات ابھی باقی تھی۔ سب صبح کا انتظار کرنے لگے۔ مگر اس لمبے قد کے آدمی کو جو فقیر کے لباس میں آیا تھا پھر کسی نے نہ دیکھا اور نہ اس کا کچھ حال سنا۔

جس وقت یہ واقعات پیش آ رہے تھے پہاڑ پر بت خانہ کے ایک کمرے میں نیطر طیہ بے

خبر سو رہی ہے۔ آشتی پاس بیٹھی ہے۔ یکایک کمرے میں ہوا کا ایک جھونکا آیا۔ آشتی نے نگاہ اٹھا کر دیکھا تو ایک شکل نظر آئی جسے وہ خوب پہچانتی تھی۔ یہ شکل نیطر طیہ کی تھی حالانکہ نیطر طیہ بستر پر پڑی سو رہی تھی۔

آشتی نے پوچھا۔ ''ہمزاد! اب کیا چاہتی ہو؟''

ہمزاد نے کہا۔ ''مجھے اب آرام کرنے کی اجازت ہو۔ میری خدمت ختم ہوئی۔ تھک کر بالکل چور ہو رہی ہوں۔ راز آسمانی کے جملے زبان پر لائیے اور مجھ کو اسی قالب میں واپس جانے دیجئے جہاں سے میں آئی تھی تاکہ جہاں پہلے آسودہ تھی، وہیں قیامت کے دن تک آرام کروں۔''

آشتی یہ معلوم کر کے کہ خدا کا حکم بھی یہی ہے وہی جملے الٹا کر زبان پر لائی جو ہمزاد کو طلب کرنے کے وقت کہے تھے۔ جملوں کا منہ سے نکلنا تھا کہ ہمزاد کی شکل مٹنے لگی یہاں تک کہ بالکل محو ہوگئی۔ نیطر طیہ سوتے سوتے دفعتاً اٹھ بیٹھی۔ ایک انگڑائی لی اور ٹھنڈا سانس کھینچ کر پھر لیٹ گئی اور صبح تک بالکل غافل سوتی رہی۔ صبح کو اٹھی تو آشتی سے کہنے لگی۔

''آج مجھے ہوا کیا ہے۔ میں تو کچھ بدلی سی معلوم ہوتی ہوں۔''

آشتی نے کہا۔ ''ہوا کچھ نہیں ہے۔ عمون کے حکم سے، جو چیز عرصہ ہوا تم سے جدا کر لی گئی تھی اب پھر اسی کے حکم سے وہ تم میں واپس آ کر سما گئی ہے۔ اٹھو! بناؤ سنگھار کرو۔ آج کا دن دشمن پر فتح پانے اور تمہاری شادی کا ہے۔''

جب دن کچھ چڑھا تو نیطر طیہ باہر آئی۔ آج اس کے حسن میں نور سحر سے بھی زیادہ دلکشی تھی۔ بت خانہ کے دروازہ پر رعمیس از سرتاپا مسلح نیطر طیہ کے انتظار میں موجود تھا اور اب پہاڑ کے نیچے کہر اور غبار میں سے ایک بڑی فوج کے حرکت کرنے کی آواز سنائی دی۔

نیطر طیہ نے رعمیس کو دیکھ کر پوچھا۔ ''کہو کیا ہو رہا ہے؟''

رعمیس کے لئے اس وقت نیطر طیہ کی آسمانی رنگ کی آنکھیں عشق و محبت سے اتنی معمور تھیں کہ رود نیل کی موجوں میں اتنا پانی بھی نہ تھا۔ رعمیس نے نیطر طیہ کو دیکھتے ہی ایک گھٹنا زمین پر ٹیک کر سر جھکایا اور عرض کیا...... ''ثوران اب ہماری فوج پر دھاوا کرنے کو ہے۔ مجھے کچھ خوف ہے تو محض آپ کی وجہ سے ہے کیونکہ ہماری سپاہ کم ہے اور ثوران کا لشکر بہت ہے۔''

نیطر طیہ نے کہا۔ ''اب نہ ثوران کا خوف دل میں رکھو اور نہ کسی اور کا۔ لڑائی کا انجام معلوم

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

ہے۔ البتہ اس میں ذرا شبہ نہیں کہ آج تم ضرور گرفتار ہو جاؤ گے۔'' یہ آخر جملہ ایسی شیریں آواز میں مسکرا کر کہا کہ رعمیس حیرت زدہ ہو گیا۔

رعمیس کچھ کہنے کو تھا کہ اتنے میں دو فوجی سردار جو دور کے مورچوں سے دشمن کی نقل و حرکت دیکھ رہے تھے دوڑے ہوئے آئے اور عرض کیا کہ ثوران کے لشکر سے بت خانوں کے خدام اور فوجوں کے افسر اور ایلچی پیغام صلح لے کر باہر حاضر ہیں۔

رعمیس نے کہا۔ ''اچھا ان کو اندر آنے کی اجازت دی جاتی ہے لیکن ہوشیار رہنا کہیں اس سفارت میں دشمن کی کوئی چال نہ ہو۔ ملکۂ جواں! اس موقع پر آپ کا تشریف رکھنا ضروری ہے۔ کیونکہ اس سفارت کو جو کچھ عرض کرنا ہے آپ سے ہے۔ میں تو حضور کی قلمرو میں محض ایک صوبہ کا حاکم ہوں۔''

نیطر طیبہ اٹھی اور رعمیس کے ساتھ ساتھ ہیکل کے صحن میں آئی۔ بت خانہ کے حرم کے سامنے ایک کرسی رکھی تھی۔ رعمیس کے اصرار سے نیطر طیبہ اس کرسی پر اس طرح بیٹھی جیسے ایک عظیم الشان سلطنت کی ملکہ کو بیٹھنا زیبا تھا۔

اب سفارت کے لوگ جن کے آگے آگے انہی کے سردار تھے صحن میں داخل ہوئے اور ان کے ساتھ سپاہیوں کے کندھوں پر تین پالکیاں تھیں جن کے پٹ بند تھے۔ نیطر طیبہ اور رعمیس نے اس جماعت کو دیکھتے ہی معلوم کر لیا کہ اس میں مصر کے بڑے بڑے امرائے لشکر، پیشوایان مذہب اور نہایت مقدس کاہن موجود ہیں۔ نقیب نے آواز لگائی اور یہ سب لوگ سوائے ان سپاہیوں کے جن کے کندھوں پر پالکیاں رکھی تھیں ملکہ مصر کے سامنے زمین بوس ہوئے اور اب اس معزز اور ممتاز گروہ میں سے طیبی کے بت خانے عمون کا سب سے بڑا کاہن آگے بڑھا اور نیطر طیبہ کے سامنے سر جھکا کر مؤدب کھڑا ہوا۔ نیطر طیبہ نے اشارے سے حکم دیا کہ جو کچھ عرض کرنا ہے عرض کرے۔

کاہنوں کے سردار نے کہا۔ ''اے نجم سحر، عمون کے اختر تاباں! ہماری گزارش یہ ہے کہ کل شب کو جب حضور ہمارے لشکر سے تشریف لے گئیں تو ابوالارباب عمون کا ایک قاصد ہم لوگوں کے پاس آیا......!''

نیطر طیبہ نے فوراً قطع کلام کر کے کہا۔

'' کاہنوں کے سردار! میں تمہارے لشکر میں نہ کبھی تھی اور نہ وہاں سے باہر نکلی۔ آج دو

برس ہوئے کہ مصر کی مقدس زمین پر میں نے قدم تک نہیں رکھا ہے۔ جس دن سے موت یا موت سے بھی بدتر اس بات کے خوف سے مصر سے نکلی کہ ثوران میرے باپ کا قاتل جو میرا چچا بھی ہوتا ہے فوراً مجھ سے شادی کر کے میری رسوائی اور بے عزتی کے در پے ہے، وہ دن اور آج کا دن میں مصر کو جانتی بھی نہیں کہ کدھر بستا ہے۔''

یہ سن کر کاہنوں کے سردار نے اپنے ہمراہیوں کی طرف جو پیچھے کھڑے تھے حیرت سے دیکھا اور اس سفارت میں جس قدر لوگ تھے وہ غور سے نیطر طیبہ کی صورت دیکھنے لگے۔

کاہنوں کے سردار نے کہا۔ ''جان بخشی ہو تو عرض کروں۔ حضور کا ارشاد بجا اور درست ہے لیکن ہماری فہم سے باہر کیونکہ گزشتہ دو سال میں جان نثاران دولت روزانہ دیکھتے رہے ہیں کہ حضور والا بادشاہ ثوران کی بیگم اور ملکہ کی شان میں رونق تاج و تخت ہو کر ہماری سرپرستی فرماتی تھیں۔''

نیطر طیبہ نے آشتی کی طرف دیکھا جو قریب کھڑی تھی۔ اس شریف سرو قامت خاتون نے کاہنوں کے سردار کی طرف دیکھ کر کہا۔ ''آپ مجھے تو ضرور پہچانتے ہوں گے۔''

کاہنوں کے سردار نے کہا۔ ''اے خاتون والا قدر! میں کیا سب ہی جانتے ہیں کہ آپ مصر کے ایک بہت پرانے شاہی خاندان کی آخری یادگار، سردار مریکس کی بیوی اور نواب رعمیس کی والدہ ہیں۔ جو اس وقت یہاں تشریف رکھتے ہیں اور انہی سے لڑنے کے لئے ہم اپنا لشکر لائے تھے۔ ہم آپ سے بخوبی واقف ہیں۔ مصر میں آپ سے بڑھ کر سحر اور علم غیب میں کسی کو ملکہ حاصل نہیں۔ لیکن ہم اب تک یہی جانتے تھے کہ آپ زندہ نہیں ہیں۔ بلکہ شہر منوف میں ربہ اسقط کے ہیکل میں انتقال کر چکی ہیں۔ اب البتہ سمجھ میں آتا ہے کہ غالباً سحر کے زور سے آپ اس مقام سے غائب ہو گئی تھیں۔''

آشتی نے پالکیوں کی طرف دیکھ کر پوچھا۔ ''ان میں آپ کس کو لائے ہیں۔''

اتنا سنتے ہی کاہنوں کے سردار نے آواز لگائی۔ ''قیدیوں کو پیش کیا جائے۔''

پالکیاں سامنے رکھی گئیں اور ان کے پٹ کھولے گئے اور سپاہیوں نے ہاتھ پکڑ کر ثوران، اشمون اور مرطیرہ کو باہر نکالا۔ ان سب کی مشکیں کسی ہوئی تھیں۔ تینوں قیدی دربار میں پیش ہوئے۔ نیطر طیبہ نے نہایت مکدر ہو کر کہا۔

''یہ سب تو میرے باپ کے قاتل ہیں اور میری ذلت اور رسوائی کے در پے رہ چکے ہیں۔

www.paksociety.com

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

ان کی صورتیں دکھا کر کیوں مجھے آزار پہنچایا جاتا ہے۔''

کاہنوں کے سردار نے کہا۔''محض اس بنا پر کہ عمون کا قاصد جو فقیر کے بھیس میں ہم پر ظاہر ہوا تھا اس نے ان لوگوں کو گرفتار کر کے حضور کے سامنے پیش کرنے کا حکم دیا تھا اور ہم اس حکم کا منشاء یہی سمجھے کہ حضور ہی ان مجرموں کے حق میں جو فرعون آنجہانی کے قاتل ہیں، کوئی سزا تجویز فرمائیں گے۔''

اس پر ثوران بولا۔''یہ کیونکر ہو سکتا ہے کہ شوہر کے مقدمہ میں بیوی قاضی بن کر حکم سنائے۔''

نیطر طیہ نے جواب دیا۔''بد بخت نہ تو کبھی میرا شوہر تھا اور نہ میں کبھی تیری بیوی تھی۔ میں تیری بیوی کس طرح ہو سکتی تھی جس نے فرعون کی موت کے بعد تجھے صرف آج دیکھا ہے۔ لوگو یہ قصہ جو کچھ پیش آیا وہ عجیب ہے۔اس کو غور سے سنو۔ مصر کے کاہنو! تم اس بات سے خوب واقف ہو کہ جس وقت میں پیدا ہوئی ہوں تو رب عمون نے اس قالب میں میری روح کے ساتھ ایک دوسری روح بھی پیدا کی تھی تا کہ اس جہاں کی زندگی میں مجھے وہ ہر قسم کی آفات سے بچاتی رہے۔ یہ روح میری ہمزاد تھی جو میرے قالب میں رہتی تھی۔ آفات اور خطرے پیش آئے۔ان کو رفع کرنے کے لئے ساحرہ آشتی نے جو میری دودھ ماں ہیں وہ الفاظ زبان سے ادا کئے جو ملکہ احورہ نے، جن کے بطن سے میں پیدا ہوئی تھی، مرنے کے بعد آشتی کو یاد کرا دیئے تھے وہ الفاظ آشتی نے اس غرض سے ادا کئے کہ میرے جسد خاکی سے میری ہمزاد کو علیحدہ کر کے میری جگہ قائم کرے۔اور مجھ کو آفات سے بچا لے اور یہ ہمزاد میری شکل اختیار کر کے ثوران کی بیوی بنے اور ایسی بیوی بنے جو خدا کسی مرد کو نصیب نہ کرے۔غرض میری ہمزاد نے میری جگہ اختیار کی اور میرے باپ رب عمون نے مجھے اور میری دوا آشتی کو ثوران کی قید سے رہا کیا اور رب الشمس کے سفینے میں بٹھا کر ہم دونوں کو ایک دور کے ملک میں پہنچا دیا۔ بہت سے خطروں سے ہماری حفاظت کی۔ یہاں تک کہ ہم نباطہ کے شہر میں آئے۔وہاں مجھ کو میرا ایک خادم جاں نثار ملا جس سے مجھے عشق بھی ہے۔''

یہ کہہ کر نیطر طیہ نے رعمیس کی طرف دیکھا اور مسکرائی۔

''اس اثنا میں میری ہمزاد نے وہ کام کئے جن کا اس کو حکم دیا گیا تھا۔یعنی میری طرف سے وہ مصر پر حکومت کرتی رہی اور اس کے ساتھ ہی ثوران کو اس کی تباہی کی طرف لاتی رہی۔لیکن کل

شب کو میری ہمزاد میرے قالب میں واپس آ گئی اور اب کسی انسان کو نظر نہیں آ سکتی شاید میرے مرنے کے بعد میری قبر پر وہ کسی کو نظر آ جائے۔ورنہ وہ ہمیشہ کو انسان کی نگاہ سے روپوش ہوئی۔ اب تم لوگ انصاف کرو کہ جو قصہ میں نے بیان کیا وہ سچ ہے یا غلط۔اور فی الحقیقت میں عمون کی بیٹی نیطر طیہ نجم السحر ہوں یا نہیں۔''

یہ کہہ کر نیطر طیہ نے اپنے گریبان کے بند کھولے اور سینے پر جو مقدس نشان تھا وہ سب کو دکھایا اور کہا۔''کاہنوں کا واجب التعظیم سردار اس نشان کو ضرور پہچانتا ہوگا۔''سن رسیدہ کاہن ملکہ کے قریب آیا اور اس نشان کو غور سے دیکھ کر کہنے لگا۔

''لاریب یہ عمون کا مقدس نشان ہے اور یہ ملکہ نجم عمون ہے جو اس وقت ہمارے مطلع تقدیر پر روشن ہوا ہے لیکن بعض باتیں ایسی ہیں جو اب تک ہماری سمجھ میں نہیں آئی ہیں۔خاتون آشتی آپ کل واقعات بیان کریں۔''

آشتی کھڑی ہوئی اور تمام قصہ از اول تا آخر لوگوں کو سنانے لگی۔اس کے بعد رعمیس اٹھا اور اس نے اپنا حال کہا۔اگر چہ ان قصوں میں آفتاب نصف النہار پر آ گیا تھا مگر سوائے ثوران، اشمون اور مرطیرہ کے کوئی ان کو سننے سے نہ تھکا۔ان تینوں مجرموں کو البتہ ہر لفظ میں اپنی موت کا حکم سنائی دیتا تھا۔

جب کل حالات ختم ہوئے تو تمام حاضرین پر ایک سکوت کا عالم طاری ہوا۔سب لوگوں کو یہ محسوس ہوتا تھا کہ کسی نے ہمارے لبوں پر مہر کر دی ہے۔مگر کاہنوں کے سردار نے جواب تک نیطر طیہ کے سامنے مؤدب کھڑا تھا سر اٹھایا اور آسمان کی طرف دیکھ کر کہا۔

''اے رب عمون! جس نے اس ملکہ کے قالب میں اپنی روح پھونکی تھی۔اب اپنی مرضی سے ہمیں آگاہ کرتا کہ ہم اس پر عمل کریں۔''

کچھ دیر خاموشی رہنے کے بعد بت خانہ کے تاریک حرم سے جہاں عمون کا بت نصب تھا کھٹ کھٹ کی آواز ایسی آئی جیسے کوئی سنگین فرش پر لکڑی ٹیکتا ہوا چلتا ہو۔حرم کے سامنے جو پردے لٹکتے تھے وہ ہٹا دیئے گئے اور لوگوں نے دیکھا کہ لمبی سفید داڑھی اور چندھی چندھی آنکھوں کا ایک بڈھا فقیر گدڑی پہنے کھڑا ہے۔یہ وہی بڈھا تھا جو نیطر طیہ اور آشتی کو بیابان میں ملا تھا اور ان کا تمام ناشتہ چٹ کر گیا تھا۔یہ وہی پیر کہن سال تھا جس نے تات کے بادشاہ سے ان دونوں کی جان بچائی تھی اور یہ وہی مرد غیب تھا جو کل رات کو ثوران کے لشکر میں پڑا پھرتا تھا۔

www.paksociety.com
Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint

اب اس بڈھے نے تقریر کی اور کہا۔ ''میں عمون کا قاصد ہوں جس کو شروع سے دنیا کیفر ہا
کے نام سے پکارتی آئی ہے۔ میں بیابان کا رہنے والا ہوں۔ تمہارے باپ دادا بھی میری
صورت سے واقف تھے اور تمہارے پوتے اور پڑپوتے بھی میری صورت سے واقف ہوتے
رہیں گے۔ میں وہ ہوں جو بھیک مانگتا پھرتا ہوں اور اس کے معاوضہ میں موت یا زندگی دیتا
ہوں۔ میں خدائے نوٹ کا جو کاتب تقدیر ہے قلم اور خدائے اوسیرس کا تازیانہ ہوں۔ میں عمون
کی زبان ہوں جو خداؤں کے اوپر سب کا خدا ہے۔ مصر کے لوگو، سنو! یہ واقعات جو پیش آئے
ہیں کسی معمولی یا ادنیٰ غرض سے پیش نہیں آئے۔ ان سے مراد یہ ہے کہ اس کون و مکان میں خالق
مطلق کا ایک ارادہ ظاہر و واضح ہے۔ دنیا میں انصاف ہے اور انصاف کے بعد اعمال کی جزا و
سزا۔ بادشاہ مصر جو خداؤں کا ایک وفادار بندہ تھا اس کو اس کے بھائی نے جس کا وہ اعتبار کرتا تھا
مار ڈالا۔ اس کی بیٹی نیطرطیہ کو جو رب عمون کی بھی بیٹی تھی اپنی عفت و عصمت میں خلل آنے کا
اندیشہ ہوا۔ رعمیس شاہی خاندان مصر کا شہزادہ مصر سے علیحدہ کر دیئے جانے یا موت کا لقمہ بننے
کے لئے ایک دور دراز ملک کو روانہ کیا گیا اور دو جوان صورتیں اس حاکم کے حکم سے جو مخلوق کے
دلوں پر حکومت کرتا ہے عشق و الفت کا دم بھرتی اسلائے فرقت ہوئیں بس اب جو کچھ خداؤں کا
حکم ہے وہ سنو! اور وہ حکم یہ ہے کہ ان دونوں یعنی رعمیس اور نیطرطیہ کا عقد کر دیا جائے اور مصر کے
وسیع ملک پر وہ بادشاہی کریں۔ ملک میں امن و امان قائم رکھیں تا کہ سرزمین مصر کا نام دنیا میں
روشن ہو۔ رہے یہ قاتل اور مجرم یعنی ثوران، اشمون اور مرطیرہ ان کو عمون کے حرم میں آزاد کر دیا
جائے تا کہ جو کچھ ان کی تقدیر میں ہے وہ بھی پورا ہو۔''

کیفر قاصد عمون نے اس طرح کی تقریر کی اور تقریر کے بعد جس طرف سے آیا تھا اسی
طرف چلا گیا۔ اور اس وقت کے لوگوں میں سے پھر کسی نے اس کو نہ دیکھا۔

ثوران، اشمون اور مرطیرہ کی مشکیں کھول دی گئیں اور ان کو بیت عمون کے حرم میں آزاد کر دیا
گیا اور حرم کے دروازے بند کر دیئے گئے۔ اور یہ تینوں مجرم روتے پیٹتے خداؤں کو گالیاں دیتے
رہے۔ سردار کاہن اب سب لوگوں کے سامنے آیا اور اس نے ایک ہاتھ رعمیس کا اور ایک ہاتھ
نیطرطیہ کا ملا کر دونوں کی شادی کر دی۔ اور ان کے زن و شوہر ہونے کا تمام ملک میں اعلان کر دیا
گیا۔

جب یہ ہو لیا تو رعمیس بادشاہ مصر اور نیطرطیہ نجم السحر اپنے سونے اور جواہرات کے رتھ پر

سوار ہو کر لشکر گاہ کے معائنہ کو نکلے اور پیشتر اس سے کہ سمت شمال میں تخت گاہ طیبی کا قصد کریں مصر
کے تمام امراء اور رؤسا اور رعایا نے حاضر ہو کر دونوں کی اطاعت قبول کی۔ رات ہوئی تو بادشاہ
اور ملکہ لشکر گاہ میں واپس آئے اور جشن شادی کی ضیافت میں نوشہ اور عروس پاس پاس بیٹھے۔
جب ضیافت ختم ہوئی تو نیطرطیہ نے اپنا سونے اور ہاتھی دانت کا چنگ اٹھایا اور مصر کی وہی پرانی
عشقیہ نظم جس میں عاشق نے معشوق کے لئے جان دے کر پھر جان پائی تھی گانی شروع کی۔

☆......☆......☆

پس زمانہ جواب از یادرفتہ ہو چکا ہے اور اپنی تمام نعمتیں اور برکتیں رعمیس اور نیطرطیہ کو
بخشیں اور وہی نعمتیں اور برکتیں ان کے ساتھ اب تک اس غیر فانی سلطنت میں بھی موجود ہیں
جہاں آباد ہوئے انہیں ہزار ہا برس ہو چکے ہیں۔

جب صبح ہوئی تو آشتی نے حرم کا ایک دروازہ تھوڑا سا کھول کر اندر جھانکا تو ایک نہایت ہی
خوفناک منظر دکھائی دیا اور وہ یہ تھا کہ عمون کے سنگین بت کے سامنے ثوران جس نے اپنے بھائی
کو مارا تھا مرا پڑا ہے۔ اشمون نجومی اور مرطیرہ کی لاشیں بھی قریب ہی پڑی ہیں۔ یہ نہیں معلوم ہوا
کہ ایک نے دوسرے کو ہلاک کیا یا سب اپنے ہی ہاتھ سے ہلاک ہوئے۔ یہ خون آلود لاشیں
فرش پر پڑی تھیں اور پتھر کا بت پتھر کی آنکھوں سے ان کو دیکھ رہا تھا۔

♥♥ ختم شد ♥♥

Scanned By Waqar Azeem Paksitanipoint
www.paksociety.com